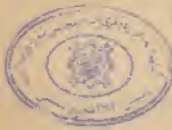


۸۷/۸۶/۸۷
احمد سولی

۱۴۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۳۰۲۲۶۸



ازالة الخفاء

عَنْ
خِلافة الخلفاء

تأليف

فخر الهند حضرت امام شاه ولی اللہ محدث دہلوی

مترجمہ
کشف الغطاء عن السنۃ البیضاء

از حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب فاروقی مجدی

جلد اول

ناشر

نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی

(ایڈیشنل پریس کراچی)

عرض ناشر

علم امت نے خلافت کے موضوع پر اور خلفاء راشدین کے فضائل و مناقب میں بے شمار کتابیں تالیف کیں۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین خیرا۔ منجملہ ان کے حضرات شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی "ازالۃ الخفاء" ہے، جو اپنے موضوع پر بے مثال اور لاثانی کتاب ہے۔ خلافت راشدہ کی حقانیت اور تفضیل شیخین کا دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اثبات جس عجیب و غریب انداز فرمایا ہے وہ حیر العقول ہے۔

یہ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے۔ پہلے حصہ کا نام مقصد اول ہے اور دوسرے حصہ کا نام مقصد دوم ہے۔ مقصد اول میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور دلائل عقلیہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اور مقصد دوم میں خلفائے راشدین کے کارناموں کا بیان ہے۔ کتاب کیا ہے ایک عظیم الشان مخزن ہے جس میں صاف و شفاف آبرلال کو جمع کیا گیا ہے جو سحاب البہام نے مصنف رحمہ اللہ کے قلب صافی پر برسیا ہے۔ اور پھر اس الہامی درایت کو روایات نبویہ سے مدلل اور مبرہن کیا ہے۔ بزرگان دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس بحث میں آج تک کوئی ایسی پاکیزہ کتاب نہیں لکھی گئی۔ مصنف کا قلم جب درایت پر چلتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم جنید اور بایزید کا ہے۔ اور جب روایت پر چلتا ہے تو روایات کا ایک عظیم دریا نظر آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم گویا ابن حجر عسقلانیؒ کا ہے۔ یہ کتاب اپنے مصنف کے تجر علی اور وسعت نظر کی شاہد عادل ہے۔ اس کتاب کی اہمیت و افادیت اور نیز یہ کہ ترجمہ میں کن کن امور کا التزام کیا گیا ہے آپ محترم مترجم کے دیباچہ میں مطالعہ فرمائیں گے۔

غیر مختلط و غفلت شعار ناشرین کی دستبرد و تحریف سے محفوظ

یہ صحیح ترجمہ

نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ ہکراچی نے

جناب مولانا محمد عبدالسلام صاحب فاروقی ابن حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب فاروقی سے دائمی حقوق طباعت و اشاعت حاصل کر کے شائع کیا۔

قیمت

جلد اول مجلد دس روپے

○

A circular stamp or seal, possibly a library or collection mark, located at the bottom center of the page. It appears to be a simple circular outline with some internal detail that is difficult to discern.

جلد اول

[illegible]

- ۲۶ (ا) خلیفہ استیلا جاتہ الشرائط کی حیثیت
 ۲۶ (ب) خلیفہ استیلا غیر جاتہ الشرائط کی حیثیت
 ۲۷ شرائط خلافت کے حامل ہونے کے باوجود ان
 چار طریقوں کے کوئی خلیفہ نہیں بن سکتا
 ۲۷ حضرت علیؑ کی خلافت کس طریقہ سے منتخب
 ہوئی؟ علماء کا اختلاف
 ۲۸ خلافت میں پانچوں پر اعتراض اور اس کا جواب
 مسئلہ پنجم - خلیفہ کے فرائض
 مسئلہ ششم - رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے
 خلیفہ سے بغاوت کرنے کی تین صورتیں
 ۳۲ ۱۔ خلیفہ کا فتنہ ہوجانے
 ۳۲ ۲۔ لوگ بلا تاویل شرعی فتنہ و فساد
 کے لئے بغاوت کریں
 ۳۲ ۳۔ دین قائم کرنے کے لئے بغاوت کریں
 مختلف باغیوں کی مختلف حیثیتیں
 ۳۳ خلفائے اربعہ کے لئے خلافت عامہ ثابت ہے۔

فصل دوم - خلافت حق کے لوازم اور اوصاف

- ۳۸ ان اوصاف پر اعتبار کرنے کے تین نکتے
 پہلا نکتہ : انبیاء کے نفوس صاف اور اعلیٰ
 ۳۹ فطرت پرست
 ۳۲ دوسرا نکتہ : پیغمبر کا حقیقی خلیفہ مثل بانسری کے جو
 تیسرا نکتہ : خلافت ایک بڑا کام ہے۔ لہذا اس کے
 لئے شان علیؑ کی نص اور اشارات ضروری ہیں
 خلافت خاصہ کے لوازم کی تفصیل :-
 پہلا لازمہ : (ا) مہاجرین اولین میں سے ہو
 (ب) حاضرین حدیبیہ میں سے ہو
 (ج) حاضرین نزول سورۃ تورات میں سے
 (د) دیگر مشاہیر میں سے بھی حاضر ہا ہو

- دوسرا لازمہ : بہشت کی بشارت پانچکا ہو
 تیسرا لازمہ : اس کے امت کے اعلیٰ طبقہ میں سے
 ہونے کی نص رسول اللہؐ نے فرمادی ہو
 چوتھا لازمہ : رسول اللہؐ نے اس کے ساتھ ولیعہد
 کا سا برتاؤ کیا ہو۔
 (ا) خلفائے اربعہ کے ساتھ رسول اللہؐ
 کے قوی برتاؤ کی مثالیں۔
 (ب) خلفائے اربعہ کے ساتھ رسول اللہؐ
 کے فعلی برتاؤ کی مثالیں
 پانچواں لازمہ : آنحضرتؐ صلعم کے ہوتے خدا کے
 بعض وعدے اس کے ہاتھ پر پورے ہوں
 چھٹا لازمہ : اس کا قول دین میں جنت قرار پایا ہو
 (ا) خلفاء راشدین کا قول دین میں جنت ہے۔
 (ب) ائمہ فقہ کے طہات کی بقول شافعی
 ساتواں لازمہ : وہ اپنے عہد میں عقل و تقوا سے
 امت سے افضل ہو۔
 خلفائے اربعہ کی فضیلت پر ترتیب خلافت ثابت ہو
 مسلک اول : ان کا اختلاف نص و اجماع سے
 ثابت ہے۔
 مسلک ثانی : ان کی فضیلت مرفوع احادیث سے
 ثابت ہے۔
 مسلک ثالث : ان کی فضیلت پر اجماع و تفصیلاً
 صحابہ کا اجماع ہے۔
 خلفاء کی فضیلت کا مایا شارع و صفات میں نہ ظہور غریبہ
 مباحث خلافت کا عار بن باتوں پر ہے ؟
 خلفائے ثلاثہ کی فضیلت ظاہر و ثابت ہے۔ اس کی چند
 قوی وجوہات :-
 اکثر صحابہ نے حسب توفیق و لازم خلافت خاصہ صل
 کر لئے تھے۔

فصل سوم - تفسیر آیات خلافت

- ان آیات کی تفسیر جو خلفائے راشدین کی حقیقت خلافت
 اور ان کے لئے لازم خلافت خاصہ کے ثابت ہونے پر
 دلالت کرتی ہیں۔
 پہلی آیت : وَدَعَا إِلَهُ الْبَنِي الْعَرَبِ إِلَى اللَّهِ . الْآيَةُ
 ۱۔ اختلاف کے معنی اور مفہوم
 ۲۔ موجودہ خلافت کی اطاعت واجب ہے
 ۳۔ خدا تعالیٰ خلیفہ کس طرح بناتا ہے
 ۴۔ اس آیت میں خلفائے راشدین کا ذکر ہے
 نہ کہ خلفائے بنو امیہ و بنو عباس کا۔
 ۵۔ موجودہ خلافت میں امن و امان ہوگا
 ۶۔ خلافت راشدہ میں دین کا استحکام ہوا
 ۷۔ حضرت علیؑ نے اس آیت کو خلفائے ثلاثہ پر
 منطبق کیا۔
 دوسری آیت : إِنَّ اللَّهَ يَنْفِخُ فِي الْفُفُوفِ . الْآيَةُ
 ۱۔ جہاد کی اجازت
 ۲۔ مسلمانوں کی نصرت کا وعدہ
 ۳۔ اجازت جہاد کے اسباب
 ۴۔ تمکین فی الارض کا وعدہ
 ۵۔ خلفائے راشدین کے ساتھ تمکین فی
 الارض کا وعدہ پورا ہوا۔
 ۶۔ آیت اختلاف اور آیت تمکین کا مطلب
 ایک ہی ہے۔
 ۷۔ یہ دونوں آیتیں خلفاء کی خلافت پر
 دلالت کرتی ہیں۔
 ۸۔ خلفاء راشدین کو غائب کہنے والے کلمہ ہیں

- ۹۔ اختلاف کا مطلب کسی ایک شخص کو خلیفہ
 بنانا ہے نہ کہ پوری قوم کو۔
 ۱۰۔ حفاظت قرآن کے وعدہ کی مثال
 ۱۱۔ ایک باریک نکتہ، خلفائے راشدین کو انہما
 ہوتا تھا۔
 ۱۲۔ خلافت راشدہ کا زمانہ نبوت کا پیغمبر زمانہ تھا
 ۱۳۔ اجماع کی صحیح تعریف
 ۱۴۔ مہاجرین اولین سے خلافت کا وعدہ الہی
 کس طرح پورا ہوا ؟
 ۱۵۔ اس بات کی دلیل کہ خلافت کا وعدہ
 خلفائے راشدین ہی کے لئے تھا۔
 ۱۶۔ ایک حکایت : تدریس و انجیل کی نشانیوں
 سے نبی آخر الزماں کی پہچان
 ۱۷۔ قاضی عبداللہ بن عمرؓ کا اعتراض اور اس کا جواب
 ۱۸۔ حدیث کے ذریعہ رسالت محمدیؐ حق ثابت
 ہوتی ہے۔
 ۱۹۔ حدیث جس سے طرح رسالت محمدیؐ ثابت
 ہے اسی طرح خلافت راشدہ ثابت ہے
 ۲۰۔ خوابوں کے ذریعہ رسول اللہؐ کو خلفاء کی
 تعیین ان کی ترتیب خلافت اور عدت
 خلافت بتائی گئی۔
 ۲۱۔ خوابوں کے علاوہ قرأت کے ذریعہ بھی
 نبی صلعم نے خلفائے راشدین کی خلافت کا
 استنباط کیا
 ۲۲۔ رسول اللہ صلعم نے خلافت کی مدت اور
 مقام کا تعین فرمایا۔
 ۲۳۔ رسول اللہ صلعم نے صاف بتا دیا کہ میرے
 بعد امت کے امور کون کون سرانجام دے گا
 اور کس ترتیب سے۔

تیسری آیت: وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُرِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
الَّذِي كُرِئَ أَنْ لَا تَمْنُنَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ عَلَى الْفَالِقِينَ
۱۲۳

۱۔ اس آیت کی تفسیر کے متعلق علامہ سیوطی نے
۱۲۳ کی کتاب انصاف سے چند روایات
۲۔ اگلی کتابوں میں عبادی لفظوں کی نشانی
۳۔ عبادی لفظوں سے خلفائے اربعہ مراد
۱۲۵ ہیں اگلی کتابوں میں ان کے نام و نشان
آئے ہیں۔
۴۔ کاہن لوگ کہانت اور روشن ضمیر لوگ
۱۳۳ خواب کے ذریعہ غیب کی باتیں معلوم
کر لیتے ہیں۔
۵۔ خلفائے ثلاثہ کی بابت کاہنوں کی
پیشگوئیاں بحوالہ کتاب انصاف
جو تھی آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
يَزْكُوا صُلُوحَكُمْ عَنْ رِبَاكُمْ قَسْوَتْ بَايَاتِي
اللَّهُ يَقُولُ بِحُجَّتِهِمْ وَيَجُودُ لَهُ الْآيَةُ
۱۔ اس آیت میں فتنہ ارتداد کی خبر دی گئی ہے
۱۳۷ اور اس کے دھمپے کی تدبیر بتائی گئی ہے۔
۲۔ ذریعہ نبوی کے آخر میں تین مدعیان نبوت
کا نامور: غسی، مشیلہ، طلیحہ۔ اور ان کے
استیصال میں حضرت ابوبکرؓ کا حصہ۔
۳۔ مرتدین کے قتل میں صحابہ کا اختلاف
۱۳۹ دیگر صحابہ کے مقابل حضرت ابوبکرؓ کا استقلال
۵۔ حضرت ابوبکرؓ کی اعصابت رائے اور
۱۴۰ ثابت قدمی کی بابت صحابہ کرام کی رائے
۶۔ آیت مذکورہ بالا میں حضرت صدیق اکبرؓ
کی جانب اشارہ ہے۔
۷۔ اس آیت میں مذکورہ گروہ کی کچھ صفات
۱۴۱ بیان ہوئی ہیں۔

۸۔ غزوہ بدر و حدیبیہ کے بعد قتال مرتدین کا
۱۴۲ ہی مرتبہ ہے۔
۹۔ مذکورہ بالا آیت صدیق اکبرؓ کی شان
۱۴۳ میں نازل ہوئی۔
۱۰۔ واقعہ ارتداد اور اس سے متعلق وعدہ
۱۴۴ ذریعہ نبوی میں پورا ہوا۔
۱۱۔ مجاہدین واقعہ ارتداد خدا کے محبوب اور
۱۴۵ ابوبکرؓ مثل جارح کے تھے۔
۱۲۔ آیت ہذا میں مذکورہ کچھ صفات حضرت
۱۴۶ ابوبکرؓ ہی کی ہیں۔
پانچویں آیت: قُلْ لِلَّهِ الْخَلْقُ كُلُّهُ
سَيُخَوِّذُ إِلَى قَوْمٍ الْآخِرِينَ
۱۔ اس آیت کی شان نزول
۱۴۸ واقعہ حدیبیہ عظیم شام خیر سے ہے
۱۴۹ جہاد کی طرف بلانا خلیفہ کے اعظم صفات ہو
۱۵۰ آیت ہذا میں مذکورہ چار اوصاف کی
۱۵۱ تشریح اور تفسیر۔
۵۔ اس جہاد کی طرف بلانے والے خلفائے
۱۵۳ ثلاثہ تھے۔
چھٹی آیت: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا
مَعَهُ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِللَّهِ
۱۔ یہ آیت اہل حدیبیہ کی فضیلت میں نازل
۱۵۸ ہوئی ہے۔
۲۔ اس آیت کی تفسیر و معانی
۱۶۰ اس آیت میں اسلام کی ان چار تدبیریں
۱۶۱ حالتوں کا ذکر ہے جو خلافت عثمانی تک
پیش آئیں۔
ساتویں آیت: يُدْعِي دُنَآنَ لِيُظْهِرَهُ لِقَآءِ اللَّهِ
بِأَحْسَنِ مَا هُوَ فِيهِ
۱۶۲

۱۔ اس آیت کا مقصود
۱۶۵ غلبہ اسلام کب ہوگا؛ مختلف اقوال
۱۶۶ مصنف کا قول
۱۶۶ آخر دور میں غلبہ اسلام کی بابت آنحضرتؐ
کی پیشگوئیاں۔
۵۔ ایک باریک بحث
۱۶۷ حضرت عیسیٰ کے خلیفہ بنائے کا طریقہ
۱۶۸ دین اسلام کو غالب کرنے کا قاعدہ
۱۶۹ بحث نبوی کے وقت ہرونی دنیا کی حالت
۱۷۰ امور نبوت کی تکمیل کے لئے رسول اللہؐ
کا کسی کو خلیفہ بنانا ضروری تھا۔
۱۰۔ بدعتی کون ہے؟ حضرت اور انصاف کی روید
۱۷۱ آٹھویں آیت: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ
لِلْعَالَمِينَ
۱۔ خیر امت کی تشریح و توضیح
۱۷۲ خیر امت کا خطاب صرف انہوں کے لئے ہو
۱۷۳ بچپلوں کے لئے نہیں۔
۳۔ اس آیت کے مصلحت خلفائے اشدین ہیں۔
۱۷۴ نویں آیت: لَا تَسْبِقُ يَوْمَئِذٍ الْقَوْمَ مِنَ الْفَتْحِ
۱۔ تمام صحابہ ایک مرتبہ کے نہیں ہیں۔
۱۷۵ فتح سے فتح منکر اور سب صحابہ مدیہ؟
۱۷۶ یہ آیت حضرت ابوبکرؓ کی حق میں نازل
۱۷۷ ہوئی ہے۔
۴۔ سب پہلے ابوبکر صدیقؓ بنے تو اس بارے
۱۷۸ میں نے کو اپنا اسلام ظاہر کیا۔
۵۔ اوائل اسلام میں ابوبکر صدیقؓ کا چچا
۱۷۹ ابوبکرؓ عوام و خواص سب پر فضیلت
کلی رکھتے تھے۔

دسویں آیت: إِنَّمَا كُنَّا نُرِيَنَّكَ الْفِتْنَةَ
لَعَلَّكَ تَفْهَمُ
۱۹۱ گیارہویں آیت: لَا تَحْزَنْ بِهِ سَأَلَكَ
لِيُصَلِّحَ بِهِ الْآيَةَ
۱۔ اس آیت کی تفسیر
۱۹۱ ابن عباسؓ کی تفسیر برتولت کا اعتراض
۱۹۲ جمع، قرآن اور بیان کے الگ الگ
۱۹۳ معانی و مطالب
۴۔ جمع قرآن و حفظ قرآن کا وعدہ الہی
۱۹۴ خلافت شیخین میں پورا ہوا۔
۱۹۵ ایک باریک بحث کی وضاحت
۱۔ نبوت نہ کسی چیز سے نہ پیدا
۱۹۶ نبوت عطا ہونے کے اسباب و شرائط
۲۔ نبی کے لئے کن صفات کا ہونا ضروری ہے
۱۹۷ جیسے نبوت کسی اور پیدا نہیں ہو سکتی
۱۹۸ طرح نبی کی خلافت خاصہ بھی کسی اور پیدا
ہو نہیں۔
۵۔ نبی اور نبی کے خلیفہ کی تعریف کے الفاظ
۱۹۹ کی باطنی اور ظاہری صورت۔
۶۔ خلیفہ خاص کے ہم اوصاف و لوازم
۲۰۰ ان اوصاف کے بعض حاملین خلیفہ کیوں
۲۰۱ نہیں بنتے؟
۸۔ داعیہ البیہ کا دل میں پایا جانا اور کلمۃ اللہ
۲۰۲ کا اس کے ہاتھ سے بلند ہونا اصل لوازم
خلافت خاصہ میں اور باقی لوازم فرع ہیں
۲۰۳ اس مقدمہ میں بیان کردہ نکات کی دلیل
۲۰۴ میں چند احادیث۔
۱۰۔ لوگوں کے جہل و گمراہی اور غلط اعتقادات کو
۲۰۵ دور کرنے کے لئے نبوت انبیاء ہوتی ہے

- ۱۱۔ فضلہ الہی پہ ملار اعلیٰ میں اترتی ہے
- ۱۲۔ انبیاء کرام اخلاق جہلی میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔
- ۱۳۔ بعض غیر انبیاء بھی اصل جوہر نفس میں انبیاء کے مشابہ ہوتے ہیں۔
- ۱۴۔ خلفائے راشدین جوہر نفس انبیاء کے مشابہ تھے
- ۱۵۔ انبیاء کو ہدایت قوم کی بابت ایک مضبوط داعیہ ملتا ہے۔
- ۱۶۔ حواری پیغمبر کو بھی یہ داعیہ ملتا ہے۔
- ۱۷۔ کسی شخص کی خلافت خاصہ کے ساتھ ارادۃ الہی قائم ہوتے ہی اس کو قبل از خلافت فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔

فصل چہارم۔ احادیث خلافت

- ۱۔ ان احادیث و آثار کا بیان جو خلفائے راشدین کی خلافت پر تصریح یا تلویح اور ان کے لئے لازم خلافت خاصہ کے ثابت ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔
- ۱۔ اجماع کی تعریف اور خلفائے راشدین کی خلافت پر اجماع
- ۲۔ آنحضرت کی تلویحات اور اشارے یا تو خلافت عامہ کے لئے ہیں یا خلافت خاصہ کے لئے
- ۳۔ ایک تردد کا ازالہ۔ تعریض علی تصریح کے حکم میں ہے۔
- ۴۔ تعریض الفاظ سے نہیں بلکہ قرآن کی مدد سے دلالت کرتی ہے۔
- مسند ابو بصیر (۱ روایات)
- ۱۔ خلیفہ کے لئے قریشی النسب ہونے کی شرط پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے

- ۲۔ قدرت ہونے کے بعد جو آنحضرت نے اپنے خلفاء کا نام کیوں نہیں لیا؟
- ۳۔ خلافت کی بشارت معلوم ہونے کے بعد بھی ابو بکر نے بیت کے وقت کیوں تعذیب کی؟
- ۴۔ حضرت صدیقؓ کا اپنی خلافت کو سوابق اسلام سے ثابت کرنا۔
- ۵۔ حضرت صدیقؓ کا حضرت فاروقؓ کی خلافت کو ان کی فضیلت سے ثابت کرنا۔
- مسند عمر بن خطابؓ (۲۷ روایات)
- ۱۔ شرائط خلافت کے متعلق روایات
- ۲۔ خلافت خاصہ پر یمن کو نیا لے گراہ ہیں
- ۳۔ حضرت صدیقؓ کی فضیلت حضرت عمرؓ کے قول سے بتواتر ثابت ہے۔
- ۴۔ حضرت عمرؓ کا امامت نماز کی تفویض سے خلافت صدیقیہ پر استدلال کرنا۔
- ۵۔ حضرت عمرؓ کا خلافت حضرت صدیقؓ پر ان کے سوابق اسلام سے استدلال کرنا
- ۶۔ حضرت عمرؓ کا زمانہ ظہور وقت اسلام میں خلفائے راشدین کی خلافت واقع ہونے سے اس کو خلافت خاصہ سمجھنا
- ۷۔ حضرت عمرؓ کا حدیث قرون ثلاثہ سے خلفائے راشدین کی خلافت کو خلافت خاصہ سمجھنا
- ۸۔ حضرت عمرؓ کا اپنے دور میں فقہ عامہ واقع نہ ہونے کی وجہ سے اپنی خلافت کو خلافت خاصہ سمجھنا
- ۹۔ اپنی محدثیت سے اور اپنی رائے کے مدد پر دہی ہونے سے حضرت عمرؓ کا اپنی خلافت پر استدلال کرنا۔
- ۱۰۔ حضرت عمرؓ کا اپنے زمانہ خلافت میں اپنی

- ۸۔ حضرت علیؓ کی حدیث سے بوجہ تعریض علی خلافت شیخ پر استدلال۔
- ۹۔ حضرت علیؓ کا تفویض امامت حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال
- ۱۰۔ حضرت مرقضیؓ کا حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد ان کی قرابت کرنا۔
- ۱۱۔ حضرت عثمانؓ کے قتل سے حضرت علیؓ کا اظہار برکت اور ان کی فضیلت کی شہادت دینا۔
- ۱۲۔ حضرت علیؓ کی شہادت کہ عثمانؓ ان لوگوں میں سے ہیں جو ایمان لائے پھر خط سے ڈرے اور پیچھے کا سرکتے۔
- مسند ابو عبیدہ بن جراح و معاویہ بن جبش (۲ روایات)
- ۱۔ چونکہ خلفائے راشدین کی خلافت اس فرج میں واقع ہوئی جسے نبیؐ نے خلافت رحمت فرمایا تھا لہذا وہ خلافت خاصہ ہے۔
- ۲۔ ابو عبیدہ بن جراح کا خلافت صدیقی پرانے سوابق اسلام سے استدلال کرنا۔
- مسند عبد الرحمن بن عوفؓ (۳ روایات)
- ۱۔ دس صحابہ کے جتنی ہونے کی بشارت دلی حدیث۔
- ۲۔ حضرت عبد الرحمنؓ کی رائے خلافت صدیقی پر
- ۳۔ عبد الرحمنؓ کی رائے عثمانؓ کی خلافت پر
- مسند زبیر بن عواصرؓ (۱ روایت)
- ۱۔ حضرت زبیرؓ کا بعد وقت خلافت صدیقی کا قائل ہو جانا اور ان کی فضیلت و تحقیق خلافت کو تسلیم کر لینا۔
- مسند طلحہ بن عبید اللہؓ (۳ روایات)
- ۱۔ حضرت طلحہؓ کا عمر فاروقؓ کی شہادت و صفت بیان کرنا

- ۲۴۴۔ فضیلت بیان کرنا۔
- ۱۱۔ حضرت عمرؓ کا اپنے بعد خلافت کو سچے افراد کی شورشی کے سپرد کر دینا۔
- مسند عثمان بن عفانؓ (۷ روایات)
- ۱۔ حضرت عثمانؓ کا استدلال مشایخ خلافت کی خلافت خاصہ پر ان کے سابقین اسلام ہونے کی وجہ سے۔
- ۲۔ حضرت عثمانؓ کا ان سے بغاوت کے حرام ہونے پر اپنے سوابق اسلام سے
- ۳۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے سوابق اسلام پر لوگوں کے اعتراضات و الزامات کا کیا جواب دیا؟
- ۴۔ حضرت عثمانؓ اپنے جتنی ہونے کو یقین کے ساتھ جانتے تھے۔
- ۵۔ حضرت عثمانؓ کا یقین کے ساتھ جاننا کہ
- مسند علی بن ابی طالبؓ (۳۶ روایات)
- ۱۔ شرائط خلافت
- ۲۔ شیخین کی فضیلت حضرت علیؓ سے بتواتر ثابت ہے۔
- ۳۔ دیگر صحابہ نے بھی اس روایت میں حضرت علیؓ کی مواخت کی ہے۔
- ۴۔ علی مرقضیؓ کو شیخین پر فضیلت دینے والا خود بقول علیؓ پرستی اور مستحق تعزیر ہے۔
- ۵۔ شیخین کے جتنی ہونے کی بشارت بروایت علیؓ۔
- ۶۔ روایت علیؓ شیخین سابقین مقررین میں سے تھے
- ۷۔ روایت علیؓ شیخین دو نبوت ہیں بعد کی بڑھوت

- ۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں حضرت طلحہؓ کی حدیث۔
- ۲۴۷۔ مسند سعد بن ابی وقاصؓ (۵۔ روایات)
- ۲۴۸۔ ۱۔ حضرت عمرؓ سے شیطان کا بھگا گنا
- ۲۔ حضرت سعدؓ کا لوگوں کو حضرت عثمانؓ کی بغاوت سے روکنا۔
- ۳۔ خلافت قریش کے لئے مخصوص ہے۔
- ۲۸۰۔ مسند سعید بن زیدؓ (۳۔ روایات)
- ۲۸۱۔ ۱۔ دس صحابہؓ کے جنتی ہونے کی بشارت والی حدیث۔
- ۲۔ حضرت ابو بکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا۔
- ۲۸۱۔ مسند سعید بن عمرؓ (۲۳۔ روایات)
- ۲۸۲۔ ۱۔ خلافت قریش میں رکھی گئی ہے۔
- ۲۔ ابتداء اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کفار قریش سے جہاد کر لیا گیا ہے اور ان کے لئے اولیٰ ہیں۔
- ۳۔ خلفائے راشدین کی فضیلت پر تریب خلافت حدیث کے کو بیچ گئی ہے۔
- ۲۸۹۔ ۲۔ کنز والاثواب جو خلافت شیخین پر کھلی دلیل ہے۔
- ۲۹۰۔ ۵۔ خلفاء کے فضائل بالترتیب بیان کر کے ان کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریف کرنا۔
- ۲۹۱۔ ۶۔ شیخین کے لئے بشارت کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جبرے اٹھیں گے۔
- ۲۹۱۔ ۷۔ مناقب ابو بکر صدیقؓ
- ۲۹۲۔ ۸۔ مناقب عمر بن خطابؓ
- ۲۹۳۔ ۹۔ اہل بدر کو بشارت
- ۲۹۳۔ ۱۰۔ حضرت عثمانؓ کے ہمراہ اٹھنا حضرت بن عمرؓ کی طاعت جو

- ۱۱۔ ابن عمرؓ کی روایت کہ عثمانؓ مظلوم شہید ہوں گے۔
- ۲۹۴۔ ۱۲۔ حضرت ابن عمرؓ کا قند سے علیحدہ رہنا
- ۲۹۵۔ مسند عبد اللہ بن عباسؓ (۱۲۔ روایات)
- ۲۹۶۔ ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات سے پہلے کا خطبہ جس سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔
- ۲۹۶۔ ۲۔ اہل نماز کی حدیث جس سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔
- ۲۹۹۔ ۳۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے مناقب
- ۲۹۹۔ ۴۔ ابن عباسؓ کا احوال شیخین کو حدیث نبویؐ کے بعد حجت ماننا۔
- ۲۹۸۔ ۵۔ ابو بکرؓ کی حدیث جس سے خلافت خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے۔
- ۲۹۸۔ ۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کی خلافت پر تفصیل نص کی نہ نبی ہاشم کی خلافت پر۔
- ۲۹۹۔ ۷۔ ابو بکر صدیقؓ ہیں اور باقی خلفاء شہید ہیں۔
- ۳۰۰۔ ۸۔ ابن عباسؓ کا قول حضرت عثمانؓ کے متعلق
- ۳۰۰۔ مسند ابو موسیٰ اشعرؓ (۸۔ روایات)
- ۳۰۰۔ ۱۔ خلافت قریش میں رکھی گئی ہے۔
- ۳۰۰۔ ۲۔ خلفاء کے لئے جنت کی بشارت اور ان کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریف اور حضرت عثمانؓ کو بولے سے ڈرانا۔
- ۳۰۱۔ ۳۔ حدیث امامت نماز جس سے خلافت صدیقؓ پر استدلال کیا جاتا ہے۔
- ۳۰۳۔ ۴۔ حضرت ابو موسیٰؓ کا قند سے علیحدہ رہنا۔
- ۳۰۶۔ مسند عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ (۳۔ روایات)
- ۳۰۶۔ ۱۔ خلفاء کو جنتی ہونے کی بشارت
- ۳۰۶۔ ۲۔ خلفائے راشدین کی خلافت خلافت خاصہ
- ۳۰۶۔ ۳۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حدیث جس سے استدلال کیا جاتا ہے۔
- ۳۰۸۔ ۱۔ خلافت قریش میں رہے گی۔
- ۳۰۸۔ ۲۔ اہل بدر کی حدیث جس سے خلافت خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے۔
- ۳۰۸۔ ۳۔ کنز والی حدیث جس سے خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔
- ۳۱۰۔ ۴۔ وہ حدیث جس میں خلافت خاصہ کا مقام مدینہ بیان کیا گیا ہے۔
- ۳۱۰۔ ۵۔ قرون ثلاثہ والی حدیث جس سے خلافت خاصہ پر استدلال کیا جاتا ہے۔
- ۳۱۱۔ ۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل از وفات جس سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔
- ۳۱۲۔ ۷۔ اللہ کے وعدے جو خلفاء کے ہاتھوں پر پورے ہوئے۔
- ۳۱۲۔ ۸۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مناقب۔
- ۳۱۳۔ ۹۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے مناقب۔
- ۳۱۵۔ ۱۰۔ حضرت عثمانؓ کے مناقب۔
- ۳۱۵۔ ۱۱۔ حضرت عثمانؓ کا ظلم قتل کیا جانا اور قتل کے روزان کا حق پر ہونا۔
- ۳۱۵۔ ۱۲۔ حضرت ابو بکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا۔
- ۳۱۶۔ ۱۳۔ اہل بدر کے جنتی ہونے کی بشارت۔
- ۳۱۶۔ ۱۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا قند سے علیحدہ رہنا۔
- ۳۱۶۔ مسند اہل المؤمنین عائشہؓ (۱۶۔ روایات)
- ۳۱۶۔ ۱۔ مسجد نبویؐ کا سنگ بنیاد رکھنے کی حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔
- ۳۱۶۔ ۲۔ قرون والی حدیث جس سے خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

- ۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول خلافت شیخین کے متعلق ۳۱۷
 ۴- حدیث "ادعی لی ما بیکو" جس سے حضرت صدیق ۳۱۷
 کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے۔
 ۵- نبی صلعم کا خطبہ قبل از وفات جس سے خلافت ۳۱۸
 صدیقیہ پر استدلال کیا جاتا ہے۔
 ۶- امامت نماز کی حدیث جس سے خلافت ۳۱۸
 صدیقیہ پر استدلال کیا جاتا ہے۔
 ۷- مناقب حضرت ابوبکر صدیق رضی ۳۱۹
 ۸- مناقب حضرت عمر بن خطاب رضی ۳۲۰
 ۹- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب ۳۲۱
 مسند انس بن مالک (۱۳ روایات) ۳۲۲
 ۱- خلافت کا تشریح میں ہونا۔ ۳۲۲
 ۲- حضرت کے بعد خلفاء کو تحصیل زکوٰۃ کا اختیار ۳۲۲
 عنایت ہونے سے انکی خلافت پر استدلال
 ۳- حضرت ابوبکر کا صدیق اور باقی خلفاء کا ۳۲۳
 شہید ہونا۔
 ۴- شیخین کا افضل امت ہونا۔ ۳۲۳
 ۵- رسول خدا صلعم کا خلفاء کی مع چند صحابہ ۳۲۴
 کے تعریف کرنا۔
 ۶- رسول خدا صلعم کے سلسلے بروز وفات ۳۲۴
 امامت نماز کا واقعہ۔
 ۷- شیخین کا تقرب نبی صلعم کے پاس ۳۲۵
 ۸- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب ۳۲۵
 ۹- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب ۳۲۵
 ۱۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا محبت شیخین کو وسیلہ ۳۲۶
 تقرب الہی بنانا۔
 مسند ابوسعید خدری (۶ روایات) ۳۲۶
 ۱- نبی صلعم کا خطبہ قبل از وفات جس میں آپ ۳۲۶
 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان فرمائے

- ۲- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب ۳۲۷
 ۳- شیخین کے جنتی ہونے کی بشارت اور ان کے ۳۲۸
 سابقین مقررین ہونے کی طرف اشارہ
 ۴- شیخین کا ولیہد ہونا اور دین کے کام کا ۳۲۸
 ان سے پورا ہونا۔
 ۵- خلافت خلفاء پر دلیل کہ ان کی خلافت ۳۲۸
 امرائے خیر کے موعودہ زمانہ میں ہوئی۔
 مسند جابر بن عبد اللہ (۸ روایات) ۳۲۹
 ۱- خلافت خاص قریش کے لئے مخصوص ہے ۳۲۹
 ۲- خلفائے راشدین کی خلافت کی دلیل ۳۲۹
 ۳- خلفائے راشدین کے لئے جنتی ہونے کی بشارت ۳۲۹
 ۴- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب ۳۳۰
 ۵- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب ۳۳۱
 ۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب ۳۳۱
 ۷- اہل حدیبیہ کے لئے جنتی ہونے کی بشارت ۳۳۲
 مسانید مہاجرین اصحاب رسول اللہ صلعم ۳۳۲
 مسند عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (۲ روایات) ۳۳۲
 ۱- شیخین کا سب افضل اور سابقین مقررین ۳۳۲
 میں سے ہونا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عرشہ فضل ہونا
 ۲- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا باقی اسلامیہ ۳۳۳
 مسند عقیقہ بن عامر رضی اللہ عنہ (۹ روایات) ۳۳۳
 ۱- خلافت خلفاء کی دلیل ان کے ساتھ ۳۳۳
 ولیہدی کے ہر تاق سے۔
 ۲- شیخین کے قول کا حجت ہونا اور ان کی ۳۳۳
 پیروی کا واجب ہونا۔
 ۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی دلیل اور یہ کہ ۳۳۳
 وہ باب الفتوح کے قتل تھے۔
 ۴- خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کی دلیل اور یہ کہ انکی شہادت ۳۳۴
 کے بعد ام خلافت کبھی مستقیم نہ ہوگا۔ ۳۳۵
 ۵- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ۳۳۶
 باغیوں کے حق میں۔
 ۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تھے مگر امت ۳۳۶
 ان پر متفق نہ ہوئی لہذا نبی صلعم نے انہیں
 خلیفہ نہیں بنایا۔
 ۷- خلفائے راشدین کی خلافت کی دلیل ۳۳۶
 رسول اللہ صلعم کی بیان کی ہوئی ترتیب سے۔
 مسند ابو ذر (۲ روایات) ۳۳۷
 ۱- خلافت خلفائے راشدین پر تعریف ظاہر ۳۳۷
 ۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا حکم اور ۳۳۹
 طریقہ واجب الاقدار ہے۔
 مسند مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ (۱ روایت) ۳۳۹
 ۱- خدا کے دہرے جو خلفائے راشدین کے ۳۳۹
 ہاتھوں پر پورے ہوتے۔
 مسند خطاب بن ارت رضی اللہ عنہ (۱ روایت) ۳۴۰
 ۱- اللہ تعالیٰ کے دہرے جو خلفائے راشدین ۳۴۰
 کے ہاتھوں پر پورے ہوتے۔
 مسند بکر بن اریض رضی اللہ عنہ (۸ روایات) ۳۴۱
 ۱- ابوبکر کا صدیق اور عمر عثمان کا شہید ہونا ۳۴۱
 ۲- حدیث قرہ بن ثلاثہ ۳۴۱
 ۳- حدیث امامت نماز ۳۴۱
 ۴- مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۳۴۲
 مسند عقیقہ بن عامر رضی اللہ عنہ (۳ روایات) ۳۴۲
 ۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی اسے پر ۳۴۲
 عمل کرنا چاہئے۔
 ۲- خدا کے دہرے جو خلفائے راشدین کے ۳۴۲
 ہاتھوں پر ظاہر ہوتے۔
 مسند سفینہ رضی اللہ عنہ (۲ روایات) ۳۴۳
 ۱- خلفائے راشدین کی خلافت کی دلیل ان میں اس ۳۴۳
 کا بیان جس میں ان کی خلافت ہوگی۔
 ۲- خلفائے راشدین کی خلافت کی دلیل ان میں اس ۳۴۳
 خواب سے۔
 مسند عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ (۲ روایات) ۳۴۵
 ۱- خلفائے راشدین کی سنتوں کا واجب اتباع ہونا ۳۴۵
 ۲- اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا خلفائے راشدین ۳۴۶
 کے ہاتھوں پر ظاہر ہونا۔
 مسند عبد الرحمن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ (۲ روایات) ۳۴۷
 ۱- شیخین کی رائے کا درست اور جنت شریعہ ہونا ۳۴۷
 اور ان کی خدمت کی جانب اشارہ۔
 ۲- خلافت مہاجرین و انہیں کا حق ہے نہ کہ مطلقاً ۳۴۷
 مسند ابو ارویض رضی اللہ عنہ (۱ روایت) ۳۴۸
 ۱- شیخین کی خلافت کی دلیل اور خدا تعالیٰ کے ۳۴۸
 وعدوں کا ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہونا۔
 مسند ابو امامہ بانی رضی اللہ عنہ (۱ روایت) ۳۴۸
 ۱- شیخین کی منقبت ۳۴۸
 مسند سالم بن عبد الجبار رضی اللہ عنہ (۱ روایت) ۳۴۸
 ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت نماز والی حدیث ۳۴۸
 مسند عرفجہ رضی اللہ عنہ (۱ روایت) ۳۴۹
 ۱- حدیث وزن ۳۴۹
 مسند عریاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ (۱ روایت) ۳۵۰
 ۱- حدیث اللہ نے اہل زمین پر نظر کی عیب ۳۵۰
 سب کو اپسند کیا۔
 مسند ربیع بن کعب رضی اللہ عنہ (۱ روایت) ۳۵۱
 ۱- نبی صلعم کی بارگاہ میں اور صحابہ کی نزدیک ۳۵۱
 ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منزلت کا بیان۔
 مسند ابو بکر رضی اللہ عنہ (۱ روایت) ۳۵۱
 ۱- ان کی حدیث اہل قریش کی خلافت میں۔ ۳۵۲

۳۵۳	مسند عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ (۲- روایات)
۳۵۳	ان کی حدیث ابو بکر صدیق رحمہ اللہ کے مقدمہ اسلام ہونے میں
۳۵۴	مسند سلمان فارسی رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۵۴	حضرت عمرؓ کی فضیلت میں ان کا قول
۳۵۵	مسند ذی نجر رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۵۵	ان کی حدیث خلافت قریش کے متعلق
۳۵۵	مسند عوف بن مالک صحابی رحمہ اللہ (۳- روایات)
۳۵۵	ان کی حدیث خلافت راشدہ کے بیان میں
۳۵۶	مسند عبد اللہ بن عقیل مزی رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۵۶	صحابہ کرام سے محبت رکھنے کے متعلق
۳۵۶	ان کی حدیث
۳۵۶	مسند امام المؤمنین جعفر رحمہ اللہ (۲- روایات)
۳۵۶	۱- حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں ان کی حدیث
۳۵۸	۲- ان کی حدیث بشارت اہل بدر و حدیثیں کے متعلق
۳۵۹	مسانید انصار اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۳۵۹	مسند معاذ بن جبل رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۵۹	رسول اللہؐ کا خلافت راشدہ کو رحمت قرار دینا
۳۵۹	مسند ابی بن کعب رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۵۹	حضرت عمرؓ کی فضیلت میں ان کی حدیث
۳۶۰	مسند ابویوب انصاری رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۶۰	ملکی فتوحات کے متعلق ان کی حدیث
۳۶۰	مسند ابوالدرداء رحمہ اللہ (۲- روایت)
۳۶۰	۱- ان کی حدیث تعریف خلافت شیخین کے متعلق
۳۶۱	۲- رسول خداؐ اور صحابہ کے نزدیک ابو بکرؓ کا مرتبہ
۳۶۲	مسند اسید بن حضیر رحمہ اللہ (۲- روایت)
۳۶۲	۱- ابو بکرؓ کی فضیلت صحابہ کے نزدیک
۳۶۲	۲- ان کا یہ قول کہ فضول کو افضل پر ترجیح دینا حضرت عمرؓ کے بعد ہوگا
۳۶۳	مسند زید بن ثابت رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۶۳	صحابہؓ میں سب زیادہ حق خلافت ہیں
۳۶۵	مسند زید بن خارجر رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۶۵	ان کا اپنی وفات کے بعد خلفائے ثلاثہ کے فضائل بیان کرنا
۳۶۶	مسند رافع بن رافع زرقی رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۶۶	اہل بدر کی فضیلت
۳۶۶	مسند رافع بن خدیج رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۶۶	اہل بدر کی فضیلت
۳۶۶	مسند ابوسعید بن مہاشی رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۶۶	رسول خداؐ کا خطبہ ابو بکر صدیقؓ کے مناقب میں
۳۶۶	مسند ہریر ابن عازب رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۶۶	ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق
۳۶۹	مسند ام حرام انصاریہ رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۶۹	غزوہ بدر کے وعدہ کا بیان جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں پورا ہوا
۳۶۹	مسند ہبل بن سعد سعدی رحمہ اللہ (۲- روایات)
۳۶۹	۱- حضرت ابو بکرؓ کی صدیقیت اور حضرت عمرؓ و عثمانؓ کی شہادت کا اثبات
۳۶۹	۲- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت ابو بکرؓ کی منزلت
۳۷۱	مسند نعمان بن بشیر رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۷۱	حدیث قرون ثلاثہ
۳۷۱	مسند عوف بن ساعدہ رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۷۱	صحابہ کرامؓ کو بزرگ کرنے کی ممانعت اور صحابہ کی فضیلت کا بیان

۳۷۱	مسند شاذان بن اوس رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۷۱	ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق
۳۷۲	مسند حسان بن ثابت رحمہ اللہ (۲- روایات)
۳۷۲	حضرت ابو بکرؓ کی تعریف میں ان کے اشعار
۳۷۲	مسند ابوالہشیم بن تہان رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۷۲	حضرت ابو بکرؓ کی مہبت میں ابوالہشیمؓ کے اشعار
۳۷۲	مسند کعب بن عجرہ رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۷۲	ان کی حدیث کہ حضرت عثمانؓ نہ حق پرست تھے
۳۷۵	مسانید دیگر صحابہ رحمہ اللہ
۳۷۵	مسند جابر بن عمر رحمہ اللہ (۲- روایات)
۳۷۵	۱- خلافت قریش میں رہنے کے
۳۷۵	۲- خدا کے وعدے جو خلفائے ثلاثہ کے ہاتھوں پر پورے ہوئے
۳۷۶	مسند عدی بن حاتم رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۷۶	ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق
۳۷۶	مسند کرز بن عوف مزی رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۷۶	ان کی حدیث فتوحات ملکی کے متعلق
۳۷۸	مسند عبد اللہ بن حوالم رحمہ اللہ (۲- روایات)
۳۷۸	۱- ان کی حدیث حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق
۳۷۸	۲- ان کی حدیث حضرت عثمانؓ سے بغاوت کی ممانعت میں
۳۷۹	مسند ہاشم بن عقیل بن قاص رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۷۹	ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق
۳۷۹	مسند نافع بن عقیل بن ابی وقاص رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۷۹	ان کی حدیث فتوحات کے متعلق
۳۷۹	مسند عبد اللہ بن شہام بن زرقی رحمہ اللہ (۲- روایات)
۳۷۹	حضرت عمرؓ کی فضیلت کا بیان
۳۸۰	مسند عمران بن حصین خزاعی رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۸۰	حدیث قرون ثلاثہ
۳۸۱	مسند عبد الرحمن بن ابی بکر رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۸۱	حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کی دلیل
۳۸۱	مسند عثمان بن ارقم رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۸۱	حضرت عمرؓ فاروقی کے سوانح اسلام
۳۸۲	مسند اسود بن سریح رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۸۲	حضرت عمرؓ کی فضیلت کا بیان
۳۸۲	مسند ابو حنیفہ سواری رحمہ اللہ (۲- روایت)
۳۸۲	۱- خلافت قریش میں رہنے کے
۳۸۳	۲- فضیلت شیخین کا بیان
۳۸۳	مسند عبد اللہ بن زمعہ بن اسود رحمہ اللہ (۳- روایات)
۳۸۳	حضرت ابو بکر صدیقؓ کی امامت نماز کا بیان
۳۸۳	مسند ابو بکر ثقفی رحمہ اللہ (۲- روایات)
۳۸۳	حدیث وزن
۳۸۵	مسند عمر بن حنظل رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۸۵	آسمان سے نکلنے والے ڈول والے خواب کی حدیث
۳۸۵	مسند عباس بن عبد المطلب رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۸۵	حضرت ابو بکرؓ کی امامت نماز کا بیان
۳۸۶	مسند ابوالطفیل رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۸۶	حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا بیان
۳۸۶	مسند عمر بن کعب رحمہ اللہ (۲- روایات)
۳۸۶	عثمانؓ زیادہ قنہ میں ہدایت ہوں گے
۳۸۶	مسند ابورمثرہ رحمہ اللہ (۱- روایت)
۳۸۸	بارگاہ نبویؐ میں شیخین کے تقرب کا بیان
۳۸۹	مسند نافع بن عبد الحارث رحمہ اللہ (۳- روایات)
۳۸۹	ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے جتنی جو سبکی بشارت
۳۸۹	مسند جبر بن مطعم رحمہ اللہ (۱- روایت)

۳۸۹	ابوبکرؓ کی خلافت کی دلیل	۳۹۴	خطبہ نبویؐ کا ذکر جس میں ابوبکرؓ کے فضائل ہیں
۳۹۰	مسند عبد الرحمن بن زبیرؓ (۲- روایات)	۳۹۸	مسند مجتبیٰ ابو محمدؓ
۳۹۰	۱۰۔ ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت		ان کی حدیث چند صحابہؓ کی تعریف میں ہیں
۳۹۰	۲۔ حضرت عمرؓ کی فضیلت	۳۹۸	خلفائے اربعہ بھی ہیں
۳۹۱	مسند عبد الرحمن بن خباب سلمیؓ (۱- روایت)	۳۹۸	مسند زرارہ بن عمروؓ
۳۹۱	حضرت عثمانؓ کی فضیلت		ان کی حدیث اس خواب کے متعلق جو حضرت عثمانؓ کے برسرِ حق ہونے پر دلائل گواہ ہیں
۳۹۱	مسند عبد الرحمن بن عمرؓ (۱- روایت)	۳۹۹	مسند جابر بن عبد اللہؓ
۳۹۱	حضرت عثمانؓ کی فضیلت کا بیان		مسند ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت
۳۹۲	مسند معاویہ بن ابی سفیانؓ (۲- روایات)	۳۹۹	مسند عبد اللہ بن مسعودؓ
۳۹۲	۱۔ خلافت قریش کا بیان	۴۰۰	۲۔ روایت
۳۹۳	۲۔ دو فاروقؓ میں رائج شدہ احادیث کی فضیلت میں حضرت معاویہؓ کا بیان	۴۰۰	فصلیت شیخینؓ کا ذکر
۳۹۳	مسند عروینؓ حاصل (۱- روایت)	۴۰۰	قول محمد بن سیرین
۳۹۳	حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی فضیلت کا بیان	۴۰۰	سادات اشراف کے چند اقوال
۳۹۳	مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) (۱- روایت)	۴۰۰	قول ابن علی بن ابی طالبؓ
۳۹۳	حضرت ابوبکرؓ کے صدیق اور عمرؓ عثمانؓ کے شہید ہونے کی بیشمار گواہی	۴۰۰	۱۔ حسنؓ کا خواب اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی فضیلت کا بیان
۳۹۳	مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) (۱- روایت)	۴۰۲	۲۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی مخالفت کہی نہیں کی
۳۹۳	حدیث خواب وزنی کا ذکر	۴۰۲	۳۔ حضرت عمرؓ کے عدل و انصاف پر حضرت علیؓ کی شہادت
۳۹۵	مسند عبد اللہ بن جعفرؓ (۱- روایت)	۴۰۲	قول ابی الدرداءؓ
۳۹۵	ابوبکرؓ کی تعریف و منقبت	۴۰۲	۱۔ شیخینؓ کی فضیلت کی حدیث
۳۹۵	مسند جریر بن عبد اللہؓ (۲- روایات)	۴۰۳	۲۔ حسنؓ کا قول کہ حضرت علیؓ نے رسول اللہؐ کو اپنا خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا
۳۹۵	۱۔ ابوبکرؓ و عمرؓ نے سابق الیٰ الیرتھ	۴۰۳	قول اولاد حسینؓ علیؓ
۳۹۶	۲۔ مسلمان ہیچیشہ بہتری پر ہیں گے جو تک کو خرافات کا انعقاد اہل عیسٰی سے ہوتا رہے گا نہ کہ ملواری سے	۴۰۵	۱۔ شیخینؓ کی منقبت کی حدیث
۳۹۶	۳۔ قریش کے مطلقاً دین میں مہاجرین کے برابر نہیں ہیں	۴۰۵	۲۔ شیخینؓ کا تقرب باہل و نبوت میں
۳۹۶	مسند جنید بن عبد اللہؓ (۱- روایت)	۴۰۵	۳۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی تعریف کی

۴۰۶	۴۔ اہم باقرہ و امام جعفرؓ نے شیخینؓ کے اہم عادل ہونے کی گواہی دی	۴۰۶	۵۔ اہم باقرہؓ کی زبانی شیخینؓ کی فضیلت کا بیان
۴۰۶	خلافتہ فصل چہارم	۴۰۶	ایک مقدمہ کی ہمد
۴۰۶	۱۔ ملت محمدیہ کے احکام کی دو قسمیں	۴۰۶	۱۔ واضح و صریح احکام
۴۰۶	۲۔ غیر واضح اور صراحت طلب احکام	۴۰۸	۱۔ فقہائے اہل سنت کے اختلاف مزاہب کی نوعیت
۴۰۸	۳۔ خلفائے راشدین کے لئے قریشیت اور اور سابق اسلام کا اور بشارت جنت نیز دیگر فضائل کا ثبوت واضح احکام میں داخل ہے	۴۰۹	۴۔ خلفاء کی خلافت شریعت میں ثابت ہے۔ شرائط خلافت کے مزید دلائل اور خلفاء میں ان صفات کی موجودگی کے ثبوت
۴۰۹	۱۔ قریشی ہونے کے شرط کے دلائل	۴۱۰	۲۔ مہاجرین اولین میں سے ہونے کی شرط کے دلائل
۴۱۰	۳۔ شرف ہجرت کی تحصیل کا دروازہ کب بند ہوا اور بعض صحابہؓ کا اختلاف	۴۱۰	۴۔ دیگر اوصاف کے شرط خلافت ہونے کا اصل سبب
۴۱۰	۵۔ خلیفہ کے افعال کی تین قسمیں	۴۱۰	۶۔ صفات نفسانیہ کی تین قسمیں
۴۱۰	۷۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۸۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۹۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۱۰۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۱۱۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۱۲۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۱۳۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۱۴۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۱۵۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۱۶۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۱۷۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۱۸۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۱۹۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۲۰۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۲۱۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۲۲۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۲۳۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۲۴۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۲۵۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۲۶۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۲۷۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۲۸۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۲۹۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۳۰۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۳۱۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۳۲۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۳۳۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۳۴۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۳۵۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۳۶۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۳۷۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۳۸۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۳۹۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۴۰۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۴۱۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۴۲۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۴۳۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۴۴۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۴۵۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۴۶۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۴۷۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۴۸۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۴۹۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۵۰۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۵۱۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۵۲۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۵۳۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۵۴۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۵۵۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۵۶۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۵۷۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۵۸۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۵۹۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۶۰۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۶۱۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۶۲۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۶۳۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۶۴۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۶۵۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۶۶۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۶۷۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۶۸۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۶۹۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۷۰۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۷۱۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۷۲۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۷۳۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۷۴۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۷۵۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۷۶۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۷۷۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۷۸۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۷۹۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۸۰۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۸۱۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۸۲۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۸۳۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۸۴۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۸۵۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۸۶۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۸۷۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۸۸۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۸۹۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۹۰۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۹۱۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۹۲۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۹۳۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۹۴۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۹۵۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۹۶۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۹۷۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۹۸۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل
۴۱۰	۹۹۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل	۴۱۰	۱۰۰۔ سوابی اسلام کے شرط خلافت ہونے کے دلائل

۲۵۷	۱۲۔ عبداللہ بن عمرؓ	۲۶۵	۴۳۔ عوف بن مالک اشجریؓ
۲۵۷	۱۳۔ عبداللہ بن عباسؓ	۲۶۵	۴۴۔ عابد بن مغفلؓ
۲۵۸	۱۵۔ ابو موسیٰ اشجریؓ	۲۶۵	۴۵۔ ام المومنین حفصہؓ
۲۵۸	۱۶۔ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ	۲۶۵	۴۶۔ معاذ بن جبلؓ
۲۵۹	۱۷۔ ابو ہریرہؓ	۲۶۶	۴۷۔ ابی بن کعبؓ
۲۵۹	۱۸۔ ام المومنین عائشہؓ	۲۶۶	۴۸۔ ابوالقوب انصاریؓ
۲۵۹	۱۹۔ انس بن مالکؓ	۲۶۶	۴۹۔ ابوالدرداءؓ
۲۵۹	۲۰۔ ابوسعید خدریؓ	۲۶۶	۵۰۔ اسید بن خفیرؓ
۲۶۰	۲۱۔ جابر بن عبداللہؓ	۲۶۷	۵۱۔ زید بن ثابتؓ
۲۶۰	۲۲۔ عماد بن یاسرؓ	۲۶۷	۵۲۔ زید بن خاریجؓ
۲۶۱	۲۳۔ خدیجہ بن یحییٰؓ	۲۶۷	۵۳۔ رفاعہ بن رافعؓ
۲۶۱	۲۴۔ ابو رافعہؓ	۲۶۷	۵۴۔ رافع بن خدیجؓ
۲۶۲	۲۵۔ معتد بن اسودؓ	۲۶۷	۵۵۔ ابوسعید بن علیؓ
۲۶۲	۲۶۔ خباب بن ارتؓ	۲۶۷	۵۶۔ برادر بن عازبؓ
۲۶۲	۲۷۔ بکر بن عبد اللہؓ	۲۶۸	۵۷۔ ام حسانؓ
۲۶۳	۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔	۲۶۸	۵۸۔ سہل بن سعد ساعدیؓ
۲۶۳	۳۰۔ سفینہؓ	۲۶۸	۵۹۔ نعمان بن بشیرؓ
۲۶۳	۳۱۔ عباس بن مساریہؓ	۲۶۸	۶۰۔ کھنیم بن ساعدہؓ
۲۶۳	۳۲۔ عبدالرحمن بن غفرؓ	۲۶۸	۶۱۔ شداد بن اوسؓ
۲۶۳	۳۳۔ ابوداؤد بن دوسیؓ	۲۶۹	۶۲۔ حسان بن ثابتؓ
۲۶۳	۳۴۔ ابوامامہ باریؓ	۲۶۹	۶۳۔ ابوالہیثم بن تہانؓ
۲۶۳	۳۵۔ سالم بن عبد اللہؓ	۲۶۹	۶۴۔ کعب بن عجرہؓ
۲۶۳	۳۶۔ عرفجہؓ	۲۶۹	۶۵۔ جابر بن سمورہؓ
۲۶۳	۳۷۔ عیاض بن ہارثؓ	۲۶۹	۶۶۔ عدی بن حاتمؓ
۲۶۳	۳۸۔ زبیر بن کعبؓ	۲۶۹	۶۷۔ کرز بن علقمہؓ
۲۶۳	۳۹۔ ابوزبیرہ اسلمیؓ	۲۶۹	۶۸۔ عبداللہ بن حوالہؓ
۲۶۳	۴۰۔ عمرو بن عبسہؓ	۲۷۰	۶۹۔ ہاشم بن عبیدہؓ
۲۶۳	۴۱۔ سلمان فادیؓ	۲۷۰	۷۰۔ نافع بن ثقیفؓ
۲۶۵	۴۲۔ ذی ثمرہؓ	۲۷۰	۷۱۔ عبداللہ بن ہشامؓ

۲۷۰	۷۲۔ عمران بن حصینؓ	۲۷۰	۱۰۱۔ عبداللہ بن حسن بن حسنؓ
۲۷۰	۷۳۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ	۲۷۰	۱۰۲۔ حسن مشلتؓ
۲۷۰	۷۴۔ عثمان بن ارقمؓ	۲۷۰	۱۰۱۔ علی بن حسینؓ
۲۷۰	۷۵۔ اسود بن سمریؓ	۲۷۰	۱۰۲۔ جعفر بن محمدؓ
۲۷۰	۷۶۔ ابو جعفر سوائیؓ	۲۷۰	۱۰۵۔ محمد بن علیؓ
۲۷۰	۷۷۔ عبداللہ بن زمعہؓ		
۲۷۰	۷۸۔ ابو بکر ثقفیؓ		
۲۷۰	۷۹۔ سمرہ بن جندبؓ		
۲۷۱	۸۰۔ عباس بن عبدالمطلبؓ		
۲۷۱	۸۱۔ ابوالفضلؓ		
۲۷۲	۸۲۔ مہربن کعبؓ		
۲۷۲	۸۳۔ ابو ریشہؓ		
۲۷۲	۸۴۔ نافع بن عبدالحارثؓ		
۲۷۲	۸۵۔ جبریل بن مغلقؓ		
۲۷۲	۸۶۔ عبداللہ بن زبیرؓ		
۲۷۲	۸۷۔ عبدالرحمن بن عتابؓ		
۲۷۲	۸۸۔ عبدالمطلب بن عمروؓ		
۲۷۳	۸۹۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ		
۲۷۳	۹۰۔ عمرو بن عاصؓ		
۲۷۳	۹۱۔ عبداللہ بن جعفرؓ		
۲۷۳	۹۲۔ جبریل بن عبداللہؓ		
۲۷۳	۹۳۔ جندب بن عبداللہؓ		
۲۷۳	۹۴۔ محمد بن ابی بکرؓ		
۲۷۳	۹۵۔ زرارہ بن عمروؓ		
۲۷۳	۹۶۔ سعید بن مسیبؓ		
۲۷۳	۹۷۔ علی بن حنظلؓ		
۲۷۳	۹۸۔ محمد بن سیرینؓ		
۲۷۳	۹۹۔ حسن بن علیؓ		
۲۷۵	۱۰۰۔ حسن بن زید بن حسنؓ		

فصل خیم۔ بیان فتن ۴۹

۲۷۹	ان فتنوں کا بیان جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ زمانہ خلافت فاطمہ کے بعد ظاہر ہوں گے۔
۲۷۹	مقصد اول: اس قسم کا بیان جو خلافت فاطمہ کے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ پیش آئے۔
۲۸۰	۱۔ شہادت عثمان کا قتلہ
۲۸۱	۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہوں گے اور وہ حق پر ہوں گے
۲۸۲	۳۔ اس قسم کے زمانہ کی تعیین
۲۸۳	۴۔ اس قسم کی تعیین
۲۸۳	۵۔ اس قسم کی صورت و صفت کی تعیین
۲۸۳	۶۔ اس قسم والی جماعت کی تعیین
۲۸۳	۷۔ کہ کن کن خلفاء کی خلافت منقطع ہوگی اور کن کن کے بعد خلافت ختم ہو جائے گی۔
۲۸۴	۸۔ آنحضرتؐ کی پیش گوئی کہ امت حضرت مرقضیؓ پر اتفاق نہ کرے گی
۲۸۹	۹۔ اس قسم میں بیٹہ رہنے اور حصہ نہ لینے کا حکم
۲۹۲	۱۰۔ آنحضرتؐ نے مسلمانوں کا قسم پھیلے کا اور قسم کے بعد حال بیان فرمادیا
۲۹۲	زمانہ فتن میں لوگوں کی تمیزاتوں کا بیان
۲۹۲	۱۔ اسلام کی پہلی ۳۵ سال بعد نبیؐ ہو جائے گی

- ۲۔ خلافت مدینہ میں ہو گا اور ملکیت شام میں۔
- ۳۔ لوگوں سے امانت کا نکل جانا۔
- ۴۔ علم میں بحوث کا ظاہر ہو کر پھیل جانا۔
- ۵۔ تجدید قرآن میں زبان عرب پر جاری قرآن سے زیادہ غور و خوض اور صرف قرأت پر قناعت کر کے معنی قرآن سے بے توجہی۔
- ۶۔ آیات متشابہات کی تاویل میں غور و خوض۔
- ۷۔ مسائل فقہیہ میں غور و خوض اور مسائل کی فہمی صورتیں بیان کرنا۔
- ۸۔ الابیات میں لوگوں کے سوالات کا بکثرت ہونا۔
- ۹۔ اسرائیلیات کا عام رواج اور اہل کتاب سے ان کی روایت کرنا۔
- ۱۰۔ مسنون اور ادو وظائف میں ثواب کی خاطر اپنی طرف سے مزید اضافہ کرنا اور مستحبات کو واجبات کی طرح اپنے اوپر لازم کر لینا۔
- ۱۱۔ بغیر حکم خلیفہ و امیر و عطا کھنا اور فتویٰ دینا۔
- ۱۲۔ مسلمانوں کے درمیان قتل و خونریزی کا واقع ہونا۔
- ۱۳۔ سلب صاحبین کی شان میں بدگوئی کا رواج ہونا۔
- ۱۴۔ مسلمانوں کا افتراق و اختلاف۔
- ۱۵۔ خواج کا ظاہر ہونا۔
- ۱۶۔ فتنہ کا پیدا ہونا۔
- ۱۷۔ مرجع کا پیدا ہونا۔
- ۱۸۔ روافض کا ظہور۔
- ۱۹۔ زمانہ کو متوسلے پہلے اور شراب کو نمید کی تاویل سے حلال کرنا اور راگ باہون کو حلال کر لینا۔

- ۲۰۔ مسلمانوں میں امن و امان کا اٹھ جانا۔
- ۲۱۔ غیر مستحق اور نالائق لوگوں کا حصہ حکومت ہونا۔
- ۲۲۔ ارکان اسلام کے قیام میں فتور و عظیم واقع ہونا۔
- ۲۳۔ عبادت میں تشدد و سختی کرنا اور رخصت شرعی کو پسند نہ کرنا۔
- ۲۴۔ آنحضرت صلعم نے دو فتنے ذکر فرمائے:
 - ۱۔ خیر کے بعد شر کا ظہور اور شہادت عثمانؓ
 - ۲۔ نبوت کے بعد ملکیت کا آنا اور واقعہ حشرہ
- ۲۵۔ آنحضرت صلعم کا بعد عثمانؓ تک نشوونما ملت اسلامیہ کے لئے ایک صورت مقرر فرمائی۔
- ۲۶۔ آنحضرت صلعم نے قیامت قبل تپہ اور کا واقع ہونا ذکر فرمایا۔
- ۲۷۔ بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی کا سبب بنے گی اور فتح قسطنطنیہ کے بعد دجال نکلے گا۔
- ۲۸۔ نبوت و خلافت کے بعد ملکیت کا ظہور اور فتنہ و فساد و احرام تہیزوں کا طالع ہونا۔
- ۲۹۔ نبوت کے بعد مملکت مہلک ترقی پائے گی بعد دیگرے ظاہر ہوں گے۔
- ۳۰۔ نیک لوگوں کا یکے بعد دیگرے دنیا سے اٹھ جانا۔
- ۳۱۔ دو فتن کے لئے رسول اللہ صلعم کے احکام
 - ۱۔ خلیفہ استیلاء کی اطاعت مطابق احکام شرع کرنا۔
 - ۲۔ کفر و سب سے سادہ و سادہ و سادہ نہ کرنا۔
 - ۳۔ ایک خلیفہ کے مقرر ہونے کے بعد دوسرے

- مدعی خلافت کو قتل کرنا خواہ وہ کوئی ہو اور کیسا بھی ہو۔
- ۳۔ زمانہ فتن میں خلفاء نماز میں تاخیر کریں تو کیا کرنا چاہئے؟
- ۴۔ زمانہ فتن میں مرد و تحصیل زکوٰۃ میں تاخیر کریں تو اس کی کیا تدبیر ہے؟
- ۵۔ زمانہ فتنہ میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنا جائز ہو جاتا ہے۔
- ۶۔ رسول اللہ صلعم سے ہجرت کی بیعت کرنے والوں کا زمانہ فتن میں مدینہ ہجرت کرنا واجب اختیار کرنا جائز ہو گا۔
- ۷۔ زمانہ فتن میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وجوب جاتا رہا۔
- ۸۔ قریش ملک سلطنت کے لئے لڑیں تو مال غنیمت کا حصہ نہ لینا چاہئے۔
- ۹۔ پہلے ہجرت خلفاء سعادت تھی مگر زمانہ فتن میں بادشاہوں کی صحبت سے پرہیز لازم ہے۔
- ۱۰۔ پہلے خلیفہ کا قول حجت شرعی تھا مگر زمانہ فتن میں یہ بات نہیں رہی۔
- ۱۱۔ زمانہ فتن میں جہاد ممنوع ہو گیا۔
- ۱۲۔ زمانہ فتن میں اتباع سنت کا دو چہد ثواب ملتا۔
- ۱۳۔ زمانہ فتن میں مرجع تاخیر نہ ہوتا۔
- ۱۴۔ ظالم سلطان کے سامنے حق بات کہنا جہاد سے افضل ہے۔
- ۱۵۔ کچھ واقعات عجیب و غریب بیان حال گواہ ہیں کہ فتنہ شہادت عثمانؓ کے ہوتے ہی نبوت کی برکتیں چھپ گئیں۔
- ۱۶۔ آنحضرت صلعم نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کو زمانہ

چند تنبیہات

- ۵۵۳۔ غیر زمانہ شر کے مابین جہاد فاصل قرار دیا ہے۔
- ۵۵۴۔ خلافت راشدہ خلفائے ثلاثہ کے ساتھ ختم ہو گئی یا حضرت مرتضیٰؑ کے زمانہ تک قائم رہی؟
- ۵۵۵۔ خلافت خاصہ کے دو وصف اور دو مرتضوی کا خلافت راشدہ میں شامل ہونا۔
- ۵۵۶۔
- ۵۵۷۔
- ۵۵۸۔
- ۵۵۹۔ پہلی تنبیہ: دنیا کی حالتوں میں تغیر کا سبب اور زمانہ سابق و لاحق میں اختلاف کا باعث۔
- ۵۶۰۔ دوسری تنبیہ: یہ خیال غلط ہے کہ برے زمانہ میں سب لوگ برے تھے اور عنایات الہی تہذیب و فحش میں بیکار ثابت ہوئیں۔
- ۵۶۱۔ تیسری تنبیہ: حضرت حواہؑ فضل صحابہ میں سے تھے۔ ان سے برکات اور ان کی بدگوئی کی ممانعت۔
- ۵۶۲۔ چوتھی تنبیہ: زمانہ کے تغیر و تبدل کے مختلف طریقے اور ان کے جداگانہ احکام۔
- ۵۶۳۔ (د) وہ تغیر جن میں انسان کے اختیار کو کوئی دخل نہیں۔
- ۵۶۴۔ (ب) وہ تغیر جو انسان کے اپنے اختیار سے ہوتے ہیں اور ان کی تین قسمیں۔
- ۵۶۵۔
- ۵۶۶۔
- ۵۶۷۔
- ۵۶۸۔
- ۵۶۹۔
- ۵۷۰۔
- ۵۷۱۔
- ۵۷۲۔
- ۵۷۳۔
- ۵۷۴۔
- ۵۷۵۔
- ۵۷۶۔
- ۵۷۷۔
- ۵۷۸۔
- ۵۷۹۔
- ۵۸۰۔
- ۵۸۱۔
- ۵۸۲۔
- ۵۸۳۔
- ۵۸۴۔
- ۵۸۵۔
- ۵۸۶۔
- ۵۸۷۔
- ۵۸۸۔
- ۵۸۹۔
- ۵۹۰۔
- ۵۹۱۔
- ۵۹۲۔
- ۵۹۳۔
- ۵۹۴۔
- ۵۹۵۔
- ۵۹۶۔
- ۵۹۷۔
- ۵۹۸۔
- ۵۹۹۔
- ۶۰۰۔
- ۶۰۱۔
- ۶۰۲۔
- ۶۰۳۔
- ۶۰۴۔
- ۶۰۵۔
- ۶۰۶۔
- ۶۰۷۔
- ۶۰۸۔
- ۶۰۹۔
- ۶۱۰۔
- ۶۱۱۔
- ۶۱۲۔
- ۶۱۳۔
- ۶۱۴۔
- ۶۱۵۔
- ۶۱۶۔
- ۶۱۷۔
- ۶۱۸۔
- ۶۱۹۔
- ۶۲۰۔
- ۶۲۱۔
- ۶۲۲۔
- ۶۲۳۔
- ۶۲۴۔
- ۶۲۵۔
- ۶۲۶۔
- ۶۲۷۔
- ۶۲۸۔
- ۶۲۹۔
- ۶۳۰۔
- ۶۳۱۔
- ۶۳۲۔
- ۶۳۳۔
- ۶۳۴۔
- ۶۳۵۔
- ۶۳۶۔
- ۶۳۷۔
- ۶۳۸۔
- ۶۳۹۔
- ۶۴۰۔
- ۶۴۱۔
- ۶۴۲۔
- ۶۴۳۔
- ۶۴۴۔
- ۶۴۵۔
- ۶۴۶۔
- ۶۴۷۔
- ۶۴۸۔
- ۶۴۹۔
- ۶۵۰۔
- ۶۵۱۔
- ۶۵۲۔
- ۶۵۳۔
- ۶۵۴۔
- ۶۵۵۔
- ۶۵۶۔
- ۶۵۷۔
- ۶۵۸۔
- ۶۵۹۔
- ۶۶۰۔
- ۶۶۱۔
- ۶۶۲۔
- ۶۶۳۔
- ۶۶۴۔
- ۶۶۵۔
- ۶۶۶۔
- ۶۶۷۔
- ۶۶۸۔
- ۶۶۹۔
- ۶۷۰۔
- ۶۷۱۔
- ۶۷۲۔
- ۶۷۳۔
- ۶۷۴۔
- ۶۷۵۔
- ۶۷۶۔
- ۶۷۷۔
- ۶۷۸۔
- ۶۷۹۔
- ۶۸۰۔
- ۶۸۱۔
- ۶۸۲۔
- ۶۸۳۔
- ۶۸۴۔
- ۶۸۵۔
- ۶۸۶۔
- ۶۸۷۔
- ۶۸۸۔
- ۶۸۹۔
- ۶۹۰۔
- ۶۹۱۔
- ۶۹۲۔
- ۶۹۳۔
- ۶۹۴۔
- ۶۹۵۔
- ۶۹۶۔
- ۶۹۷۔
- ۶۹۸۔
- ۶۹۹۔
- ۷۰۰۔
- ۷۰۱۔
- ۷۰۲۔
- ۷۰۳۔
- ۷۰۴۔
- ۷۰۵۔
- ۷۰۶۔
- ۷۰۷۔
- ۷۰۸۔
- ۷۰۹۔
- ۷۱۰۔
- ۷۱۱۔
- ۷۱۲۔
- ۷۱۳۔
- ۷۱۴۔
- ۷۱۵۔
- ۷۱۶۔
- ۷۱۷۔
- ۷۱۸۔
- ۷۱۹۔
- ۷۲۰۔
- ۷۲۱۔
- ۷۲۲۔
- ۷۲۳۔
- ۷۲۴۔
- ۷۲۵۔
- ۷۲۶۔
- ۷۲۷۔
- ۷۲۸۔
- ۷۲۹۔
- ۷۳۰۔
- ۷۳۱۔
- ۷۳۲۔
- ۷۳۳۔
- ۷۳۴۔
- ۷۳۵۔
- ۷۳۶۔
- ۷۳۷۔
- ۷۳۸۔
- ۷۳۹۔
- ۷۴۰۔
- ۷۴۱۔
- ۷۴۲۔
- ۷۴۳۔
- ۷۴۴۔
- ۷۴۵۔
- ۷۴۶۔
- ۷۴۷۔
- ۷۴۸۔
- ۷۴۹۔
- ۷۵۰۔
- ۷۵۱۔
- ۷۵۲۔
- ۷۵۳۔
- ۷۵۴۔
- ۷۵۵۔
- ۷۵۶۔
- ۷۵۷۔
- ۷۵۸۔
- ۷۵۹۔
- ۷۶۰۔
- ۷۶۱۔
- ۷۶۲۔
- ۷۶۳۔
- ۷۶۴۔
- ۷۶۵۔
- ۷۶۶۔
- ۷۶۷۔
- ۷۶۸۔
- ۷۶۹۔
- ۷۷۰۔
- ۷۷۱۔
- ۷۷۲۔
- ۷۷۳۔
- ۷۷۴۔
- ۷۷۵۔
- ۷۷۶۔
- ۷۷۷۔
- ۷۷۸۔
- ۷۷۹۔
- ۷۸۰۔
- ۷۸۱۔
- ۷۸۲۔
- ۷۸۳۔
- ۷۸۴۔
- ۷۸۵۔
- ۷۸۶۔
- ۷۸۷۔
- ۷۸۸۔
- ۷۸۹۔
- ۷۹۰۔
- ۷۹۱۔
- ۷۹۲۔
- ۷۹۳۔
- ۷۹۴۔
- ۷۹۵۔
- ۷۹۶۔
- ۷۹۷۔
- ۷۹۸۔
- ۷۹۹۔
- ۸۰۰۔
- ۸۰۱۔
- ۸۰۲۔
- ۸۰۳۔
- ۸۰۴۔
- ۸۰۵۔
- ۸۰۶۔
- ۸۰۷۔
- ۸۰۸۔
- ۸۰۹۔
- ۸۱۰۔
- ۸۱۱۔
- ۸۱۲۔
- ۸۱۳۔
- ۸۱۴۔
- ۸۱۵۔
- ۸۱۶۔
- ۸۱۷۔
- ۸۱۸۔
- ۸۱۹۔
- ۸۲۰۔
- ۸۲۱۔
- ۸۲۲۔
- ۸۲۳۔
- ۸۲۴۔
- ۸۲۵۔
- ۸۲۶۔
- ۸۲۷۔
- ۸۲۸۔
- ۸۲۹۔
- ۸۳۰۔
- ۸۳۱۔
- ۸۳۲۔
- ۸۳۳۔
- ۸۳۴۔
- ۸۳۵۔
- ۸۳۶۔
- ۸۳۷۔
- ۸۳۸۔
- ۸۳۹۔
- ۸۴۰۔
- ۸۴۱۔
- ۸۴۲۔
- ۸۴۳۔
- ۸۴۴۔
- ۸۴۵۔
- ۸۴۶۔
- ۸۴۷۔
- ۸۴۸۔
- ۸۴۹۔
- ۸۵۰۔
- ۸۵۱۔
- ۸۵۲۔
- ۸۵۳۔
- ۸۵۴۔
- ۸۵۵۔
- ۸۵۶۔
- ۸۵۷۔
- ۸۵۸۔
- ۸۵۹۔
- ۸۶۰۔
- ۸۶۱۔
- ۸۶۲۔
- ۸۶۳۔
- ۸۶۴۔
- ۸۶۵۔
- ۸۶۶۔
- ۸۶۷۔
- ۸۶۸۔
- ۸۶۹۔
- ۸۷۰۔
- ۸۷۱۔
- ۸۷۲۔
- ۸۷۳۔
- ۸۷۴۔
- ۸۷۵۔
- ۸۷۶۔
- ۸۷۷۔
- ۸۷۸۔
- ۸۷۹۔
- ۸۸۰۔
- ۸۸۱۔
- ۸۸۲۔
- ۸۸۳۔
- ۸۸۴۔
- ۸۸۵۔
- ۸۸۶۔
- ۸۸۷۔
- ۸۸۸۔
- ۸۸۹۔
- ۸۹۰۔
- ۸۹۱۔
- ۸۹۲۔
- ۸۹۳۔
- ۸۹۴۔
- ۸۹۵۔
- ۸۹۶۔
- ۸۹۷۔
- ۸۹۸۔
- ۸۹۹۔
- ۹۰۰۔
- ۹۰۱۔
- ۹۰۲۔
- ۹۰۳۔
- ۹۰۴۔
- ۹۰۵۔
- ۹۰۶۔
- ۹۰۷۔
- ۹۰۸۔
- ۹۰۹۔
- ۹۱۰۔
- ۹۱۱۔
- ۹۱۲۔
- ۹۱۳۔
- ۹۱۴۔
- ۹۱۵۔
- ۹۱۶۔
- ۹۱۷۔
- ۹۱۸۔
- ۹۱۹۔
- ۹۲۰۔
- ۹۲۱۔
- ۹۲۲۔
- ۹۲۳۔
- ۹۲۴۔
- ۹۲۵۔
- ۹۲۶۔
- ۹۲۷۔
- ۹۲۸۔
- ۹۲۹۔
- ۹۳۰۔
- ۹۳۱۔
- ۹۳۲۔
- ۹۳۳۔
- ۹۳۴۔
- ۹۳۵۔
- ۹۳۶۔
- ۹۳۷۔
- ۹۳۸۔
- ۹۳۹۔
- ۹۴۰۔
- ۹۴۱۔
- ۹۴۲۔
- ۹۴۳۔
- ۹۴۴۔
- ۹۴۵۔
- ۹۴۶۔
- ۹۴۷۔
- ۹۴۸۔
- ۹۴۹۔
- ۹۵۰۔
- ۹۵۱۔
- ۹۵۲۔
- ۹۵۳۔
- ۹۵۴۔
- ۹۵۵۔
- ۹۵۶۔
- ۹۵۷۔
- ۹۵۸۔
- ۹۵۹۔
- ۹۶۰۔
- ۹۶۱۔
- ۹۶۲۔
- ۹۶۳۔
- ۹۶۴۔
- ۹۶۵۔
- ۹۶۶۔
- ۹۶۷۔
- ۹۶۸۔
- ۹۶۹۔
- ۹۷۰۔
- ۹۷۱۔
- ۹۷۲۔
- ۹۷۳۔
- ۹۷۴۔
- ۹۷۵۔
- ۹۷۶۔
- ۹۷۷۔
- ۹۷۸۔
- ۹۷۹۔
- ۹۸۰۔
- ۹۸۱۔
- ۹۸۲۔
- ۹۸۳۔
- ۹۸۴۔
- ۹۸۵۔
- ۹۸۶۔
- ۹۸۷۔
- ۹۸۸۔
- ۹۸۹۔
- ۹۹۰۔
- ۹۹۱۔
- ۹۹۲۔
- ۹۹۳۔
- ۹۹۴۔
- ۹۹۵۔
- ۹۹۶۔
- ۹۹۷۔
- ۹۹۸۔
- ۹۹۹۔
- ۱۰۰۰۔

دیباچہ از مسترحم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وله الحمد كما يجب وروض الصلوة والسلام على نبيه المصطفى وعلى آله أولى الدرجات العلى
 ابا بعد - بنده معترف بجزوق تصور خاک پائے اہل اسلام محمد عبد الشکور عافا کا اللہ عن الشور و غفر له ولوالدین
 یومہ الشکور۔ برادران دینی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتیں ہر شخص پر عہد شمار سے باہر ہیں اگر کوئی انسان
 اُن کی شکر گزاری کرنا چاہے تو ناممکن ہے کہ عہدہ برآ ہو سکے۔ مجملہ اُن نعمتوں کے ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ اُس نے
 ہدایت کئے لئے انبیاء بھیجے جنہوں نے ہر ملک کے بنی آدم کو اُن کی زبان میں تعلیم و یقین کی اور خدا شناسی کی راہیں ان پر
 کھولیں ہلاکت ابدی سے ان کو بچا کر سعادت سرمدی کا مستحق بنایا پھر سب کے آخر میں ایک شیخ درخشاں اور ہر تاباں کو بوجہ
 فرمایا یعنی بہترین انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خالکان تیرہ کو منور فرمایا۔ اُس ہادی برحق نے
 تینیس برس تک روح فرما مصائب و آلام کو برداشت کر کے اسلام کی تبلیغ کی اور کس رافت و رحمت کے ساتھ جہنم کے
 کنارے پر پہنچے ہوئے قاتلوں کو شاہراہ ہدایت پر لگایا جو لوگ نارحمیم کے سخت ہو چکے تھے اُن کو جنت الفردوس کا وارث
 بنایا پھر آپ کے بعد ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں آپ کے سچے ماتبوں کے ذریعہ سے اُس دین الہی کی تعلیم و تعلم کے سلسلہ کو جاری
 رکھا اور ہر ملک میں وہیں کی خاک سے ایسے ایسے برگزیدہ قدوسی پیدا کئے جنہوں نے حضرت ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
 کی نیابت کا حق کما شیفی ادا کیا یہ سلسلہ نعمت الہیہ کا اب تک جاری رہا اور جب تک وہ چاہے گا جاری رکھے گا اس نعمت
 عظمیٰ کی بفضل خداوندی ہندوستان نے بھی بہرہ وافر پایا اور یہاں کی زمین بھی اس بالان رحمت سے محروم نہیں رہی۔ ہندوستان

سے آل کو لفظ جو کہ زبان عرب میں گن پر وہوں کو شامل کرنا خود قرآن کریم میں بھی لفظ اس معنی میں استعمال ہو قرآن طہ ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۳ و ۱۳۹۴ و ۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و ۱۳۹۹ و ۱۴۰۰ و ۱۴۰۱ و ۱۴۰۲ و ۱۴۰۳ و ۱۴۰۴ و ۱۴۰۵ و ۱۴۰۶ و ۱۴۰۷ و ۱۴۰۸ و ۱۴۰۹ و ۱۴۱۰ و ۱۴۱۱ و ۱۴۱۲ و ۱۴۱۳ و ۱۴۱۴ و ۱۴۱۵ و ۱۴۱۶ و ۱۴۱۷ و ۱۴۱۸ و ۱۴۱۹ و ۱۴۲۰ و ۱۴۲۱ و ۱۴۲۲ و ۱۴۲۳ و ۱۴۲۴ و ۱۴۲۵ و ۱۴۲۶ و ۱۴۲۷ و ۱۴۲۸ و ۱۴۲۹ و ۱۴۳۰ و ۱۴۳۱ و ۱۴۳۲ و ۱۴۳۳ و ۱۴۳۴ و ۱۴۳۵ و ۱۴۳۶ و ۱۴۳۷ و ۱۴۳۸ و ۱۴۳۹ و ۱۴۴۰ و ۱۴۴۱ و ۱۴۴۲ و ۱۴۴۳ و ۱۴۴۴ و ۱۴۴۵ و ۱۴۴۶ و ۱۴۴۷ و ۱۴۴۸ و ۱۴۴۹ و ۱۴۵۰ و ۱۴۵۱ و ۱۴۵۲ و ۱۴۵۳ و ۱۴۵۴ و ۱۴۵۵ و ۱۴۵۶ و ۱۴۵۷ و ۱۴۵۸ و ۱۴۵۹ و ۱۴۶۰ و ۱۴۶۱ و ۱۴۶۲ و ۱۴۶۳ و ۱۴۶۴ و ۱۴۶۵ و ۱۴۶۶ و ۱۴۶۷ و ۱۴۶۸ و ۱۴۶۹ و ۱۴۷۰ و ۱۴۷۱ و ۱۴۷۲ و ۱۴۷۳ و ۱۴۷۴ و ۱۴۷۵ و ۱۴۷۶ و ۱۴۷۷ و ۱۴۷۸ و ۱۴۷۹ و ۱۴۸۰ و ۱۴۸۱ و ۱۴۸۲ و ۱۴۸۳ و ۱۴۸۴ و ۱۴۸۵ و ۱۴۸۶ و ۱۴۸۷ و

کی خاک سے جو نامور علماء پیدا ہوئے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی گراں بہا میراث پائی ان میں ایک نمایاں رہبر شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے اور ان کی یہ کتاب ازالتہ الخفا ایک اعلیٰ پایہ کی اسلامی کتاب مانی گئی ہے۔

آج سے چالیس برس پہلے اس کتاب کو جمال الدین خان صاحب مرحوم ملا المہام روایت پھوپال نے چھپوایا تھا۔ مگر یہ کتاب ایسی نایاب ہو گئی ہے کہ ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک کسی بازار میں اس کا پتہ نہیں ملتا۔ فارسی زبان کی کساد بازار سی پر بھی اگر یہ کتاب کہیں مل جاتی ہے تو شائقین علوم اسلامیہ دس نئی قیمت پر بھی اس کو ارزاں سمجھتے ہیں لہذا ایک مدت سے احباب دینی کی آرزو تھی کہ یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ چھاپی جائے اس لئے کہ فارسی اس کی بجائے خود نہایت دقیق ہے اس پر ان علوم و معارف کی وقت جو اس میں ہیں اور عربی عبارات اور روایات کا اشکال جو تقریباً اس کتاب کا چھٹا حصہ کہی جاسکتی ہیں۔ مزید بلان احباب کی آرزو نے باوجود بے بضاعتی کے اس ناچیز کے دل میں اس کام کا ارادہ پیدا کیا مگر کثرت مشاغل کی وجہ سے وہ ارادہ ابھی قوت سے فعل میں نہ آیا تھا کہ ایک ترجمہ اس کتاب کا پنجاب سے شائع ہو گیا جس میں اس کتاب کی نسخہ و تحریف اس بیدردی کے ساتھ کی گئی ہے کہ اہل ایمان کے قلوب کو سخت صدمہ پہنچا اور غضب یہ کہ وہ ترجمہ غیر حامل المتن ہے جس کے باعث اسے سوائے لوگوں کے جن کے پاس اصل کتاب کا نسخہ موجود ہو وقلیل ماہم اور کسی کو صحیح و مستقیم کا امتیاز و متوار ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر شائقین کا تقاضا اور اصرار حد سے گزر گیا اور میں نے بھی سمجھا کہ اب نہایت ضروری ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اصل کتاب ایک صحیح ترجمہ کے ساتھ شائع کر دی جائے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ چند روز میں اصل کتاب دنیا سے معدوم ہو جائے اور لوگ اس ترجمہ کو مطابق اصل سمجھ کر اصل کتاب کو مزخرف اور لغو سمجھنے لگیں اور اس طرح ایک عالم ربانی سے بدگمان ہو کر ان کی قیمتی مثنوی کے نتائج اور ان کے علمی برکات کے فیض سے محروم ہو جائیں۔ پس خدا کا نام لے کر میں نے اس کام کو شروع کر دیا اور اسی کی مدد پر بھر دیا کہ میں نے اس بار عظیم کو اپنے سر پر اٹھایا نام اس ترجمہ کا میں نے کشف الخطایہ عن السنۃ البیضاء رکھا۔ حق تعالیٰ کے لطف و کرم سے امید ہے کہ جس طرح اس نے اس کام کے آغاز کی توفیق دی اسی طرح اس کے تمام کی نعمت سے بھی سرفراز فرمائے اولین۔ جو برادران دینی اس ترجمہ سے منتفع ہوں ان کو التجاہ ہے کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ کو اور بظہیل ان کے اس ناچیز کو دعا خیر میں یاد رکھیں۔

حضرت مصنفؒ کا مختصر حال

نام نامی قطب الدین عرف ولی اللہ والد ماجد کا اسم گرامی شیخ ابو الفیض عبدالرحیم وطن دہلی۔ شیخ عبدالرحیم علیہ الرحمہ بھی دہلی کے اجلاس شائع میں سے تھے مصنف کا نسب پدری حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے اور نسب مادر می امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تک۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مصنف کے والد نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں حق تعالیٰ تم کو ایک فرزند دے گا تم اس کا نام میرے نام پر رکھنا اسی وجہ سے آپ کا نام قطب الدین رکھا گیا۔ ولادت سالہ ہجری چہارم شوال روز چار شنبہ کو ہوئی۔ سات برس کی عمر میں حفظ قرآن سے اور پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم دسیر سے فراغت حاصل کی۔ تحصیل علم اپنے والد ماجد سے کی جن کا سلسلہ سند بواسطہ سید زاہد بن اسلم ہروی مصنف زواید ثلاثہ کے علامہ محقق جلال الدین دوانی تک پہنچتا ہے بعد اس کے تندرہ سال میں بعد وفات پدری والد ماجد مرحوم کے حرمین شریفین گئے اور وہاں کے مشائخ سے بھی علم حاصل کیا۔ اُس زمانہ میں حرمین علمائے اعلام کا مرکز تھے۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہاء کا دواں جمع تھا مگر سب نے حضرت مصنفؒ کی جلالت و نہایت کا اعتراف کیا چنانچہ ان کے اعلیٰ درجہ کے شیخ ابوطاہر کروی مدنی فرمایا کرتے تھے کہ شیخ ولی اللہ مجھ سے احادیث کے الفاظ کی سند حاصل کرتے ہیں اور میں ان سے احادیث کے معنی کی سند لیتا ہوں۔ علامہ میں حرمین شریفین سے واپس آئے اور نہایت فصاحت کے ساتھ دس و تریس اور تصنیف و تالیف میں اپنی تمام عمر بسر کی اور سالہ ہجری میں بھر پانچ سٹھ سال اس دار فانی کو چھوڑ کر جو اردو رحمت میں سکونت اختیار کی۔ دہلی کی شہر پناہ سے باہر بجانہ جنوب ترکمان دروازہ کی طرف مزار مبارک ہو اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس مزار پر اپنی رحمت کا میخ برسا رہے۔

حضرت مصنفؒ کی ذات بابرکات کسی کی تعریف و تذکیر کی محتاج نہیں ہر آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے اہل علم مسلمان ان کے علو مرتبت اور سمو درجت سے واقف ہیں جس قدر علمائے کاملین بعد ان کے ہوئے سب ان کی ہمارت کاملہ کے محرف رہے مگر حق یہ ہے کہ ان کے کمالات علیہ کے معلوم کرنے کے لئے کسی کی شہادت اور کسی کے بیان کی مطلق ضرورت نہیں خود ان کی تصانیف شاہد عادل ہیں کہ وہ اس دورِ آخر میں کیسا تھے روزگار تھے خصوصاً ان کی یہ کتاب ازالتہ الخفا اور کتاب حجتہ اللہ البالغہ اور کتاب مسوی شرح موطا ان کی ہمارت کاملہ کے اچھے نمونے ہیں جو شخص ان کتابوں کو دیکھے وہ سمجھ سکتا ہے کہ ان کے مصنفؒ کو تمام علوم دینیہ میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ تفہیم کا طریقہ اور بیان کا سلیقہ جہاں ان کو ملا ہے شاید کہ کسی کو ملا ہو۔ حضرت مصنفؒ بلکہ ان کا خاندان آبا سے لے کر ہر نسل تک ہندوستان کے لئے آید رحمت تھا جس قدر علوم دینیہ خصوصاً علم حدیث کا چرچہ ہندوستان میں ہے سب اسی خاندان کا طفیل ہے۔ اگرچہ علم حدیث کی بنیاد ہندوستان میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے قائم کر دی تھی مگر ان کے بعد پھر اس میں کچھ نمایاں ترقی نہ ہوئی۔ حضرت مصنفؒ نے اس کی تجدید و تکمیل کی۔ اس لحاظ سے علم حدیث کے لئے ہندوستان میں حضرت شیخ دہلوی کو معلم اول اور حضرت مصنفؒ کو معلم ثانی کہنا بالکل درست ہوگا۔

حضرت استاذ الاساتذہ علامہ لکھنوی مولانا الشیخ عبدالحی رحمہ اللہ نے حضرت مصنفؒ کا کچھ حال تعلیق المجرد کے مقدمہ میں لکھا ہے اور نہایت ناقلہ الفاظ میں جیسا کہ ان کی عادت ہے مصنفؒ کے فضائل و کمالات کو بیان کیلئے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس تذکرہ کا مقطع انھیں کا کلام ہو۔ فرماتے ہیں:-

و منہما الشیخ ولی اللہ المحدث المحقق الدہلوی قطب الدین
احمد بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین الشہید بن معظم
بن منصور بن احمد و تلمذ فی سلسلۃ ضمیمہ الی عمر الفاروق
ولما کما ذکر فی بعض رسائلہ یوم الاربعاء اربع شوال
من سنۃ اربع عشر یعد الالف ومائۃ و ختم حفظ
انقران و سنۃ سبع سنین و اشتغل بتحصیل العلوم
مفتوحاً والدکا و کان من تلامذۃ السید الزاهد الہروی
والجد صنف السید الزاهد حوالہ الشہرۃ علی
شرح المواقف و فرغ من جمیع الشون الہدیۃ کان
عمر خمس عشرۃ سنۃ و یوفی والدین کان عمرہ
سبع عشرۃ سنۃ فجلس مجلس التدریس والا فادۃ
والسہ الی الحرمین الشریفین سنۃ ثلث وربعین و اخذ
عن جمہ من المشائخ ابو طاهر الدانی و عاد
الی الوطن سنۃ خمس وربعین و کان وفات سنۃ صی
سبعین بعد مائۃ الف و قیل اربع و سبعین و لہ تصانیف
کثیرۃ کما تامل علی ان کان من اجلۃ النبال و کما لعل
موقف من الحق سبحانہ بالوشد و الانصاف معجبنا عن
التعصب الاعتقاد ما ہوا فی العلوم الدینیۃ متبحر
فی طباحت الحدیثہ مصفاۃ الالہ الخفاء عن خلافت الخلفاء
کتاب یدلیم النظر فی باب مجتہد اللہ البالغ و وقایع العینین
فی تفصیل الشیخین والغزاة الکبیر فی اصول التفسیر و
عقد الجین فی احکام التعلیم الانصاف فی بیان الجہل
والبدل البانۃ فی الکلام و سائر الحرف و وقایع الحرمین
توضیح القرآن و فتح الخیر فیوض الحرمین انصار العین
فی مشائخ الحرمین و لاینبأ فی سلاسل اولیاء اللہ و

اور محمد شاریحین موطا کے شیخ ولی اللہ محدث حنفی دہلوی ہیں تمام احکا
قطب الدین احمد نقشبٹ ہیں شیخ عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم
بن منصور بن احمد کے۔ انکا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے۔ و لاینبأ
ان کی جیساکہ خود انھوں نے اپنے بعض رسائل میں بیان کیا ہے یوم چار شنبہ
مہر شوال سنہ ۳۷۰ میں ہوئی۔ سات برس کی عمر میں حفظ قرآن مجید سرفراغت
حاصل کی اور اپنے والد سے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ ان کے والد سید
زاہد ہروی کے شاگرد تھے۔ سید زاہد نے حاشیہ شرح مواقف انصاف کے والد
کے لئے لکھا تھا پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ سرفراغت حاصل کی
ان کی عمر شہرہ سال کی تھی کہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا اس وقت
اپنے والد کی جگہ درس و تدریس میں مشغول ہوئے سنہ ۳۷۰ میں حرمین شریفین
کا سفر کیا۔ اور وہاں کے بہت سی مشائخ سے علم حاصل کیا جن میں ایک
شیخ ابو طاهر مدنی تھے سنہ ۳۷۰ میں وطن واپس آئے اور سنہ ۳۷۰ میں وفات
پائی اور بقول بعض سنہ ۳۷۰ میں۔

بہت سی تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں جو سب اس بات کو بتاتی ہیں کہ
وہ اعلیٰ درجہ کے فضلاء اور بڑے علمائیں سے تھے۔ جن سجاد کی طرف
سے رشد اور انصاف کی ان کو توفیق ملی تھی۔ اور تعصب اور کج روی
سے پاک تھے علوم و دین کے ماہر اور مباحث حروف میں متبحر تھے انکی تصانیف
کی فہرست حسب ذیل ہے۔ ازادۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء جو اپنے موضوع میں بے
ظہیر کتاب ہے۔ ترجمۃ اللہ البالغ۔ قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین والغزاة الکبیر
فی اصول التفسیر عقد الجین فی احکام التعلیم۔ الانصاف فی بیان سبب
الاختلاف۔ التہذیب و البلاغہ علم کلام میں شہرہ الحرمین۔ فتح الحرمین ترجمہ قرآن
(فارسی) فتح الخیر فیوض الحرمین۔ انسان العین فی مشائخ الحرمین۔ الانصاف
فی سلاسل اولیاء اللہ۔ الدرائین فی مبشرات النبیین الامین۔ التواہد من
احادیث سید الاول وائل والاواخرہ القول الجلیل۔ الجمعۃ۔ التہذیبات البلیغہ
انطاف القارس۔ المناظر الوضیۃ فی التفسیر۔ تاویل الاحادیث۔ المناظر

الدرائین فی مبشرات النبیین الامین۔ التواہد من
احادیث سید الاول وائل والاواخرہ القول الجلیل و
الجمعۃ۔ التہذیبات البلیغہ۔ المناظر القدس۔ المناظر
الوضیۃ۔ التفسیر۔ تاویل الاحادیث۔ المناظر البلیغہ
و المناظر السنیۃ۔ انتصار الفرقۃ السنیۃ۔ و انفاصل العرفین
و شفاء القلوب الخیر الکثیر و الاخر اویں معین اللہ و قد شہر
الموطا و ولایت یحییٰ شرح لحدیث ابی الدین الفارسیۃ سما بالخصف
جود فیہ الاحادیث والاخرہ و قد اقول اللہ و بعض بلاغۃ
و تکمیل کلام الخیرین ثانیہ ابی العزیز و سما بالخصف
فیہ علی فی اختلاف المذہب و علی قد من شہر الخیر و معین
لا بد من۔

اس کتاب کا مختصر حال

یہ کتاب ازادۃ الخفاء حضرت خلیفائے راشدین کی بہترین سیرت اور بہترین تاریخ ہونے کے علاوہ بہت سے دینی علوم
و معارف کا خزائن ہے اور بلاشبہ حضرت مصنف کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔ علمائے کالمین نے شہادت دی ہے کہ فی الحقیقہ
یہ کتاب اپنے موضوع میں بے نظیر ہے۔ حضرت مصنف سے پہلے کسی نے ایسی کتاب اس موضوع پر لکھی نہ ان کے بعد چنانچہ
علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کی عبارت ابھی نقل ہو چکی ہے کہ جو یہ ہے کہ اس کتاب کی عظمت خود اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم
ہوتی ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب پڑ کر دیکھنے خواہی ازوے روستاب یہ کتاب سنہ ۳۷۰ میں منشی جمال الدین خان صاحب
مدار المہام ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی اللہ تعالیٰ ان کو عظیم رحمت کرے انھوں نے اس کتاب کی صحت و صفائی طبع
کا بڑا اہتمام کیا انھیں کا چھپا ہوا نسخہ راقم الحروف کے پاس ہوا اس کے بعد پھر یہ کتاب نہیں چھپی۔

منشی صاحب مدرس کے کارپردازوں نے خاتمہ کتاب پر اس تمام اہتمام کو لکھا ہے جو اس کتاب کے متعلق کیا گیا اور لکھا ہے کہ
قرآن سو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ناتمام ہے کیونکہ مقصد اول میں مصنف نے آٹھ تفصیل قائم کی ہیں اور انھوں نے تفصیل
شیخین کی ہے اس کو دو مقصد پر منقسم کیا ہے مقصد اول میں دلائل نقلیہ اور مقصد دوم میں دلائل عقلیہ مگر موجودہ شرح میں
دلائل عقلیہ کا کچھ نہیں ملتا اس کتاب کا مقصد دوم بھی اس وجہ سے ناتمام معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ کی کوئی عبارت اس پر
نہ تھی نہ ایوں کو نام لکھتے بلکہ ختم کیا ہے ان دلائل کو بلاغات کہتے ہیں ۱۱

نہیں ہے حالانکہ یہ مصنف کی عادت کے خلاف ہے۔ فنی صاحب مدوح کا یہ احسان کہ انھوں نے اس کتاب کو چھاپ کر تلف ہونے سے محفوظ کر دیا۔ تمام اہل اسلام کی شکر گزاری کے قابل ہے اور اس کی شکر گزاری کیا ہو سکتی ہے۔ جز آنکر صدق دل دعائے بنیم :

لیکن ! جو اس اہتمام کے پھر بھی کتاب میں بہت سی غلطی رہ گئے اور حاشیہ جو اس پر لکھا گیا ہے وہ بھی بعض مقامات پر غلط ہے۔ ان تمام غلطیوں کو میں نے تین قسم پر تقسیم کیا ہے (۱) کاتب کی غلطیاں جو مصحح سے فروگزاشت ہوئی مگر بدلات عقل رفع ہو جاتی ہیں جیسے مقصد اول کی فصل چہارم میں حضرت جابرؓ میں لفظ قطع کو قطع لکھا ہے یا اسی فصل کے فذکر میں صحیح بخاری کی ایک روایت میں بجائی علی الحجۃ کے الی الحجۃ لکھا ہے۔ (۲) وہ غلطیاں جن میں دونوں احتمال ہیں خواہ کاتب کی ہوں خواہ مصحح و محشی کی مگر وہ ایسی ہیں کہ ہر شخص کو ان پر عبور نہیں ہو سکتا جیسے فصل چہارم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں عن جابر کا لفظ زیادہ لکھا ہے جو غلط ہے یا جیسے فصل پنجم کے مقصد اول میں تنبیہات سے پہلے راض النضرہ کی ایک روایت میں عن جابر کا زیادہ لکھا ہے جو غلط ہے (۳) وہ غلطیاں جو خود مصحح نے کی ہیں جیسے فصل پنجم کے مقصد اول میں احداث الاخبار باب اللہ حصۃ فیثب میں ث کو اور س کو زبر اور یش کو زیر بنا کر بن اسطور میں لکھا ہے پیر و کہ نہ شد حالانکہ یہ غلط ہے یا مثلاً حضرت عمر فاروقؓ کے سفر بیت المقدس کی روایت میں جہاں ان کی اس تحریر کا ذکر ہے جو زمانہ جاہلیت میں ان سے ایک راہب نے لکھوائی تھی نہیں لکھا ولا لابن سہم کے حاشیہ پر یعنی عمر واد اولاد اور ایچ دعویٰ نیست لکھا ہے جو غلط ہے۔ غرض ان تمام اقسام کے غلطیوں کا جواب اس چیز سے پوری تو تھہر کی ہے اور بڑی کوشش کی ہے کہ اب یہ کتاب اعلیٰ پایہ کی صحت پر پہنچے۔ مگر ایک تو بہریت و ذکر بے بضاعتی کیا امید ہے کہ کوشش میں پوری کامیابی ہو سہے ہاں مگر طبع خدا پیش نہد گاہے چندہ وھو حیثی نعم الوکیل غلطی کے ذکر سے طبع سابق کے مصحح و محشی کو الزام دینا مقصود نہیں بلکہ اصل حال کا اظہار منظور ہو ورنہ وہ کون کون سے کوئی غلطی نہ ہو۔ عفا اللہ عنہ و عنہم جمیعاً۔

ترجمہ کے التزامات

(۱) ترجمہ میں توضیح مطلب کا بہت لحاظ اور سلاست و شگفتگی عبارت کی پوری رعایت ہو تاہم بحودہ تعالیٰ مصنف کو الفاظ کی پابندی متروک نہیں ہوئی (۲) احادیث کے ترجمہ میں ضرور حدیث کی پوری مدد لی گئی ہے اور شرح طلب احادیث کی شرح حاشیہ (فٹ نوٹ) پر لکھی گئی ہے۔ (۳) مکرر احادیث میں حاشیہ پر بتا دیا گیا ہے کہ یہ حدیث اس سے پہلے ظاہر صفحہ میں ہے تاکہ اس کی شرح جو ایک مرتبہ کی جا چکی ہے بار بار نہ کرنا پڑے (۴) جو الفاظ عربی زبان کے ایسے تھے کہ ان کا ترجمہ ایک دو لفظ میں نہ ہو سکتا تھا یا ترجمہ کرنے سے فصاحت میں کچھ فرق آتا تھا وہاں ترجمہ میں وہ

الفاظ بمعنی قائم رکھے گئے اور حاشیہ پر ان کا حل کر دیا گیا۔ (۵) حسب ضرورت جا بجا مفید حواشی بڑھائے گئے (۶) توضیح مطلب یا سلاست کے لئے جو الفاظ ترجمہ میں مترجم نے بڑھائے ہیں وہ اس قسم کے دو خطوں کے درمیان میں ہیں (۷) اور جو الفاظ یا جملے خود مصنف نے بطور معترضہ وغیرہ کے یا روایت حدیث میں بطور مدرج کے کسی راوی نے یا خود مصنف نے بڑھائے ہیں وہ اس قسم کے دو خطوں کے درمیان میں ہیں (۸) جس مقام پر مصنف نے کتب شیعہ سے کوئی عبارت نقل کی ہے وہاں صفحہ و طر کا حوالہ حاشیہ پر بڑھا دیا گیا ہے یا اگر کوئی مضمون جو مصنف نے کتب اہل سنت سے نقل کیا ہے اس قاصر کی نظر سے کتب شیعہ میں بھی گزرا تو حاشیہ پر کتب شیعہ کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہے۔ (۹) اگر کسی مقام پر مصنف کے استدلال کو مزید قوت پہنچانے کے لئے شواہد وغیرہ کی ضرورت پیش آئی یا کسی قسم کا کوئی اعتراض کسی مقام پر شیعوں کی طرف سے وارد ہوا ہے اور اس کے دفعیہ کی ضرورت سمجھی گئی تو اپنی فہم کے موافق اس بے بضاعت مقام کو بھی انجام دیا ہے اور ان مضامین کو حاشیہ پر بڑھا دیا ہے۔ (۱۰) طبع اول کے مصحح و محشی نے جس مقام پر اصل کتاب کے الفاظ غلط کر دیئے تھے یا حاشیہ غلط لکھا تھا اس کا اتباع نہیں کیا گیا بلکہ جانب صواب کو اختیار کیا گیا ہے جہاں کہیں ایسا ہوا ہے وہاں حاشیہ پر اس کا اشارہ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی التزامات ہیں جو ناظرین پر واضح ہوں گے۔ واللہ الموفق والمعین والحمد للہ رب العالمین

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے جس نے بھیجا ہماری طرف امیر
المرسل کو جو ملائے والے ہیں نہایت سیدھی راہ (یعنی دین اسلام)
کی طرف اور ان کے لئے اصحاب ایسے مقرر کئے جن کو آپ کے عہد
میں آپ کا وزیر اور آپ کے بعد آپ کا خلیفہ بنایا تاکہ نعمت (اسلام)
کامل اور رحمت (خدا سب کو) شامل ہو جائے۔ اور یہی شہادت
دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور شہادت
دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے نبی ہیں جن کے بعد
کوئی نبی نہیں۔ صلوة و سلام نازل کرے اللہ ان پر اور ان
کے آل و اصحاب سب پر۔

اما بعد کہ کتاب فقیر حقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ اس زمانہ میں بدت
تشیع آشکار ہو گئی ہے اور عام لوگوں کے دل ان کے شہادت سے
متاثر ہو گئے ہیں اور اس ملک کے اکثر لوگ خلفائے راشدین
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کے ثبوت میں شک
کرتے لگے ہیں لہذا توفیق الہی کی روشنی سے اس بندہ ضعیف کے
دل میں ایک علم پیدا کیا جس سے یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ خلافت
ان بزرگوں کی ایک اصل ہی اصول دین سے جب تک لوگ اس
اصل کو مضبوط نہ پکڑیں گے کوئی مسئلہ مسائل شریعت پر مضبوط
نہ ہوگا کیونکہ اکثر احکام جو قرآن عظیم میں مذکور ہیں مجمل ہیں غیر
تفسیر سلف صالح کے ان احکام کا حل نہیں ہو سکتا اور اکثر
حدیثیں خبر واحد ہیں شرح کی محتاج ہیں بغیر اس کے کہ سلف کی ایک
جماعت ان کو روایت کرے اور مجتہدین ان سے استنباط کریں
قابل تمسک نہیں ہو سکتیں اور نہ بدون ان بزرگوں کی کوشش کے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي بعث الينا اشرف الرسل
داعيا الى اقوام السبل وجعل اصحابا له وذللك
في تحدينا وخلفاءه من بعدنا ليقم النعمة ونعم
الرحمة واتخذنا ان لا اله الا الله وحده
اشهد ان محمدا عبدا ونبيا الذي لا نبي بعده
صلى الله وسلم علىه وعلى آله وصحبه اجمعين
اما بعد في كود فقير حقير ولي اللہ عفی عنہ
کہ میں زمانہ بدعت تشیع آشکار شدہ و نفوس
عوام بجاہات ایشان متشرک شد و اکثر اہل این
اقلیم در اثبات خلافت خلفائے راشدین رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین متشکوک ہوں رسانیدنہ لاجرم
نور توفیق الہی در دل اس بندہ ضعیف علمی را متشرع
و مضبوط گردانید تا اگر بعلم یقین دانستہ شد کہ
اثبات خلافت این بزرگواران اصلی ست از اصول
دین تا وقتہ کہ این اصل را محکم نہ گیرند هیچ مسئلہ از
مسائل شریعت محکم نشود زیرا کہ اکثر احکام کہ در قرآن
عظیم مذکور شدہ مجمل ست بدون تفسیر سلف صالح
بجمل آن نتوان رسید اکثر احادیث خبر واحد محتاج
بیان غیر روایت جماعہ از سلف آنرا و متنباط مجتہدان
از ان متمسک بگردود و تطبیق احادیث متعارضہ بدون
سعی این بزرگواران صورت گیرد و همچنین جمیع فنون
دینیہ مثل علم قرآن و تفسیر و عقائد و علم سلوک بغیر

متعارض حدیثوں میں تطبیق کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔
اسی طرح تمام فنون دینیہ مثل علم قرأت و تفسیر و عقائد و
سلوک کے بغیر اقوال ان بزرگوں کے کسی اصل پر قائم نہیں رہ
سکتے اور سلف صالحین نے ان امور میں خلفائے راشدین
ہی کی پیروی کی ہے اور انہی کے دامن کو مضبوط پکڑا ہے قرآن
کا جمع ہونا اور قرأت شاذہ سے قرأت متواترہ کا امتیاز پانا
خلفائے راشدین ہی کی کوشش پر مبنی ہے اور عندہ قضا
کے فرائض اور حدود اور احکام فقہ وغیرہ انہی خلفاء کی تحقیق
پر مرتب ہیں (لہذا جو شخص اس اصل کے ٹوٹنے کی کوشش کرتا
ہے وہ فی تحقیق تمام فنون دینیہ کو مٹاتا چاہتا ہے اور نیز
(اسی علم سے) معلوم ہوا کہ مدبر السموات والارض تبارک و
تعالیٰ نے جس طرح ازل الازل میں شریعت کی تمام باتوں کو پہلے
کلام نفسی کے مرتبہ میں معین و مقرر کیا تھی اسی مرتبہ کی طرف اس آیت
کریمہ میں اشارہ ہے (ترجمہ) ہمینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک
بارہ ہے کتاب اللہ میں جس دن اس نے آسمانوں کو اور زمین کو
پیدا کیا ان (بارہ ہمینوں) میں سے چارہ جیسے حرمت والے ہیں
(یعنی ان میں خون ریزی وغیرہ کی ممانعت نہایت شدید ہے)۔
اس کے بعد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کبھی
اجمالا اور کبھی تفصیلا نازل کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کبھی صراحتہ اور کبھی اشارہ ان تمام شرائع کو بیان فرما دیا
یہاں تک کہ جو مقصود حق تعالیٰ کا تھا ظاہر ہو گیا اور اللہ کی حجت

آماریں بزرگوں میں متاجل نشود و قدودہ سلف
دریں امور خلفائے راشدین ست و تمسک ایشان
بافعال خلفاء جمیع قرآن و معرفت قرآن متواترہ
از مشافہ مبتنی بر سعی خلفاء ست و قضا یا وحدود
و احکام فقہ و غیر آن ہر مرتبہ بر تحقیق ایشان
ہر کہ در مسکن این اصل سعی می کند بحقیقت ہدم
جمیع فنون دینیہ میخورد و نیز دانستہ شد کہ مدبر السموات
والارض تبارک و تعالیٰ چنانچہ سائر شرائع را
اولا در مرتبہ کلام نفسی در ازل الازل معین و مقرر
گردانید و اشارہ بہاں مرتبہ است آیت کریمہ
ان عدد الشہود عند اللہ اثنا عشر شہدا
فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض
و منها اربعۃ خورمہ بعد ازاں بر قلب مبارک حضرت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اجمالا تارہ و تفصیلا آخری
فرود آورد بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
لفضا تارہ و اشارہ آخری بیان آن فرمود مدبر مآلکہ
آنچہ ملاحظہ ہوتا ہر شد و حجت اللہ قائم گشت
و تکلیف عباداں اعتقادا و عملا بظہور رسید
ہیچان خلافت خلفائے راشدین اولاد کلام نفسی
مقرر شد و در قرآن عظیم اجمالا فرود آمد بعد
از ان بر قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

یہ ترجمہ جو غلط فہم کیا تھا کہ تعداد شہدائے راشدین ہی سے متعلق ہوں یا ان کے اقوال ہی ہوں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔
بلکہ حجت حقیر کی حدیث خاصہ مذکورہ کہ قرآن ہی میں ہے کہ ان میں سے دو تہاں ہی ہیں جو کہ انہی کے اقوال ہی سے
اگر محض نہ ہو تو سترہ ہوں اور محض نہ ہو تو سترہ ہوں اور ان میں سے دو تہاں ہی ہیں جو کہ انہی کے اقوال ہی سے
چاہتا ہے کہ بات حق میں میں جوں جوں میں کلام الہی کو تدبیر با اعتبار کلام نفسی کے کہا جائے جو با اعتبار کلام نفسی کے
نفسی و دونوں مرتبہ کلام الہی میں ہیں جوں جوں میں کلام الہی کو تدبیر با اعتبار کلام نفسی کے کہا جائے جو با اعتبار کلام نفسی کے

بطریق منام تارہ و بطریق فراست و تعبیر منام صحابہ
 آخری این عمل مفصل گشت و آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم از ان علم شریف نصدا و اسرارہ خبر دادند تا آنکہ
 تکلیف عباد و استخلاف این بزرگواران اعتقاد و
 عملاً متحقق شد و پروردگار عزوجل کار برانداخته گشت و
 اہل قرن اول بموجب آن بجان و دل عمل کردند
 بر خلاف آنچه متاخر اشاعره تقریری کنند کہ خلافت
 ایشان بنص نیست مطلقاً یا بنص جلی نیست بلکہ امر
 اجتہادی است کہ اہل عصر بنا بر اجتہاد بران اتفاق نمودند
 و بر خلاف آنچه مشیعہ گمان می کنند کہ در قرن اول
 حیف عظیم رفتہ بسبب طلب دنیا خلافت را از مستحق
 آن غصب کردند و بر غیر مستحق اتفاق نمودند آنحضرت
 اللہ من جمیع ما کرہ اللہ و نیز دانستہ شد کہ تطبیق
 در اختلاف علماء و را آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 استخلاف نمودند یا نہ بآن وجہ تواند بود کہ اختلاف
 گاہے اطلاق کردہ می شود بر مجرد تنبہ شارع بر
 مکلف بودن عباد بانقیاد این جماعہ را و گاہے بر
 ہیأت معتادہ نزدیک وصیت بولایت عہد
 از جمیع اہل حل و عقد و تنصیص بلفظ استخلاف
 و مانند آن ہر یک معنی را اداہ کردہ است و
 بحسب آن گفتہ و مشا وراثت صحابہ بحفظ احادیث
 بود و استنباط از خصوص و تذکر معانی استخراج

فرست و انی کہ کہتہ ہیں مراد وہ دانی جو منہاجتہاد است ہوتی ہے یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ مؤمن کی فرست سورتا چاہیے کیونکہ وہ
 اللہ کے فرستے دیکھتا ہے ۱۱ ۱۲ ۱۳ مکلف اس کو کہتے ہیں جو احکام شرعیہ کا مطلب ہو مطلب اس مقام پر یہ کہ ان بزرگوں کی خلافت پر اعتقاد رکھنا خدا
 کی طرف سے ضروری ہو گیا ۱۴ اہل حل و عقد ان قوم کو کہتے ہیں جن کے ہاتھ میں قومی معاملات کا بندوبست ہو ۱۵

آخذ بسیار و مانند آن و تطبیق در میان
 اختلاف علماء در آنکہ خلافت بنص جلی
 است یا خفی بآن وجہ واقع است کہ جمعہ
 را آیہ اجمالی با حدیث کہ تغییر آن است
 مربوط با ہم منظور شد بنص جلی قابل شد نہ
 و جمعہ آیہ را جدا دانستہ و مجاب اجمال اورا
 نتوانستہ بر انداختہ و احادیث را جدا
 و آن را ملحق باہ نہ ساختہ باز احادیث
 اخبار آحاد بود متفق در معنی اثبات
 خلافت کہ قدر مشترک مستجمعہ را نظر
 بر حدیث دون حدیث افتاد و مانند
 کہ خبر واحد است و جمعہ را نظر بر
 ہمہ دفعہ واحد افتاد متواتر بالمعنی
 شناختہ و چنانکہ نور توفیق این علم
 را مبسوط نمود و عینہ نشر آن کتبات تارہ
 و آخرے نیز بخاطر ریختہ اخراج
 ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ عنہ
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اذلقن اخوہذا
 الامۃ اذلقن فمن کتم حدیثاً
 فقد کتم ما انزل اللہ عز وجل

۱۶ یہی ہے فرق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اس نے ذکر سے معنی مراد ہے ہیں اور یہی فرق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 خلیفہ بنا لیے ہیں اس نے پہلے سے مراد ہے جس خلافت پر یہ نزاع لفظی ہے ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰
 کو کوئی حدیث معلوم ہے کہ وہ فرمودہ کو معلوم نہیں وہ سب اس موقع پر پیش ہو جائیں اور سب احادیث کا علم ہو جائے اور وہ حدیثیں جب اس موقع
 پر ایسے جمع میں پیش ہو جائیں کہ قرآن کی روایت کا سلسلہ یہی جاری رہے چنانچہ خلیفہ کے قریشی ہونے کی حدیث اس مجمع میں پیش ہوئی اور
 اس کی روایت کا سلسلہ جاری ہو گیا ۵۱

سور وایت کیا جو کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اس امت کے کچھ لوگ الگوں کو بڑھانے لگیں تو (اُس وقت) جو شخص ایک حدیث کو بھی چُھپاتا اُس نے گویا اللہ عز و جل کی نازل کی ہوئی (پوری) شریعت کو چُھپایا اسی وجہ سے یہ چند ورق اس مسئلہ میں لکھے گئے اور نام اس تحریر کا ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء رکھا گیا اور اس تحریر کو دو مقصد پر منقسم کیا گیا مقصد اول میں خلافت عامہ اور خلافت خاصہ کے معنی اور خلافت کے شرائط اور اُس کے متعلقات اور (حقیقت) خلافت خلفاء کی ولیوں کا بیان ہے اور اس اختلاف کا حل ہے کہ (اقامت) خلافت نص کی وجہ سے تھی یا اجتہاد سے مقصد ثانی میں خلفائے اربعہ کے فضائل کا بیان ہے۔

اب مقصود و شروع ہوتا ہے اور میں محض توفیق الہی کی روشنی میں متذکر کرتا ہوں اور اُس کے فضل پر توکل رکھتا ہوں اور ہر کام کو اُس کی حفاظت اور نگہبانی کے حوالہ کرتا ہوں۔ ہم کو اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے اور قدرت اور طاقت (کسی میں) نہیں ہے مگر اللہ ہی کی مدد سے جو بزرگ اور بڑے رہے۔

بنائاً علی ذلک ورتق چند
درین مسئله نوشته شد و به
ازالۃ الخفاء عن خلاف الخلفاء
مسمی گشت و بر دو مقصد متقسم کرده آمد
مقصد اول
در بیان معنی خلافت عامه و خاصه و شرط آن
و آنچه متعلق بآن است و سر و اصل بر خلافت
ایشان و حل اختلاف اهل درمیان
خودیش که خلافت بنص بود یا باجماعت
مقصد ثانی
در آثار خلفائے اربع و لهذا او ان
الشروع فی المقصود و بنور توفیق
انتمسک و علی فضلہ انوکل
والی کلامه و حفظه کل امر افاض
حببتنا لله و نعوذ بالکمل و لا حول و لا قوه الا
بالله العلی العظیم

مقصد اول

اس مقصد میں چند تفصیل ہیں (جن کی تعداد آٹھ ہے)
فصل اول خلافتِ عامہ کے بیان میں
اس فصل میں پچھتر مسئلے ہیں پر مصنف علامہ نے بحث کی ہے
مسئلہ (اول) خلافتِ عامہ کی تعریف خلافتِ عامہ (وہ رہا)
علامہ ہے جو بذرِ عدل و دینہ کے زندہ رکھنے اور (بذرِ عدل) (ارکانِ اسلام کے قائم کرنے اور (بذرِ عدل) (جہاد اور مستحقاتِ جہاد کے قائم رکھنے کے جیسے لشکریوں کا مرتب کرنا مجاہدین کو وظائف و سبائ وغیرہ کو ان پر تقسیم کرنا اور (بذرِ عدل) عہدہ قضا کے فرائض انجام دینے اور عدل کے قائم کرنے اور مظالم کے دُکھ کرنے اور لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دینا اور بُرے کاموں سے منع کرنے) بحیثیت نائبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے بالفعل (حاصل ہونی) ہو۔ اس تعریف کی تفصیل یہ ہے کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں غور و فکر کرنے سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تمام خلقِ اللہ کے لئے مبعوث ہوئے تو آپ نے مخلوق کے ساتھ بہت سے معاملات و تصرفات کئے اور ہر معاملہ کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا اور ہر ایک معاملہ میں ہر تمام عظیم کیا۔ ان معاملات پر جب ہم غور کرتے ہیں اور جزئیات سے کلیات طرف پھر کلیات سے ایک ایسی کلی کی طرف جو سب کو شامل ہو

مقصد اول

مشتمل بر تفصیل چند
فصل اول در خلافت عامه -
مسلم و اقریب خلافت می گویند العاقبة فی
النصیر ای قاطعة الدین باحیاء العلوم الدینی
واقعة اركان الاسلام والقیام بالجهد و ما يتعلق
به من ترتیب الجیوش والشرع المقتضی و اعط
من الفی و القیام بالقضاء واقعة الحدود و مرف
المظالم و الاعمال و فی النبی عن المنکر نیا علی الذ
صلوات الله علیه و ما تفصیل این تعریف آنکه مع
بالقطع است از ملت محمدر علی صاحبها الصلوة
والتسلیمات که آنحضرت صلی الله علیه و سلم چون مبعو
شدند برای کافه خلق الله بایشان معاملہ کرد
و تصرف نمودند و برای هر معاملہ ثواب تعین
فرمودند و این تمام عظیم در هر حال مبدول
چون آن معاملات را استقرای نمایند و
جزئیات بکلیات و از کلیات بر کلی و
که شامل همه باشد انتقال کند

۱۔ جزئیات میں جو جزئی کی اور کلیات میں جو کلی کی جنونی میں معلوم کو کہتے ہیں خود پر مشرک کا استعمال نہ ہو جیسے یہ ایک خاص ذات کا نام ہو اور کسی خاص مفہوم کو کہتے ہیں جس میں حرکت کا استعمال ہو جیسے انسان کا کہہ سکیں اس میں فکر کیا ہوا اور غور ہو جائے۔ یہ پہلی جزئیات سے مراد خاص خاص واقعات ہیں اور کلیات کو وہ عام مفہوم جس کے تحت میں وہ خاص واقعات مندرج ہوں ۲۔

جنس اعلیٰ آں اقامت دین باشد کہ متضمن
 جمیع کلیات ست و تحت و سے اجناس دیگر
 باشند کیے ازال احیائے علوم دین ست از
 تعلیم قرآن و سنت و تذکر و موعظت
 قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي يَبْعَثُ فِي
 الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو
 عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَ
 يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
 وَسَيُفْقِضُ مِنْهُمْ أَشْخَافًا
 قَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
 و مستفیض شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 قہدمی کردند صحابہ را بتذکر و موعظت
 و دیگر اقامت ارکان اسلام ست زیرا کہ
 مستفیض شد کہ امامت جمیع واعباد و
 جماعت خود میگردند و نصب امام در
 ہر محلے می فرمودند و اخذ زکوٰۃ و صرف
 آن بر مصارف می نمودند و عمل را
 برائے ایں معنی منصوب می ساختند
 و همچنین شہادت بر ہلال رمضان
 و ہلال عید می شنیدند و بعد شہادت
 شہادت حکم بر صوم و فطر میفرمودند
 و حج را خود اقامت نمودند و سال نهم
 کہ حضور شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہوئے ہیں تو ان سب کی جنس عالی دین کی اقامت ہے جو تمام
 کلیات کو متضمن ہے اور اس کی تحت میں دوسری جنس ہیں۔
 ان میں سے ایک جنس علوم دینیہ کی اشاعت ہے جیسے قرآن و
 حدیث کی تعلیم دینا اور وعظ و نصیحت کرنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 (ترجمہ) وہی ہے جس نے مبعوث کیا انبیوں میں ایک رسول انہی
 (کی قوم) میں سے جو ان (انبیوں) کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھتا
 ہے اور ان کو (اخلاق و ذلیل سے) پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب
 اور حکمت سکھاتا ہے (اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث کی
 تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا فریضہ تھی اور باستقامت
 ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو وعظ و نصیحت
 برابر کرتے رہتے تھے۔

دوسری جنس ارکان اسلام کا قائم کرنا ہے کیونکہ یہ باستقامت
 ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجاور عیدین اور
 (حج و قح) جماعت کی امامت کا اہتمام خود کیا کرتے تھے اور
 ہر مقام پر امام مقرر فرماتے تھے اور زکوٰۃ وصول کرتے اور
 اس کے مصرف میں صرف کرتے تھے اور ان کاموں
 کے لئے عامل مقرر فرماتے اور اسی طرح ہلال رمضان اور
 ہلال عید کی رویت پر شہادت سننے اور
 ثبوت شہادت کے بعد رمضان کے ہلال
 (میں) روزہ رکھنے کا اور (عید کے چاند میں) ترک صوم
 کا حکم فرماتے تھے۔ اور حج کا انتظام بھی خود

لے کلیات کی قہم میں جنس اعلیٰ آں اقامت دین باشد کہ متضمن
 جمیع کلیات ست و تحت و سے اجناس دیگر
 باشند کیے ازال احیائے علوم دین ست از
 تعلیم قرآن و سنت و تذکر و موعظت
 قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي يَبْعَثُ فِي
 الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو
 عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَ
 يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
 وَسَيُفْقِضُ مِنْهُمْ أَشْخَافًا
 قَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
 و مستفیض شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 قہدمی کردند صحابہ را بتذکر و موعظت
 و دیگر اقامت ارکان اسلام ست زیرا کہ
 مستفیض شد کہ امامت جمیع واعباد و
 جماعت خود میگردند و نصب امام در
 ہر محلے می فرمودند و اخذ زکوٰۃ و صرف
 آن بر مصارف می نمودند و عمل را
 برائے ایں معنی منصوب می ساختند
 و همچنین شہادت بر ہلال رمضان
 و ہلال عید می شنیدند و بعد شہادت
 شہادت حکم بر صوم و فطر میفرمودند
 و حج را خود اقامت نمودند و سال نهم
 کہ حضور شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

در کہ متحقق شد حضرت ابو بکر صدیق
 را فرستادند تا اقامت حج نماید و قیام
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجمہاد و
 نصب امر واجب جیوش و سرایا و قیام
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقضا در
 خصوصیات و نصب قضا در بلاد اسلام
 و اقامت حدود و امر معروف و نہی منکر
 ستغنی از ان ست کہ بہ تنبیہ احتیاج داشتہ
 باشد و چو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بہ رفیق اعلیٰ انتقال فرمودند واجب شد
 اقامت دین بہم ایں تفصیل کہ گزشتہ و
 اقامت دین موقوف افتاد بر نصب شخصے کہ
 اہتمام عظیم فرماید در ایں امر و ثواب را بافاق
 فرستد و بر حال ایشان مطلع باشد و ایشان
 از امر و سے تجاوز نہ کنند و بر حسب اشارہ
 و سے جاری شوند و ان شخص خلیفہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم باشد و نائب مطلق
 و سے پس از کلمہ ریاست عامہ

(بہنص نفیس) فرمایا اور (ہجرت کے) لموئین سال جب آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث (رہ گئے) نہیں تشریف لے جاسکے
 تو حضرت ابو بکر صدیق کو بھیجا تاکہ وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی طرف سے نیابت) حج کر آئیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا جہاد کو قائم رکھنا اور سرداروں کا مقرر کرنا اور جیوش
 و سرایا کا بھیجنا اور خصوصیات میں فیصلہ کرنا اور بلاد اسلام
 میں قاضیوں کا مقرر کرنا اور حدود کا قائم کرنا اور اچھے کاموں
 کا حکم دینا اور بُرے کاموں سے منع کرنا محتاج بیان نہیں ہے
 (پھر) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلیٰ کی
 طرف انتقال فرمایا تو (آپ کی وفات کے بعد) بھی اسی
 تفصیل مذکورہ کے ساتھ دین کا قائم رکھنا ضروری ہوا اور
 (اس تفصیل کے ساتھ) دین کا قائم رکھنا ایک ایسے شخص کے
 مقرر ہونے پر موقوف تھا جو اس کام میں اہتمام عظیم کرے
 اور ہر ملک میں اپنے نائب بھیجے اور ان کے حال سے خبردار
 رہے اور اس کے نائب اس کے حکم سے انحراف نہ کریں اور اس
 کے اشارہ پر چلتے رہیں۔ ایسا ہی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا خلیفہ اور جمیع الوجوہ آپ کا نائب ہوگا۔
 (خلافت کی جو تعریف کی گئی اُس میں) ریاست عامہ کے لفظ

لے جمیع کی قہم میں جنس اعلیٰ آں اقامت دین باشد کہ متضمن
 جمیع کلیات ست و تحت و سے اجناس دیگر
 باشند کیے ازال احیائے علوم دین ست از
 تعلیم قرآن و سنت و تذکر و موعظت
 قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي يَبْعَثُ فِي
 الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو
 عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَ
 يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
 وَسَيُفْقِضُ مِنْهُمْ أَشْخَافًا
 قَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
 و مستفیض شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 قہدمی کردند صحابہ را بتذکر و موعظت
 و دیگر اقامت ارکان اسلام ست زیرا کہ
 مستفیض شد کہ امامت جمیع واعباد و
 جماعت خود میگردند و نصب امام در
 ہر محلے می فرمودند و اخذ زکوٰۃ و صرف
 آن بر مصارف می نمودند و عمل را
 برائے ایں معنی منصوب می ساختند
 و همچنین شہادت بر ہلال رمضان
 و ہلال عید می شنیدند و بعد شہادت
 شہادت حکم بر صوم و فطر میفرمودند
 و حج را خود اقامت نمودند و سال نهم
 کہ حضور شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

برآمد علماء مسلمین کے بتعلیم علوم دینیہ مشغول شوند و قضاۃ امصار و امرائے جیوش کہ بامر خلیفہ اقامت ابن معنی نمایند و در عصر اول موعظت و تذکیر ضمیمہ خلافت بود قال صلے اللہ علیہ وسلم لا یقضی الا امیر او مامور او مختار و از لفظ فی التصدی لاحاقۃ الدین برآمد شخصی کہ ریاست و غلبہ بر اہل آفاق پیدا کند و مقصدی شود و اخذ باج را من غیر و غیر شرعی مثل ملوک جاہرہ متغلبہ و از لفظ تصدی برآمد شخصی کہ قابلیت اقامت دین بر وجه اکل و اشیہ باشد و افضل اہل زمان خود بود لیکن بالفعل از دست و سے تیز زدن امور نہ بر آید پس خلیفہ حقیقی و غیر منظور و غیر متسلط بخوابد بود و قید نیاید عن ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم بری آواز مغموم خلیفہ انبیاء راہر چند در قرآن عظیم حضرت داود علیہ السلام را خلیفہ گفته شد زیرا کہ سخن در خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت داود خلیفہ اللہ بودند ہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بامر خلیفہ اللہ و فرمودند کہ مرا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می گفتہ باشد

سے وہ علماء خارج ہو گئے جو علوم دینیہ کی تعلیم دیا کرتے ہیں (کیونکہ ان کو ریاست عالمہ نہیں حاصل ہوتی) اور شہر کے قاضی اور لشکر کے افسر بھی خارج ہو گئے جو خلیفہ کے حکم سے ان کاموں کو انجام دیتے ہیں (کیونکہ ان کو بھی ریاست عالمہ نہیں ہوتی) اور قرن اول میں وعظ و نصیحت کرنا بھی خلافت کا ایک ضمیمہ تھا (جیسا کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو وعظ نہ بیان کرے مگر حاکم وقت یا اس کا مقرر کیا ہو یا کوئی شخص اور ان دونوں کے علاوہ جو شخص وعظ کہے وہ ریاکار ہے۔ اور دین قائم رکھنے کے لفظ سے وہ جاہل اور ظالم بادشاہ خارج ہو گئے جو ملک پر حکومت اور غلبہ حاصل کر کے غیر مشروع طریقہ سے خزان وصول کرتے ہیں اور بالفعل کے لفظ سے وہ شخص خارج ہو گیا جو (اگرچہ) کامل طور پر دین قائم رکھنے کی قابلیت رکھتا ہو اور اپنے ہم عصر لوگوں سے افضل بھی ہو لیکن بالفعل اس کے ہاتھوں سے کوئی کام امور مذکورہ میں سر انجام نہ پائے پس ایسا شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا ہو (جو بقول شیعہ امام جہدشی کی طرح) پوشیدہ ہو اور جس کو فتح و غلبہ نہ حاصل ہو۔ اور بحقیقت نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے لفظ خلیفہ کے مفہوم سے انبیاء علیہم السلام کو خارج کر دیتی ہے (کیونکہ وہ نبی تھے نہ کہ نائب نبی) گو حضرت داود علیہ السلام کو قرآن میں خلیفہ کہا گیا ہو (مگر یہاں جس خلافت کی تعریف کی گئی ہے اس سے بلاشبہ حضرت داود خارج ہیں) (کیونکہ بحث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت میں ہے اور حضرت داود خلیفہ اللہ تھے (نہ خلیفہ آنحضرت) یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (اپنے لئے) خلیفہ اللہ کا لقب پسند لیا اور فرمایا کہ مجھے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرو۔

مسئلہ واجب بالکفایہ است بر مسلمین الی یوم القیامہ نصب خلیفہ مستمع شریعت و مجتہد و جہدیکہ آنکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم بنصب خلیفہ و تعیین اور پیش از دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ مشرکند پس اگر از مشرک وجوب نصب خلیفہ ادراک نمی کردند پس امر خلیفہ مقدر نمی ساختند و اس وجہ اثبات دلیل شرعی از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہاید بر وجہ اجمال و وہ آنکہ در حدیث وارد شدہ من مات و لم یتبع فی حقیقۃ بیعۃ مات میتة جاهلیة یعنی ہر کہ بمسیر و حال آنکہ نیست در گردن او بیعت خلیفہ مژدہ است بمرگ جاہلیت و اس نص شرع است تفصیلاً سوم آنکہ خلیفہ تعالیٰ جہاد و قضا و احیائے علوم دین و اقامت ارکان اسلام و دفع کفار از حوزہ اسلام فرض بالکفایہ گردانید و آل ہمسہ بدون نصب امام صورت نگیرد و مقدمہ واجب واجب است کہار صحابہ برین وجہ تنبیہ نمودہ اند مسئلہ در شریعت خلافت و صل دریں مسئلہ اہمیت کہ معنی خلافت

مسئلہ دوم) مسلمانوں پر ایسے خلیفہ کا منصوب (یعنی مقرر) کرنا جو جامع شرائط خلافت ہو فرض کفایہ ہے (اور) قیامت تک فرض رہے گا اس کے بہت سے دلائل ہیں دلیل اول یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعیین و تقرر کی طرف مائل ہوئی لہذا (معلوم ہوا کہ) اگر صحابہ کرام کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت (اور اس کے مقرر کرنے میں تاخیر کی ممانعت) معلوم نہ ہوتی تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم نہ کرتے۔ یہ تقریر (صرف صحابہ کرام کے فعل کو ثابت نہیں کرتی بلکہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل شرعی کا خاص اس مسئلہ میں پایا جانا ثابت کرتی ہے بطور اجمال کے دلیل دوم یہ ہے کہ حدیث (نبوتی) میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرتے کہ اس کی گردن میں (کسی خلیفہ کی بیعت (کا رشتہ) نہ ہو وہ جاہلیت کی (سی) موت مرے حدیث میں شرعی ہے تفصیلاً (یعنی حقیقہ) مرفوع ہی دلیل سوم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جہاد کو اور فیصلہ خصومات کو اور علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور ارکان اسلام قائم رکھنے کو اور بلاد اسلام سے کفار کے (حملے) دور رکھنے کو فرض کفایہ کر دیا ہے اور یہ سب باتیں بغیر امام (یعنی خلیفہ) کے مقرر کئے ہوئے صورت پذیر نہیں ہو سکتیں اور (کلید قاعدہ ہے کہ) فرض کفایہ (کا حصول) جس چیز پر منع توقف ہو وہ چیز بھی فرض کفایہ ہوتی ہے۔ بیٹے صحابہ نے اس کلید قاعدہ پر (امت کو) متنبہ کر دیا ہے۔

مسئلہ سوم) خلافت (کے استحقاق کے شرائط اصل یہ ہے کہ خلافت

یعنی یہ کلید قاعدہ ہے جو اپنے مقام پر بدلائل ثابت ہے کہ صحابہ سے جب کوئی قول یا فعل ایسا صادر ہو جس کا ادراک رہے نہ ہو کہ توہم میں حدیث مرفوعہ کے ہے کہ مرفوع اس روایت کو کہتے ہیں جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا حال ہو۔ مسئلہ فرض کفایہ در فرض ہے جو ہر شخص پر بالذات فرض نہ ہونے کے اگر بعض لوگ اس کو اذیوں تو سب کے فرض تو جیسے در مذہب ہمہ گاہیں ۱۱

۱۱ چنانچہ لو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تہی و تہی قرین و غیور و مدبر بھی خلیفہ رسول اللہ تھے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد کسی کو مدخلت و اہمیت کو گورنے میں ملوث نہیں کہا جائے گا اسلام (یعنی قرین نہیں) ان میں کہ نبی علیہ السلام نے کہتے ہیں کہ یہ خلیفہ رسول اللہ کے سب سے خصوص ہو کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ایسی چیز کا مقرر نہ فرماتا کہ اس کا اہمیت ان میں سے کسی ایک پر ہو کہ تمام خلق خدا کو خلیفہ رسول اللہ تھے کی م

چنانکہ گزشتہ متضمن است احیائے علوم دین را و اقامت ارکان اسلام و امر معروف و نہی منکر و قیام بامر جہاد و قضا و اقامت حدود و راپس ہرچہ شرط ہر یکہ ازین امور باشد بشرط خلافت است و زیادہ اذان شرط دیگر بمقتضائے حدیث مستفیض و آن قرینیت است چوں ایں اصل دانستہ شد خوض در تفصیل نہایت از جملہ شروط خلافت آنست کہ مسلمان باشد زیرا کہ ریاست مسلمین رائے سنو گر مسلمان کما قال اللہ تعالیٰ وَلَکِنْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَکُمْ فِیْہِیْنَ عٰقِلَیْنَ اَمْوٰہِیْنِیْنَ مَسٰہِیْنِیْنَ و پرمطاہرست کہ ایں معانی از غیر مسلمان سرانجام نشود و اگر خلیفہ کافر گردد العیب ذلالت واجب شود خروج بروے پس نصب کافر اولاً اولیٰ است بآنکہ درست نباشد و اذان جملہ آن است کہ عاقل و بالغ باشد زیرا کہ مجنون و سفید و صبی مجرورانہ تصرفات تیرہ خویش تالی اللہ تعالیٰ وَلَا تَوَلّٰوْاۤیْہِمْ شَیْءًا و چون برائے خود قادر نباشند بمال و رقابہ مسلمین البتہ تسلط ایشان صحیح نباشد و کاروائی مطلوب است اختلاف باطلع ازین جماعت سرانجام نئے شود

لے مستفیض وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر طبقہ میں دس سے زیادہ ہوں ۱۳

مسلمانوں کے جان و مال پر بدبرداری اولیٰ ان کا تسلط صحیح نہ ہوگا۔ اور نیز خلیفہ بنانے سے جو مقاصد متصور ہیں وہ یقیناً مجنون اور بیوقوف اور نابالغ سے سرانجام نہ پائیں گے (لہذا اس وجہ سے بھی خلیفہ کا عاقل و بالغ ہونا بشرط ہونا) اور مجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ مرد ہو نہ عورت کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگ اہل فارس نے کسری کی بیٹی کو بادشاہ بنایا تو آپ نے فرمایا کہ کبھی کامیاب نہ ہوئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی سلطنت کا انتظام ایک عورت کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور نیز عورت عقل و دین میں کمزور ہوتی ہے اور میدان جنگ کے لئے سیکڑ ہوتی ہے اور عقلوں اور مجلسوں میں جانے کے قابل نہیں ہوتی لہذا اس کی خلافت کے کام پورے نہیں ہو سکتے۔ اور مجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ حر (آزاد) ہو (غلام نہ ہو) کیونکہ غلام مقدمات میں گواہی دینے کے قابل نہیں ہوا و عام لوگوں کی نظر میں حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور اس پر پسند آقا کی خدمت میں شیعوں رہنا واجب ہے اور لہذا ان وجہ سے غلام مقاصد خلافت کے انجام دے سے معذور ہے اور مجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ متکلم اور فصیح و بصیر ہو (گوگاہا اندھا نہ ہو) کیونکہ خلیفہ پر لازم ہے کہ جو حکم دے وہ ایسا صاف ہو کہ اس کا مقصد سمجھنے میں (لوگوں کو) اشتباہ نہ ہو اور نیز ضروری ہے کہ خلیفہ متقی اور مدعی علیہ کو اور مقرر اور مقررانہ اور شاہد و مشہود علیہ کو پہچانے اور ان لوگوں کے بیان کو سنے اور اگر گوگاہا اندھا ہو تو یہ بات اس کو حاصل نہ ہو سکے گی اور نیز خلیفہ پر لازم ہے کہ (پسندے) بلاد و محروم میں قاضیوں کو اور اعلیٰ حاکموں کو مقرر کرے اور لشکروں کو میدان جنگ کی تدابیر بتلا کر اور یہ سب باتیں بغیر صحت اعضا کی مذکورہ کے ناممکن ہیں لہذا مقاصد

سلسلہ دعویٰ کرنے والے کو مدعی کہتے ہیں اور جس پر دعویٰ کیا جائے اس کو مدعی علیہ اقرار کرنے والے کو مدعی کہتے ہیں اور وہ اقرار جس کے لئے کیا جائے اس کو مقررہ گواہی دینے والے کو شاہد کہتے ہیں اور جس کے خلاف گواہی دی جائے اس کو مشہود علیہ ۱۳

شرط اول

شرط دوم

۱۔ پانچ درجہ سادہ پیش آید وایں ہر درجہ میں
 سادہ است اعضا متحقق نشود و مقادیر
 واجب واجب است۔ و ازاں مجملہ آن
 است کہ شجاع باشد و صاحب رائی در حرب
 و سلم و عقد ذمہ و فرض مقابلہ و تعیین امر و اعمال
 و صاحب کفایت یعنی دقت و درست نباشد و نہ
 ناگروہ کار کہ خط کند در امور و نتواند سرانجام داد
 جنات را زیرا کہ جہاد بجز شجاع و صاحب رائی و
 کافی صورت نہ بدو و آن مطلب اعظم است از
 مطالب خلافت۔ و ازاں مجملہ آنست کہ عدل باشد
 یعنی محنت از کیا تر غیر مجبور بدعا و وصیہ
 مروت باشد نہ ہرزہ گر قلیع الخلافہ زیرا کہ در شاہد
 و قاضی و زادی حدیث بر گاہ ایں معانی شرط
 است پس در دیانت عامہ کہ زام خلق بدست
 او افتد اولی است بآنکہ شرط باشد و قال اللہ تبارک
 و تعالیٰ **يُؤْتِي الْحُكْمَ مَنْ يَشَاءُ** و **يُؤْتِي الْحُكْمَ**
 مقرر است بعدالت و مروت۔ و ازاں مجملہ
 آنست کہ مجتہد باشد زیرا کہ خلافت متفقین
 است قضاء و احیاء علوم دین و امر معروف و
 نہی منکر را و اینہم بدین مجتہد صورت نہ
 گیر و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 و آلیہ و سلم **الْقَضَاءُ شَلَاةٌ**
وَالْحَدُّ فِي الْجَنَّةِ وَ الشَّانِ فِي النَّارِ
فَأَمَّا الذِّي فِي الْجَنَّةِ فَهُوَ جَلُّ شُكُوفِ
الْحَقِّ فَحُكْمُهُ بِهِ فہو فی الجنت

شرط شجاعت

شرط عدل

شرط علم

و **جَلُّ شُكُوفِ الْحَقِّ** جَلُّ شُكُوفِ الْحَقِّ
 لَنَا وَ جَلُّ شُكُوفِ الْحَقِّ لَنَا عَلٰی جَمَلِ فُجُو فِي
 لَنَا وَ جَلُّ شُكُوفِ الْحَقِّ لَنَا وَ جَلُّ شُكُوفِ الْحَقِّ لَنَا
 جملہ عظیمہ از احکام فقہ دانستہ باشد و اذہ تفصیل
 از کتاب و سنت و اجماع و قیاس و ہر حکم را
 منوط بدلیل او شناختہ باشد و لمن قوی بہاں
 دلیل حاصل کردہ پس درین زمانہ مجتہد
 نمی تواند شد مگر کسی کہ جمیع کردہ باشد و بی
 علم را علم کتاب قرآن و تفسیر او علم سنت
 با سنیہ آں و معرفت صحیح و ضعیف و ازل
 و علم آقا و اہل سلف در مسائل تا از اہل سنیہ
 تجاوز نہ نماید و نزدیک اختلاف علی قولین قول
 ثالث اختیار نہ کند و علم عربیت از لغت و
 نحو و غیر آن و علم طرق استنباط و وجوہ تطبیق
 بین اختلافین بعد ازاں اعمال فکر کند و مسائل
 جزئیہ و ہر حکم را منوط بدلیل او باشد و لازم است
 کہ مجتہد متعل باشد مثل ابو حنیفہ و شافعی بکے مجتہد
 متسبب کہ تحقیق سلف را شناختہ و استدلال ایشان
 فی سبیل حق قوی در ہر مسئلہ ہم رساند کافی است
 و تحقیق آنست کہ ایسانی تفسیر قرآن نیز بغیر این
 علوم چہ گمان میسر نیست لیکن معتبر آنجا احادیث
 را باین نقل مذکور است تا از سلف تفسیر و حفظ
 و قوت فہم سیاق و سباق و توجیہ بآند و علم تفسیر
 قیاس باید کہ جمیع فنون دینیہ را۔ و اللہ اعلم
 قدر اہل صحابہ کثر این شرط لازم نبود و این معرفت

با وجود حق دریافت ہو جائے کے خلاف حق حکم دے۔ اسی طرح وہ
 قاضی جو با وجود (حق و ناحق سے) بے خبر ہوئے کے لوگوں کا فیصلہ
 کر دے اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے و اصل مجتہد وہ
 شخص ہے جو ایک بڑا حصہ احکام فقہیہ کا جانتا ہو و مع ان کے دلائل
 تفصیلیہ یعنی کتاب و سنت و اجماع و قیاس کے اور ہر حکم کو جس
 کی علت مصرح نہ ہو اس کی علت کے ساتھ مرتبط جانتا ہو اور اس
 علت کا ظن قوی رکھتا ہو۔
 اب اس زمانہ میں مجتہد وہی شخص ہو سکتا ہے جو ان پانچ علوم کی
 جامع ہو قرآن پاک کی قرأت و تفسیر کا علم احادیث کا علم مع ان کی
 سندوں کے اور معرفت صحیح و ضعیف کے مسائل (دینیہ) میں سلف کے
 اقوال کا علم تاکہ اجماع سے تجاوز نہ ہو اور دو مختلف قولوں میں تیسرا
 قول ایجاد نہ کرے۔ زبان عرب کا علم یعنی لغت اور صرف و نحو وغیرہ کا
 علم۔ استنباط مسائل کے طریقوں کا علم اور دو مختلف (نصوص)
 میں تطبیق کے طریقوں کا علم اور پانچ علوم کے حصول کے بعد مسائل
 جزئیہ میں غور و فکر کر کے ہر حکم کی علت معلوم کر چکا ہو (خلفیہ کے
 لئے) مجتہد مستقل مثل ابو حنیفہ و شافعی کے ہونا ضروری نہیں کہ
 بکے مجتہد متسبب (یعنی جس نے سلف کی تحقیقات معلوم کر لی ہوں
 اور ان کے استدلال سمجھ لئے ہوں اور ہر مسئلہ میں اس کو ظن قوی
 حاصل ہو گیا ہو) خلافت کے لئے کافی ہے۔
 تحقیق مناسب مقام یہ ہے کہ تفسیر قرآن کا زندہ رکھنا بھی بغیر ان پانچ
 علوم کے ممکن نہیں ہے لیکن علم تفسیر میں احادیث اسباب نزول وغیرہ
 اور سلف کے تفسیری اقوال اور قوت حافظہ کے قوی ہونے اور فہم
 سیاق و سباق اور توجیہ وغیرہ کے استعداد کی ضرورت ہر اواز ہی
 حال تمام علوم دینیہ کا ہے واللہ اعلم۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں (مجتہد
 بننے کے لئے) مذکورہ علوم میں سے اکثر علوم کی ضرورت نہ تھی صرف علم

مع

قرآن و حفظ حدیث کا کافی تھا عربی خود ان کی (مادری) زبان تھی صرف و نحو وغیرہ حاصل کئے بغیر عربی کلام کو سمجھ لیتے تھے اور اُس وقت تک متعارض حدیثیں بھی ظاہر نہ ہوتی تھیں نہ مسائل میں سلف کا اختلاف تھا لہذا انصوح متعارضہ میں تطبیق کے طرق اور اقوال سلف کے علم کی اُن کو ضرورت نہ تھی۔ اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ قریشی ہو پوری نسب کے لحاظ سے کیونکہ ابوبکر صدیق نے انصار کو خلافت سے ہی ہلکے علیحدہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلیفہ قریشی ہونا چاہیے۔ اور (حضرت) ابوبکر مرید اور (حضرت) جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ لوگ دین میں قریش کے تابع ہیں اور حضرت ابی بن کثیر روایت کرتے ہیں کہ یہ کام (خلافت کا) ہمیشہ قریش میں رہنا چاہیے جب تک کہ دو قریشی بھی دنیا میں موجود ہوں اور (حضرت) معاویہ بن ابی سفیان روایت کرتے ہیں کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہنا چاہیے جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں جو شخص ان کی مخالفت کرے گا اللہ اس کو سرنگوں کر دے گا یہ حدیث ان طرق کے علاوہ اور طریقوں سے بھی مروی ہے بغرض اختصار ہم نے اسی قدر پر اکتفا کیا۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ خلیفہ کے لئے صنعت کتابت کا جاننا شرط ہے یا نہیں کچھ لوگوں نے اس کو شرط قرار دیا ہے اس خیال سے کہ بہت سے امور دینیہ کتابت جانتے پر موقوف ہیں۔ مثلاً علم قرآن و حدیث کے اور مثل تحریر فرمیں و خطوط کے اور کچھ لوگوں نے اس کے شرط ہونے کی تردید کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے (لہذا جب نبوت کیلئے کتابت کا جاننا شرط نہ ہو تو خلافت کے لئے کیوں شرط ہوگا) مگر حق یہ ہے کہ اس معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے لیکن اعتقاد

الہوم معرفت دین موقوف است بر شناختن خط و بیارے از مصالح منوط بنوشتن باہم چوں این شروط در نسخے موجود باشد مستحق خلافت شود و اگر اور خلیفہ سازند و خلافت را برائے او عقد کنند خلیفہ را رشد شود و غیر مستقیم این شروط را اگر خلیفہ سازند ساعیان خلافت او عاصی گردند لیکن اگر تسلط یا بند حکم او فیما یوافق الشرع نافذ باشد برائے ضرورت کہ برداشتن او از مسند خلافت اختلاف است پیدا کنند و ہرج مرج پیدا کرے مسئلہ در طرق انعقاد خلافت انعقاد خلافت بچهار طریق واقع شود طریق اول بیعت اہل حل و عقد است از علماء و قضات و امر او وجوہ تاس کہ حضور ایشان متبصر شود و اتفاق اہل حل و عقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آن ممتنع است و بیعت یک دو کس فائدہ ندارد زیرا کہ حضرت عمرؓ در خطبہ آخر خود فرمودہ اند فَنَسَّ بَابِعَ سِرَجًا عَلٰی غَدِیۃٍ مَشْهُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِیۡنَ فَلَا یَبْأِیۡعُ ہُوَ الَّذِیۡ بَابِعَ بَعْرًا اَنْ یُقْتَلَ و انعقاد خلافت حضرت صدیق بطریق بیعت بودہ است طریق دوم استخلاف خلیفہ است

تو ظاہر ہے کہ اب آج کل دین کی معرفت کتابت جانتے پر موقوف ہے اور بہت سے مصالح کھنے سے متعلق ہیں الحاصل جب یہ سب شرطیں کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ مستحق خلافت سمجھا جائیگا اور اگر اس کو (اہل حل و عقد) خلیفہ بنائیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو وہ خلیفہ راشد ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنائیں جس میں یہ شرائط نہ پائے جلتے ہوں تو اس کی خلافت کے باقی گنہگار ہوں گے لیکن اگر (ملک پر) اس کا تسلط ہو جائے تو اس کے وہ تمام احکام جو خلاف شرع نہ ہوں نافذ ہیں بوجہ ضرورت کے کیونکہ بعد تسلط کے مسند خلافت سے اُس کو اٹھا دینا اختلاف است کا باعث بنے گا اور فتنہ و فساد برپا کریگا۔

مسئلہ چہارم خلافت منعقد ہونے کے طریقے خلافت چار طریقوں سے منعقد ہوتی ہے۔ پہلا طریقہ اہل حل و عقد یعنی عالموں اور قاضیوں اور سرداروں اور نامور لوگوں کا بیعت کر لینا ہے۔ (انعقاد خلافت کے لئے صرف انہیں اہل حل و عقد کا بیعت کر لینا کافی ہے) جو کہ آسانی موجود ہو سکیں تمام بلاد اسلام کے اہل حل و عقد کا متفق ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ یہ حال ہے اور ایک دو آدمیوں کا بیعت کر لینا بھی (انعقاد خلافت کے لئے) مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا ہے جس نے بدوین مشورہ مسلمانوں کو کسی سے بیعت کی تو اس کی بیعت نہ کی جائے۔ بخوف اس کے کہ یہ دونوں (بحکم شریعت) قتل کر دیے جائیں گے (یعنی بے مشورہ بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا) حضرت صدیقؓ کی خلافت کا (انعقاد اسی پہلے طریقہ پر یعنی اہل حل و عقد کے) بیعت (کر لینی) سے ہوا ہے۔

دوسرا طریقہ (انعقاد خلافت کا) خلیفہ کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنانا

ہے اور بہت سے مصالح کھنے سے متعلق ہیں الحاصل جب یہ سب شرطیں کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ مستحق خلافت سمجھا جائیگا اور اگر اس کو (اہل حل و عقد) خلیفہ بنائیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو وہ خلیفہ راشد ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنائیں جس میں یہ شرائط نہ پائے جلتے ہوں تو اس کی خلافت کے باقی گنہگار ہوں گے لیکن اگر (ملک پر) اس کا تسلط ہو جائے تو اس کے وہ تمام احکام جو خلاف شرع نہ ہوں نافذ ہیں بوجہ ضرورت کے کیونکہ بعد تسلط کے مسند خلافت سے اُس کو اٹھا دینا اختلاف است کا باعث بنے گا اور فتنہ و فساد برپا کریگا۔

مسئلہ چہارم خلافت منعقد ہونے کے طریقے خلافت چار طریقوں سے منعقد ہوتی ہے۔ پہلا طریقہ اہل حل و عقد یعنی عالموں اور قاضیوں اور سرداروں اور نامور لوگوں کا بیعت کر لینا ہے۔ (انعقاد خلافت کے لئے صرف انہیں اہل حل و عقد کا بیعت کر لینا کافی ہے) جو کہ آسانی موجود ہو سکیں تمام بلاد اسلام کے اہل حل و عقد کا متفق ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ یہ حال ہے اور ایک دو آدمیوں کا بیعت کر لینا بھی (انعقاد خلافت کے لئے) مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا ہے جس نے بدوین مشورہ مسلمانوں کو کسی سے بیعت کی تو اس کی بیعت نہ کی جائے۔ بخوف اس کے کہ یہ دونوں (بحکم شریعت) قتل کر دیے جائیں گے (یعنی بے مشورہ بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا) حضرت صدیقؓ کی خلافت کا (انعقاد اسی پہلے طریقہ پر یعنی اہل حل و عقد کے) بیعت (کر لینی) سے ہوا ہے۔

دوسرا طریقہ (انعقاد خلافت کا) خلیفہ کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنانا

ہے اور بہت سے مصالح کھنے سے متعلق ہیں الحاصل جب یہ سب شرطیں کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ مستحق خلافت سمجھا جائیگا اور اگر اس کو (اہل حل و عقد) خلیفہ بنائیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو وہ خلیفہ راشد ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنائیں جس میں یہ شرائط نہ پائے جلتے ہوں تو اس کی خلافت کے باقی گنہگار ہوں گے لیکن اگر (ملک پر) اس کا تسلط ہو جائے تو اس کے وہ تمام احکام جو خلاف شرع نہ ہوں نافذ ہیں بوجہ ضرورت کے کیونکہ بعد تسلط کے مسند خلافت سے اُس کو اٹھا دینا اختلاف است کا باعث بنے گا اور فتنہ و فساد برپا کریگا۔

مسئلہ چہارم خلافت منعقد ہونے کے طریقے خلافت چار طریقوں سے منعقد ہوتی ہے۔ پہلا طریقہ اہل حل و عقد یعنی عالموں اور قاضیوں اور سرداروں اور نامور لوگوں کا بیعت کر لینا ہے۔ (انعقاد خلافت کے لئے صرف انہیں اہل حل و عقد کا بیعت کر لینا کافی ہے) جو کہ آسانی موجود ہو سکیں تمام بلاد اسلام کے اہل حل و عقد کا متفق ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ یہ حال ہے اور ایک دو آدمیوں کا بیعت کر لینا بھی (انعقاد خلافت کے لئے) مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا ہے جس نے بدوین مشورہ مسلمانوں کو کسی سے بیعت کی تو اس کی بیعت نہ کی جائے۔ بخوف اس کے کہ یہ دونوں (بحکم شریعت) قتل کر دیے جائیں گے (یعنی بے مشورہ بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا) حضرت صدیقؓ کی خلافت کا (انعقاد اسی پہلے طریقہ پر یعنی اہل حل و عقد کے) بیعت (کر لینی) سے ہوا ہے۔

یعنی خلیفہ عادل بمقتضای نفع مسلمین
شخصے را از میان مستجمین شرط
خلافت اختیار کند و جمع نماید و اول
را و لیس کند باستخلاف وے و
و صیت نماید با تباع وے پس اس
شخص میان سائر مستجمین خصوصیت
پیدا کند و قوم را لازم است کہ ہماں
را خلیفہ سازند انعقاد خلافت حضرت
فاروقؓ بہیں طریق بود طریق سوم شوری
است و آن آنست کہ خلیفہ شائع گرداند
خلافت را در میان جمعی از مستجمین
شرط و گوید از میان اس جماعہ
بر کرا اختیار کنند خلیفہ او باشد
پس بعد موت خلیفہ تشاور
کنند و یکے را معین سازند و
اگر برائے اختیار شخصے را یا جمعی را
معین کنند اختیار ہماں شخص یا
ہماں جمیع معتبر باشد و انعقاد
خلافت ذمی النورین بہیں طریق بود
کہ حضرت فاروقؓ خلافت را
در میان شش کس شائع ساختند
و آخر ہمسید الرحمن بن عوفؓ برائے
تعیین خلیفہ مقرر شد و دوسے حضرت
ذی النورین را اختیار نمودند و طریق
چہارم استیلہ است چون خلیفہ بمرد و شخصے

جو خلافت کی شرطوں کا جامع ہو یعنی خلیفہ عادل بمقتضای نفع خواہی
اہل اسلام ایک شخص کو ان لوگوں میں سے جو شرائط خلافت کے
جامع ہوں منتخب کرے اور لوگوں کو جمع کرے (سب کے سامنے)
اس کے اختلاف پر رض کرے اور (مسلمانوں کو) اس کے اتباع کرنے
کی وصیت کرے پس یہ شخص جس کو خلیفہ نے خلافت کے لئے منتخب
کیا ہے ان تمام لوگوں میں سے جو جامع شرائط (خلافت) ہیں مخصوص
ہو جائے گا اور قوم کو لازم ہوگا کہ اسی شخص کو خلیفہ بنائے حضرت
فاروقؓ (اعظم رضی اللہ عنہ) کی خلافت کا انعقاد اسی طریقے سے ہوا
تیسرا طریقہ (انعقاد خلافت کا) شوری ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ
جامعین شرائط (خلافت) کی ایک جماعت میں خلافت کو دائر
کردے اور کہے کہ اس جماعت میں سے جس کو (اہل مشورہ)
منتخب کر لیں گے وہی خلیفہ ہوگا پس خلیفہ کی وفات کے بعد اہل
مشورہ (مشورہ کریں اور اس جماعت میں سے) ایک شخص کو
(خلیفہ) معین کر لیں اور اگر خلیفہ سابق اس انتخاب کے لئے کسی
(خاص) شخص کو یا کسی (خاص) جماعت کو مقرر کر دے تو اسی شخص
یا اسی جماعت کا انتخاب کرنا معتبر ہوگا (حضرت عثمانؓ ذمی
النورین کی خلافت کا انعقاد اسی طریقے سے ہوا) تھا کہ حضرت
فاروقؓ نے خلافت کو چھ آدمیوں کے درمیان دائر کر دیا اور حضرت
فاروقؓ اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آخر کو دان چھ
شخصوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ معین کرنے کے لئے عبدالرحمن
بن عوفؓ مقرر ہوئے اور انھوں نے حضرت ذی النورین کو (خلا
فہ) منتخب کیا۔

چوتھا طریقہ (انعقاد خلافت کا) استیلہ ہے (اس کی صورت یہ
ہے کہ جب خلیفہ کی وفات ہو جائے اور کوئی شخص بغیر (اہل صل

و عقد کے) بیعت کئے ہوئے اور (بغیر خلیفہ سابق کے) اختلاف
کے خلافت کو لیلے اور سب لوگوں کو تالیف قلوب یا جنگ و جبر
سے اپنے ساتھ کرے (تو یہ شخص) خلیفہ ہو جائے گا اور اس کا جو فرا
شریعت کے موافق ہوگا اس کی بجائے اور ہی سب لوگوں پر لازم ہوگی
اور اس (چوتھے طریقے) کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ استیلہ
کرنے والا (خلافت کی) شرطوں کو جامع ہو اور بغیر ارتکاب کسی
نا جائز امر کے (صرف) صلح اور تہدیر سے مخالفوں کو (مزامعت سے)
باز رکھے یہ قسم عند الضرورت جائز ہے (حضرت معاویہ بن ابی
سفیان کی خلافت کا انعقاد حضرت (علی) مرتضیٰ کی وفات
کے بعد اور حضرت) امام حسنؓ کے صلح کر لینے کے بعد اسی طرح
سے (ہوا) تھا دوسری قسم یہ ہے کہ (استیلہ کرنے والا خلافت کی)
شرطوں کو جامع نہ ہو (اور خلافت میں) نزاع کرنے والوں کو بذریعہ
قتال اور ارتکاب فعل حرام کے (مزامعت سے) باز رکھے یہ (قسم)
جائز نہیں ہے اور اس کا کرنے والا عاصی ہے لیکن اس (خلیفہ) کے
بھی ان احکام کو قبول کرنا واجب ہے جو شرع کے موافق ہوں اور
اُس کے عامل اگر زکوٰۃ وصول کر لیں تو مال کے مالکوں سے (زکوٰۃ) قلم
ہو جائے گی اور اُس کے قاضیوں کا حکم نافذ ہوگا اور اس (خلیفہ)
کے ساتھ (شریک ہو کر) کافروں سے جہاد کر سکتے ہیں (اور چونکہ)
اس (قسم کی خلافت) کا انعقاد بوجہ ضرورت کے ہو (اس لئے اس
خلیفہ کو معزول نہ کریں گے) کیونکہ اُس کے معزول کرنے میں مسلمانوں
کی بائیں تلف ہوں گی اور سخت فتنہ و فساد لازم آئے گا اور (پھر)
یقین کے ساتھ معلوم نہیں کہ ان مضائب کا نتیجہ نیک ہو یا بد ہو
(بلکہ) احتمال ہے کہ (اس) پہلے (خلیفہ) سے بھی زیادہ بدتر کوئی
دوسرا شخص غالب ہو جائے پس ایک موبہم اور احتمالی مصلحت
کے لئے ایسے فتنہ کا ارتکاب کیوں کیا جائے جس کی قیامت یقینی ہو۔

مقصود می خلافت گردو بغیر بیعت و اختلاف
و ہمہ را بر خود جمع سازد بایتلاف
قلوب یا بقر و نصب قتال خلیفہ شود
ولازم گردد بر مردمان اتباع فسران او
در آنچه موافق شرع باشد و این دو
نوع است یکے آنکہ مستولی مستقیم شرط باشد
و صرف منازعین کنند بصلح و تدبیر از غیر
ارتکاب محرمی و این قسم جائز است و
رخصت و انعقاد خلافت معاویہ بن ابی سفیان
بعد حضرت مرتضیٰ و بعد صلح امام حسنؓ
بہیں نوع بود دیگر آنکہ مستقیم شرط نباشد
و صرف منازعین کنند بقتال و ارتکاب
محرم و آن جائز نیست و فاعل آن عاصی
است لیکن واجب است قبول احکام او
چون موافق شرع باشد و اگر قتال
اواخذ زکوٰۃ کنند از ارباب اموال سابقہ
شود و چون قاضی او حکم نماید نافذ
گردد حکم او و ہمراہ او ہمدامی تو ان کردو
این انعقاد بنا بر ضرورت است زیرا کہ در
غزل او افنائی نفوس مسلمین و ظہور ہرج
ومرج شدید لازم می آید و یقین معلوم
نیرت کہ اس شدائد مغضی شود بصلح
یا نہ بجمل کہ دیگرے بدتر از اول غالب شود
پس ارتکاب فتنہ کہ قبیح او متیقن بر است چرا
باید کرد برائے مصلحت کہ موبہم است و محتمل

عبدالملک بن مروان اور خلفائے بنی عباس میں سے پہلے خلیفہ کی خلافت کا انعقاد اسی طرح ہوا تھا۔

حاصل یہ کہ انعقاد خلافت انہی چار طریقوں میں منحصر ہوتی کہ اگر کوئی ایک ہی شخص اپنے زمانہ میں خلافت کی شرطوں کا جامع ہو یا شرائط خلافت سے متصف ہو کئی آدمی ہوں مگر یہ شخص سب سے افضل ہو (پھر بھی) اس کی خلافت (چار) مذکورہ طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کے بغیر منعقد نہ ہوگی کیونکہ جامع شرائط خلافت ہو یا جامعین شرائط میں سے افضل ہونے کی جو صفت اس میں ہے صرف اس صفت سے بغیر تسلط (حاصل کئے ہوئے) یا بغیر اہل حل و عقد کی بیعت کے لوگوں کا اختلاف دور نہیں ہو سکتا نہ فقہ فرو ہو سکتا ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے حضرت (ابوبکر) صدیق سے بیعت کر لے میں مبادرت کی اور (صرف) ان کی فضیلت پر اکتفا نہ کیا۔

اہل علم نے اس بات میں کلام کیا کہ حضرت (علی) مرتضیٰ کی خلافت (چار) مذکورہ طریقوں میں سے کس طریقہ پر واقع ہوئی، اکثر علماء کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ ان ہماجرین اور انصاف کے بیعت کر لینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے اور حضرت (علی) مرتضیٰ کے اکثر وہ خطوط جو آپ نے اہل شام کو لکھے اس پر شاید اس اور (علماء کا) ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت انعقاد بذریعہ شوریٰ کے ہوا کیونکہ حضرت فاروق اعظمؓ کے بعد شوریہ اس پر قرار پایا تھا کہ خلیفہ یا حضرت عثمانؓ ہوں یا حضرت علیؓ پس پہلے حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے پھر جب حضرت عثمانؓ

نے یہ سنا کہ جسے مسجد میں کئی آدمی ایسے موجود ہوں جن میں وہ اور انہی کی ضرورت امام بننے کے قیامت یا قیامت ہوں گے جب تک کہ ان میں سے کسی خاص شخص کی طرف سے بیعت نہ کی جائے تو اس کے لئے طرہ ہو چکے تھے اس وقت امام نماز نہ کیا جانتے تھے

نہ رہے تو حضرت علیؑ (خلافت کے لئے) معین ہو گئے (مگر) اس قول میں جو کچھ (ضعف) جو وہ ہے اس مسئلہ کے ضمن میں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیے (وہ یہ کہ) اس موقع پر ایک اعتراض ہوتا ہے اس کی تقریر اس طرح پر ہے کہ (جب تم) اس بات کے قائل ہو کہ حضرت اشعین کی خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مخصوص تھی (تو) پھر حضرت صدیقؓ کی خلافت کا انعقاد اہل حل و عقد کی بیعت سے اور حضرت فاروقؓ کی خلافت کا انعقاد استخلاف سے (کہنا) کیونکہ صحیح ہوا اس لئے کہ نص کے ہوتے ہوئے اہل حل و عقد کی بیعت یا استخلاف کی ضرورت ہی کیا تھی اس کا جواب ہم دیں گے کہ ہمارا مقصود یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نص سے حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ کا مخصوص زمانہ میں خلیفہ بنانا اور ان کی طرف رجوع کرنا اور ان کے لئے خلافت کا منعقد کرنا اور ان کے ان احکام کی اطاعت کرنا جو خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ہوں لازم ہو گیا تھا لیکن خلافت کا بالفعل وجود میں آنا اہل حل و عقد کی بیعت سے یا استخلاف سے ہوا مثال کے طور پر کلام انبی میں اور شائع کی نص سے زید پر (پہلے) نماز فرض ہو چکی ہے (لیکن) بالفعل (نماز کی) فرضیت کے حکم کا (زید سے) متعلق ہونا (نماز کے) وقت آنے پر موقوف ہوا (پس اسی طرح اگرچہ اشعین کی خلافت نص سے ثابت تھی لیکن اسباب و علل کی حکمت کے اعتبار سے انعقاد خلافت کی نسبت اہل حل و عقد کی بیعت یا استخلاف کی طرف کی جاتی ہے اسی طرح (مثلاً) ہم یقین جانتے ہیں کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر نص فرمادی ہے کہ قیامت کے قریب امام ہمدانی ظاہر ہوں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک امام ہوں گے اور

نہانہ علی متین شد و فیہ ما فیہ در ذیلین مسئلہ نکتہ (چند) باید فہمید ازجا سوائے متوہر میشود تقریرش آنکہ تو قائلی بآنکہ خلافت حضرت اشعین بنص بود از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس انعقاد خلافت صدیقؓ پر بیعت اہل حل و عقد و خلافت فاروقؓ پر استخلاف پر قبول تو چگونہ درست آید جواب گوئیم مقصود اہل حل و عقد کی بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لازم شد خلیفہ ماضی حضرت صدیقؓ و فاروقؓ در زمان مخصوص و بہ ایثاں متوہر شدن و عقد خلافت برائے ایثاں بستم و امثال امر ایثاں نمودن در آنچه متعلق است بخلیفہ لیکن وجود خلافت بالفعل بہ بیعت اہل حل و عقد بود یا استخلاف متشکل آنکہ نماز فرض شد زید در کلام انبی و بعضی شارع و علل حکم وجوب بالفعل منوط گشت بدخول وقت پس باعتبار حکمت اسباب و علل نسبت کردہ میشود انعقاد خلافت را بہ بیعت اہل حل و عقد یا استخلاف و چنانچہ بالیقین میدانیم کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نص فرمودہ است بآنکہ امام ہمدانی و دوامان قیامت موجود خواهد شد و وہ عند اللہ و عند رسول امام ہنق است

ضعف یہ کہ مشورہ میں بات طرہ ہوتی تھی کہ ان دونوں کا خلیفہ ہونا ضروری ہو ایک پہلے ہوا ایک اس کے بعد مگر مشورہ میں یہ بات طرہ ہوتی تھی کہ بالفعل ان دونوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ ہونا چاہیے حضرت صفحہ کا مذکور اول کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اعتراض مصنف نے نہیں کیا

زمین کو عدل اور انصاف سے معمور کریں گے جیسا کہ اُن سے پہلے ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی پس (شارعؑ نے اپنے) اس بیان سے امام مہدیؑ کا خلیفہ بنانا ظاہر فرمایا ہے اور جب امام مہدیؑ کی خلافت کا وقت آتے تو (شارعؑ کے اس ارشاد سے) امام مہدیؑ کی اتباع اُن امور میں واجب ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں لیکن یہ باتیں ابھی بالفعل نہیں ہیں بلکہ امام مہدیؑ کے ظاہر ہونے اور کُن اور مقام کے بین اُن کے ساتھ پر بیعت کر لینے کے وقت (ہوں گی) پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) حضرت صدیقؑ کی خلافت کے لئے قوم کا مشورہ کرنا یا حضرت صدیقؑ کا اپنی راہ سے حضرت فاروقؑ کو خلیفہ بنانا اور عبد الرحمن بن عوفؑ کا ذی النورین کو (خلافت کے لئے) منتخب کرنا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے لئے (شارعؑ کی طرف سے) کوئی نص نہ ہو بلکہ ظاہر یہی ہے کہ ان بزرگوں نے شارعؑ کے کسی اشارہ یا نص کو دستاویز بنایا چرا و دروگوں میں (خلیفہ بنانے کی) نسبت جو ان بزرگوں کی طرف مشہور ہو گئی ہے (وہ ایسی ہی ہے) جیسا کہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ نے اُس کو واجب کیا اور شافعیؒ نے اُس کو واجب کیا یا کہتے ہیں حضرت فاروقؑ نے اُس کو حلال کیا (حالانکہ ابوحنیفہؒ یا شافعیؒ اپنی طرف سے واجب نہیں کرتے بلکہ کسی دلیل شرعی کو دستاویز بناتے ہیں) اور اس بیان کی یہ تکفیل کا مقام اس کتاب کی تیسری فصل ہے واللہ اعلم۔

مسئلہ (پانچم) اُن امور کا بیان جو خلیفہ پر واجب ہیں از قسم اجزائے مصالح اہل اسلام۔

۱۰ کن جی اسو کو کہتے ہیں جو کہ کمرہ کے ایک گوشہ میں گلا ہو جائے ۱۱ مقام ایک پتھر ہے جو جعفر علیہ السلام کشمیر میں اپنے نذر حضرت
 اسماعیل علیہ السلام کے دیکھنے کو لایا کرتے تھے اور ان کا یہ پتھر اس کی پتھر کا ہوتا ہے جو کہ اس پتھر کے پاس کے دونوں مہا کی لادوں
 کے نشان بن گئے ہیں پتھر کی کعبہ کے اندر ایک مقام میں جو کہ **مقام** اصل فارسی ہے بعد میں اب سبز کا ہے اس کے گرد کوہ غنٹے کے اس کتاب کو ابابہ بن قیسیم
 نہیں کیا وہ کہیں کتابہ ہر اس کو فی مشغول اب کے عنوان سے بیان کیا کہ اس نے اباب کا کافہ غلطی کو آپ ابجد اور بجائے اس کے لفظ حاصل لکھ دیا اور اس کو
 واقعی فصل سوم میں خلافت کے متعصبوں نے جو اس قدر شہادت ہوئے تھے کہ اس میں حسن و خوبی کے ساتھ دفع کیا کہ اس کی بہتر خیال میں اس آقا اللہ علیہ السلام

اس مسئلہ کی اصل ہے خلافت کے معنی میں غور کرنا اور دین قائم رکھنے کے مقدمات کا جاننا یعنی بن کے بغیر دین کی اقامت متصور نہیں ہو سکتی اور دین کے کامل کرنے والے امور کا جاننا بن کے بغیر دین کا طور پر تحقیق پذیر نہیں ہو سکتا (ان باتوں کو پیش نظر رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ) خلیفہ پر دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسی طرح محفوظ رکھنا واجب ہے جس طرح اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مستفیضہ سے ثابت ہوا اور سلف صالحین کا اجماع اس پر منعقد ہو چکا ہو اسی کے ساتھ مخالف پر انکار کرنا (بھی خلیفہ پر واجب ہے) اور اس کی صورت یہ ہو کہ مرتدوں اور زندقوں کو قتل کرے اور متبذرع لوگوں کو سزا دے۔ نیز خلیفہ پر واجب ہو کہ اسلام کے ارکان یعنی جمعہ اور جماعت اور زکوٰۃ اور حج اور صوم کا قائم کرنا اس طرح کہ اپنے مقام پر بذات خود (ان ارکان کو) قائم کرے اور مقامات اعیدہ میں مسجدوں کے امام اور صدقہ تحصیل کرنے والے مقرر فرمائے اور امیر الحج مقرر کرے اور نیز خلیفہ پر واجب ہے کہ جس قدر ہو سکے بذات خود علوم دینیہ کو زندہ رکھے اور ہر شہر میں مدرسین مقرر کرے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو (صحابہ کی) ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں (علم دین تعلیم کرنے کے لئے) مقرر کیا اور عقیل بن یسارؓ اور عبد اللہ بن عقیلؓ کو کوفہ میں (علوم دینیہ سکھانے کے لئے) بھیجا اور نیز خلیفہ پر واجب ہو کہ اہل خصوصیت کے درمیان تصفیہ کرے یعنی دعویٰ کا فیصلہ کرے اور (نیز) اس کام کے لئے قاضیوں کو مقرر کرے اور نیز خلیفہ پر واجب ہو کہ ملا و اسلامیہ کو کافروں اور ہمنزلوں اور غاصبوں سے محفوظ رکھے اور دارالاسلام کی مسجدوں کو فوجوں سے اور

سَلَامُ اِمْرَانِجِ اِس مَراد کو کہتے ہیں جو ہر جمع کے جمع میں جمع کے انتظامی اور شرعی امور کی سروسامان دہی کے لئے مقرر ہو جاتا ہے سب سے پہلے جو شخص ہیرا لکھ پرایا
 زیادہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے تھے خود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیرِ راجہ بنا کر مدینہ منورہ بھیجا تھا

آلات جنگ مشون ساز و جہاد نماید بعد از انکه
ابتداءً و رفعاً و ترتیب دہد جیوش را و فرض اوزار
کنند برای متارکہ و اغیر جزئیہ و خراج و قسمت آن نیز
بر غزاة بعمل آرد و تعدیر عطا یا می قضاة و مختبان
و مدبر سان و واعطان و ائمہ مساجد و جہاد خود
نماید بغیر اسراف و تبذیر و ناسب گیر و در کار اہل ائمہ
مدول را و اہل نیکو اہی را و ہمیشہ در مشارک امور و تصفیہ
احوال رعیت و افواج و امراء انصار و جیوش غزاة و
قضاة و غیر ایشان مقید باشد تا خیانت و حیفہ در دنیا
نماید و سپردن کار را می بکفارا صلا در دست نیست
حضرت عمر از بن امر بنی شیدہ فرمودہ اند اخراج
شیخ الشیوخ العارف الہود و دی قدس سرہ
فی العوارض و وثیق الہدی قال کنت مملوکاً للعر
فکان یقول لی ائیم کما کذا ان اسلمت استعذت
بلک علی امانتہ ائیم لاین کانت لا یبغی
ان استعین علی امانتہم یمن
لیس منہم قال فابیت فقال عمر
لا اکرہ ان فی الذین فلما حضر رحمہ
الوفاء اعتقنی فقال اذہب حیث
یشئت۔ این است بیان آنچه واجبست
بر خلیفہ بطریق اختصار و ایجاز

۱۔ ابتداءً وہ چلوہ سہن کی ابتداء خود مسلمانوں کی طرف سے ہوا اگر ابتدا کافروں کی طرف سے ہو تو اس کو دفعہ کہتے ہیں ۲۔ جہاد جہاد کہ
کہتے ہیں جو کافروں سے جوہان کے کفر کے نجات دہان کی وجہ سے ان کی جان و مال مسلمانوں کی ذمہ داری میں آجاتے ہیں جزیرہ کی مشروریت
میں ہوتی اور بقول بعض مسیحیوں میں کذا فی التعلیق المجدد و خراج وہ مال ہے جو زمین کا حق قرار دیا گیا ہو وہ زمین اگر مسلمان کے پاس ہو تو بھی خراج
پڑیگا گویا ایسم کی الداری ہی ۳۔ اسراف حاجت سے زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور بخل حاجت سے کم خرچ کرنے کو ۴۔

مسئلہ در بیان آنچه بر رعیت واجبست از
اطاعت خلیفہ لازمست بر مسلمین ہر عام فرمایہ خلیفہ
از مصلح اسلام و از غیر مخالف شرع نباشد خواہ خلیفہ
عادل باشد خواہ جائز و اگر قوم در مذہب پیغمبر مخالف
باشد و خلیفہ حکم فرماید امرے کہ بتجدید دست غیر
مخالف کتاب و سنت مشہورہ و اجماع سلف و
قیاس علی راصل و وضع الثبوت لازمست
سخرن اوشنیدن و بمعنای فصلتے او
رفتن ہر چند موافق مذہب محکوم علیہ نباشد
و حرامست خروج بر سلطان بعد از انکہ
مسلمین برومی مجتمع شدہ مگر انکہ کفر یواح
از وی دیدہ شود اگرچہ اس سلطان سبج
شروط نباشد و خروج بر خلیفہ ہر نوع
تواند بود بیکے انکہ خلیفہ کافر شود یا بیکہ ضروریات
دین و العیاد باللہ در صورت واجبست
خروج برومی و قتال با وی و این قتال عظیم
الزواج جہادست تا اسلام متلاشی نہ گردد و کفر
نشود و دیگر انکہ خروج کند بر امی ہنپ سوال
و قتل نفوس و تحمیل خروج بغیر تاویل شرعی
سیف را حکم سازد نہ قانون شرع را و حکم این جماعہ
حکم قطع طریق دست دفع کردن ایشان و از ہم
متفرق ساختن جماعت ایشان را واجبست ستوم

۱۔ قیاس علی وہ قیاس بر جس کی علت ظاہر ہو اور جس کی علت ظاہر نہ ہو اس کو قیاس غرضی کہتے ہیں اور حتمانی کہتے ہیں جو قیاس علی
چاہتا ہو کہ جس کو گوشت ان کا لحم ہی اور حرمت علامت نجاست کی ہے لہذا گوشت جس ہوا واجب گوشت جس ہوا ناجب بھی نہیں ہوا کیونکہ نجاست گوشت سے
پیدا ہوتا ہے اور ان کی جھوٹی چیزیں ان کا نجاست ضرور مہوگا مگر قیاس غرضی چاہتا ہے کہ باز اور شرکے کا جھوٹا پاک ہو کیونکہ وہ اپنی چوٹی سے کھلتے ہیں اور چوٹی پاک

انکہ خروج کند بیست اقامت دین و تفریکند
در خلیفہ و احکام او شبہ را پس آن تاویل اگر
باطل باشد قطعاً هیچ اعتبار ندارد مانند تاویل
اہل بدعت و مانعین زکوٰۃ و زمان صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ و معنی قطعیت بطلان تاویل
آنست کہ مخالف نص کتاب یا سنت مشہور
یا اجماع یا قیاس جلی واقع شود و اگر آن تاویل
جہتہ فیہ است نہ قطعی بطلان آن قوم بغا
باشند در زمان اول حکم این قوم محکم جہتہ
مظنی بود این کلمہ آجروں احادیث
منع یعنی کہ در صحیح مسلم و غیر آن مستفیض
است ظاہر شد و اجماع آنست ہر آن
منعہ گشت امروز حکم ہمسایان باغی کنیم
اگر از خلیفہ جور صریح صادر شود یا حکم بر
خلافت شرع نماید و در آن مسئلہ برائے
از جانب شارع پیش ما موجود
است و معنی بران ہمان است کہ
تقریر کردیم جائز است قہم بدفع
ظلم خلیفہ از خود و ترک فرمانبرداری او و
بجہ کرہین سلطان شوند بر اہل ایمانی اوصاف
باشند و اگر در آن مسئلہ برائے از جانب شرع نیست

یہ ہے کہ دین قائم کرنے کی غرض سے لوگ بغاوت کریں اور خلیفہ کی
حقیقت اور اس کے احکام کے وجوب اطاعت میں شبہ بیان
کریں پس اگر (باغیوں کی) یہ تاویل قطعی بطلان ہو تو اس کا کوئی اعتبار
نہیں جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتدوں کی
اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کی تاویل (مقابل اعتبار مسمی)
اور تاویل کے قطعی بطلان ہونے کے یہ معنی ہیں کہ (یہ تاویل)
نص قرآنی یا سنت مشہور یا اجماع یا قیاس جلی کے مخالف ہو اور
اگر وہ تاویل قطعی بطلان نہ ہو بلکہ جہتہ فیہ ہو تو وہ گروہ باغی تو
ضرور ہوگا مگر قرن اول میں ایسے گروہ کا حکم وہی ہے جو جہتہ مظنی
کا ہوتا ہے اگر وہ گروہ خطا کرے تو اس کے لئے ایک اجر ہے لیکن
جب کہ (خلیفہ وقت سے) بغاوت کرنے کی ممانعت کی حاجتیں
جو صحیح مسلم وغیرہ میں مستفیض ہیں شائع ہو گئیں اور امت کا اجماع
اس پر منعقد ہو گیا تو اب (اگر کوئی بغاوت کرے تو اس) باغی کے
عاصی ہونے کا حکم ہم دیتے ہیں۔ اگر خلیفہ سے کوئی ظلم صریح صادر
ہو یا خلیفہ شرع کے برخلاف کوئی حکم کرے اور اس مسئلہ میں شائع
کی جانب سے کوئی برہان ہمارے پاس نہ ہو تو ہم برہان کے وہی معنی
ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں تو خلیفہ کے اس ظلم کو اپنے سے دفع کرنے کے لئے
مستعد ہونا اور خلیفہ کی اطاعت ترک کر دینا جائز ہے (اور ان دونوں
صور توں میں جو خلیفہ کی اطاعت نہ کرے) اس کی ایذا دہی کے
لئے جو لوگ سلطان کا ساتھ دیں گے وہ گنہگار ہوں گے اور اگر اس
مسئلہ میں شارع کی جانب سے کوئی برہان نہ ہو تو خلیفہ سے بغاوت

۱۔ منکرین زکوٰۃ کی تاویل یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ اگر یہ حق من احوالہم میں زکوٰۃ وصول کرے یا حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا تو اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد زکوٰۃ فرض نہیں رہی ۲۔ جہتہ فیہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی بابت کوئی حکم صریح کتاب و سنت میں نہ ہو
۳۔ قرن اول سے مراد صحابہ کرام کا زمانہ ہے ۴۔ جہتہ مظنی خطا ہو جاتی ہے تو اس کو ایک ثواب ملتا ہے اور اگر خطا نہیں ہوتی تو
اس کو دو ثواب ملتے ہیں یہ مضمون احادیث صحیحہ کا ہے ۵

صبر نماید و آکاتے را کہ ہر سرور سے می گذرد
از آفات مساوی شمرد و دست اقبال باز دارد
از انواع جہاد دست امر کردن خلیفہ بمعروف و
نہی اواز منکر بغیر خروج بسیف و میاں بلطف
باشد و ان العف و در خلوت باشد و ان الجلوۃ تا
فتنہ برنخیزد و چوں معنی خلافت و شروط خلیفہ و
آپہ متعلق است بخلاف دانستہ شد وقت آن بید
کہ باصل مقصد عود کنیم اثبات خلافت عامہ
برائے خلفائے اربعہ از اطلے بدیہیات مستحکم
مفہوم خلیفہ و شروط او و درین تصور تاہم و از
احوال خلفائے اربعہ آپہ مستفیض شدہ مذکور
فرایم بالبداہت ثبوت شروط خلافت در ایشا
و ظہور مقاصد خلافت باکمل وجہ الاہت ان
ادراک کردہ میشود اگر خلفائے در ثبوت خلافت
ایشا ہست باعتبار اخذ معانی دیگر است و
مفہوم خلافت چنانکہ شیعہ عصمت و وحی باطنی
در امام مشروط می کنند و الا وجود اسلام و
عقل و بلوغ و حریت و ذکورت و سلامت
اعضار و قریشیت دریں بزرگان محل
بحث علقہ نمی تواند بود و بیج عاقلے انکار
نمی تواند کرد کہ مقابلہ اہل بدعت و فرج بلا غم
و بلا دروم و ممانعت جیوش کسرے و قیصر

ذکر ہے بلکہ صبر کرے اور جو آفتیں اس کے سر پر آئیں ان کو اسمانی
آفتیں سمجھے اور لڑائی سے دستکش رہے۔ تلوار کے ساتھ چڑھائی کئے
غیر اگر کوئی شخص خلیفہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے تو یہ جہاد
کی اعلیٰ قسم ہے اور چاہیے کہ (خلیفہ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر)
فری کے ساتھ ہو سختی کے ساتھ نہیں اور خلوت میں ہو سب کے سامنے
نہیں تاکہ فساد نہ اٹھے۔ جب خلافت کے معنی اور خلیفہ کی شرطیں
اور خلافت کے متعلقات معلوم ہو چکے تو اب وقت آگیا کہ ہم اصل
مقصد کی طرف رجوع کریں خلفای اربعہ کے لئے خلافت عامہ
کا ثابت ہونا اطلے بدیہیات میں سے ہے (دیکھو کہ جب ہم خلیفہ کا
مفہوم اور اس کی شرطیں ذہن میں لاتے ہیں اور خلفائے اربعہ کے
حالات پر جو مستفیض معلوم ہوئے ہیں نظر ڈالتے ہیں تو بدیہی
طور پر خلافت کی شرطوں کا ان میں پایا جاتا ہے اور خلافت کے مقاصد
کا اکمل طور پر ان سے ظاہر ہونا واضح ہو جاتا ہے) اور کسی طرح کا
خفا باقی نہیں رہتا اور اگر خلفائے اربعہ کی خلافت کے ثبوت میں
کوئی پوشیدگی ہے تو وہ خلافت کے مفہوم میں (معنی مذکورہ کے
علاوہ) دوسرے معانی شامل کرنے کی وجہ سے ہے جیسا کہ شیعہ
عصمت اور وحی باطنی کو امام کے لئے شرط کرتے ہیں ورنہ اسلام
اور عقل اور بلوغ اور حریت اور ذکورت اور سلامتی اعضا اور
قریشیت کا ان بزرگوں (یعنی خلفائے اربعہ) میں پایا جاتا کسی
عائق کے لئے محل بحث نہیں ہو سکتا اور (نیز) کوئی دانشمند
(اس بات سے) انکار نہیں کر سکتا کہ مرتدوں سے جنگ کرنا اور بلا و
عجم اور بلا و روم کو فتح کر لینا اور کسرے اور قیصر کے لشکروں کو

۱۔ حضرت مصنف نے بمقتضای کرم طبعی صرف وحی باطنی پر اکتفا کی ورنہ شیعوں نے تو اپنے اماموں میں توت و بی بلا تر اوصاف کا دعویٰ کرتے
ہیں اور صاف صاف کہتے ہیں کہ اگر کلام تہ انبیاء سابقین سے زیادہ ہے وہی باطنی کا ثبوت تو شیعوں کی ہر کتاب میں موجود ہے جس کے اصول کافی
میں بھی باب میں جن میں فرشتوں کا امر کے پاس آنا اور علوم شرعیہ کا مختلف طریقوں سے لا مار وی ہے ۲

اور خلافت کی شرطوں کو اور نقرر خلیفہ کے مقاصد کو
بیان کر دیا جائے۔ پس ان سب امور کو اللہ تعالیٰ کی توفیق
سے اس عجاۃ میں ہم نے بیان کر دیا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

پہلی فصل ختم ہوتی

بستد بپر و امرايشان بوده است و
فی هذا کفاية لمن اکتفى و شيعه باين
قدر خود قائل اند که حضرات شيعين
خلافت را از دست حضرت مرتضیٰ بنصب
بردند و آل مقصور نيست الا باکمال حرات
و تدبير و استلاف ناس باخود پس
شجاعت و رائے و کفايت را قائل شدند
ازاں جهت که قصد نہ کردند باقی ماند
شرط جهاد و عدالت در اقاويل خلفائے
پايد تامل کرد و در قضايائے ايشان و مناظر
ايشان خوض می بايد نمود تا اجتهاد ايشان
اظهر من الشمس شود و تا حال پنج کس از
خالفان بر دامن ايشان فسق ظاهر نبسته
است هر ژانرے که خائیده اند مرجع
آں محتلف فيه است که جمهور اسلام
آن را ننه دانند الا همين فرقه عامله
الله بعد له پس اثبات خلافت
بر ائمه ايشان بعيه مذکور مستغنی است از
برهان و آنچه درين باب مطلوب
می شود تجريد معنی اوست از معانی دیگر

شکست دینا انہی خلفاء کی تدبیر اور انہی کے حکم سے ہو رہے اور کفار کرنے والے کے لئے اس قدر کافی ہے۔ اور یہ تو خود شیعوں کا قول ہے کہ حضرات شیعیں نے خلافت کو حضرت (علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے غصب کر لیا تھا اور (جب کہ) خلافت کا غصب کر لینا بدوین جرات اور تدبیر اور لوگوں کی تالیف کے مقصور نہیں ہو سکتا۔ تو شیعہ اپنے اس قول سے شیعیں کی شجاعت اور رائے اور کارگزاری کے قائل ہو گئے (اور لطف یہ کہ) اس طور سے (قائل ہوتے) کہ انہوں نے اس کا قصد (بھی) نہیں کیا (بلکہ ان کا مقصد دوسرا تھا) باقی رہی اجتہاد اور عدالت کی شرط (تو قوت اجتہاد معلوم کرنے کے لئے) خلفاء کے اقوال میں غور کرنا چاہیئے اور ان کے فیصلے اور مناظرات میں حوض کرنا چاہیئے تاکہ ان کا اجتہاد انہیں من الشمس ہو جائے اور (خلفاء کی عدالت کے ثبوت کے لئے) اسی قدر کافی ہے کہ اب ایک مخالفوں میں سے کسی نے ان کے (مقدس) دامن پر ضرب ظاہر کی کا داغ نہیں لگایا (بلکہ) جو کچھ ٹاڑ خانی کی ہے اس کا مرجع کوئی نہ کوئی، مختلف فیہ امر ہے کہ سوا اس فرقہ (شیعیں) عالمہم اللہ بعدہ کے جمہور اہل اسلام اس کو جانتے ہی نہیں پس ان خلفاء کے لئے خلافت بمعنی مذکور کا ثابت ہونا برائے مستغنی ہے بلکہ جو کچھ اس مقام میں ضروری ہے (وہ صرف یہی ہے) کہ خلافت کے معنی کو دوسرے معانی سے (مثل عصمت وغیرہ کے جو شیعوں نے شامل کئے ہیں) علیحدہ رکھا جائے

۱۔ بلکہ واقعات سے مجبور ہو کر متعصب متعصب شیعوں نے حضرات اعلیٰ کے شیعہ رضی اللہ عنہم کے شیعہ شریعت ظاہری ہونیکا اقرار کیا اور چنانچہ علم اہل کتب کتاب ثانی میں حضرات اعلیٰ کے شیعہ کی نسبت یہ ہے مقدم معظم جلیل نظر اہل کتب الاصلۃ ان الہمۃ حذوہ اور محقق جوی ہدیٰ فرخ اسلم میں لکھتے ہیں : انہما فیہ سیمو خوروا ازموال بار داشتند کہ وہ زہد دنیا میں گزشتہ وغیرہ دنیا و زینت آن را ترک کردند و عادت قلیل و کثرت میں کرباں ہو گئے اور سرفہرند در اسلاماں بیکے یشاں حاصل و دنیا را کہ وہ بولان را و دیناں قوم قسمت کی کہ وہ خود را بآل اصلہ اکوہ نمی کردند اور مکرر میں شیعہ فرجیہ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ۱۲ گھنٹے میں ان الفرق میں اہل غلو و التلاطم و معاویہ کی اقامت حلالہ و اللہ و اہل حققتہ اور اس کے دواہیہ ظاہر ۱۱

۱۲
اس جگہ پر غلط سے مراد اس کی کتاب الزلۃ الخفا ہے مصنف نے چونکہ یہ کتاب بغیر کسی غیر معمولی محنت کے عجائبات کے ساتھ لکھی ہے اس وجہ سے اس کو حال فرمایا ۱۲

فصل دوم

در لوازم خلافت خاصہ

در حدیث وارد شدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ چند گاہ نبوت و رحمت خواهد شد بعد از ان خلافت و رحمت بعد از ان ملک عضو پس بعد از ان جبریت و عتد و در بعض روایات خلافت بر منہاج نبوت واقع شدہ و نیز یہ نبوت رسیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند الخلفاء بعدی ثلاثون سنۃ و خلدت عرجل در چندین آیت از قرآن عظیم باوصاف و علامات خلافت کہ در کمال رضا و محبوبیت است تلوین و تفسیر فرمودہ از آنجملہ آیت الذین ان مکلفناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ و امرؤا بالمعروف و نہوا عن المنکر وایہ وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات لیستخلفنہم وایہ محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی کفر و اشداء علی الکفر و اشداء علی الذین امنوا من دینہم و اشداء علی الذین امنوا من دینہم

فصل دوم

خلافت خاصہ کے لوازم یعنی ان اوصاف

(کے بیان میں جو خلافت خاصہ کہلئے ضروری ہیں) حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ کچھ زمانہ تک نبوت اور رحمت رہے گی اس کے بعد خلافت اور رحمت اس کے بعد ملک عضو پس اس کے بعد جبر و ظلم اور بعض روایات میں دجائی خلافت و رحمت کے خلاف بر منہاج نبوت کا لفظ واقع ہو چکا ہے۔ اور نیز ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میرے بعد خلافت تیس برس لگی۔ اور خلافت عرجل نے قرآن عظیم کی متعدد آیتوں میں اس خلافت کی علامتوں اور صفوں کی توضیح اور تفسیر فرمادی ہے جو (خدا کو) نہایت پسندیدہ اور محبوب ہو اگر انجملہ یہ آیت ہو (ترجمہ) وہ لوگ دیکھئے جاہلین صحابہ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں حکومت دیں تو درجہ سلطنت پہنچ کر بھی نماز کو قائم رکھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اور (انجملہ) یہ آیت ہو (ترجمہ) وعدہ دیا ہو اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کیجئے کہ ضرور ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا۔ اور (انجملہ) یہ آیت ہے (ترجمہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں اور (انجملہ) یہ آیت ہو (ترجمہ) اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پیچھے جائے گا

اے ملک عضو کا لفظی ترجمہ کاوشے والی بادشاہت یعنی مثل خلافت راشدہ کے سوا پانچویں شخص نہ ہوگی بلکہ اس میں حدیث آمیزش شرکی ہوگی ۱۲

فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ اُولَئِكَ مِنْ الْآيَاتِ وَ صَحَابَةُ در وقت مشاورہ در تعیین خلیفہ بعض اوصاف نطق نمودہ اند چنانکہ گفتند احق بهذا الامر و توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو معزهم سراپا من از استقرار اس اولد و صفی چند محصل می شود زیادہ از اوصاف کہ در خلافت عامہ گفتند در این فصل می خواهیم کہ ان اوصاف را بر شمریم و ثبوت آنها در خلفائی الہم رضوان اللہ علیہم بیان کنیم و باجماع لوازم خلافت خاصہ مقرون بقریبیت نسب تفسیر کردہ است قتادہ شیخ اہل بصرہ از تابعین حواریت را قال معہ قال قتادہ الحواریون کلم من قریش ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حمزہ و جعفر و ابو عبیدہ و عثمان بن مظعون و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و طلحہ و الزبیر و قثمہ قتادہ فی حواری عنہ و ابن القاسم الحواری الذین تصح لہم الخلافة کذا فی استیعاب ابن الذریر و اصل در اعتبار این اوصاف است

(کچھ پردا نہیں) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے گا اور وہ اس کو دوست رکھیں گے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں خلافت خاصہ کی صفات اور علامات مذکور ہیں اور خلیفہ مقرر کرنے کے لئے مشورہ کرتے وقت صحابہ نے (بھی خلافت خاصہ کے) بعض اوصاف بیان کئے ہیں جیسا کہ (مشورہ کے وقت بعض صحابہ نے) خلافت کا زیادہ مستحق ان لوگوں کو بتایا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت وفات تک نشانہ رہے۔ ان دلیلوں میں غور کرنے سے خلافت کے چند ایسے اوصاف معلوم ہوتے ہیں جو ان اوصاف کے علاوہ ہیں جن کا ذکر خلافت عامہ (کے بیان میں) ہو چکا ہم چاہتے ہیں کہ اس فصل میں ان اوصاف کی تفصیل کریں اور خلفائے الہم رضوان اللہ علیہم میں ان اوصاف کا پایا جانا بیان کریں۔ اور حواری کا لفظ جو اکابر صحابہ کی نسبت تھا میں ہے اس سے بھی لوازم خلافت خاصہ کا ان میں پایا جانا ثابت ہوتا ہے، چنانچہ قتادہ تابعی نے جو اہل بصرہ کے شیخ تھے حواریت کی تفسیر لوازم خلافت کو قریبیت کے ساتھ بلا کر کی ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ قتادہ نے کہا کہ حواری قریب میں سے ہیں (یعنی) ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور حمزہ اور جعفر اور ابو عبیدہ اور عثمان بن مظعون اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ اور الزبیر اور قثمہ بن قیس بن قاسم نے قتادہ سے جو روایت کی ہے اس میں قتادہ نے (حواری کی) تفسیر اس طرح کی ہے کہ حواری وہ لوگ ہیں جن کے لئے خلافت (خاصہ) صحیح ہو۔ اسی طرح ابن البرکی (کتاب) استیعاب میں ہے۔

خلافت خاصہ کے لئے ان اوصاف کے اعتبار کرنے میں دراصل تین لئے حواری کا وہ حور جو حور کے معنی سفید رنگہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مددگار جو کچھ کپڑے کو سفید کرتے یعنی دھوئی کا پیشہ کرتے تھے حواری ان کو کہا جاتا تھا مگر اس کے بعد ہر مددگار پر اس کا اطلاق ہونے لگا

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام دلوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو بہتر پایا پس ان کو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد اور بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام بندوں کے دلوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں کو بہتر پایا پھر صحابہ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا تاکہ وہ خدا کے دین کے لئے (کافروں سے) مقاتلہ کرتے رہیں۔ یہی سنی نے بھی اسی کے مثل (حضرت ابن مسعود سے) روایت کی ہے مگر انھوں نے (روایت کا آخری حصہ) اس طرح نقل کیا ہے کہ صحابہ کو اپنے دین کا انصار اور اپنے نبی کا وزیر بنایا پس جس بات کو مومنین دیکھتے صحابہ اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس بات کو قبیح جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔ (یہی سنی کی روایت کا آخری حصہ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ) جس طرح خلافت (کے استحقاق) میں اس گروہ (صحابہ) کی اولویت ثابت ہے اسی طرح اس گروہ (صحابہ) کا اجتہاد بھی دوسروں کے اجتہاد سے اولیٰ اور احق ہے۔ اوصاف مذکورہ میں سے ہر ایک وصف کے لئے علامات اور خواص ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے مناقب میں کبھی ان اوصاف کا پایا جانا صراحتہً ظاہر فرمایا ہے اور کبھی (ان اوصاف کے علامات اور خواص کا پایا جانا انکافیہ (جو تصریح سے زیادہ تلخیصی بیان کیسا ہے۔

۱۔ اس مقام پر اکثر لوگ دو غلطیاں کرتے ہیں اول یہ کہ اس حدیث کو مرفوع یعنی قول رسول سمجھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے یہ حدیث مرفوعہ یعنی قول صحابی ہے یہ دوسری بات جو کہ جو مرفوعہ سے معلوم ہو سکیں ان میں صحابی کا قول حکم میں حدیث مرفوعہ کے ہوتا ہے دوسری غلطی یہ ہے کہ مومنین سے عام مومنین مراد لیتے ہیں اور ہزاروں بدعات قبیحہ کا حسن اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہاں بقرینہ سیاق مومنین سے مراد صحابہ کرام ہیں یہ رتبہ انہی کا ہے کہ وہ جس بات کو اچھی کہیں وہ اچھی جس کو بری سمجھیں وہ بری بشرطیکہ وہ بات مجتہد فیہ ہو ۱۲

دوسرا انکافیہ ہے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حقیقی خلیفہ مثل بانسری کے ہے (پس جس طرح کہ بانسری بجانے والا آواز بلند کرنے کے لئے بانسری کو اپنے منہ سے لگا لیتا ہے اور نغمہ سرائی اور اس کی خاص کیفیت بانسری بجانے والے کی طرف منسوب ہوتی ہے اور بانسری کی طرف اسی طرح رحمت الہی کے حصے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کو عمل میں لانے سے پہلے رفیق اعلیٰ کی طرف چلے گئے اور بطور سببیت و نیابت کے خلفاء کے ہاتھوں سے وہ کام پورے کئے گئے تو درحقیقت وہ سب کام پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منسوب ہیں اور خلفاء بمنزلہ اعضاء پیغمبر کے سمجھے جاتے ہیں نہ کہ کچھ اور پس خلافت خاصہ یہ ہے کہ خلیفہ سے وہ کام سرانجام پائیں جو قرآن عظیم اور حدیث قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور (نیز) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خلیفہ کی خلافت کو صراحتہً و کنایہً بہت مرتبہً ظاہر فرمایا ہوتا کہ تمام کام (جو خلیفہ کے ذریعے سرانجام پائیں) وہ سب) حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامہ میں دلچ ہوں اور خلفائے صرف وسیلہ ہونے کا شرف حاصل کیا ہونہ کہ کچھ اور جیسا کہ آیہ کریمہ (مگر جمہ) یہ صفت ان کی ہے تو ریت میں اور انجیل میں ان کی یہ صفت ہے کہ وہ مثل اس کھیتی کے ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا (اس پر شاہد ہے) اور یہ حدیث قدسی بھی اس پر شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف نظر کی پس تمام زمین والوں کو عرب کو (بھی) عجم کو (بھی) ناپسند کیا سو ایک جماعت کے اہل کتاب سے اور اللہ تعالیٰ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) فرمایا کہ میں نے تم کو اس لئے مبعوث کیا تاکہ تمہاری آرائش کروں اور تمہارے

۱۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو کہتے ہیں اسی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے یہود و نصاریٰ اپنے دین میں تحریف کر چکے تھے اور بہت کم لوگ اپنے اصلی مذہب پر قائم تھے اہل کتاب کو اس حدیث میں مستثنیٰ کیا ہے ۱۳

المستکبر۔ ان آیتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جن مہاجرین اولین کو جنگ کی اجازت دی گئی تھی ان کے حق میں (اللہ تعالیٰ) بطور تعلیق کے فرماتا ہے کہ اگر ان کو ہم زمین میں تمکین دیں یعنی ان کو رہیں بنائیں تو وہ لوگ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمل میں لائیں گے۔ نہی عن المنکر شامل ہے جہاد کرنے کو کیونکہ (نہی عن المنکر گناہوں سے روکنے کو کہتے ہیں اور) سب گناہوں سے زیادہ سخت گنہ ہے اور گناہوں سے روکنے کا سب سے زیادہ سخت طریقہ جہاد ہے اور نیز نبی عن المنکر شامل ہے اقامت حدود اور دفع مظالم کو۔ اور امر بالمعروف شامل ہے احیائے علوم و دینیہ کو پس بمقتضائی اس تعلیق کے ضروری ہے کہ مہاجرین اولین میں سے کوئی شخص زمین پر حاکم ہو تو اس کے ہاتھ سے خلافت کے مقاصد سرانجام پاجائیں اور (چونکہ سب جانتے ہیں کہ) خدا کے وعدہ میں خلف نہیں ہے لہذا خلیفہ اگر مہاجرین اولین میں سے ہوگا تو اس پر (سب کو) اتفاق ہو جائے گا اور اس کی خلافت سے (سب کی) اطمینان قلب رہے گا اور یہ صفت (جو مہاجرین اولین کے لئے ان آیات سے منجلی) اس عصمت کا نمونہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کے لئے ثابت ہو اور نیز (مہاجرین اولین کے حق میں) خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال گئے

تعلیق کے معنی لغت میں دوکانی چیز کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کرنے کو کہتے ہیں کہ گو یا مشروطہ کے ساتھ دوکانی جاتی ہی یہاں شرط کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت عقیقہ کو جزائے خیر دی ہے وہ بات جو کہ جو شاید ان سے پہلے کسی کے فہم سے منجلی ہو حالانکہ باطل حدیث ہے اب جو لوگ امامت کیلئے عصمت کو شرط کہتے ہیں وہ دیکھیں کہ کیسا سچا نمونہ عصمت کا حضرات خلفائی ثلاثہ کیلئے ثابت ہوا اور ثابت بھی اس سے قرآن کریم و شیعوں کے بڑے بڑے متقیوں نے مثل طوسی دلی کے اپنی ساری منطق ختم کر دی ہے کہ جو یہ عقائد ترتیب دیتے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ان کے فرضیہ منکر کیلئے عصمت کا شاہد ہی کسی آیت کے اشارہ سے منجلی کر کے گمراہ نہ ہو کہ جو باطل کو حق بتانا اور حق کو باطل بتانا کسی کے امکان میں نہیں ہے ۱۱

اور میری راہ میں ستائے گئے اور انھوں نے (کافروں کو) مارا اور (خود بھی) مارے گئے تو ضرور ضرور ہم ان کے گناہوں کو دور کریں گے اور ضرور ضرور ہم ان کو ایسی جہنمیں میں داخل کریں گے جن کے (درختوں کے) نیچے ہمیں جاری ہیں یہ جزا ہے خدا کے پاس سے اور نیز فرماتا ہے (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہ بھی لوگ سچے مؤمن ہیں ان کے لئے مغفرت اور بعزت روزی ہے اور نیز فرماتا ہے (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں سے جہاد کیا ان کا درجہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے و انھیں حق تعالیٰ نے مہاجرین اولین کے لئے ہر نفع اور ہر قسم کے فضائل بیان کر دیئے ہیں لہذا ضروری ہے کہ مہاجرین اولین سے ہونا خلافت خاصہ کے لوازم میں قرار دیا جائے اور خلیفہ کا حاضرین حدیثیہ میں سے ہونا (بجہاد و جہاد) ضروری ہے (اولاً) اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ اس کے بعد فرماتا ہے ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَيْتُونَةٍ لَا تَحْمِلُ ثَمَرَهَا قُلْ لَّيْسَ الْأَوَّلِيَّةُ إِلَّا مَنَاسِكُ يَوْمَ الْمَلَأْتِ اسْتَحْضَرْتُ صِلَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دین کا اظہار اور اعلائے کلمۃ اللہ واقع ہو گا پس یہ وصف (حدیثیہ) میں موجود ہونے کا خلیفہ میں پایا جائے گا تو اس پر اس بات کا اعتماد ہے گا کہ خلافت کے مقاصد (جن کا اصل اصول اظہار دین اور اعلائی کلمۃ اللہ ہے) اس سے سرانجام پائیں گے اور (ثانیاً) اس لئے کہ قرآن عظیم میں اس گروہ کے لئے (خلافت) رضامندی ثابت ہو چکی ہے (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ

وَأُو۟دُۥ وَآلِیۥ سُلَیۡمَیۡنَ وَآلِیۥ زَکَرِیَّا وَآلِیۥ یَحْیٰی وَآلِیۥ عِیۡسٰی سُبْحٰنَہُمۡ وَکَلٰمَہُمۡ جَنَّتِ بَحْرِیۡ مِّنۡ تَحْتِہَا اَلْاَنۡہٰرُ ذَوَابِیۡہِۖ مِّنۡ عِندِ اللّٰہِ وَنِزَمِیۡ فَرَمٰیہِۚ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَہَاجَرُوۡا وَجَآہِدُوۡا فِیۡ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ الّٰذِیۡنَ اٰوَدُوۡا نَفۡسَہُمۡ وَآوَلٰیۡکَہُمُ الْمُؤۡمِنُوۡنَ حَقَّۡا لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ وَنِزَمِیۡ فَرَمٰیہِۚ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَہَاجَرُوۡا وَجَآہِدُوۡا فِیۡ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمَوٰلِہِمۡ وَ اَنۡفُسِہِمۡ اَعْطٰہُمۡ دَرَجَۃً عِندَ اللّٰہِ وَ اَلَا اَکۡمَرُ اَحۡضَرٰنِ حَدِیۡثِہٖ بِاَشۡدَّ اِلٰی جہت مطلوب شد کہ خدا ہی تعالیٰ فرماید مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ مَعَهُ اَشِدَّاءُ عَلٰی الْکُفَّارِ وبراثر دوسری فرماید ذٰلِکَ مَثَلُہُمۡ فِی التَّوْرَۃِ وَ مَثَلُہُمۡ فِی الْاِنۡجِیْلِ کَزَیۡتُونَةٍ لَا تَحْمِلُ ثَمَرَہَا قُلْ لَّیۡسَ الْاَوَّلِیۡۃُ اِلَّا مَنَاسِکُ یَومِ الْمَلَأْتِ اسْتَحْضَرْتُ صِلَۃَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دین کا اظہار اور اعلائے کلمۃ اللہ واقع ہو گا پس یہ وصف (حدیثیہ) میں موجود ہونے کا خلیفہ میں پایا جائے گا تو اس پر اس بات کا اعتماد ہے گا کہ خلافت کے مقاصد (جن کا اصل اصول اظہار دین اور اعلائی کلمۃ اللہ ہے) اس سے سرانجام پائیں گے اور (ثانیاً) اس لئے کہ قرآن عظیم میں اس گروہ کے لئے (خلافت) رضامندی ثابت ہو چکی ہے (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ

چوں ابو ہریرہؓ و ابوذرؓ از نزدیک حضرت مرتضیٰ برگشتند و ایشان میبانی بودند میان معاویہ و حضرت مرتضیٰ و معاویہ طلب سے کرد کہ خلافت بگذارد و شورشے گرداند در میان سلیمان فحکان ممتا قال لهما عجبا منكما کیف جانتما علیكما ما جئتكما به تدا عوان علیا ان يجعلها شوری وقد علمنا انه قد بايعه المهاجرون والانصار و اهل الحجاز والعراق وان من رضى خیر متن کبره و من بايعه خیر متن لم یبایعه و ائمتنا مدخل معاویة فی الشوری و هو من الطلقاء الذین لا یجوز لهما الخلافه و هو و ابوهما و ابوهما فندما علی و سیدهما و ابائین یدایک اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب و الا لوازم خلافت خاصہ آن است کہ خلیفہ بشر بہشت باشد یعنی بر زبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ جو حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت علیؓ کے پاس یہ پیغام لے گئے تھے کہ خلافت کو چھوڑ دو اور اس کو مسلمانوں کے شوریٰ پر دائر کر دو۔ حضرت علیؓ کے پاس سے (پیغام پہنچا کہ) کوئے (اور مقام حمص میں جو مسکن حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا تھا پہنچے) تو حضرت عبدالرحمنؓ نے ان سے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ تم دونوں سے تعجب ہے کہ کیونکر تم سے یہ پیغام جو تم لائے تھے (حضرت علیؓ کے سامنے) ادا ہوا تم نے علیؓ کو یہ ترغیب دی کہ خلافت کو شوریٰ پر دائر کر دیں حالانکہ تم جانتے ہو کہ ہاجرین اور انصار اور اہل حجاز اور اہل عراق نے علیؓ سے بیعت کر لی ہے اور بیشک جو لوگ علیؓ کی خلافت سے راضی ہو گئے وہ ان لوگوں سے افضل ہیں جو علیؓ کی خلافت سے ناخوش ہیں اور جن لوگوں نے ان سے بیعت نہیں کی اور معاویہ کو شوریٰ قائم ہونے سے کیا فائدہ کیونکہ (شوریٰ سے خلافت ملے گی تو ہاجرین میں سے کسی کو ملے گی اور معاویہ ہاجرین میں سے نہیں ہیں بلکہ طلقاء میں سے ہیں جن کو خلافت خاصہ حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ معاویہ اور ان کے والد غزوہ احزاب (میں کافروں) کے سردار تھے عبدالرحمن بن عوفؓ کا یہ کلام سن کر ابو ہریرہؓ اور ابوالدرداءؓ اپنے آنے پر نادم ہوئے اور عبدالرحمن بن عوفؓ کے سامنے (اپنے اس فعل) سے توبہ کی اور عمرؓ نے استیعاب میں اس کو روایت کیا ہے۔ اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ بہشت کی بشارت پا چکا ہو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

لے لفظ جمع ہی طلیق کی اصل میں آزاد کہتے ہوئے غلام کو کہتے ہیں مگر جو لوگ فسخ میں اسلام لائے تھے چونکہ ان پر مسلمانوں نے احسان کیا اور غلام نہ بنایا اس لئے ان کے لئے یہ لفظ بولا جائے اور یہاں اسی معنی میں ہے ۱۲

گذشتہ باشد کہ فلاں شخص بخصوص اسم او بغیر تعلیق بشرطے از اہل بہشت است و عاقبت حال او نہایت وسعادت است زیرا کہ اس بشارت افادہ سے فرماید قطعی سعادت اس شخص و ایمان او و تقوائے او و آخر حال و آخر حال خلفاء قسیم بامر خلافت بود و ایشان در حالت خلافت از عالم گزشتہ اند و افادہ سے فرماید قطعی قریب من الیقین کہ افعال او در سائر عمر خیر باشد و ایشان محنت باشد از معاصی و عامل بطاعات اگرچہ مغفرت مرکب کبرہ پیش اہل سنت و جماعت جائز قلیل الوجود است لیکن اینجا تلبیس عظیم و تدلیس شدید لازم می آید و تلبیس و تدلیس ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منافی است و بشارت خلفائی اربعہ بیعت بخدا ترسید ہو چہ کہ احتمال خلاف اولاً جملاً و آیات مناقب ہاجرین و حضارہ حدیثہ و حشہ العصرہ و غیر اں و در احادیث مناقب مطلق صحابہ کے مناقب کی حدیثوں میں اور غزوات میں شریک ہوئے والوں کے مناقب کی حدیثوں میں جن کا ذکر کہنا طوالت ہے

لے تلبیس اور تدلیس ایسے متشدد الفاظ کا استعمال کرنا جن سے دوسرے شخص کو دھوکا ہو سکے ۱۳

اپنی زبان مبارک سے خاص نام لے کر بغیر کسی تعلیق اور شرط کے فرمایا ہو کہ فلاں شخص اہل بہشت ہے اور اس کا انجام کار نہایت اور سعادت ہے (یہ شرط) اس لئے ہے کہ اس بشارت سے آخر حال میں اس شخص کی سعادت اور اس کے ایمان اور تقویٰ کا قطعی ثبوت ملتا ہے اور چونکہ خلفاء آخر حال میں خلافت کے منصب پر مامور ہوتے تھے اور خلافت ہی کی حالت میں دنیاوی گزر گئے لہذا اگر وہ بشر بہشت ہوں گے تو معلوم ہو گا کہ خلافت کی حالت میں وہ لوگ متقی اور ایماندار اور نجات یافتہ اور باسعادت رہے اور نیز (اس بشارت سے) یہ ظن جو قریب یقین کے ہے حاصل ہوتا ہے کہ تمام عرودہ شخص نیک اعمال اور گناہوں سے محتجب اور طاعت کرنے والا رہے گا اگرچہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ کرنے والے کی مغفرت جائز ہے گو قلیل الوجود ہے لیکن یہاں (یعنی بشر بہشت سے اگر کہا جائے) کا ارتکاب جائز رکھا جائے تو تلبیس عظیم و تدلیس شدید لازم آتی ہے (کیونکہ بشر بہشت ہونا ذہن کو صدور و کبار کے خیال سے باز رکھتا ہے) حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تلبیس و تدلیس کی نفی ہو چکی ہے (اب رہا یہ کہ خلفائے اربعہ بشر بہشت تھے یا نہیں تو کیفیت یہ ہے کہ) خلفائے اربعہ کے لئے جنت کی بشارت اس درجہ حد تو اتنا کہ پہنچ گئی ہے کہ اس کے خلاف کا احتمال ہی نہیں باقی رہا (ان کے لئے جنت کی بشارت کئی طرح پر ہے) اولاً اجمالی طور ہاجرین اور حاضرین حدیثہ اور حاضرین حشہ العصرہ (یعنی غزوہ تبوک) و غیرہ کے مناقب کی آیتوں میں اور مطلقاً صحابہ کے مناقب کی حدیثوں میں اور غزوات میں شریک ہونے والوں کے مناقب کی حدیثوں میں جن کا ذکر کہنا طوالت ہے

اور ثانیاً (حدیث) عشرہ مبشرہ کے ضمن میں جو سعید بن زید سے مروی ہے اور ثالثاً (خاص طور پر) خلفائے ثلاثہ کے لئے (اس حدیث میں جو) ابوموسیٰؓ اور جابرؓ وغیرہ سے (مروی ہے) اور رابعاً (مقتضیٰ شیخینؓ کے لئے ابوسعید خدریؓ اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں اور خامساً (الگ الگ) ہر ایک خلیفہ کے لئے ان حدیثوں میں جو) جماعت کثیر سے (مروی ہیں)۔ از انجملہ یہ حدیث ہے (ترجمہ) عثمانؓ میرے رفیق ہیں جنت میں (اور یہ حدیث ہے) (علیؓ کے واسطے ایک بار ہے جنت میں) اور انجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ (خلیفہ ایسا شخص ہو جس کی نسبت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص فرمادی ہو کہ وہ اُمت کے اعلیٰ طبقہ سے ہے یعنی صدیقین یا شہداء اور صالحین سے اور محدث بھی صدیق کا ہم رتبہ ہے اور ایک اعتبار سے (محدث) اُسی (صدیق) کی تعریف میں داخل ہے لہذا اگر کسی کی شان میں محدث کا لفظ آیا ہو تو وہ بھی کافی ہے) یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بہشت میں عالی درجہ ہونا بیان فرمادیا ہو اور اس سے (بھی) اُس شخص کا اُمت کے اعلیٰ طبقہ سے ہونا لازم آئے ہے یا اس کی رائے وحی کے موافق ہو اور بہت سی آیتیں اُس کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہوں اس سے بھی اس کا اُمت کے اعلیٰ طبقہ سے ہونا لازم آئے ہے یا ہمارا ثابت ہو گیا ہو کہ عبادات اور تقرب الی اللہ میں اس کی سیرت تمام مسلمانوں کی سیرت سوا کمال ہے اور خصائل پسندیدہ اور مقامات عالیہ اور احوال سنیہ اور کرامات تو تو سے آلاستہ یعنی ان تمام اوصاف سے موصوف ہو) جو آجکل طریقہ صوفیہ کے نام سے موسوم ہیں جن کو صاحب

و ثانیاً در ضمن عشرہ مبشرہ عن سعید بن زید و ثالثاً برائے خلفائے ثلاثہ عن ابی موسیٰ و جابر و غیرہما و رابعاً برائی شیخینؓ در حدیث ابی سعید خدریؓ و ابن مسعودؓ و خامساً فرادے فرادے از جماعت کثیر از انجملہ حدیث عثمانؓ ذیق فی الجنة و علیؓ بستان فی الجنة و از لوازم خلافت خاصہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایند کہ وہ از طبقہ علیائی اُمت است از صدیقین یا شہداء و صالحین و محدث نیز شقیق صدیق است و بیک اعتبار و اصل درجہ و سہ یا بیان علو درجہ اور در بہشت فرمودہ باشند و این لازم بودون شخص است از طبقہ علیائی اُمت یا رائے او موافق باشد با وحی و آیات کثیرہ بروفق رائے او نازل شدہ باشد و این معنی نیز لازم بودون شخص است از طبقہ علیا یا بتواتر ثابت شود کہ سیرت او و عبادات و تقرب الی اللہ اکمل است از سیرت سایر مسلمین و متعلق باشد بخصائل مرضیہ و مقامات علیہ و احوال سنیہ و کرامات قویہ یعنی چیز ہائے کہ امروز باسم طریقہ صوفیہ سعی سے گرد و صاحب

لے محدث بروزن معمرہ شخص جس سے بات کی جلتے یعنی اس کے دل میں علم غیب ہے اہم ہوتا ہو یا فرشتے اگر کسی سے بات کرتے ہوں یہ صفت احادیث صحیحہ میں حضرت عترت کے لئے وارد ہوئی ہے مجمع بحار الانوار

قوت القلوب وغیرہ سے و کتب خویش بیان کردہ اند و ہر مسئلہ را با حدیث و آثار حکم نمودہ و این نیز لازم صدیقیت و شہادت است و این معنی در خلیفہ برائے کل مطلوب شد کہ ریاست ظاہر او مقرون باشد بر ریاست باطن و تشبہ کامل با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کند و در عداد آیہ کریمہ و الذین معہ آمنا و علی الکفار رحمہم و یلہوہم قوتہم سرگشتہ شدہ ابیبتخون فقلنا من اللہ و رضوانا سیمہم فی وجوہہم من آثر الشجوع و در عداد رجبہم و یجوہہم اذ لک علی المؤمنین أجر و علی الکفیرین الا ذیہ داخل شود و ثبوت اس معنی برائے خلفائی اربعہ از ضروریات دین است ثابت با حدیث بیہزار از انجملہ حدیث ابی ہریرہؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی جرداء فہو وابو بکر و عمر و عثمان و علیؓ و طلحہ و الزبیرؓ بھی تھے پس پہلا جنش کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے حرا) ٹھہر جا۔ (کیونکہ) نہیں ہے تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور از انجملہ احادیث اس حدیث یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ احد پر چڑھے اور آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ بھی چڑھے پس پہلا جنش کرنے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پستے مبارک پہلا پر مار کر فرمایا اے اُحد! ٹھہر جا نہیں ہے تجھ پر مگر نبی اور صدیق اور دہ شہید اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد

قوت القلوب وغیرہ سے و کتب خویش بیان کردہ اند و ہر مسئلہ را با حدیث و آثار حکم نمودہ و این نیز لازم صدیقیت و شہادت است و این معنی در خلیفہ برائے کل مطلوب شد کہ ریاست ظاہر او مقرون باشد بر ریاست باطن و تشبہ کامل با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کند و در عداد آیہ کریمہ و الذین معہ آمنا و علی الکفار رحمہم و یلہوہم قوتہم سرگشتہ شدہ ابیبتخون فقلنا من اللہ و رضوانا سیمہم فی وجوہہم من آثر الشجوع و در عداد رجبہم و یجوہہم اذ لک علی المؤمنین أجر و علی الکفیرین الا ذیہ داخل شود و ثبوت اس معنی برائے خلفائی اربعہ از ضروریات دین است ثابت با حدیث بیہزار از انجملہ حدیث ابی ہریرہؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی جرداء فہو وابو بکر و عمر و عثمان و علیؓ و طلحہ و الزبیرؓ بھی تھے پس پہلا جنش کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے حرا) ٹھہر جا۔ (کیونکہ) نہیں ہے تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور از انجملہ احادیث اس حدیث یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ احد پر چڑھے اور آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ بھی چڑھے پس پہلا جنش کرنے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پستے مبارک پہلا پر مار کر فرمایا اے اُحد! ٹھہر جا نہیں ہے تجھ پر مگر نبی اور صدیق اور دہ شہید اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد

والترمذی۔ وازار الخفاء جملہ حدیث عثمان
بمش حدیث انسؓ و فی آخرہ شہد
معہ جال اخبرہ النسا والاد
جملہ حدیث ابی ہریرہؓ اَمَّا الْكَلَفُ يَابَا بَكْرٍ
اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِي
اُخْرِجُوا ابوداؤد۔ و حدیث جابرہ
یا ابابکر! اعطاك الله الريان
الاكبر فقال بعض القوم ما الریان
الاكبر یا رسول الله قال
يُجْعَلُكَ اللهُ رَجُلًا فِي الْآخِرَةِ
عَاقِبَةً وَيُجْعَلُ لَكَ بِكِبَرٍ
خَاصَّةً أُخْرِجَهُ الْحَاكِمُ وَفَوْزُهُ
فِي صَحْبَتِهِ وَالْعَن مَعَ الْحَاكِمِ
و حدیث عبد اللہ بن عمرہ
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال لا بی بکر! انت صاحبی علی الخوض
وصاحبی فی الغار وازار الخفاء جملہ حدیث
جعل الله الحق على لسان
عمر و قلبه۔ بروایت ابن عمرہ والی ذرہ
و علی بن ابی طالب و حدیث لحد
كان فيما كان قبله من
الأمم من اتخذون فان
يكن في أمتي أحد فإنته عمر۔

لے ہذا اگر شک کا نہ ہو نہ سمجھ جائے کہ بکر بھی شہید و زنا بین کے قتل پر بھی تائب ہوئے ہیں ان کتب عملات ہاہ فوفی حق یعنی زور و جب
ملک سے ترمذی، بلکہ اس کی کئی کئی تو زور و کتاہی کہ اگر کتب عملات کا کیا ہو مجھے براقی پہلو و حکام کہ اس قتل پر زور کوئی نہ زوری کہ اگر کتاہی حاصل

ہو کہ اگر حضرت کو کر حکم ہو سکتا تھا کہ وہ ان کی اس عہدہ پر کسی کوئی وجہ و حق کر اٹھ سکتے تھے ہوں ہوا کیا امت میں ہوں ۱۱ مجمع بحوالہ لاد

اسی کے مثل عقیدہ بن عامر کی دیے، حدیث ہی ذکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ
ہوتے اور (اسی کے مثل) سعد بن ابی وقاصؓ اور ابو ہریرہؓ اور
بریدہ اسلمیؓ کی روایت سے یہ حدیث رہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے (اسے عمرؓ جب کسی لاسلہ میں تم کو شیطان و کجک لیتا ہے
تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے چلنے لگتا ہے اور (اسی کے
مثل ہے) عمرہؓ اور ابن عمرہؓ اور ابن مسعودؓ کی روایت سے (وہ)
حدیث (جس میں) حضرت فاروقؓ کی لائے کا وحی الہی کے موافق
ہونا (مذکور ہے) اور (ازار الخفاء جملہ) علی بن ابی طالبؓ اور انسؓ
اور ابی حنیفہؓ کی روایت سے (یہ) حدیث رہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ دونوں (یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ) سرور میں
تمام میرا اہل جنت کے اگلے اور پچھلوں سے سولے نبیوں اور
رسولوں کے اور (ازار الخفاء جملہ) یہ حدیث رہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اعلیٰ درجات والے نیچے ذرہ والوں کو
اس طرح درویش، نظر آئیں گے جس طرح تم لوگ اس ستارہ کو
دیکھتے ہو جو آسمان کے افق پر نکلتا ہے اور بیشک ابو بکرؓ و عمرہؓ
انہی اعلیٰ درجات والوں میں سے ہیں بلکہ اُس سے زیادہ۔ اس
حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور (ازار الخفاء جملہ)
یہ حدیث رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں
اُس شخص سے حیا کروں جس سے فرشتے جا کر کہتے ہیں یعنی عثمانؓ
سے اس حدیث کو سلم نے روایت کیا ہے اور (ازار الخفاء جملہ) (یہ)
حدیث رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کیلئے
ایک رفیق، ہی اور میرا رفیق جنت میں عثمانؓ ہے اس حدیث کو
ترمذی نے روایت کیا ہے اور (ازار الخفاء جملہ) سعد بن ابی وقاصؓ

بروایت ابی ہریرہؓ و عائشہؓ و شیبہ
بان است حدیث عقیقہ بن عامرہ
لو کان بعدی نبی لکان عمرہ
بن الخطاب و حدیث واذی نفی
بیدہ ما لقیك الشیطان و کج
الا سلك و کجاً غیر کجک۔ از
حدیث سعد بن ابی وقاصؓ و ابی ہریرہؓ
وعائشہؓ و بریدہ اسلمیؓ و حدیث
موانعت فاروقؓ با وحی الہی از روایت
عمرہؓ و ابن عمرہؓ و ابن مسعودؓ و ازار الخفاء
حدیث ہذا ان سید اکھول اہل
الجنة من الاولین والاخرین الا
النبیین و المرسلین۔ از روایت
علی بن ابی طالبؓ و انسؓ و ابی حنیفہؓ
و حدیث ان اہل الدارینات العلی
لہذا ہر من تحتہ کما شہد
التجو الطالع فی افق السماء
وان ابابکر و عمر منہم وانعمما اخرجہ
الترمذی و ابن ماجہ و حدیث الی
استغوی من استغی من الملائکہ
یعنی عثمان اخرجہ مسلم
و حدیث لکن نبی
رافیق و رفیق فی
الجنة عثمان اخرجہ
الترمذی۔

اور جابرؓ کی روایت سے یہ حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا) کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو گے کہ تم میری طرف سے اس مرتبہ پر جو جس مرتبہ پر ہاؤنٹ موسیٰ کی طرف سے تھے اور (ازرا) مجملہ (یہ حدیث ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں۔ اس حدیث کو صحابہؓ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ازرا مجملہ (یہ حدیث ہے جو) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے سات نجباء رقبہ ہوتے ہیں اور مجھ کو چودہ عطا کئے گئے ہیں (جن کی تفصیل حضرت علیؓ نے اس طرح کی ہے) میں اور میرے دونوں بیٹے (حسن و حسین) اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعبؓ بن عمیر اور ثمالؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ خلفائے اربعہ کے کسی قدر حالات جو بنقل مستفیض المعنی ثابت ہوئے ہیں فصل آئندہ میں ہم نقل کریں گے۔

اول مجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (کوئی ایسا شخص ہو جس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً بہت مرتبہ ایسا برتاؤ کیا ہو جیسا کہ کوئی بادشاہ و پادشاہ کے ساتھ کرتا ہے) اس قسم کا برتاؤ کرنے کی کسی صورت میں ایک یہ کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا مستحق خلافت ہو نا بیان فرمائیں اور اُمت کے ساتھ اس کے برتاؤ کی خوبیاں ذکر

و حدیث اَمَّا تَرَفْعُ اَنْ تَكُونَ مَعِيَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى بِرَوَايَةِ سَعْدِ بْنِ ابِي وقاص و جابر و غیر ہما و حدیث لا عطلت الراية غدا رجلاً يحب الله ورسوله و يحبه الله ورسوله رواه جماعة من الصحابة و قال علي عن النبي صلي الله عليه وسلم ان لكل نبي سبعة محباة رقباء و اعطيت انا اربعة عشر قال انا و ابناي جعفر و حمزة و ابوبكر و عمر و مصعب بن عمير و زيد و سلمان و عمار و عبد الله ابن مسعود و ابوذر و الوليد و رواه الترمذي و يارة ازسرت مرضية خلفائي اربعه بنقل مستفيض المعنى ثابت و فصل آئندہ نقل خواہیم کرو و لوازم خلافت خاصہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باخلیفہ معاملہ فرماید مرات بسیار کرات بے شمار چنانکہ امیر بامنتظر الامارہ معاملہ می کند قولاً و فعلاً و اس معاملہ بچند وجہ تواند بود۔ یکے آنکہ استحقاق خلافت او بیان فرماید و فضائل او باعث بار معاملہ با اوست و

نجمہ جمع ہو و نجیب کی اور در قیام جمع ہے رقیب کی۔ نجیب بزرگ کو کہتے ہیں۔ اصل میں نجیب اس حیوان کو کہتے ہیں جو چمنی نوع میں سب سے بزرگ و نفیس ہو و در رقیب نچبان اور محافظ کو کہتے ہیں ۱۲ مجمع بحار الانوار

کند دوم آنکہ اظہار فرماید قرآن بسیار چند آنکہ فقہار صحابہ بدانند کہ لو کان مستخلفاً لا مستخلف فلاناً و بدانند کہ احب الناس الی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فلان و جو سید ثقیف رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و هو عتبه سراض و آنچه دریں باب باشد سوم آنکہ در حیات خود اس شخص را بکار بآئے کہ متعلق بغض مبارک آنحضرت صلی اللہ وسلم من حیث النبوۃ و فرماید و این معنی در خلافت خاصہ از اہمیت مطلوب شد کہ وثوق بخلافیت خلیفہ از اہمیت شرع بہم رسد و حضرت شیعین چون میخواستند کہ شخص را بکار لے کہ متعلق بخلافت داشتہ باشند امر کنند تقصیر می نمودند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص را گماشتہ متولی امرے ساخته اند از امور مسلمین اگر می یافتند مضامی عزیمت می فرمودند و الا موقوف می داشتند و این قصص مجد و اترید است انشاء اللہ تعالیٰ پاره ازاں در فصل آئندہ بیان کنیم و نیز قیام اس شخص بامور دین نسبت کردہ شود با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ منسوب میشود فعل بامرور مثل بنی الامیر المذنبۃ اما بیان کردن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حال خلفاء را با وصلے کہ

لہ ترجمہ بکار سردار و غیر کو حالانکہ سردار نہیں بنانا بلکہ مزدور و غیرہ کہتے ہیں لیکن چونکہ سردار کے حکم سے مملکت و اور بانی کا فعل اس کے محکوم و مملکت ہوتا ہے اس سبب سے کہ نسبت سردار کی طرف کر دی گئی ۱۲

جن کے خلافت باقی حاصل گردیں مستفیض
شدہ است در بیان مناقب جماعہ ازافاضل
صحابہ و تنہا تہمنا زوایں بیان آنحضرت بمنزل
اجازت روایت حدیث و اجازت تدریس علم
و فتاویٰ است چنانکہ الیوم علماء مجھے را بخلاف
خود بری گویند و نص می نمایند باستحقاق آن
اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این
منزلت را بفضلائے صحابہ و کبرائے ایشان
تغویہ فرمودہ اند از آن جملہ حدیث ابی سعید
حدریؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ارحمہ امتی بہا ابوبکر و
اخرہم فی دین اللہ عمر و اصدقہم
حیاء عثمان و اقضاہم علی بن ابی
طالب الخ اخرجہ ابوعمر فی اول
الاستیعاب و حدیث شیخ من
الصحابہ یقال لہ ابو محجن او
محجن ابن فلان قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اروع
امتی بامتی فذاکرہ الحدیث و حدیث
ابن مالک ارحمہ امتی بامتی
ابوبکر فذاکرہ اخرجہ ابوعمر و الاستیعاب
و انما جملہ حدیث ابن مسعود و حدیث حذیفہ لا
ادری حلیاتی فیکم فاقندوا لکذین من بعدی

جن سے (ان کا استحقاق) خلافت محسوس ہو سکے۔ فضلائے صحابہ
کی ایک جماعت کے مناقب میں اور فرداً فرداً بھی حدیث مستفیض
سے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان (خلافت
کی سند ہے) جس طرح کہ روایت حدیث کی اجازت اور علم پر علم
اور فتویٰ لکھنے کی اجازت ہوتی ہے (پس) جس طرح کہ فی زمانہ
علماء (اپنے تلامذہ میں سے) ایک جماعت کو اپنی جانشینی کے لئے
منتخب کر لیتے ہیں اور ان کے استحقاق کو صراحتاً بیان کر دیتے ہیں
(اسی طرح) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ (خلافت) کو
اکابر اور فضلائے صحابہ کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ از انجملہ ابوبکر
حدریؓ کی (یہ) حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میری امت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکرؓ ہیں اور اللہ کے
دین میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سچے حیا دار
عثمانؓ ہیں اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ
ہیں۔ اس حدیث کو ابوعمر نے استیعاب کے شروع میں لکھا ہے اور
از انجملہ (یہ) حدیث ہے کہ صحابہ میں ایک شیخ نے جن کو
ابو محجن یا محجن بن فلان کہا جاتا تھا بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکرؓ
اور اس بن مالکؓ کی (یہ) حدیث ہے (میری امت پر سب سے
زیادہ رحیم ابوبکرؓ ہیں الخ ان دونوں حدیثوں کو ابوعمر نے
استیعاب میں لکھا ہے اور از انجملہ ابن مسعودؓ اور حذیفہؓ کی
(یہ) حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
نہیں جانتا کہ میں تم میں کب تک رہوں گا پس تم ان دو شخصوں
(یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) کی متابعت کرنا جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے

۱۔ اصل (فادسی) مطبوعہ میں دائرہ کے اندر نقطہ دے کر ادعائی جملہ کے اوپر پیش ہوا کہ جسے جو بیخوفی کے ہے حالانکہ
یہ لفظ جس ہے بروزن ضد جسے محسوس ہونے کے کمالا بیخوفی سے من تامل ۲

و از انجملہ حدیث مرتضیٰ و حدیث ان
تو مروا اب بکر تجد و اویس
نراھد افی الدنیا سراغب فی
الآخرۃ و ان تو مروا عمر تجد و
قویا امیدا لا یخاف فی اللہ کوثر
لا یجد و ان تو مروا عدیا و لا
اسرا کھ فی عیدین تجد و لا ہادی
مہدی یا یخذ بہک الطريق المستقیم
و سیدک عائشہ من کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستخلفاً
لو استخلفہ قالت ابوبکر فقید
من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من
بعد عمر قالت ابوعبیدہ قال عمر
ما اعد احیٰ بهذا الا من ہو فی النفر
الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو
عنہم رضی فکے علیا و عثمان و الزبیر و طلحہ و
سعدا و عبد الرحمن و از انجملہ حدیث ابی سعید
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما من نبی الا وک و وزیران من اهل
السماء و وزیران من اهل الارض
و وزیران من اهل السماء فجو بوثیل و
میکائیل و اما وزیرائی من اهل الارض
فاوبکر و عمر الشیخ الذہبی و المحضی

اور از انجملہ علی مرتضیٰؓ اور حذیفہؓ کی (یہ) حدیث ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم لوگ ابوبکرؓ کو امیر بناؤ گے
تو ان کو امانت دار اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا راغب
پاؤ گے اور اگر عمرؓ کو امیر بناؤ گے تو ان کو قوی۔ امانت دار پاؤ گے
کہ وہ اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں
ڈرتے اور اگر علیؓ کو امیر بناؤ گے تو ان کو ہدایت کرنے والا اور
ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم لوگوں کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے
اگرچہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ (علیؓ کو خلیفہ) بنائے والے
نہیں ہو اور (از انجملہ) یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے
پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کسی کو خلیفہ بنا
تو کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا ابوبکرؓ کو پھر پوچھا گیا کہ
ابوبکرؓ کے بعد کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا عمرؓ کو پھر پوچھا گیا
کہ عمرؓ کے بعد کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا ابوعبیدہؓ کو (اور
از انجملہ یہ روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی شخص ان
لوگوں سے زیادہ خلافت کا حقدار نہیں ہے جن سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وقت وفات تک راضی رہے۔ پھر (حضرت عمرؓ نے)
علیؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور سعدؓ اور عبد الرحمنؓ کا
نام لیا۔ اور از انجملہ ابوسعیدؓ کی (یہ) حدیث ہے کہ وہ کہتے
تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری کے لئے
دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر اہل زمین سے ہوتے ہیں چنانچہ
میرے دو وزیر اہل آسمان سے جبریلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور اہل
زمین سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی و ذہبی
کیا ہے اور حاکم وغیرہ نے اس حدیث کو بہت سندوں سے

۱۔ یعنی میرے بعد فلا فضل علی کو خلیفہ نہ بناؤ گے یہ وہی معنوں ہے جو صحیحین کی حدیث میں ان الفاظ میں اذ فرمایا یا ابی اللہ و
اسطیون اللہ ابابکر یعنی اللہ اور سلمان غیر انی کر کے خلافت سے انکار کریں گے ۲

طریق عند الحاکم وغیرہ و قَالَ مَنْ
كَذَّبَ مُؤَلَاكَ فَعَلِيَ مَوْلَاكَ اَخْرَجَهُ
جَمَاعَةً اَنَا فَعَلَ اَنَحَضَرْتُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِيْثَانًا مَّحَالًا مَخْطَرُ الْاِمَارَةِ بِسَ شَاهِدَانِ تَقْوِيْضِ
اِمَامَتِ صَلَوةٍ اسْتَدْرَجَتْ رَفْعَ بَقِيَّةِ عَمْرٍو بِنُحُو
وَدَرْجَتِ بَوَكِ جَوَانِ مَلِكِيْنَ بِرَوْنِ شَهْرٍ اَمْدَنْد
حَضَرْتُ صَدِيْقِ الْاَبْرَارِ عَرَضَتْ لَشُكْرِ اَقَامَتِ صَلَوةٍ
مَعِيْنِ فَرَمُوْدَ وِدَرْمُشْ اَخْرُوْدَانِ مُتَوَاتِرًا بِمُضَى
وَامِيْرٍ رَاجِ سَاقِنِ دَرَسَالِ نَهْمِ وَبِغَزَوَاتِ
فَرَسْتَادَنْ جَنْدِيْنَ بَارِ وَجَمِيْعَةِ مَشَاوَرَتِ
فَرَمُوْدَنْ بَاشِيْخِيْنَ دَر اَمُوْرِ مَلِكِيْنَ وَامِيْرِ
سَاقِنِ حَضَرْتُ عَمْرُوْدَا وَبَعْضِ غَزَوَاتِ
وَاعَالِ صَدَقَاتِ مَدِيْنَةِ فَرَمُوْدَنْ اَوْرَا
فَرَسْتَادَنْ حَضَرْتُ عُمَاْنِ لَا بِجَانِبِ
اَهْلِ مَكَّةِ دَر مَصَالِحِ حُدُودِيَّةِ وَوَالِيْ يَمِيْنِ
گِرَوَانِيْدَنْ حَضَرْتُ مَرَقَطِيَّةِ رَا وَ
وَعَالِ مَدُوْدَنْ بَرَايَةِ وَهِيْ كَرْتَضَا
بَرُوْدِيَّةِ اَسَانِ شُوْدِ وَاِيْ اَعَادِيْثِ
بَر هِيْئَتِ جَمْعِيَّةِ مُتَوَاتِرًا بِاَلْمَحْنِ
شَدِيْدَةِ اسْتِ وَاَزْ لَوَاْزِمِ خِلَافَتِ
خَاصَّةً اَنْ اسْتِ كَر اَنْجَرِ خِلَافَتِ
عَزَّ وَجَلَّ بَرَايَةِ اَنَحَضَرْتُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعَدَهُ فَرَمُوْدَهُ اسْتِ

روایت کیا ہے اور اراجحہ (یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کا میں نبی ہوں علی بھی اُس کے مولیٰ میں اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ یہاں تک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قولی برتاؤ محتاب رہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان (خلفائے اربعہ) کے ساتھ (فعلًا) ولیعہدی کا سا برتاؤ کرنا (وہ بھی قطعی طور پر ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ ایسے برتاؤ پر، شاہد ہے قبیلہ عمرو بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ میں نماز کی امامت تفویض کرتا اور جنگ تبوک میں جب مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر آئیں تو حضرت صدیقؓ کو آپؐ نے لشکر کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنے کے لئے معین فرمایا اور آخر مرض میں (بھی انہی کو امام بنانا، یہ روایت متواتر بالمعنی ہے اور ہجرت کے دس سال میں (اُن کو) امیر راج مقرر کرنا اور کئی مرتبہ غزوات میں (اُن کو) بھیجنا اور مسلمانوں کے کاموں میں ہمیشہ شیخین سے مشورہ کرنا اور (حضرت عمرؓ کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے) بعض غزوات میں اُن کو امیر بنانا اور مدینہ میں (اُن کو) صدقات کا عامل مقرر کرنا۔ اور (حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس پر شاہد ہے) صلح حدیبیہ میں اُن کو اہل مکہ کی طرف بھیجنا اور حضرت (علیؓ) مرتضیٰؓ کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے اُن کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور اُن کے لئے یہ وعدہ فرمانہ کہ فیصلہ کرنا ان پر آسان ہو جائے۔ یہ تمام اقوال مجموعی حیثیت سے متواتر بالمعنی ہیں۔ اور مجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ جو کچھ خدائے عزوجل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وعدہ فرمایا ہے

بعض اُن بروست این خلیفہ ظاہر شود وایں علامت
خلافت خاصہ در وقت خلافت اوائی شناخت
ز قبل از خلافت بخلاف علامات دیگر وجود
این معنی در خلفاء متحقق است ودر آیه اَلَّذِيْنَ
اَتَتْ مَكَّةَ نَهَجَ فِي الْاَسْرَافِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ اَتَا
صَلَاةً وَاَيَّارَ زَكَاةً وَاَمْرًا بِمَعْرُوفٍ وَنَهْيًا اَمْرًا مَذْكُورًا
شَدِّدَةً وِدْرَايَةِ وَعَدَا اللهُ الَّذِيْنَ اَمَنُوا اَيُّ مَنَافِعَ
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ تَكُنْ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَتَقَرَّبُوا دِيْنََ بَرُوْدَتِ
اِيْثَانًا وَحَسْبُ اِيْثَانِ حَصُولِ اَمِيْنَانِ اَزْ كَلَامِ
مَذْكُورِ اسْتِ وِدْرَايَةِ ذَالِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْحِيْدِ
وَمَثَلُهُمْ فِي الْاَلْحَادِ اَشَارَةُ بَعْدِ بِلَدَنْ
وَشُبُوْعِ اِسْلَامِ دَر اَقَالِيْمِ مَعْمُورَةِ وِدْرَايَةِ بِطَرِيقَةِ
عَلَى الدِّيْنِ كَلِمَةً غَلِيْبَةً بِرَوْنِ بِرُوْدِيَّتِ وَ
نُصْرَانِيَّتِ وَجُوسِيَّتِ مَذْكُورِ اسْتِ وَاَنْ دَر اَمَانِ
خِلَافَتِ ثَلَاثَةُ اَيَّامِ اسْتِ وِدْرَايَةِ مَن يُوْرَدُ
مَثَلُهُمْ قَبَالَ مَرْدِيْنِ مَذْكُورِ اسْتِ وَاَنْ دَر اَمَانِ
صَدِيْقِ الْاَبْرَارِ بِطَرِيقِ بِرُوْدَتِ وِدْرَايَةِ سَتَدْرُوْدِ
اِلَى قَوْمٍ اَوْيَلِيٍّ بَايَسِ مَثَلِيَّةِ جَمْعِ عَسَاكِرِ
بَنْفِيْسِ عَامِ بَرَايَةِ قِتَالِ فَاَرْسِ دَرُوْمِ
مَذْكُورِ اسْتِ وَاَنْ دَر اَمَانِ مَشَارِعِ ثَلَاثَةِ
مَتَحَقِّقِ شَدِّ وِدْرَايَةِ اَنْ عَلَيْنَا جَمْعُهُ
وَقَرَّ اَنْ جَمْعِ قِسْمِ اَنْ دَر مَصَاحِفِ

(اُن میں سے) بعض وعدے اُس خلیفہ کے ہاتھ پر پورے ہوں۔ خلافت خاصہ کی یہ علامت خلافت منعقد ہوجانے کے بعد معلوم ہوتی ہے خلافت کے قبل معلوم نہیں ہو سکتی بخلاف دوسری علامتوں کے (کہ وہ خلافت کے پہلے معلوم ہوجاتی ہیں) یہ (علامت بھی خلافت خاصہ کی) خلفاء (اربعہ) میں موجود ہے (مثلاً) اَلَّذِيْنَ اَتَتْ مَكَّةَ نَهَجَ فِي الْاَسْرَافِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ الخ میں نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مذکور ہے۔ اور آيَةُ وَعَدَا اللهُ الَّذِيْنَ اَمَنُوا اَيُّ مَنَافِعَ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ الخ میں اُن (خلفاء) کے ہاتھ سے اور اُن کی کوشش کے موافق دین کی تقویت اور شوکت اور کافروں کی طرف سے اطمینان کا حاصل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور آيَةُ ذَالِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْحِيْدِ وَاَمَثَلُهُمْ فِي الْاَلْحَادِ الخ میں شہروں کے فتح ہونے اور اقلیم معمرہ میں اسلام کے شائع ہونے کی طرف اشارہ ہے اور آيَةُ بِطَرِيقَةِ عَلَى الدِّيْنِ كَلِمَةً غَلِيْبَةً میں یہ ہودیت اور نصرانیت اور جوسیت پر (اسلام کا) غالب ہونا بیان کیا گیا ہے اور یہ سب امور خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں پائے گئے۔ اور آيَةُ مَن يُوْرَدُ مَثَلُهُمْ الخ میں مرتدوں سے جنگ کرنا خلافت خاصہ کی علامت بیان کیا گیا ہے اور اُس کا ظہور صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں ہوا اور آيَةُ سَتَدْرُوْدِ اِلَى قَوْمٍ اَوْيَلِيٍّ بَايَسِ شَدِيْدِيَّتِ میں فارس و روم سے جنگ کرنے کے لئے اعلان عام ہونے کے لشکر جمع کرنا بیان کیا گیا ہے اُس کا وقوع مشاعر ثلاثہ کے زمانہ میں ہوا اور آيَةُ اَنْ عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقَرَّ اَنْ جَمْعِ قِسْمِ اَنْ دَر مَصَاحِفِ میں جمع کرنا

مشاعر ثلاثہ جو حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہم میں اور شیخین کا لفظ کتب حدیث و سیر و تفسیر و غیرہ میں آئے تو اس سے حضرت صدیقؓ حضرت فاروقؓ ہوتے ہیں اور جب یہ لفظ کتب اصول حدیث و غیرہ میں ہو تو اس کا امام بخاریؒ امام مسلمؒ ہوتے ہیں اور جب کتب تفسیر میں ہو تو امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ ہوتے ہیں ۲

مذکور ہے اور یہ (بھی) مشائخ ثلاثہ کے زمانہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اور حدیث قدسی **اِنَّ اللّٰهَ مَقَّتْ عَصِيٍّ وَجَعَلَهُمْ وَجْهًا** میں جن تک کرنا مذکور ہے اور اس کا ظہور خلفائے ثلاثہ کے عہد میں ہوا۔ اور حدیث **هَلَّلَتْ كَسْرَى فَلْيَكْسِرَى بَعْدَا** و **عَالَتْ قِصْرِي فَلَا قِصْرِي بَعْدَا** میں اور حدیث **لَتَفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى** میں فارس و روم کا فتح ہونا اور اس کا ظہور (بھی) خلفائے ثلاثہ کے عہد میں ہوا اور حدیث **لَنْ اُذَرَ كُفُّهُ لَا قَتْلَ تَحْتَهُ قَتْلَ عَادٍ** میں اور دوسری حدیث **يَقْتُلُ قَتْلَهُ اُولَى الْفَرَقَةِ** میں شام سے جنگ کرنا مذکور ہے اور اس کا وقوع حضرت مرتضیٰ کے عہد میں ہوا۔

اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ دایرہ شمس ہو جس کا قول دین میں حجت (قرایا) ہو (لیکن) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عام مسلمانوں کو اس (خلیفہ) کی تقلید کرنا صحیح ہو کیونکہ یہ بات لواء اجتہاد کے لوازم سے ہے اور خلافت عامہ (کی بحث) میں اس کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ مراد ہے کہ خلیفہ فی نفسہ واجب الاطاعت ہو بغیر اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس خلیفہ کی اطاعت کے لئے کوئی تنبیہ ہو کیونکہ فی نفسہ واجب اطاعت ہونا مسوانی کے کسی اور کو میر نہیں بلکہ اس مقام پر (قول خلیفہ کے حجت ہونے سے مراد وہ مرتبہ ہے جو ان دونوں مرتبوں کے درمیان میں ہے۔ **تفصیل اسکی یہ ہے کہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص شخص کا نام لے کر بعض امور کو اس کے حوالہ فرمایا ہو

لے ترجمہ کسری یعنی شاہ فارس ہوا یا جسے عنقریب ہاک ہوا یا جسے چھڑا کر اس کے بعد کوئی گزری نہ ہو یا جسے سلطنت اس کے خاندان میں نہ ہو یا جسے تیسرے ملک ہو گیا۔ اور اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہو گیا۔ **ترجمہ** ضرور یہ ہو کہ شاہ فارس کے خزانوں کو خیر کرے گا۔ **ترجمہ** اگر تم خواص کو پاؤں تو انھیں اسی طرح قتل کروں گا جس طرح قوم عاد کے لوگ (مذاب سے) گئے تھے تو میرے پیچھے نہ بھاگوں ان کی فدا کروں۔ **ترجمہ** خواص کو وہ فرق قتل کرے گا جو حق کے ساتھ زیادہ قریب ہو گا۔ **ترجمہ** میرے پیچھے نہ ہونا خلافت عامہ میں بھی شرط ہے تو خلافت خاصہ میں جو اس سے اعلیٰ مرتبہ ہو اور اعلیٰ شرط ہو گا۔ **ترجمہ** میرے پیچھے نہ ہونا بھی ہو اور اس کی اطاعت پرست لڑائی کی طرف سے تنبیہ بھی کی گئی ہو۔

پس (اس وجہ سے مسلمانوں کو ان امور میں، اس کی متابعت واجب ہوئی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افسران فوج کی اطاعت (فوج کے لئے) واجب تھی اور خلفائے راشدین میں اس صفت کا ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن میں زید بن ثابت کا قول دیگر مجتہدین کے اقوال پر مقدم کرنا چاہیے اور قرابت اور نفقہ میں عبد اللہ بن مسعود کا قول اور قرابت میں ابی بن کعب کا قول دوسروں کے اقوال پر مقدم کرنا چاہیے اور امت میں اختلاف ہونے کے وقت اہل مدینہ کا قول دوسروں کے قول پر مقدم کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کے بتائے سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (امت میں) اختلاف ظاہر ہو گا اور بعض مسائل میں امت کو حیرت ہو جائے گی (لہذا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کاملہ جو امت پر تھی (اس بات کی) مقتضی ہوئی کہ امت کے لئے اس حیرت سے رہائی کا طریقہ معین فرمادیں اور اس معاملہ میں گنت کے لئے ایک حجت قائم کر دیں (چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا) داب (بھی) خلفائے اربعہ کے لئے یہ صفت (کس اعلیٰ درجہ میں) ثابت ہو کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَلْيُكَلِّمَنَّ كُفْرًا مِّنْهُمْ** **الَّذِي أَمْرًا نُّطْقِي لَهُمْ** اس آیت میں (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا ہے کہ ان (خلفاء) کی کوشش سے جو دین قائم اور شائع اور مشہور ہو (وہی) پسندیدہ دین ہے پس اس جماعت (خلفاء) کی کوشش سے جو دین شائع ہوا اس کا شرع کی جانب مشوب ہونا (اس آیت سے) معلوم ہو گیا اور (بزرگوار اللہ تعالیٰ) فرمایا ہے **اِنَّ مَّا كُنْتُمْ فِيْ الْاَمْرِ خَيْرٌ** **اَقَامُوا الصَّلَاةَ**۔ اس آیت میں (اللہ تعالیٰ نے) افادہ فرمایا کہ

میرے فقہی اختلاف کے علاوہ اور قسم کے اختلافات میں یہ مذہب حضرت مصطفیٰ کا ہے اور سلف کے جن مجتہدین بھی اسی کے قائل ہیں مگر خلیفہ کے نزدیک کوئی تخصیص اہل مدینہ کی نہیں ہے۔ ۱۲

ہر نماز سے و زکوٰۃ و امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جو طریقے ان لوگوں سے ظاہر ہوں جن کو تمکین دی گئی ہے وہی محمود اور پسندیدہ ہیں اور عیاض بن ساریہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اپنے اوپر لازم کر لو میری سنت کو اور خلفائے راشدین کی سنت کو جو میرے بعد ہوں گے اور ابن مسعود اور حذیفہ کی حدیث میں ہے کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میری عمر کی اور یہ امر دیکھو ابوبکر اور عمر کی اقتدار کو اگر یہ صحابہ سے مروی ہے (چنانچہ) دارمی نے عبد اللہ بن ابی یزید سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابن عباسؓ سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اگر وہ مسئلہ قرآن میں ہوتا تو قرآن سے بتاتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہوتا تو اسی حدیث سے بتاتے اور اگر حدیث میں بھی نہ ہوتا تو ابوبکر و عمرؓ کے قول سے بتاتے اور اگر ابوبکر و عمرؓ کے قول میں بھی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے بتاتے اور تابعین اور تبع تابعین کے طریقہ کے مجتہدین (بھی) اس اصل کے قائل ہوتے ہیں کہ خلفائے راشدین کا قول حجت ہے اور ارباب مذاہب اربعہ (بھی) اسی طرف گئے ہیں (چنانچہ) جو شخص موطا اور محمد بن الحسن کی کتاب الآثار میں غور کرے وہ یقیناً اس کو معلوم کر لے گا اگرچہ بعض اصولیین شافعیہ اس باب میں متروک ہیں اور غالباً ان لوگوں کے تردید کی وجہ یہ ہے کہ بعض سلف نے خلفاء کے بعض آثار پر عمل نہیں کیا مگر اس باب میں تحقیق یہ ہے کہ اولاً (شرعیہ) میں تعارض ہونے کے وقت بعض اولاً شرعیہ کو بعض پر مقدم کرنا دوسری دلیل کے حجت ہونے کی نفی نہیں کرتا ہے جیسا کہ خبر واحد کو حدیث مشہور یا اجماع

صل موطا میں اس مقام پر حجت کا لفظ ہے مگر صحیح بحیثیت کہ لا ینفک

امت ترک می کنیم آخذ فقہ را طبقات است و ہر طبقہ را حکمے ایجا کلام امام شافعیؒ بعینہ نقل کنیم قال البیہقی فی السنن الصغریٰ اخبرنا ابو سعید بن ابی عمیر و قال حدثنا ابو العباس قال اخبرنا النضر بن بیع قال قال لشافعی رحمہ اللہ ما کان الکتاب و السنۃ موجودین فالعذر عندنا من تمعہا مقطوع الا باقتباسہا فاذا لم یکن ذلک صرنا الی اقوال اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او واحد ہر فرقہ قال قول الایمتہ ابی بکر و عمر و عثمان قال فی القدیر و علی رضی اللہ عنہم اذا صرنا الی التقليد احب الینا و ذلک اذا لم یجد دلالة فی الاختلاف کذلک علی اقرب الاختلاف من الکتاب و السنۃ فتتبع القول الذی معہ الدلالة ثم بسط الکلام فی ترجیح قول الایمتہ

امت کے مخالف ہونے کی حالت میں ترک کر دیتے ہیں (اس کو یہ لازم نہیں آتا کہ خبر واحد حجت نہ رہے) فقہ کے آخذ کے کئی طبقات ہیں اور ہر طبقہ کا جدا گانہ حکم ہو یہاں پر ہم امام شافعیؒ کا کلام بعینہ نقل کرتے ہیں (جس سے بخوبی ظاہر ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی خلفاء کا قول حجت ہے) سنن صغریٰ میں بیہقی نے لکھا ہے کہ ہم کو ابو سعید بن ابی عمیر نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابو العباس نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم کو بیہقی نے خبر دی وہ کہتے تھے (امام شافعیؒ نے فرمایا جب تک کسی مسئلہ میں قرآن و حدیث (کا حکم) موجود رہے تو اس کے سننے والے کو قرآن و حدیث کی اتباع کے سوا کوئی چارہ نہیں ہو سکتا اگر کسی مسئلہ میں قرآن و حدیث (کا حکم) موجود نہ ہو تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ کے اقوال کی طرف یا کسی ایک صحابی کے قول کی طرف رجوع کریں گے (اس کے بعد) پھر امام شافعیؒ نے فرمایا جب ہم تقلید کی طرف رجوع کریں تو ہم کو ائمہ (یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کا قول محبوب تر ہے) اور قول قدم میں (امام شافعیؒ نے عثمانؓ کے بعد علیؓ کو (بھی ذکر) فرمایا تھا لیکن یہ اس صورت میں جبکہ (صحابہؓ میں باہم اختلاف نہ ہو یا اختلاف ہو مگر) ہم کسی قول کے ساتھ کوئی ایسی دلیل نہ پائیں جو قرآن و حدیث سے اس کے قریب ہونے پر دلالت کرے ورنہ ہم اسی شخص کے قول کی اتباع کریں گے جس کے ساتھ دلیل ہے پھر (اس کے بعد) امام شافعیؒ نے ائمہ (یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ) کے قول کو ترجیح دینے میں بسط کے ساتھ

لے یعنی جن اصول سے احکام فقہی نکالے گئے ہیں امام شافعیؒ کو سفر مصر میں بہت سی حدیثیں اپنے مذہب کے خلاف میں تو انہوں نے اپنے بہت سی اقوال ترک کر دیئے سفر مصر سے پہلے کے اقوال ان کے قول قدیم اور سفر مصر کے بعد کے اقوال قول جدید ہیں جو امام شافعیؒ نے حضرت علیؓ پر قطع کا نام نہیں لیا اس کی وجہ یہ ہے کہ تحقیقات سے ان کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ پر افترا بہت ہوتا ہے ان کے صحیح اقوال کا دستیاب ہوا نہیں ہو لہذا ان کا ذکر نہ سہ ہے

الی ان قل فاذا لم يوجد عن الامة طائفة رسول الله صلى الله عليه وسلم في الدين في موضع الامانة اخذنا بقولهم وكان اتصالهم اولى بنا من اتیانهم من بعدهم قال والعلو طبقات الاولی الکتب و السنة اذ ثبتت السنة ثم الثانية الاجتماع فيما ليس فيه کتاب ولا سنة والثالثة ان يقول بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا تحكموا بخلافنا منهم والاربعه اختلاف اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخامسة القیاس علی بعض هذه الطبقات ولا یصل الی شیء غیر الکتب والسنة واما موجودان واما یوجد العلم من اعلی واما لوازم خلافت خاتمہ ان است کر خلیفہ افضل امت یا شد در زمان خلافت خود عقلاً و نقلاً از ان جہت کہ در نکتہ اولے تقریر کردیم کہ چون خلافت خاتمہ ہم دو شخص خلافت حقیقیہ باشد وضع شی در محل خود ثابت گردد لیکن اینجا این نکتہ باید شناخت کہ غیر انحصار خواص ریاست خواص را لائق نیست پس خلافت او مطلق نہ باشد

عقلاً و نقلاً کا مطلب یہ ہے کہ اس خلیفہ کا تمام امت سے افضل ہونا عقل و نقل دونوں سے ثابت ہوئے کی صورت یہ ہے کہ اس کے افعال و اقوال و احوال نہایت شائستہ اور اعلیٰ درجہ میں مطابق شریعت ہوں اور نقل سے ثابت ہوئے کی صورت یہ ہے کہ قرآن و حدیث سے اس کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہو ۱۲

و نصب غیر افضل حکم رخصت دارد بہ نسبت عزیمت و رخصت خالی از ضعیف نیست و مورد ملح مطلق نمی تواند شد و از ان جہت کہ در خلافت خاتمہ تمکین دین مرضی من کل وجہ مطلوب است و ان بغیر استخلاف افضل صورت نئے بند و چنانکہ حضرت مرتضیٰ نزدیک استخلاف امام حسنؑ فرمود ان یرید اللہ بالاقابین خیراً فسیجہ معہ بعدی علی خیرھم سرا واکہ الحاکم بخلاف خلافت عامہ کہ انجا تمکین دین مرتضیٰ من وجہ و وجہ مطلوب است لامن کل الوجہ و از ان جہت کہ خلافت خاتمہ مقیاس است بر نبوت زیرا کہ در حدیث آمدہ خلافت علیؑ منہاجہ النبوة و نیز آمدہ تگون نبوة و رحمة ثم خلافة و رحمة و جامع ہر دو ریاست عامہ است در دین و دنیا ظاہراً و باطناً پس چنانکہ استنباط شخص ذلالت سے کند بر انضسیت و سے بر امت تا قیام المستنبی جل ذکرا مرتفع گردد انجمن اختلاف شخص بر امت طالت فیما بعد انضسیت

۱۳ جب کوئی حکم شرعی کسی عذر کی وجہ سے بدل جائے تو یہ سے پہلے جو حالت اس کی تھی وہ عزیمت ہو اور بدلنے کے بعد جو حالت پیدا ہوئی وہ رخصت ہو جیسے رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم مرض کی وجہ سے بدل جائے اور روزہ رکھنے کی اجازت ہو جاتی ہے پس بدلنے سے پہلے جو حالت تھی یعنی روزہ رکھنا وہ عزیمت ہو اور بدلنے کے بعد جو حالت پیدا ہوئی تھی وہ نہ رکھنا یہ رخصت ہے ۱۴ یعنی اگر غیر افضل نبی نہ ہو جائے تو یہ انصاف لازم آتی کہ اولیٰ العنای سے ذات پاک سبعا بری ہے ۱۲

وآذان جہت کہ عامل ساقین شخص مفضول
 خیانت است عین ابن عتبایں قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استعمل
 رجلاً من عجمائے و فی ہذا العصائیة
 من ہوا رخصۃ للہ و من فقد خان اللہ و
 خان رسولہ و خان المؤمنین و عن
 ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم من ولی من أمر
 المسلمین شیئاً فأمر علیہم إحدائهم فأما
 فعلیہ لعنة اللہ لا یقبل اللہ
 منہ صراً ولا عدواً حتی یدخل جہنم
 اخرجهما الحاکم الریجائی تو اس دانت
 کہ عامل خلافت کبرے سے خواہ بود آری
 نزدیک تمام امور و اختلاط خیر و شر
 و عدم انتظام امر ملے ما ہو حقہ می تو اس را
 ترخص پیش گرفت و آذان جہت کہ در
 وقت مشاورت صحابہ مدار استخلاف
 فضیلت را نہ ساند و لفظ ابن ہلہذا
 الامر گستند و جمیع مناقشہ داشتند در
 استخلاف صدیق اکبر چون خطبے را
 خود برایشان ظاہر شد قائل شدند
 با فضیلت او و ان متبیین است بر
 آنکہ استخلاف با فضیلت مساوی بود
 و فضیلت خلفائے الیہ ثابت ہست
 بترتیب خلافت بادکہ بسیار انجاء بر مسک

امت ہونا ضروری ہے کہ غیر افضل کو عامل بنا نا خیانت ہے
 (جیسا کہ) ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جماعت میں سے کسی شخص کو عامل
 بنایا در حالیکہ اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو
 اس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اس نے اللہ کی خیانت
 کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت کی اور مومنین
 کی خیانت کی۔ اور ابو بکر صدیق سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے
 کسی کام کا والی بنایا جائے اور وہ رعایت کسی کو کسی عہدہ پر مقرر
 کرے تو اس پر خدا کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول
 کرے گا نہ اس کا فدیہ۔ یہاں تک کہ اس کو جہنم میں ڈال دے
 ان دونوں حدیثوں کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ یہاں سے معلوم
 ہو سکتا ہے کہ جب چھوٹے چھوٹے عہدوں پر باوجود قدرت
 کے مفضول کو مقرر کرنے کی یہ حالت ہی تو خلافت کبریٰ (بزرگ)
 مفضول کے مقرر کرنے کا کیا حال ہو گا و ہاں مختلف صورتوں
 کے درمیں ہو جائے اور خیر و شر کے باہم مل جانے اور جیسا کہ آقا
 امر خلافت کا انتظام نہ ہو سکے کی حالت میں رخصت کی راہ
 اختیار کرنی چاہیے اور (دین) اس لئے دینی خلیفہ خاص کا افضل
 امت ہونا ضروری ہے کہ خلافت کے متعلق مشورہ کرنے
 وقت صحابہ نے استخلاف کا مدار فضیلت پر رکھا اور لفظ ابن
 ہلہذا الامر کہا تھا۔ اور جن لوگوں نے صدیق اکبر کے خلیفہ بننے
 جانے میں مناقشہ کیا ایمان کو جب اپنی رائے کی غلطی معلوم ہو
 تو ابو بکر کی فضیلت کے قائل ہو گئے اور یہ اسی پر مبنی ہے
 خلافت خاتمہ فضیلت کے ساتھ ساتھ ہے خلفائے الیہ کی
 یہ ترتیب خلافت بہت سی دلیلوں سے ثابت ہے یہاں ہم میں سے

انکدار کنیم مسلک اول آنکہ استخلاف
 این بزرگوں را اس بہ نص و اجماع ثابت شد
 و استخلاف کذا لازم است فضیلت
 را کما تقریر ہوا مسلک ثانی احادیث
 مرفوعہ اور ہر فضیلت ایشان نصاً
 از انجملہ حدیث ابن عمر کہ متناخیزی
 غرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فنقول ابو بکر خیر ہذا
 الامۃ ثم عمر ثم عثمان و از انجملہ
 حدیث ہذا ان سید اکھول اہل
 الجنتۃ و تلویحاً مثل حدیث ابی بکر و
 عمر در درن میسران و رجحان ایشان
 بہ ترتیب و حدیث ابی ہریرہ کہ
 إناک یا ابا بکر اول من یدخل الجنة
 و حدیث جابر بن عبد اللہ عن
 الانصاری عن عائشہ و عبد اللہ بن ابی بکر
 عن عائشہ رواہ الحاکم و حدیث ان اہل
 الجنة لیکونون اصحاب الغریف الخ
 مسلک ثالث اجماع صحابہ اجماعاً
 تفصیلاً و ان قصر بس دراز است از ہر صحابی فقہ

انکدار کرتے ہیں۔
 مسلک اول یہ کہ ان بزرگوں کا استخلاف نص سے اور اجماع
 سے ثابت ہے اور ایسا استخلاف افضل ہونے کو لازم ہے (غیر افضل
 کے لئے نہیں ہو سکتا) چنانچہ تقریر اس کی اوپر ہو چکی۔
 مسلک ثانی (یہ کہ) بہت سی مرفوعہ حدیثیں ہیں جو ان بزرگوں
 کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں (بعض میں یہ دلالت بطور نص
 کے ہے) از انجملہ حضرت ابن عمر کی حدیث ہے کہ ہم لوگ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (جب صحابہ کی باہمی فضیلت
 کا ذکر کرتے تھے تو) کہتے تھے کہ ابو بکر اس امت میں سب سے بہتر ہیں
 ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمانؓ اور از انجملہ یہ حدیث ہے کہ یہ دونوں
 (یعنی ابو بکر و عمرؓ) چنان اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور بعض احادیث
 میں یہ دلالت بطور تلویح کے (ہے) مثل حدیث ابو بکر اور
 عمرؓ کے جو ترازو میں تولے جانے اور ان حضرات کے بہ ترتیب
 خلافت و زنی ہونے کے متعلق ہے اور (مثل) حدیث ابو ہریرہؓ
 کے (جس کا مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اور لوگوں کے لئے
 عام تجلی فرمائے گا اور ابو بکرؓ کے لئے خاص تجلی۔ اس حدیث کو
 جا کر نے روایت کیا ہے اور مثل اس حدیث کے کہ اہل جنت اہل
 غفرہ کو ایسے نظر آئیں گے (جیسے چمکتا ہوا ستارہ)
 مسلک ثالث (یہ کہ ان بزرگوں کی فضیلت پر) صحابہ کا اجماع
 ہے اجماعاً بھی اور تفصیلاً بھی۔ یہ بیان بہت طویل ہے ہر فقہ

استخلاف جب نص سے ثابت کیا جائے تو وہ حقیقت خلافت ہوتی ہے نہ عقد خلافت جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ یہاں جیسے کہا جائے
 کہ حضرت صل اللہ علیہ وسلم کی نبوت تو ریت اور نبی سے ثابت ہو چکا کہ تو ریت و انجیل میں آپ کا نام مذکور نہیں ہے بلکہ نبی آخر الزمان
 کی علامات مذکور ہیں جس سے متقارن ہوتا ہے کہ جس دینی نبوت میں علامتیں پائی جائیں دینی آخر الزمان کی علامتیں ملنے لگتی ہیں۔
 ہیں۔ یعنی بعض روایات میں ہے کہ ان میں اجماع کرنے والوں کی تفصیل نہیں ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اجماع کی بعض
 روایات میں فضیلت کا مضمون حمل ہے یعنی یہ بیان ہو کہ ان اوصاف کی وجہ سے صحابہ ان حضرات کو افضل سمجھتے تھے اور بعض روایات
 مفصل ہیں یعنی ان میں وہ اوصاف مذکور ہیں کہ

لَعَلَّ خَيْرٌ هَذَا الْاَمَّةِ وَاحِقٌ يَهْدُنَا
الاسم و اسناد آل مروی شد و چنانکہ
حضرت فاروق در وقت بیعت حضرت
صدیق گفتم است انت افضل منی
والیومیدہ گفتم است تا توئی و قبیکو
کالت ثلاثہ اشارہ می کرد بایہ کہ میر
کافی اثنتین و چنانکہ حضرت صدیق وقت
استخلاف فاروق اعظم و شکایت مروان
ازوے نوکل و لیکن کان اقطر و اخلط
گفتم است ایبتی تحو فونی اقول اللهم
استخفقت علیک خیر خلقک اخرج
ابوبکر بن ابی شیبہ کل ذلک لیکن مصرن
ترین ہم حضرت مرتضیٰ است ازوے
بطریق صحیح ثابت شد کہ بر منبر کوفہ در وقت
خلافت خود می فرمود خیر هذا الامم
ابوبکر ثم عمر ای لفظ را محمد بن الحنفیہ
والیومیدہ و علقمہ و زوال بن سبیرہ و
عبد الحمید و حکم بن حجل و غیر ایشان
روایت کرده اند و از ہر یکے طرق متعددہ
مخشب شدہ و بطریق استفاضہ از وی منقول
است کہ می فرمود مسبقی رسول اللہ

صالحی سے (ان بزرگوں کی نسبت) اس امت میں سب سے بہتر
خلافت کا سب سے زیادہ مستحق اور اسی قسم کے الفاظ منقول ہیں
چنانچہ حضرت فاروق نے حضرت صدیق کی بیعت کے وقت
فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں اور حضرت ابوعبیدہ نے کہا کہ تم
ثالث ثلاثہ کے ہوتے ہوئے میرے پاس آتے ہو انھوں نے آئے
کہ یہ ثانی اثنتین کی طرف اشارہ کیا اور حضرت صدیق نے
فاروق اعظم کو خلیفہ کرتے وقت جب کہ لوگوں نے ان سے
شکایت کی کہ (خدا کو کیا جواب دیجئے گا) حضرت عمر بن خطاب
پر خلیفہ بنیں گے تو اور زیادہ سختی و درشتی کریں گے کہ فرمایا کیا
تم مجھے پروردگار کا خوف دلاتے ہو میں خدا کو یہ جواب دوں گا
کہ یا اللہ! میں نے امت پر خلیفہ بنایا اس شخص کو جو تیری مخلوق
میں سب سے بہتر تھا یہ سب روایتیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے
(اپنے مصنف میں) لکھی ہیں لیکن (مسئلہ افضلیت کو) سب سے
زیادہ صاف بیان کرنے والے حضرت مرتضیٰ ہیں ان سے سند
صحیح مروی ہے کہ کوفہ میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنے عہد خلافت
میں فرماتے تھے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر ہیں اور ان
کے بعد عمر۔ یہ مضمون (حضرت علیؓ سے) محمد بن حنفیہ اور ابو
یحییٰؓ اور علقمہؓ اور نزال بن سمرہؓ اور عبد الحمیدؓ اور حکم بن
حجلؓ و غیر ہم نے روایت کیا ہے اور (ان میں سے) ہر ایک سے
متعدد سندیں (اس حدیث کی) چلی ہیں اور (نیز) بسند متفیض
حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ فرماتے تھے اول درجہ میں رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس وقت فرمایا تھا جب بعض لوگ بیعت صدیق کے وقت ان کے پاس گئے اور ان کی بیعت کی درخواست کی تاہم
ان کے متعلقین کے یہاں ابوبکر صدیقؓ ہیں اس طرح کہ اول درجہ میں سجاد کاہن و رسول حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا درجہ حضرت
صدیقؓ کا ہے ایک پست درجہ ہے جو حضرت ابوعبیدہؓ نے اس مختصر لفظ میں ادا فرمایا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے نہج البلاغہ جلد چہارم صفحہ ۱۳۴ میں
اور حضرت صفیہؓ آئندہ صفات میں لکھا کہ اس روایت کو حضرت علیؓ مرتضیٰؓ کو پیش کرتی آدمیوں نے نہایت کیا جو میں نے کچھ سنیں میں بھی ان میں سے ہوں

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے درجہ میں ابوبکرؓ اور تیسری
درجہ میں عمرؓ ہیں پھر اس کے بعد فقہ نے ہم پر ہاتھ صاف کیا۔
اس کو عبد اللہ ابن احمدؓ نے زوائد مسندیں اور حاکم وغیرہ نے
روایت کیا ہے اور نیز بسند مستفیض مروی ہے کہ علی مرتضیٰ حضرت
فاروقؓ کے جنازہ پر گئے اور (جنازہ کی طرف اشارہ کر کے) کہا
کہ اس کفن پوش سے زیادہ کوئی نہیں ہے کہ اس کے سب سے اعمان
کے ساتھ خلا سے ملنا مجھے محبوب ہو اس حدیث کو حاکم نے
سفیان بن عیینہؓ سے انھوں نے جعفر صادقؓ سے انھوں نے
اپنے والد حضرت باقرؓ سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے (انھوں
نے حضرت مرتضیٰؓ سے) روایت کیا ہے اور امام محمدؓ نے اس حد
کو امام ابو حنیفہؓ سے انھوں نے ابوجعفرؓ (یعنی حضرت باقرؓ)
سے انھوں نے حضرت علیؓ سے مرسل روایت کیا ہے اور نیز یہ
حدیث ابویحییٰؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ وغیرہ کی سند سے بھی مروی
ہے نیز حضرت علیؓ سے سند متفیض ثابت ہے کہ وہ مروی عار و ات
کرتے تھے کہ یہ دونوں (یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ) پیران اہل جنت
کے سردار ہیں اس حدیث کو امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں
کی اولاد نے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤدؓ نے لکھنے کہ ہم بھی
محمد بن مسکینؓ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن قریبانی
نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے سفیانؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا
کہ جس شخص نے یہ کہا کہ علیؓ شیخینؓ سے زیادہ مستحق خلافت تھو
اُس نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم
کو خطا پر اعتقاد کیا اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس اعتقاد کے
ساتھ اس کا کوئی عمل آسان تک جا سکے (یعنی مقبول خدا ہو کہ
کیونکہ اس اعتقاد کے بعد تصدیق رسالت کا کوئی ذریعہ باقی
نہیں رہتا) اور یہی سنی نے امام شافعیؒ سے باسانید متعددہ روایت

صلی اللہ علیہ وسلم و صلی ابوبکر و
ثالث عمر ثم حطبتنا وقت زوال عبد اللہ
بن احمد فی زوائد المسند و الحاکم
و غیرہما و نیز بطریق استفاضہ مروی
شدہ کہ علی مرتضیٰؓ بر جنازہ حضرت عمرؓ
فاروق حاضر شد و گفت ما من الناس
احد احب الی ان القى اللہ بما فی
صحیفہ من ہذا المشیء اخرج الحاکم
من طریق سفیان بن عیینہ عن جعفر
بن محمد عن ابی عن جابر و اشجہ
محمد بن الحسن عن ابی حنیفہ عن ابی
جعفر الباقر عن علیؓ مرسل و ایضاً روایت
کرده شد از طریق ابی یحییٰؓ و عبد اللہ بن عمرؓ
و غیر ایشان بطریق استفاضہ از وی بر ثبوت
رسید کہ روایت می کرد مروی عار و ات
سند انھوں اہل الجنت و اولاد امامین
و امام حسینؓ ہمہ ایشان اس حدیث را روایت
کرده اند قال ابوداؤد حدیثنا محمد بن
بن مسکین قال حدیثنا محمد بن یحییٰؓ
قال سمعت سفیان یقول من زعم
ان علیا کان الحق بالولایۃ منہما
فقد خطا ابابکر و عمر و المهاجرین
والانصار رضی اللہ عنہم و ما امر اہ
بترقیہ مع ہذا ال عمل الی السماء و
اخرج البیہقی عن الشافعی بطریق متعددہ

گشت بمقامات و کمالات نتوان پرداخت
 این بهمان سے ماند کہ مقصود قتل
 عدوئے باشد تا بشر عام از عالم مرتفع
 گردد جو انحر دے بہر صفت کہ توانست
 بآن قیام نمود سادہ لوحے سے گوید قتل
 بش شیر اول است بر شجاعت از
 قتل بہ تیر یا خشب ریح از فلان درخت
 بہتہ باشد پس اقوے وجوہ افضلیت
 کمال تمکین فی الارض است و علم و
 دین مرتفع بر دست خلیفہ زیرک اصل
 الاصول در ثبوت خلافت مامر و
 خاصہ همان است و مدار مسائل
 خلافت بریں آیات و ایں فضیلت در
 مشایخ ثلاثہ روشن تر است و نیز اقوے
 وجوہ افضلیت در خلفاء نقض شریعت
 است باستخلاف ایشان و ایں معنی
 در مشایخ ثلاثہ آیت است زیرا کہ در اکثر احادیث
 خلافت ذکر مشایخ ثلاثہ آمدہ است فقط
 و نیز اقوے وجوہ افضلیت قیام باحو
 موجودہ برائے پیغمبر است بمثال آنکہ
 گرد را گرد باد بر میب دارد و گنبدے
 اصطلاح می فرماید الاداء الہی نفس پیغمبر
 را حرکت داد و بعض کار را بوجود آورد
 کار بے دیگر ہنوز تا تمام بود کہ حکمت الہی

یعنی ان کی حقیقت خلافت نفس میں مذکور ہے جس طرح حضرت علی کا عجب محبوب خدا و رسول ہوتا حدیث رايت میں مذکور ہے ۱۷

پیغمبر را از عالم ادنیٰ بر رفیع اعلیٰ رسانید
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخوے از
 سبب اتمام آن را بخود منسوب گردانیدند
 و صورت آن کار با بخلفاء راجع گشت و
 ایام خلافت بحقیقت ایام نبوت بود
 لیکن وحی از آسمان فرود نمی آمد و ایں وجہ
 در مشایخ ثلاثہ زیادہ تر نمایان گشت و
 نیز اقوے وجوہ افضلیت اعانت پیغمبر
 است در تحمل دے اعباء نبوت را خاصہ
 و جہاد و النفاق۔ قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِی
 مَنْ مَلَکَ مِنْ أَتَقَىٰ اللہ ظاہر است کہ پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بود چون الاداء الہی
 بطور اہم و معتقد گشت اہام در قلوب
 ادکیائی حاضرین افتاد کہ اورا اعانت کنند و
 در ضمن ایں اعانت رحمت الہی کہ پیغمبر را
 رسیدہ است شامل حال ایں اذکیاء شد و ایں
 وجہ دل شیخین خصوصاً قبل از ہجرت ظاہر تر
 است و نیز اقوے وجوہ افضلیت تشبہ است
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تالیف قلوب
 ناس بر اسلام و انصاف شیخین بآن واضح تر
 است و اقوے وجوہ افضلیت واسطہ بود
 است در میان پیغمبر و امت در ترویج علوم
 از قرآن و سنت و ایں معنی در حضرت شیخین آشکارا
 تر است و اقوے وجوہ افضلیت جہاد عرب
 و عجم است و این معنی در مشایخ ثلاثہ روشن تر

پیغمبر کو عالم اوسے سے رفیع اعلیٰ کی طرف پہنچا دیا۔ اب اس گشت بہد
 کی درست و مضبوطی خلفاء کے ہاتھ سے ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ان کاموں کو (جو خلفاء کے ہاتھ سے ہوئے) بوجہ اس کے
 کہ آپ ایک طرح پر سبب ان کاموں کے تھے اپنی طرف منسوب
 فرمایا اور ظاہر میں وہ کام خلفاء کے قرار پائے اور دراصل (ان
 خلفاء کا) زمانہ خلافت (متمّم) زمانہ نبوت تھا لیکن (فرق صرف
 یہ تھا کہ) وحی آسمان سے ذاتی تھی یہ فضیلت بھی مشایخ ثلاثہ
 میں بہت زیادہ واضح ہے۔ نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ
 یہ بھی ہے کہ انھوں نے نبوت کے بار اٹھانے میں پیغمبر کی مدد
 کی زبانی مناظروں سے اور جہاد سے اور مال خرچ کر کے جیسا کہ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے برابر نہیں ہیں تم میں سے جنھوں نے
 خرچ کیا الخ یہ ظاہر ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تھے
 جب اللہ کا ارادہ آپ کے دین کے غالب کرنے کے سامنے متعلق
 ہوا تو اُس نے اُس زمانہ کے عقلمند لوگوں کے دلوں میں یہ بات
 ڈالی کہ پیغمبر کی اعانت کریں ان امانتوں کے طفیل میں وہ رحمت
 الہی جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی اُن عقلمندوں کے بھی شامل حال
 ہو گئی۔ یہ فضیلت شیخین میں خصوصاً ہجرت سے پہلے بہت ظاہر
 ہے۔ نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی طرح اسلام کے لئے لوگوں کی تالیف قلوب کرنا ہے اس صفت
 کے ساتھ شیخین کامر صوف ہونا بالکل کھلا ہوا ہے (نیز) خلفاء
 کی افضلیت کی قوی وجہ پیغمبر کے اور امت کے درمیان علوم
 دینیہ یعنی قرآن و حدیث کی ترویج کا واسطہ بننا ہے یہ بات بھی
 حضرات شیخین میں خوب ظاہر ہے (نیز) خلفاء کی افضلیت کی
 قوی وجہ جہاد عرب و عجم ہے یہ بات بھی خلفائے ثلاثہ میں خوب
 واضح ہے۔

چوں لوازم خلافت خاصہ میں شد احوال باید
شناخت کہ جمیع کثیر از اصحاب بغیض صحبت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدر متبصر
ازین اوصاف حاصل کرده بودند و
ایشان بخلافیت مقیدہ فانز گشت مانند
عبداللہ بن مسعود و قرأت و فقه و معاذ بن جبل
در قضا و زید بن ثابت در فرائض ازین جملہ
آیا کہ قریشی بودند و اہلیت تحمل اعباء رست
داشتند مستحق خلافت مطلقہ گشتند باز مستحقان
خلافت و بارگاہ عزت منتظر ایستادہ اند تا کہ ایک
را فضل الہی بہترینہ استخلاف مطلق بالفعل رساند
ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ و در آخر این فصل باید
دانست کہ ہر چند ہر جملہ ازین فصل مانور
است از کتاب و سنت و مؤید است با قول
کبرایہ اُمّت و علمائے اہلسنت اما تحریر و
ترتیب آن و انتقال از جزئیات ب کلیات
آں از مستحرجات این بندہ ضعیف است
اثرے از توفیق کہ سابق یاں اشاره فرستہ
و الحمد للہ سرب الغلمین

(دوسری فصل ختم ہوتی)

والحمد للہ سرب الغلمین

لے یہ حضرات بھی صحابہ کرام ہیں بہت کم ہوتے ہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراح حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عمار بن

معموف ان صحابہ میں سے تھے اسی وجہ سے حضرت بن خطاب و انہی لوگوں کا نام لیا تھا اور علیہما السلام سے بعد ان میں سے کسی کو خلیفہ بنالیا۔

فصل سوم

در تفسیر آیات دالہ بر خلافت خلفاء

وہر لوازم خلافت خاصہ

عَلَّمَ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ سُوْرَةَ الْآلِ الْاَوَّلَى
وَقَدْ تَعَالَى وَآلُ الْاَوَّلَى الْاَوَّلَى الْاَوَّلَى
مِنْ غَيْرِهِ وَكَانَ اللَّهُ الْكَافِرُ الْاَوَّلَى الْاَوَّلَى
لَيْسَ خَلِيفَتُهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اَنَّكَ تَقُولُ
مِنْ خَلِيفَتِهِمْ وَكَانَ اللَّهُ الْكَافِرُ الْاَوَّلَى
لَمْ يَكُنْ لَكَ مِنْ خَلِيفَتِهِمْ اَمَّا لِيَعْلَمَ وَتَوَقَّ
لَا يَكُنْ لَكَ مِنْ خَلِيفَتِهِمْ اَمَّا لِيَعْلَمَ وَتَوَقَّ
هُوَ الْقَائِلُ بِقَوْلِهِمْ وَكَانَ اللَّهُ الْكَافِرُ الْاَوَّلَى
كَانَ الْاَوَّلَى الْاَوَّلَى الْاَوَّلَى الْاَوَّلَى
ساز و ایشاں را در زمین چنانکہ خلیفہ ساخته و اہل لاکریش
از ایشاں را در زمین چنانکہ خلیفہ ساخته و اہل لاکریش
داؤد و سلیمان را بعد انقضای مدتہ از عمر
حضرت موسیٰ و ابنتہ حکم و پادستوار
سازد برائے ایشاں دین ایشاں را اہل دین را
کہ پسندیدہ است برائے ایشاں و ابنتہ
بدل کند در حق ایشاں بعد ترس ایشاں
ایمنے را پرستش کنند مرا

فصل سوم

ان آیات کی تفسیر میں جو خلفاء (راشیدین) کی حقیقت

خلافت پر اور (ان کیلئے) لوازم خلافت خاصہ

(کے ثابت ہونے) پر دلالت کرتی ہیں۔

(پہلی آیت) خدا تعالیٰ سورہ نور (انٹھارویں پارہ) میں جس
کو اس نے ان کا مل الفاظ سے کہ یہ ایک سورت ہے جس کو ہم
نے نازل کیا اور فرض کیا اور اس میں واضح نشانیاں (راپی قدرت
کا ملہ کی) نازل فرمائیں شریع فرمایا ہے فرمایا ہے۔ (ترجمہ)
وعدہ و یا خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے
اور نیک کام کر چکے کہ ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا انھیں زمین میں
جیسے خلیفہ بنایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے یعنی حضرت
یوشع کو بعد حضرت موسیٰ کے اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان
کو حضرت موسیٰ کا زمانہ گزرنے کے ایک مدت بعد اور ضرور
ضرور مضبوط اور پائدار کر دے گا ان کے لئے دین کو وہ دین جس کو
پسند کیا اللہ نے ان کے لئے اور ضرور ضرور بدل دے گا ان کے
خوف کو امن سے وہ لوگ (ہمیشہ) میری پرستش کرتے رہیں گے

لے اس آیت کو آیت استخلاف اس وجہ سے کہ میں اس میں استخلاف یعنی خلیفہ بنانے کا ذکر ہے قرآن عظیم کے معریت قاہر میں سے ایک معجزہ
یہ بھی کہ اس میں بہت سی خبریں آئندہ زمانہ کی بطور پیشین گوئی کے بیان کی گئی ہیں اور دوسرے کم و کاست مثل سفیدہ صبح کے ظہور
میں آئیں اسی قسم کی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے کہ ہم آئندہ زمانہ میں موجودین وقت نوزوں آیت
کو نصرت خلافت سے سرفراز کریں گے

و شریک مقرر نہ کنند یا من چیزے را و ہر کہ نامیاس داری کند بعد ازین پس آن جسامہ ایشان اند فاسقان۔ حقیقت استخلاف در عرف قدیم و جدید خلیفہ سابق و بادشاہ گردانیدن ہست قال اللہ تعالیٰ یا اداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض و قال صلے اللہ علیہ وسلم ما من شیء ولا خلیفۃ الحدیث و قال سیون فی اخر النہ مان خلیفۃ یتخو المال الحدیث و معنی لیسستخلفتم لیسستخلفتم جمعاً منہم چنانکہ گویند استخلف بوالعباس و اشری بوالقیم اگرچہ متولی خلافت و صاحب ثروت از ایشان در ہر وقت یکے باشد بچکہ آنکہ فائدہ خلافت و ثروت عالم بہم قوم است و این ہر دو حکمت کہ ذکر کردیم نیست بلکہ ظاہر استعمال است زیرا کہ امثال ہیں کلمات اگر استقرا کنی صد جا موافق ہمیں روز مرہ بیانی و دہ جا بمعنی دیگر و ہمیں است میزان شتا حق تاویل و معنی ظاہر

اور شریک نہ بنائیں گے میرے ساتھ کسی چیز کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا بعد اس کے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ استخلاف کے لفظ جس کا مشتق لیسستخلفن اس آیت میں ہے اس کے معنی عرف قدیم و جدید (دونوں) میں ہی ہیں خلیفہ بنانا اور بادشاہ بنانا یہ لفظ اسی معنی کے لئے قرآن و حدیث میں بکثرت مستعمل ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) اے داؤد! بیشک بنایا ہم نے تم کو خلیفہ (یعنی بادشاہ) زمین میں اور فرمایا (رسول) صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی و خلیفہ (یعنی بادشاہ) انہ اور فرمایا عنقریب آخر زمانہ میں ایک خلیفہ (یعنی بادشاہ) ایسا ہوگا جو مال کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹے گا اور لیسستخلفتم کے لفظی معنی گو یہ ہیں کہ ان سب مسلمانوں کو اللہ خلیفہ بنائے گا مگر اس سے مراد یہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں کو خلیفہ بنائے گا جس طرح داہلی عرب کہتے ہیں استخلف بنوا العباس یعنی خلیفہ بنائے گئے بنی عباس یا دہوتے ہیں، اشری بنوا القیم یعنی صاحب ثروت ہو گئے بنی تمیم حالانکہ خلیفہ اور صاحب ثروت ان میں سے ہر زمانہ میں ایک ہی شخص ہوتا ہے (لیکن) محض اس وجہ سے کہ فائدہ خلافت اور ثروت کا تمام قوم کو پہنچتا ہے (خلافت اور ثروت کی نسبت تمام قوم کی طرف کی جاتی ہے۔

یہ دونوں باتیں جو ہم نے بیان کیں تاویل نہیں ہیں بلکہ غالب استعمال یہی ہے اس قسم کے الفاظ کو اگر تم (کلام عرب میں) تلاش کرے تو ستا جگہ موافق اسی روز مرہ کے پاؤ گے (جو ہم نے بیان کیا، اور دس جگہ بمشکل) دوسرے معنی میں پاؤ گے یہی طریقہ ہے تاویل اور معنی ظاہر کے بچاتے کا کہ جو زیادہ مراد لئے جلتے ہوں وہ معنی ظاہر ہیں اور جو کم مراد لئے جاتے ہیں

وہ تاویل ہیں۔

پھر یہ بھی سمجھ لو کہ لیسستخلفتم کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم پر (موجودہ خلفا کی) اطاعت واجب کر دی ان امور میں جن میں خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیے مثلاً اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے حق میں فرمائیں کہ میں نے اس کو تم پر افسر بنایا یا (مثلاً) خلیفہ کہے کہ میں نے فلاں شخص کو تم پر قاضی بنایا یا دیوں کہے کہ تمھارے مقدمات کے فیصلہ کرنیکا میں نے فلاں شخص کو اختیار دیا تو ایسا کہنا اس شخص کے وہ تمام حقوق ظاہر کر رہا ہو جو سردار لشکر کو لشکر پر یا قاضی کو رعیت پر (خاص) ہوتے ہیں گویا یہ لفظ خلافت کے تمام تفصیلی حقوق کے وجوب کو بالاجماع ادا کر رہا ہے اور بغیر نظر دیکھنے سے ایسا کہنے میں کہ میں نے فلاں کو تم پر خلیفہ بنایا اور ایسا کہنے میں کہ میں نے فلاں شخص سے وعدہ کر لیا ہے کہ کل اس کو خلیفہ بناؤں گا کوئی فرق نہیں ہے بعد اس کے کہ کل کا دن آجائے اور وہ وعدہ پورا ہو جائے۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ لیسستخلفتم کا مفہوم یہ ہے کہ خلافتی تعالیٰ ان لوگوں کو خلیفہ بناتا والا ہے اور ان کا خلیفہ بنانا اسی کی طرف منسوب ہے۔ دریں سے یہ نہ سمجھنا کہ بغیر اسباب ظاہری کے یہ لوگ خلیفہ بنائے جاتے ہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ (چونکہ) مدبر السموات و الارض اور لطیف لما یشاء ہے لہذا اس وقت عالم کی بہتری خلیفہ (خاص) کے مقرر ہونے میں ہوتی ہے تو وہ امت کے دلوں میں ڈال دیتا ہے کہ جس شخص کو حکمت الہی مینا چاہتی ہے اس کو خلیفہ بنالیں (خدا کے کام کرنے کا طریقہ عالم اسباب میں یہی ہے کہ بندوں کے دل میں اس کام کا شوق پیدا کرے کہ ان کے ہاتھ سے اس کام کو کر لے) درحقیقت تمام عدم سے وجود میں آنوالی

باز معنی لیسستخلفتم ایجاب اختیار قوم است در آنچه حق خلیفہ باشد چنانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق شخصے فرماید آمرت علیک و خلیفہ گوید جعلت فلاناً قاضیاً علیکھ و ادوئیتہ القضاء علیکھ و ولایت نے کند بر جمیع آنچه حق میرست بر سریر یا حق قاضی است بر رعیت این لفظ گویا مختصر ایجاب جمیع حقوق تفصیلی خلافت است و هیچ فرق نیست در میان آنکہ گویند استخلفتم فلاں علیکھ و در میان آنکہ وعدت فلاں ان استخلفتم علیکھ غدا چوں غدرسد و موعود مجوز گردد باز معنی لیسستخلفتم آنست کہ خدا تعالیٰ استخلف ایشان است و این استخلاف منسوب باوست حقیقتش آنست کہ خدا تعالیٰ مدبر السموات و الارض است و لطیف لما یشاء پس مقتی کو صلاح عالم در نصب خلیفہ باشد الامام می فرماید در قلوب امت تا شخصے را کہ حکمت الہی مقتضی استخلاف اوست خلیفہ سازند بحقیقت جمیع حوادث

لے ترجمہ۔ نظام درست و کمزور دنیا و آخرت میں کا اور آسمانی کے ساتھ کرنا اور اس کام کا جس کو چاہیے

چیزیں حق تبار کی طرف منسوب ہیں مگر ہر چیز کو اس کی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ جب کسی واقعہ میں الہام الہی غیرت کم رکھنے کے لئے ہوتا ہے یا اس کی تائید بطور خرق عادت کے (اس میں) شامل ہو جاتی ہے یا کوئی بات اسی قسم کی داس کی طرف سے ہو جاتی ہے) جو اس واقعہ کو حق تعالیٰ کے ساتھ مزید خصوصیت دیدے وہاں اس قسم کا استعمال کرتے ہیں (اور اس واقعہ کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں) جیساکہ (ایک دوسرے موقع پر) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور (اے نبی!) تم نے انہیں (خاک) پھینکی جب پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ پس ایسے ہی مواقع میں کسی کام کی نسبت خدا کی طرف کی جاتی ہے (مگر اس نسبت کا فائدہ ہر جگہ جدا گانہ ہوتا ہے چنانچہ) خلیفہ بننے کی نسبت اپنی طرف خلفاء کی کمال بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے اور اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کہ یہ اختلاف ایک بڑی نعمت اور درحقیقت ایک بڑی مضبوط چیز ہے جیسے عبادی اور بدی اللہ اور نفختہ فیہ من ذوالجہنم (میں بندوں کی اور گھر کی اور روح کی نسبت خدا کی طرف ان چیزوں کی) کمال بزرگی اور پسندیدگی کی دلیل ہے لفظ مشکوٰۃ دوسرے کا احتمال رکھتا ہے (یعنی کلمہ کا خطاب تمام امت محمدیہ سے) (ہو) یا (صرف) وقت نزول آیت کے مسلمانوں سے مگر عند التحقیق دوسرے ہی معنی (مرا) ہیں پہلے معنی میں بیغافہ مکرار لازم آتی ہے لفظ الذین امنوا لفظ مشکوٰۃ پہلے معنی میں اول کی ضرورت باقی نہیں رکھتا۔

یہ معلوم ہو گیا کہ (الذین امنوا سے) مراد وقت نزول سورہ نور کے مسلمان ہیں تو (یہ بھی واضح ہو گیا کہ) حضرت معاویہ

سے جو بزرگ ہیں۔ اللہ کا گھر چھوئی ہیں اس میں اپنی روح یوں تو سب اللہ کے بند ہیں اور سب گھر اللہ کے ہیں اور سب روحیں اللہ کی

منسوب بحق است لیکن چونکہ در بعض حوادث الہام الہی بہر جہت اقامت خیر متحقق نہ شود و در بعض تائید او سجادہ کو از قبیل خرق عوائد باشد پیش سے آید و ملے لذا القیاس معانی دیگر کمخصر نسبت این عوائد بحق باشد این استعمال اختیار سے کنند کما قال تعالیٰ فَكَلِمَةً نَفَثَ لَهُمْ وَلَٰكِنْ اَللّٰهُ قَتَلَ لَهُمْ مَا سَأَلْتِ اِذْ رَمَيْتِ وَلَٰكِنْ اَللّٰهُ سَأَلِیْ بِسَبْتِ اِسْتِخْلَافِ بَنُو اَنْهَارِ کمال تشریف ایشاں است و بیان انکے استخلاف فتح است عظیم و اریست راسخ التحقیق چنانکہ لفظ یعبد و ی و بدی اللہ و نفختہ فیہ من ذوالجہنم و ولایت بر کمال تشریف و رضا میں کنند و لفظ مشکوٰۃ محتمل دوسرے است من الامۃ المحمدیۃ او من الحاضرین عند نزول الایۃ و عند التحقیق معنی ثانی متعین است زیرا کہ در معنی اول مکرار بلا فائدہ لازم سے آید لفظ الذین امنوا از ان کلمہ معنی است و چون دانستہ شد کہ مراد حاضرین نزول سورہ نور حضرت معاویہ

سے جو بزرگ ہیں۔ اللہ کا گھر چھوئی ہیں اس میں اپنی روح یوں تو سب اللہ کے بند ہیں اور سب گھر اللہ کے ہیں اور سب روحیں اللہ کی

مگر تخصیص محض انہار شرف کے لئے ہے ۱۱

اور دوسرے، خلفائے بنی امیہ اور (خلفائے) بنی عباس اس آیت کے وعدہ سے خارج ہیں۔ لیکن لہجہ دینہ الذی از قضا لہجہ دینہ سے پر ولایت کرتا ہے ایک یہ کہ وہ خلفاء جن کی خلافت کا (اس آیت میں) وعدہ ہے جب وہ وعدہ پورا ہو گا تو دین نہایت کامل طور پر ظاہر ہو گا دوسرے یہ کہ عقائد و عبادات و معاملات و مسائل نکاح و احکام خراج (عرض) جو جو باتیں ان خلفاء کے عہد میں ظاہر ہوں گی او وہ جن جن چیزوں کی ترویج میں پورے اہتمام کے ساتھ کوشش کریں گے وہ سب چیزیں پسندیدہ دین ہوں گی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت اگر ان خلفاء کا فیصلہ کسی مسئلہ کے متعلق یا ان کا فتویٰ کسی واقعہ کے متعلق پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو وہ (فیصلہ اور فتویٰ) دلیل شرعی ہو گا کہ مجتہد اس سے تمسک کرے گا کیونکہ وہ فیصلہ اور فتویٰ (بحکم اس آیت کے) وہی دین پسندیدہ دین ہے جس کی تمکین واقع ہوئی گو اجتہاد ہر مجتہد کا چاہے وہ مجتہد صحابی کیوں نہ ہو خطا کا احتمال رکھتا ہے اور جو لوگ ہر مجتہد کو (تمام مسائل میں) صواب ہی پر سمجھتے ہیں ان کے نزدیک ہر مسئلہ میں کئی کئی جواب ممکن ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ صواب پر ایک ہی مجتہد ہوتا ہے اور دوسرا مجتہد (خطا پر گمراہ) معذور ہے گناہ ان کے نزدیک احتمال خطا کا دونوں جانب سے ہے (اور چونکہ خلفاء بھی مجتہد تھے لہذا ان کے فیصلہ اور فتویٰ میں بھی احتمال خطا کا ہونا چاہیے) لیکن یہ احتمالات ان مسائل کی حقیقت کو

۱۱ جیسے حضرت عمر بن خطاب نے نماز ترویج کی اور حضرت عثمان غنی نے جمعہ کی دوسری اذان کی ترویج میں کوشش کی اگر یہ کوشش پورے اہتمام کے ساتھ نہ ہو مثلاً حضرت فاروق نے کسی امر کے متعلق معمولی طور پر فرما دیا اور لوگوں نے اس کی اطاعت کیا ہو پھر حضرت مدوح نے اس اختلاف کے مسئلے کی طرف توجہ نہ کی ہو تو ایسے امور اس سے خارج رہیں گے ۱۲

آپچہ در زمان ایشان بسی ایشان شائع شدہ
برخی دارد بہر تقدیر قول ایشان از قیاس
فانسان واستنباط مستنباط قوی تر خواہد
بود نہ چنانکہ امامیہ می گویند کہ دین مرتضیٰ
ہمیشہ مستور و معنی ماند و ائمہ اہل بیت ہمیشہ
تقیہ می کردند و بر اہلبار دین خود ہیکہ قاؤ
نشدند بکہ اینجا فادہ کردہ شد کہ آن ہمہ
غیر مرتضیٰ است و باطل است زیرا کہ اگر
مرتضیٰ می بود مقتضای این وعدہ ممکن می شد
و کلمہ وَلَيَكُنَّ لَهُمْ دِينُ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ آيَاتَ اللَّهِ
والات می کند بر آنکہ این مستحقین و سایر مسلمین
در وقت انجام امور موعود مطمئن باشند و این نہ
از انظار مختلفہ الاولیاء ترس دارند و نہ از
یک دیگر چنانکہ امامیہ گمان می کنند کہ ائمہ
اہل بیت ہمیشہ ترسان و ہراسا می بودند
و تقیہ می کردند و ہمیشہ از مسلمانان ایشان
و بیابان ایشان فاکر و بہتک ترستہ سے
رسید و ہیکہ مویذ و منصور نہ شدند
و کلمہ وَلَيَكُنَّ لَهُمْ دِينُ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ آيَاتَ اللَّهِ
می نماید بر آنکہ جسے کہ اس وعدہ و باب
ایشان واقع شد و بہ نسبت اختلاف منعم شود
بکمال ایمان و عمل صالح باشند وَتَحِلُّوا الصَّلَاةَ

جو خلفاء کے زمانہ میں اور ان کی کوشش سے شائع ہوتے نہیں
مٹا سکتے دیکھو کہ ان مسائل کی حقیقت آیہ قرآن سے ثابت ہو چکی
بہر حال (یہ تو یقینی ہے کہ) ان کا قول دوسروں کے قیاس اور
استنباط سے زیادہ قوی ہوگا و المختصر لہجہ کن سے موعودہ خلفاء
کے زمانہ میں دین حق کا باطل و جوہ ظاہر ہونا بالکل واضح ہے
نہ جیسا کہ امامیہ کہتے ہیں کہ دین پسندیدہ ہمیشہ پوشیدہ رہا اور
ائمہ اہل بیت ہمیشہ تقیہ کرتے رہے اور اپنے دین کے ظاہر کرنے
پر کبھی قادر نہ ہوئے بلکہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو
دین پوشیدہ رہا وہ غیر پسندیدہ اور باطل ہے کیونکہ اگر پسندیدہ
ہوتا تو اس وعدہ کے موافق اس کو تمکین ملتی۔
وَلَيَكُنَّ لَهُمْ دِينُ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ آيَاتَ اللَّهِ اس بات پر دلالت کرتا ہے
کہ یہ خلفاء بلکہ تمام مسلمان اس وعدہ کے پورے ہونے کے
وقت میں مطمئن اور بے خوف ہو جائیں گے نہ کافروں کے کسی
فرو سے ان کو خوف رہے گا اور نہ آپس میں ایک دوسرے سے
جیسا کہ امامیہ خیال کرتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت ہمیشہ ڈرتے رہے
اور تقیہ کرتے رہے اور ہمیشہ مسلمانوں کی طرف سے ان کو اور ان
کے ساتھیوں کو تکلیف اور ذلت پہنچتی رہی اور کبھی ان کی
تائید اور مدد (خلا کی طرف سے) نہ ہوئی۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اس بات پر دلالت کرتا ہے
کہ وہ لوگ جن کے متعلق یہ وعدہ ہوا ہے اور جن کو نعمت خدا
ملے گی کمال ایمان اور کمال عمل صالح کے ساتھ موصوف
ہوں گے (وہ اس کی یہ ہے کہ) وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (کسی کیلئے)

سلہ یہ اس وجہ سے سمجھا گیا کہ خوف کا لفظ قرآن پاک میں مطلق ہوا اور مطلق کی نفی جب یہی ہوتی ہے جب اس کے تمام افراد محرم ہو جائیں نیز
یہ جملہ اہل نعت کے لئے ہی ہیں اگر صورت فرض کر لی جائے کہ کافروں کا خوف تو چاہتا رہا مگر خود مسلمانوں کو ایک دوسرے کی طرف سے خوف تھا
تو کوئی نعت نہ ہوگی بلکہ یہ کہ اگر کسی خوف جس قدر سلطان روح اور خطر نہ ہوتا تو بیرونی خوف ایسا نہیں ہوتا ۱۱

دور جائی استعمال کنند کہ در عمل صالح مزینت
داشت باشند و نسبت عامہ مؤمنین و کلمہ کَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قُلُوبِهِمْ مراد آنست چنانکہ یک سفر از
توریت در وعدہ فتوح بلاد شام و حکم بلاد مغربہ نازل
شد و بنا بر حکمت الہی این وعدہ در زبان حضرت موسیٰ
نہم شد و حضرت موسیٰ بر اہل انما از این وعدہ حضرت
یوشع کو خلیفہ ساخت تا حضرت یوشع بعد وفات
حضرت موسیٰ فہ ہشتاد و شہر نمود و بنی اسرائیل را مطمئن
گردانید و ان شہر را بایرونی وصیت حضرت موسیٰ بر
بنی اسرائیل تقسیم فرمود و چہ بنی اسرائیل را صلی اللہ
علیہ وسلم وعدہ فتح بلاد شام و بلاد عجم متحقق شد
قال اللہ تعالیٰ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
و این وعدہ بنا بر حکمت الہی در زمان آنحضرت ظہور نہ
دید و بعد از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقتو
ساخت تا آن موعود و نیز گرد و باز حضرت داؤد و سلیمان
کہ بعد غلبہ عمالقمہ و تفرق شدن قبائل بنی اسرائیل
خلیفہ شدند قال اللہ تعالیٰ يَا دَاوُدُ إِنَّا
جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ مِنَّا يَا دَاوُدُ ابْنِ
رَامُطْمِن ساختند و چہ تا این خلفاء بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بعد ظهور اہل بیت
عرب مسلمانان را مطمئن ساختند تا جملہ ان شہیر
بیان آنست کہ خلافت ایشان خلافت راشدہ
خواہد بود و مرضی نزدیک خدا تعالیٰ و تا آخر
الان ظاہر شود و کلمہ لَتَهْدِي فِي قَوْلِ اللَّهِ وَ
لَيَحْكُمَنَّ لَهُمْ دِلَالُ اللَّهِ می کند بر یکے از دو

عرفا سی وقت استعمال کرتے ہیں جب وہ عمل صالح میں بہ نسبت علم
مسلمانوں کے کچھ فوقیت رکھتا ہو کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ قُلُوبِهِمْ
(سے) مراد یہ ہے کہ جس طرح توراۃ کے ایک باب میں بلاد شام کے
فتح ہو جانے کا وعدہ ہے اور بلاد مغربہ کے احکام نازل ہوئے
تھے مگر بمقتضائے حکمت یہ وعدہ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں پورا
نہ ہوا اور حضرت موسیٰ نے اسی وعدہ کے پورا ہونے کے لئے حضرت
یوشع کو خلیفہ بنایا اور حضرت یوشع نے بعد وفات حضرت موسیٰ
کے اسی شہر فتح کئے اور بنی اسرائیل کو مطمئن کر دیا اور ان شہروں
کو حضرت موسیٰ کی وصیت کے مطابق بنی اسرائیل پر تقسیم کیا
اسی طرح ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاد شام اور بلاد
عجم کے فتح کا وعدہ (خلا کی طرف سے) ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
(ترجمہ) دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا مگر یہ
وعدہ بمقتضائے حکمت الہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں ظاہر نہ ہوا لہذا (اللہ نے) خلفاء کو بعد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے مقرر کیا تاکہ وہ وعدہ پورا ہو اور جیسا کہ حضرت
داؤد اور حضرت سلیمان (گروہ) عمالقہ کے غالب ہو جائے اور
بنی اسرائیل کے پرانہ ہوجانے کے بعد خلیفہ ہوتے تھے (جیسا
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا داؤد ابنے اے داؤد ابے شک
بتایا ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ اور از سر نو انھوں نے مسلمانوں
کو مطمئن کر دیا تھا اسی طرح ہمارے پیغمبر کے خلفاء نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اور اہل عرب کے
مرد ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو مطمئن کر دیا۔ اجماع اس تشبیہ
سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ان خلفاء کی خلافت راشدہ اور خدا
کے نزدیک پسندیدہ ہوگی اور آثار خیر اس سے ظاہر ہوں گے
لَيَحْكُمَنَّ لَهُمْ دِلَالُ اللَّهِ میں لفظ لَتَهْدِي ان دو باتوں میں سے ایک بات پر

دارد از بلاغت یعنی سنت مستمره است
 دفع شر کفار از سر مسلمانان و این
 سے در جہاد خواہ بود باز فرمود ان الله
 لا یحب کفراً حقاً حقاً کفر وہ وایں اشارہ
 بخشنے دیگر است یعنی برائے اس سنت
 دفع شر کفار شد کہ دوست نمی داریم
 ہر خیانت کنندہ ناپاس دارندہ را دوست
 نمی داریم ہر مستدین شکر را چوں کفار
 ہمیشہ متصف بنیانت و کفران نعمت بود
 اند و موحدان پیوستہ متصف بتدین
 و شکر لاجرم نصرت موحدان و گنہت
 کافران سنت مستمره است قولہ تعالیٰ
 اذن للذین یقتلون دریں آیت
 سبب بیان کیا گیا ہے یعنی یہ لوگ مظلوم ہیں اور خدا تعالیٰ
 ہمیشہ مظلوموں پر رحم کرتا اور ظالموں کو شکست دیتا ہے اور
 مظلوم کو ظالم کا ظلم اپنے سے دفع کرنا تمام مذہب میں جائز
 ہے۔ پھر مسلمانوں کو اس عنوان سے تعبیر کرنا کہ وہ لوگ جن کو کافر
 لڑتے ہیں اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ یہ لڑنے والے بڑی
 ظالم ہیں۔

والن الله علی نصری ہو لعدو بجائے اس کے ہے کہ اپنی قسم میں
 مسلمانوں کو ضرور ضرور ظالموں پر فتیاب کروں گا دیگر قسم میں سختی
 زیادہ تھی عبارت نرم کر دی گئی لیکن عتاب کی نرمی میں ہمدید
 بڑھ جاتی ہے اور وعدہ کی نرمی میں خوشخبری زیادہ ہو جاتی ہے
 کیونکہ کتابہ نصہ سے زیادہ یلین ہوتا ہے۔ بادشاہوں کی بول
 چال ہے کہ سنت عہدہ (کی حالت) میں کہتے ہیں کیا ہم تیرے
 برابر کر دیتے پر قادر نہیں ہیں۔ اور کہاں ہر بانی کی حالت میں

گویند کہ ہر نواختن تو توانا نام نظر ناگزین
 مختصر ایشان کا انتخاب دیگر اس میں کند قولہ تعالیٰ
 اذن للذین یقتلون اذن للذین یقتلون (ترکیب خوبی میں) اذن للذین
 یقتلون کا بدل ہے مسلمانوں کی دوسری مظلومیت کو بیان کرنا
 ہے یعنی ایک مظلومیت تو ان کی وہ تھی کہ (کافران سے) لڑتے ہیں
 اور دُعا کو پامال کرتے ہیں دوسری مظلومیت یہ ہے کہ (کافران
 کو ان کے گمراہوں سے بغیر کسی قسم کا قصور کے ہوسے نکال رہے ہیں۔
 اذن للذین یقتلون اس کا عجیب حکم ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ
 ان گمراہ نادانوں سے تعجب ہے کہ توحید کو جو تعظیم و توقیر کے قابل ہر
 گناہ سمجھتے ہیں اور موحدوں کے ساتھ وہ معاملہ کرتے ہیں جو سخت
 جرموں کے ساتھ کرنا چاہیے۔

و قولہ دفع الله ایک دوسرا سبب اجازت جہاد کا بیان فرماتا ہے
 یعنی جس طرح مظلوم کو ظالم کا (ظلم) اپنی آمد اور مال اور جان
 سے دفع کرنا اجازت جہاد کا سبب بناتا ہے اور فی نفسہ عمدہ چیز
 ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ مقتول
 کے ولی کو ہمنے غلبہ عنایت کیا ہے لہذا وہ قتل میں زیادتی نہ کرے
 اس کی مدد کی جائے گی) اس طرح ایک دینی مصلحت بھی جہاد میں
 ہے وہ یہ کہ حکمت الہیہ اس بات کو مقتضی ہے کہ دین حق ہر زمانہ
 میں پیغمبروں اور ان کے نائبوں کے ہاتھ سے غالب ہوتا رہے اور
 کافر (جو کہ) ہمیشہ دین حق کے غالب ہونے سے (غصہ میں آکر)
 اپنی آنکھیاں چھپانے لگتے ہیں اور موحدوں کی شوکت پر بدافروختہ
 ہو کر دانت پیسنے لگتے ہیں لہذا اگر موحدوں کو ہم مثل اپنے حجاج
 کے ہمارے کفار کے شر کو دفع نہ کرتے تو ہر تمام کا راز مذہب ممت کا

ظلم کے سے سخت غصہ کرتے ہاتھ کو نہ کہیں ہمارے اول زیادہ مناسب ہیں۔ جو راجح ہے ہر جہاد کی جادہ و ظلم والے دنیا پر جو
 کہتے ہیں کہ اس کا استعمال زیادہ تر ہاتھ پیر کے سے میں ہوتا ہے ہی پہلی مراد ہے۔

گویند کہ ہر نواختن تو توانا نام نظر ناگزین
 مختصر ایشان کا انتخاب دیگر اس میں کند قولہ تعالیٰ
 اذن للذین یقتلون اذن للذین یقتلون (ترکیب خوبی میں) اذن للذین
 یقتلون کا بدل ہے مسلمانوں کی دوسری مظلومیت کو بیان کرنا
 ہے یعنی ایک مظلومیت تو ان کی وہ تھی کہ (کافران سے) لڑتے ہیں
 اور دُعا کو پامال کرتے ہیں دوسری مظلومیت یہ ہے کہ (کافران
 کو ان کے گمراہوں سے بغیر کسی قسم کا قصور کے ہوسے نکال رہے ہیں۔
 اذن للذین یقتلون اس کا عجیب حکم ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ
 ان گمراہ نادانوں سے تعجب ہے کہ توحید کو جو تعظیم و توقیر کے قابل ہر
 گناہ سمجھتے ہیں اور موحدوں کے ساتھ وہ معاملہ کرتے ہیں جو سخت
 جرموں کے ساتھ کرنا چاہیے۔

ظلم کے سے سخت غصہ کرتے ہاتھ کو نہ کہیں ہمارے اول زیادہ مناسب ہیں۔ جو راجح ہے ہر جہاد کی جادہ و ظلم والے دنیا پر جو
 کہتے ہیں کہ اس کا استعمال زیادہ تر ہاتھ پیر کے سے میں ہوتا ہے ہی پہلی مراد ہے۔

دوم و برسم ہو جاتا ہے (کہ ہر مذہب کے عبادت خانے بھی
ویران ہو گئے ہوتے اور ذکر الہی کا رواج اور اُس کی سناب میں
تقرب (کا ذریعہ) معدوم ہو گیا ہوتا۔

وَلْيَصْصِرَنَّ اللَّهُ مَن يَصْصِرْكَ أَفْئَسَ لِمَا هَاجَرَكَ مِنْ أَثَرِ الْأَوَّلِينَ ۚ وَمَن يَصْصِرْكَ أَفْئَسَ لِمَا هَاجَرَكَ مِنْ أَثَرِ الْأَوَّلِينَ ۚ وَمَن يَصْصِرْكَ أَفْئَسَ لِمَا هَاجَرَكَ مِنْ أَثَرِ الْأَوَّلِينَ ۚ

هزار نکته باریک تر از موم - اینجا است

نه هر که سهر بتراشد قلندری داند

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَنَعْنَاهُ (ترکیب نحوی میں) اَلَّذِيْنَ يَعْذَرُوْنَ
وَر اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ (کاہل ہے۔ اور (گولطی)
مِنۡ اَنْ مَنَعْنَاهُ کے یہ ہیں کہ ان سب کی ہم تمکین دیں (مگر
مراد یہ ہے کہ) ان میں سے بعض کو، مثل اس کے کہ کہتے ہیں بنی عباس
خلیفہ ہوئے (یا کہتے ہیں) بنی تیمم دو قعدہ ہو گئے (حالانکہ بعض
بنی عباس کا خلیفہ ہونا اور بعض بنی تیمم کا دو قعدہ ہونا مراد ہوتا ہی
کیونکہ تمکین کل مہاجرین کی بلکہ کسی بڑی جماعت کی مادۂ محال
ہے اور قعدہ اس طرف نہیں جاتا۔ سیکڑوں جگہ تم نے حدیث
میں پڑھا ہوگا کہ انصار نے ایسا کہا یا بنی تیمم نے ایسا کیا وہاں مراد
ان کے رئیس ہوتے ہیں نہ کہ ہر شخص۔

۱۰۰
 لے کر تھمے۔ یہوں کے بالی ہی بنوادیہ ایک اس جگہ سے۔ اور اس میں کہ جو بھی شخص مر نہ ملے وہ قلعہ میں جا کر طلبہ کے ایک کھانے کے حضور حاضر
 نہ کران کے ہر شخص کو معلوم نہیں ہو سکتے صرف کہ ان کے پڑھنے کی یہ توقع تھا جس کا اصل نہیں ہو سکتا۔

ان متکثر میں (بطور شرط و جزا کے) حقیقت خلافت کے ایک
جز (یعنی اقامت دین) کو دوسرے جز (یعنی تمکین) پر معلق کیا
ہے۔ کیونکہ خلافت شرعی اس تمکین فی الارض کا نام ہے جو اقامت
دین کے ساتھ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو اگر زمین میں
تمکین ملے گی تو ضرور وہ تمکین اقامت دین کے ساتھ ہوگی اور
خلافت راشدہ کا یہی مطلب ہے۔

(یہ ظاہر ہے کہ حضرات خلفاء ہجیرین اولین میں سے تھے جن کی نسبت یَقْتُلُونَ اور اُخْرِجُوا مَدِینَہِ یَاکُھْبُہُ آیا ہے اور جن کے لئے اَذِیْنِ جہاد کا قطعی ثبوت ہے۔ اور ان کو زمین میں تکیں ملنا بھی یقینی ہے پس بمقتضائی تعلیق مذکور یقیناً انہوں نے اقامت دین کی ہوگی (اس سے صاف) تجزیہ نکلا کہ وہ حضرات خلیفہ راشد تھے کیونکہ خلافت راشدہ اپنی دو ہزر (دینے) تکمیل اور اقامت دین کا نام ہے اَکَامُوا الصَّلَاةَ اَذِیْنُوا الزَّكَاةَ میں اور کابین اسلام کے قائم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ معزو ۱ بالمعروف (تمام) علوم دینیہ کے زندہ رکھنے کو شامل ہے۔
 تَجَاوَعْنَ لِلنَّاسِ کافروں سے جہاد کرنے اور (ان سے) جزیہ لینے کو شامل ہے۔ کوئی شکر کفر سے زیادہ (قیم) نہیں ہے اور کوئی نہی کافروں کے قتل کرنے اور ان سے جزیہ لینے سے زیادہ سخت نہیں ہے اور (نیز یہ کلمہ) شامل ہے تا فراموشی کرنے والے مسلمانوں پر حدود و تعزیرات قائم کرنے کو۔

پھر یہ بھی واضح رہے کہ، اقاموا اللہ امر وادعوا اللہ کے الفاظ سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ ان تمکین یافتہ لوگوں سے ان کے تمکین کے زمانہ میں نماز اور زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق جو باتیں ظاہر ہوں گی وہ سب مشروع میں معتبر ہوں گی اگر غیر معتبر ہوں تو قرآن میں قابل ذکر نہ تھیں۔

باز معنی ان متکلمین تعلق یک جزو نفسی
 خلافت است بجز دیگر زیرا کہ خلافت شرعی
 تمکین فی الارض است باقامت دین آئینا
 اقادہ می فرماید کہ اگر تمکین این برامہ فی الارض
 تحقق شود البتہ آن تمکین معترف خواهد بود با
 اقامت دین و همین است معنی خلافت
 راشدہ پس حضرات خلفاء از ہما جوین اولین
 بودند کہ تھاقلون و آخر جو من دیا پھر
 و آذن جہاد برائے ایشان باقطع محقق شد
 و ممکن شد و در الارض باقطع پس لازم آمد کہ
 اقامت دین کردہ باشند باقطع بمقتضائے
 این تعلق پس باقطع خلفائے راشدین
 بودند زیرا کہ معنی خلافت راشدہ غیر این بود
 بجز نیست اقاموا الصلوٰۃ و ائحوا
 الزکوٰۃ اشارہ است باقامت ارکان
 اسلام و امر و نواہی معاشرہ و فی شامل است
 حیائے معلوم دین را و تہو اعین المتکبر
 شامل است جہاد کفار و اخذ جزیرہ لازما کہ
 متکبر سے زیادہ تر از کفر نیست و شبہ و
 دوسرے بالاتر از اہل کفر و گرفتن
 جزیرہ نیست و شامل است اقامت حد
 و تعزیرات را بر عصاۃ مسلمین باز مہموم
 اقاموا الدوا و امر و نواہی است کہ ہرچہ
 از تمکین در ایام تمکین ایشان ازین ابواب
 ظاہر شود جسہ معتد بہ خواہد بود شرعاً۔

لے جیسے حضرت عمرؓ کہنا میں تم کو قتل کی تردید کی ہوئی تمام مسلمانوں نے اس کو منجانب شرع سمجھا۔

و تعبیر مختلف ظاہر یک تعبیر را بنص
تعبیر دیگرست تو ان محکم ساخت
و عام یکے را بخصوص تعبیر سے
تو ان مخصوص نمود و مطلق یکے را
بمقتید تعبیر دیگر سے تو ان مقید
گردانید چوں ایں ہمہ گفتہ شد باصل
غرض متوجہ شویم ایں ہر دو آیت کہ
بحقیقت واحد اند بہ تعبیر مختلف
دلالت سے کنند بر خلافت خلفاء
زیرا کہ وعدہ خدائے تعالیٰ راست است
و البتہ در خارج واقع شدنی است
پس استخلاف و تمکین نے الارض
ہماجرین اولین و حاضرین آیت
استخلاف البتہ واقع شد و اگر
ایشان ایں خلفاء نہ باشند وعدہ واقع
نشده باشد تعالیٰ اللہ من ذلک
عمو اکمیرا زیرا کہ صحابہ بیچکس از
ایشان بعد صد سال از وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم باقی نماز تکلیف ہماجرین
اولین و حاضرین آیت استخلاف پس اگر

و مختلف عباراتوں میں بیان کیا گیا ہو تو ایک عبارت کے ظاہر کو
دوسری عبارت کے نص سے محکم کر دینا چاہیے (یعنی جو مطلب نص
کا ہے وہی ظاہر میں بھی مراد لینا چاہیے) اور ایک عبارت کے عام
کو دوسری عبارت کے خاص سے تخصیص کر دینا چاہیے (یعنی جو مطلب
خاص کا ہے وہی عام میں بھی مراد لینا چاہیے) اور ایک عبارت کے
مطلق کو دوسری آیت کے مقید سے مقید کر دینا چاہیے (یعنی جو
مطلب مقید کا ہے وہی مطلق میں بھی مراد لینا چاہیے)۔
جب یہ بیان ہو چکا تو اب ہم اصل مقصود کی طرف متوجہ ہوتے
ہیں یہ دونوں آیتیں جو درحقیقت ایک ہیں اور عبارتیں
مختلف ہیں خلفاء کی خلافت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ (ان میں)
خلا تعالیٰ کا وعدہ (مذکور ہے) اور اس کا وعدہ (سچا ہے) اور
یقیناً خارج میں ہونے والا ہے پس یہ تو یقین ہے کہ استخلاف
اور تمکین نے الارض ہماجرین اولین اور حاضرین وقت نزول
آیت استخلاف کی واقع ہوئی اب اگر (وہی) استخلاف و تمکین ان
دونوں آیتوں کا موعود نہ ہو اور (بہی) حضرات موعودہ خلفاء نہ
ہوں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا کا وعدہ پورا نہ ہوا بلکہ ہے وہ
قات پاک ان تمام نقائص سے بہت بلند ہے (یہ نتیجہ) اس لئے
لازم آئے گا کہ صحابہ میں سے کوئی متنفذ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات کے ثوب سے بعد زندہ نہیں رہا یہ باتیکہ
ہماجرین اولین اور حاضرین وقت نزول آیت استخلاف ہذا اگر

ملے ظاہر نص ہم خاص مطلق مقید سے سب الفاظ اصل فقرہ کی اصطلاح کے ہیں اور یہ بھی کلیہ اصول فقہ کا یہی جوہر است حملی ملکہ اب تک
محکم قائل ہوں کہ اگر ایک مضمون اگر مختلف عبارات میں بیان کیا گیا ہو اور بعض عبارات میں وضاحت کم ہو بعض میں وضاحت زیادہ ہو تو وہ واضح
عبارت کا جو وہی کلام حاکمیت میں بھی مراد لینا چاہیے اس مطلب کی پوری توضیح ان الفاظ اصطلاح کے حافی اور اضافے کی بجائے یہ موقوف ہو کر
اصل مطلب کی وضاحت کیا گیا ہو چنانچہ حضرت اصل اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر بھی دی تھی چند روز قبل از وفات فرمایا کہ جسے ستر برس کے بعد تم
میں سے کوئی زندہ رہے گا پھر یہ بھی واضح ہو کہ یہ کلام اعتباراً از قول کے یہی وہ بعض صحابہ ستر برس کے بعد بھی زندہ رہے ہیں انہی مشرین مشکوٰۃ

دراں زمان استخلاف موعود و تمکین
موعود محقق نشد اسلئے یوم القیامت
بودنی نیست و دران زمان غیر از زمان
ممکن نشدند و مختلف نہ شدند پس
مستحکمین و تمکین ایشان اند باقطع
و ان جا بلان کہ سے گویند خلافت لا از
مستحق ان غضب کردہ شد و بغیر
مستحق رسید مکذوب خدا و مکذوب رسول
اویںد زیرا کہ مخالف اب تشریح مقصود است کہ
زید اس زمانہ از کردہ و دوسرے نماز گذارد و مخالفت
وعدہ الہی اینجا مقدم و عداست و اخبار از
آیندہ و تشریح استخلاف ایشان تاریخ وعدہ
شدہ است کہ باین تشریف و تصویب غیر
مرضی نخواہد بود چوں وعدہ استخلاف غیر شد
مئے استخلاف علیکم فلا فلا فلا فلا
خو فلا فلا بر روی کار آمد و ان ایجاباً یقیناً
است پس ظاہر وعدہ است و باطن
ایجاب انقاد ہر چند قدرا یاں بزرگوں ازین
سخن کہ میگویم بالاتر است اما فرض می تو ان
گفت کہ اگر خدائے تعالیٰ دباب شخصے
فرماید کہ وعدہ کردہ ام کہ خطیب ایں روز
بعد از فلان نعمت و فلان نعمت بد ہم یا
فرماید کہ خطیب ایں روز بعد از فلان قاری صالح است

اس زمانہ میں استخلاف موعود اور تمکین موعود کا وجود نہ ہوا تو اب
قیامت تک نہیں ہو سکتا اور اس زمانہ میں سوائے ان حضرات کے اور کسی
تمکین نہیں ملی اور استخلاف عطا نہیں ہوا پس یقیناً معلوم ہوا
کہ ان آیتوں کا موعودہ استخلاف و تمکین انہی کو عطا ہوا وہ
جابل جو کہتے ہیں کہ خلافت مستحق سے غضب کر لی گئی اور غیر مستحق کو
ملی خدا کی مکذوب کرنے والے اور اس کے رسول کی مکذوب کرنے
والے ہیں کیونکہ (مکذوب نہ کرنے والے سے) امر تشریح کی مخالفت
تو ممکن ہے مثلاً زید کو حکم نماز کا دیا اور اس نے نماز نہ پڑھی (مگر
مکذوب نہ (کرنے والے سے) وعدہ الہی کی مخالفت ممکن نہیں
مثلاً زید سے کوئی وعدہ کیا جائے اور زید اس کے پورا ہونے کا
قائل نہ ہو) یہاں (ان آیتوں میں) اصل چیز وعدہ اور پیشین گوئی
ہے اس وعدہ کے ضمن میں ان حضرات کے استخلاف کی تشریح ہو
کہ اس تشریف و تعریف کے ساتھ ان کی خلافت غیر پسندیدہ نہیں ہوتی
اور جب وہ وعدہ پورا ہو گیا تو (اب استخلاف ضمنی نہ رہا بلکہ رسمی)
ہئے استخلاف علیکم فلا فلا فلا فلا ہوا اور اطاعت ان
خلفاء کی واجب ہو گئی (ان آیتوں کے) ظاہر (میں) وعدہ
ہے اور باطن (میں) وجوب اطاعت (خلفاء) ہے (ہذا جو لوگ ان
خلفاء کو نہیں مانتے وہ درحقیقت وعدہ الہی کی مکذوب کہتے ہیں
ہر چند ان بزرگوں کا رتبہ اس بات سے جو کہ ہم کہتے ہیں بالاتر ہے مگر
(مثال کے طور پر) فرض کریں کہ کہا جائے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی
شخص کی نسبت فرمائے کہ اب کے جمعہ کے دن جو شخص خطبہ مجھ
پڑھے گا اس کو میں فلان نعمت اور فلان نعمت دوں گا (فرمائے کہ
جو شخص اب کے جمعہ کو خطبہ پڑھے گا وہ عالم اور قاری اور صالح ہے

ملے کیونکہ وعدہ تو تھان ہماجرین سے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے جب وہ ہماجرین وفات پا گئے تو اب وعدہ کس طرح
پورا ہو سکتا ہے۔

اور تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے لہذا دوسرے قول کی طرف التفات نہ کیا جائے گا اور ہر تقدیر تسلیم کر کے دوسرے قول کے بھی ہمارا کچھ نقصان نہیں کیونکہ ایک بڑی جماعت کو خلیفہ کرنا اور اس کو تمکین دینا بغیر کسی خاص شخص کو خلیفہ بنائے ہوئے عاذا ناممکن ہے اور (بھی اسوئیل کو خلیفہ بنانے کا مطلب یہی ہے کہ ان میں سے کسی خاص شخص کو خلیفہ بنایا لہذا) مسلمانوں کو استقرار دینے اور ہاجرین کو تمکین دینے کی صورت یہی ہے کہ (ان میں سے کوئی) خلیفہ مقرر کیا جائے اور اس کو تمکین دی جائے۔ (الغرض تمام مسلمانوں کے استخلاف و تمکین کا وعدہ درحقیقت (ان میں سے کسی کو) خلیفہ ممکن فی الارض بنانے کا وعدہ ہے۔

یہاں ہم ایک مقدمہ ذکر کرتے ہیں جس میں بہت سے فوائد ہیں وہ یہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ قرآن کی ہمیشہ ہمیش حفاظت فرمائے گا چنانچہ فرمایا **وَإِنَّا لَنَحْضُرُكُمْ** (ترجمہ) اور بیشک یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) پھر دوسری آیت میں اس حفاظت کی صورت بھی بیان فرمادی کہ **إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُكُمْ** و **قَرْمُكُمْ** (یعنی اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے) پس خدا تعالیٰ کا وعدہ حق ہے اور قرآن کی حفاظت ضرور ہوتی ہے مگر حق سبحانہ کی حفاظت کی صورت خارج میں ایسی نہیں ہوتی جیسی بنی آدم اپنی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں یا مثلاً اس طرح کہ پھر پر نقش کر دیا جائے بلکہ حفاظت الہی کی صورت خارج میں یہ ہے کہ اس نے امت مریومہ کے نیک بندوں کے دل میں الہام فرمایا کہ وہ اپنی تمام تر کوشش سے اس کو دو دقتیوں کے درمیان میں جمع کریں اور اس بات کے سامان پیدا کر دیں کہ تمام مسلمان ایک ہی نسخہ پر متفق ہو جائیں اور اس بات کی توفیق دی کہ بڑی

و باعث بار تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و جنتہ التغات کردہ نئے شود بقول دیگر و طے تقدیر تسلیم استخلاف جماعہ علیہ و تمکین ایشان بغیر خلیفہ ممکن فی الارض ممکن عادی نیست و صورت خارجیہ مستقر ساتن مسلمان و تمکین ہا جریں نصب خلیفہ و تمکین رئیس ایشان است پس وعدہ استخلاف و تمکین کا وعدہ مسلمان درحقیقت وعدہ خلیفہ ممکن فی الارض است اینجا مقدمہ ذکر کریم کثیر القوالہ حق سبحانہ و تعالیٰ وعدہ فرمود کہ قرآن واسطے مراءلہ ہوو حفظ فرماید قال تعالیٰ **وَإِنَّا لَنَحْضُرُكُمْ** باز دہ آید دیگر صورت حفظ بیان فرمود **إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُكُمْ** و **قَرْمُكُمْ** پس وعدہ فدائی تعالیٰ حق است و حفظ لایذ بود فی لیکن حفظ او سبحانہ در خارج بصفت حفظ بنی آدم اشیائے خود را یا مانند نقش بر حجر مثلاً ظاہر نئے شود بلکہ صفت ظہور حفظ الہی در خارج آن است کہ اہم فرمود در قلوب مسالین از امت مریومہ کہ بسی ہر چہ تمام تر تدوین آن کنند بنی المؤمن و جمیع مسلمان جمیع شوند بر یک نسخہ لے بیے جلوت میں ایک ایک شخص خاص کا خلیفہ ہونا مذکور ہے۔

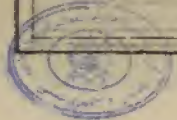
و ہمیشہ جماعت علیہ از قرآن خصوصاً سائر مسلمان عوام القرات و مدارس است آن مشغول باشند تا سلسلہ تواریخ ہم سینہ نہ گردد بلکہ یونہی بامتناعت شود و ہمیشہ جماعت دیگر در تفسیر و شرح غریب و بیان اسباب نزول اس سعی بلوغ بجا آند تا دہر زمانے جماعہ قیام کنند ہر تفسیر صورت حفظ ہمیں لامعین فرمودند نقش بر حجر مثلاً چون صورت حفظ تحقیق شد و استقیم کہ محفوظ است تلاوت آن مرضی نیست لہذا محققین علماء باک رفتہ اند کہ در مملکت و غیرہ میں نہ پڑھی جائے مگر وہی قرات جو متواتر ہو اور قرات متواتر وہی ہے جس میں دو باتیں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کی تلاوت کا سلسلہ بواسطہ ثقہ راویوں کے صحابہ کرام تک پہنچ جائے نہ یہ کہ صرف رسم خط اس کا محتمل ہو۔ دوسرے یہ کہ مصاحف عثمانیہ کا رسم خط بھی اس کا محتمل ہو کیونکہ جب (معلوم ہو گیا کہ) قرآن کی حفاظت کی صورت اس کا جمع ہونا دو دقتیوں کے درمیان میں اور تمام امت کا اس پر متفق ہونا مقرر ہو چکا ہے تو معلوم ہو گیا کہ) جو کچھ اس کے علاوہ ہے اس کی حفاظت نہیں کی گئی اور جس کی حفاظت نہیں کی گئی وہ قرآن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

بڑی جماعتیں قاریوں کی خصوصاً اور تمام مسلمانوں کی عموماً اس کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہیں تاکہ سلسلہ تواریخ کا پوٹے نہ پائے بلکہ روز بروز بڑھتا جائے اور اس بات کی توفیق دی کہ ہمیشہ کچھ جماعتیں اس کی تفسیر اور اصل لغات اور بیان اسباب نزول میں اعلیٰ درجہ کی کوشش کرتی رہیں تاکہ ہر زمانہ میں کچھ لوگ تفسیر کی خدمت کرتے رہیں (کار پروا ان تضاد و قدرے) حفاظت کی صورت یہی تجویز کی نہ مثل اس کے کہ پتھر پر کوئی کندہ کر دیا جائے جب حفاظت کی (یہ صورت (خاص) ظاہر ہو گئی تو ہم سب نے جان لیا کہ جس حصہ قرآن کی حفاظت نہیں کی گئی اس کی تلاوت پسندیدہ نہیں ہے اس لئے محققین علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز وغیرہ میں نہ پڑھی جائے مگر وہی قرات جو متواتر ہو اور قرات متواتر وہی ہے جس میں دو باتیں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کی تلاوت کا سلسلہ بواسطہ ثقہ راویوں کے صحابہ کرام تک پہنچ جائے نہ یہ کہ صرف رسم خط اس کا محتمل ہو۔ دوسرے یہ کہ مصاحف عثمانیہ کا رسم خط بھی اس کا محتمل ہو کیونکہ جب (معلوم ہو گیا کہ) قرآن کی حفاظت کی صورت اس کا جمع ہونا دو دقتیوں کے درمیان میں اور تمام امت کا اس پر متفق ہونا مقرر ہو چکا ہے تو معلوم ہو گیا کہ) جو کچھ اس کے علاوہ ہے اس کی حفاظت نہیں کی گئی اور جس کی حفاظت نہیں کی گئی وہ قرآن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

لے قرآن کریم کا کچھ حصہ منہج ہو گیا ہے تیغ تیغ قسم کا ہوا ہے ایک یہ کہ تلاوت بھی منہج اور حکم بھی منہج دوسرے یہ کہ صرف تلاوت منہج تیسرے یہ کہ صرف حکم منہج پہلی اور دوسری قسم قرآن کے اندر لکھی نہیں گئیں جس حصہ قرآن کی حفاظت نہیں کی گئی اس کو منہج کی جو دونوں میں مراد ہیں ۱۲ لے رسم خط سے مراد طریق کتابت ہو مثلاً مالک اور مالک اور مالک یہ سب الفاظ ایک ہی صورت میں لکھے جاتے ہیں یعنی اس طرح مالک پس گو یہ رسم خط ان تمام لفظوں کا احتمال رکھتا ہے مگر جو حرف ظہور فقرہ راویوں کے صحابہ کرام سے مروی ہوں وہی پڑھے جاتیں گے۔ پس سورۃ فاتحہ میں لفظ مالک مالک اور مالک پڑھانے والے اور مالک نہ پڑھا جائے۔

نے فرمایا ہے **وَإِنَّا لَنَظُنُّوْنَ** اور فرمایا ہے **إِنِّ عَلَيْهِمْ أَسْمَاءُ**
 وقرآن اس سے معلوم ہو گیا کہ **وَإِنَّا لَنَظُنُّوْنَ** کی قرارت
 دہجائے **وَمَا كُنَّا بِالْأَعْيُنِ** شاذ ہے نمازیں نہ پڑھنی
 چاہیے گو حضرت ابن مسعود اور ابو الدرداء کی صحیح روایت میں
 موجود ہے۔ نیز شیخین کی (جمع کی ہوئی) اصل سے مصاحف عثمانیہ
 کی نقل کرتے وقت حضرت ابن عباس نے دوسرے صحابہ سے
 بعض آیات کے تلفظ میں مباحثہ کیا وہ (سورہ بنی اسرائیل میں)
بِمَا نَسَىٰ قُلُوبُهُمْ کے **وَقُلُوبُهُمْ** کہتے تھے اور سورہ بقرہ
 میں **بِمَا نَسَىٰ قُلُوبُهُمْ** کے **وَقُلُوبُهُمْ** پڑھتے تھے مگر عباس
 نے ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا اور **قُلُوبُهُمْ** اور **وَقُلُوبُهُمْ**
 پیش لکھا اور وہی اطراف عالم میں پھیلا دیم نے اسی نامہ
 سے جان لیا کہ جماعت کا قول صحیح تھا اور حضرت ابن عباس کی
 راست از قبیل خطائے معذور تھی۔ اسی طرح صحابہ نے اپنی اپنی
 طرف قرآن کے جمع کرنے کا شوق کیا ہر ایک نے ایک ایک صحف
 مرتب کیا اور ہر ایک نے سور قرآن کو اپنے اپنے لغت میں لکھا
 برخلاف لغت قریش کے۔ حضرت ذی النورین نے ابہام ربانی فرمایا
 ان سب کو مٹا دیا اور ایک قرآن پر سب کو متفق کر دیا اس وقت
 قیل و قال کا دروازہ کھلا اور کچھ بردوات درمیان میں آئی مگر
 جب تمام دنیا کے لوگ مصاحف عثمانیہ پر متفق ہو گئے تو ہم نے
 یقین کر لیا کہ حفاظت اسی کی مقصود ہے اس کے علاوہ جو کچھ ہے
 اس کی حفاظت مقصود نہیں کیونکہ اگر اس کی حفاظت مقصود
 ہوتی تو وہ مٹ نہ سکتا۔ اور اس کو تو کوئی عقل نہ حفاظت سمجھ
 ہی نہیں سکتا کہ ایک مومنین الوجود جموں اعمال نامہ کے پاس دعوای
 لئے شیعوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن موجود عرف ہے ناقص ہے غیر صحیح ہے اور کہتے ہیں کہ خدا کا وہ واحد حفاظت اس طرح پوتا ہوا کہ صحیح
 قرآن ان ہمدی کے پاس قادی ہے۔

کہندہ نہادہ شدہ است **سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ**
 عظیم یاد روایت غریبے یاد کتابے ماورے
 بطریق تعجب آلودہ باشد کہ فلاں چہیں لغت و فلاں
 چہیں لغت در اشکال یک جانب اصابت بود و
 یک جانب خطا بعد و چوں پردہ از روی کار برکشند
 وحش فلق اصح پیدا رشت جمال غلات غلند ہر
 حال عینا و شالا افتد زندق است اولای باید بقتل
 رسانید اگر گوش شوا و دل دانواری سخنے باریک تر
 بشود ای حقانی ہمہ مدبر عالم است باہام امور حق
 و قلوب عیان صالحین تا شہیت مرا و اولکند و موعود
 اور اسرار مجامد و ہند و دی قنای قہر خضر با حضرت
 موسیٰ ذکر کرد و مریضی افادہ ہمیں کہ آچوں راہم
 نبوت موجود و دی مقترض الطاعت و قلوب عیان
 می رسید و شکر شہرا انجانی گنجش زد و اول و نہ
 جا ترقی کے ایام نبوت شخصی شد و دی متقطع
 گشت و لایعنا و اللہ الصالحین و کار نامی مطلوب
 بنوع الزکر و اجتہاد یا نوسے از رویا و ابہام و فرست
 خلد بود و اجہد حجت قائم موجب تکلیف نام
 نیست چوں کار بخور سید رشداں مانن فلق اصح
 ظاہر گشت معلوم ہوا اہل تحقیق مشد کہ اس
 معص حق بودہ است کما قال عمر بنی مہاش
 مع لای بکر رضی اللہ عنہ۔ فی مسئلہ
 لای بکرین فقرہ **قُلْ أَتُحِبُّونَ دَعْوِی** کہ در
 قلوب غلغلہ قرومی رحمت باں صفت بود
 لہذا بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابن مسعود **حَالِدٌ** والا جتنے پڑھتے تھے۔



مجاہد اللہ ان کو الہام ہوتا تھا۔

دخلفائے راشدین کی خلافت کا زمانہ بقیہ زمانہ نبوت تھا۔
 دیوں سمجھو کہ آپ بعد نبوت کے تیسری برس اپنی عمر شریف
 کے اور تیس برس زمانہ خلافت راشدہ کے کل تیرہ برس
 دنیا میں رہے فرق صرف یہ تھا کہ گویا زمانہ نبوت میں تصریحاً
 زبان مبارک سے تمام باتیں بیان فرماتے تھے اور زمانہ خلافت
 میں ساکت بیٹھے ہوئے ہوتے ہاتھ سے اور سر سے اشارہ کرتے تھے
 بعض لوگ (ان اشارات سے) اصل مقصود سمجھ گئے اور بعض
 نے سمجھنے میں غلطی کی اجماع (کا لفظ) تم نے علمائے دین
 کی زبان سے سنا ہوگا اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ تمام مجتہدین
 (اس طرح کہ ان میں سے) ایک بھی ملحد نہ رہے سب کے سب
 ایک زمانہ میں کسی مسئلہ پر اتفاق کر لیں کیونکہ یہ صورت نہ ہوتی ہو
 نہ ہو سکتی ہے بلکہ اجماع کے معنی یہ ہیں کہ خلیفہ (خاص) اہل اہل
 حضرات سے مشورہ کرنے کے بعد یا بغیر مشورہ کئے ہوئے کوئی حکم
 دے اور وہ حکم نافذ ہو جائے یہاں تک کہ تمام عالم اسلامی میں
 شائع ہو جائے اور تمام اسلامی دنیا میں ممکن ہو جائے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے (اسی اجماع کی حیثیت کی طرف اشارہ کرتے کئے) فرمایا ہے کہ تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین
 کی سنت جو میرے بعد ہوں گے۔

جب یہ مقدمہ معلوم ہو گیا تو اب جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے

اس اجماع کے یہ معنی صحت کی فکر مانی کا نتیجہ ہیں واقعی اجماع جتنے مسائل ہیں وہ سب سب قبول ہی ہیں کہ خلفائے راشدین ہی کے زمانہ میں بصد
 خدا ہوئے گئے۔ یہ معنی صحت کی سادہ منطق پائے کوئی اس کا مخالف نہ ہو خلفائے راشدین کے بعض احکام ایسے ہوئے کہ تمام اسلامی
 دنیا میں ممکن نہیں ہوئے وہ اجماع کی حد میں نہیں آتے ہیں نہ واجب الاتباع ہو سکتے ہیں جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت اہل اللہ کے جواز کا
 حکم جو واقعی شریعت سے اسی مجلس میں اختلاف کیا اور وہ حکم رائج نہ ہوا۔ یہ اشارہ اس طرح ہوگا کہ سنت اسی فعل کو کہتے ہیں جو طریقہ جاری
 ہوا اور طریقہ جاری ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اس کا رواج ہو جائے۔

وعدہ فرمود کہ اللہ لا یخلف الہمیت۔
 کہ ہاجرین اولین را کہ در مضمار ایمان و
 و عبادت پیش قدم اند خلفاء خواہیم ساخت
 و از ایشان کار ہست معلوم بطریق خواہد آمد و
 صورت ظہور این وعدہ آنست کہ واحد بعد
 واحد ازین جماعہ خلیفہ شود بدون نصب خلیفہ
 قلبہ قوم کثیر محال عادی است قال صلی اللہ
 علیہ وسلم الوصلۃ خلیفۃ یقائن من وراہ
 و قال قلیہم نہ لا یصلیہ الناس فوٹھے
 لا سرائۃ لہوہ و لا سرائۃ لہا لہوہ
 سادہ و این قدر معلوم بالقطع است
 لیکن درین وقت لڑنے از غیوض و اشکال
 موجود بود کہ کدام کس خلیفہ خواہند شد
 و مدت خلافت موصوفہ چہ قدر باشد
 و ترتیب خلافت ایشان بچہ اسلوب
 آن وقت و وقت مشاورہ بود کہ قرعہ اختیار
 بنام کلام یکے خواہد برآمد و از آن جماعہ
 موصوفہ کرا باین دولت سرفراز کنند چون
 الہام بتعین واحد بعد واحد فرود آمد جسے
 آل الہام لا اولاً قبول کردند و در اتمام آن
 اہتمام نمودند جسے بعد التیاء و التی بعد
 تقلیب امور سرفرود آوردند بعد انہما
 او صاف برہمہ مشکفت شد کہ آخر حق بود واقع
 شد و چشم و انگشت برآں فہل کہ

لے مضمار یعنی میدان ہے۔

وعدہ فرمایا ہے کہ اور وہ وعدہ خلافتی نہیں کہ ہاجرین اولین کو کہ جو
 مضمار ایمان و عبادت میں پیش قدم ہیں خلیفہ بنائیں گے اور ان
 سے فلاں فلاں کام ظاہر ہوں گے۔ اس وعدہ کے پورا ہونے کی
 صورت یہی ہے کہ ہاجرین اولین میں سے یکے بعد دیگرے (کچھ
 لوگ) خلیفہ ہوں (کیونکہ بغیر خلیفہ مقرر کئے ہوئے کسی بیسی قوم
 کا غالب ہو جانا عادی محال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہے کہ امام (مثلاً) پہلے کے ہوتا ہے کہ اس کو سامنے کو کے
 دیتے اس کے بل پر، جنگ کی جاتی ہے۔ اور کسی شاعر کا شعر ہے۔
 (ترجمہ) جو لوگ بے سر ہوں ان کا کوئی سردار نہ ہو تو ان میں
 صلاح (و فلاح) نہیں پیدا ہو سکتی اور جب کسی قوم کے جاہل
 سردار بن جائیں تو اس قوم کو بے سر سمجھنا چاہیے۔ (والمتص) اس
 قدر تو یقینی طور پر معلوم ہے کہ اس وعدہ کے پورے ہونے کی
 یہی ایک صورت ہی لیکن اس وقت (یعنی بوقت انعقاد خلافت)
 ایک قسم کا غیوض و اشکال تھا کہ (یہ نہ معلوم تھا کہ) کون کون لوگ
 خلیفہ ہوں گے اور اس خلافت کی مدت کس قدر ہوگی و ان کی
 خلافت کی ترتیب کس طرح ہوگی (لہذا) وہ وقت مشورہ کرنے
 کا وقت تھا کہ (دیکھا جائیے) قرعہ اختیار کا کس کے نام نکلتا ہے
 اور (کار پر وازان قضا و قدر) ہاجرین اولین میں سے کس
 کو اس دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔ جب یکے بعد دیگرے خلفاء
 کی تعیین کا الہام ہو گیا تو کچھ لوگوں نے فوراً اس الہام کو قبول
 کر لیا اور اس کے پورا کرنے میں اہتمام کیا اور کچھ لوگوں نے
 بعد کچھ چون و چرا اور بعد کچھ بحث کے سر (اطاعت) تم کیا کر
 جب اوصاف (موصوفہ خلفاء میں) منطبق ہو گئے تو سب پر اتفاق
 ہو گیا کہ جو حق تھا وہی واقع ہوا اور انہیں کھل گئیں کہ فعل

جماعہ نبویہ و عبداللہ لود کہ از پس پردہ چندین افکار و آفیسہ بروز نمود
کار ز لطف نسبت مشک افشانی اما عاشقان مصلحت را تہمت برآورد چنان بستر اند
اب بھی اگر تمھارے دل میں تردید ہوتا ہو کہ وعدہ الہی (تو مشک) سچا ہے مگر یہ کیونکر یقینی طور پر ہم کو معلوم ہو کہ (وہ) وعدہ الہی غلط ہے کہ لے تھا اور اس کا انجائز الہی خاص اشخاص پر ہوا (آیت میں) کہیں ان کا نام ہے نہ کچھ مشخصات ان کے مذکور ہیں باقی رہ لفظ مشک کہ (تو) اس میں احتمال ہے کہ (الذین) انھوں کی تاکید ہو نہ تاملیں (یعنی) تخصیص حاضرین وقت نزول آیت کے لئے نہ ہو تو اس تردد کے دفع کرنے کے لئے پہلے ایک حکایت سنو وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے (ایک دلیل) انبیائے متقدمین کا (بطور پیشین گوئی کے آپ کی) خبر دینا اور تورات اور انجیل اور دوسری کتب الہیہ (میں آپ کے ظہور) کی نصوص رکھا موجود ہونا ہے اور یہ ایک بڑا وسیع بحث ہے صحابہؓ نے اور (میں) مومنین اہل کتاب نے بہت چیزیں اس بحث کے متعلق روایت کی ہیں۔ متاخرین متکلمین اس دلیل پر اعتراض کرتے ہیں اور اس کے جواب کے لئے انجائز کے معنی پورا کرتا۔

لے تاکید اس کو کہتے ہیں کہ جو مضمون بیان ہو چکا بیان کیا جائے اس کو مضبوط کر دیا جائے خواہ اس میں کس کو کمرہ کر دیں یا اور کسی طرح۔ اور اس میں اس کو کہتے ہیں کہ نیا مضمون بیان کیا جائے تاکید کی صورت میں جو مضمون الذین انہو اولوا الاصلیہ کے ہیں وہی حکم کے بھی ہوا ہے مگر غلط ہے ہو گا کہ جو لوگ مومنین کہیں ان سے استلاف کا وعدہ کیا جائے خواہ وہ مومنین کسی زمانہ کے ہوں اور اس میں کی صورت میں الذین انہو اولوا الاصلیہ سے تو مومنین ہو کر سمجھے گئے اور حکم کو معلوم ہو کہ خاص نزول آیت کے وقت کے مومنین کا ہونا ہے۔ لے یہ حکایت ایک نہایت مفید تحقیق پر مشتمل ہے جس سے بہت عمدہ نتائج حاصل ہوتے ہیں جس کا نتیجہ ایک یہ ہے کہ بہت سے لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ خدا کا نام و تورات میں ہی نہیں پھر ان کی خلافت کا انہو اولو سے قرآن کیوں ضروری کہا جائے تو ایسے لوگوں کو ماننا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ماننا بھی اللہ سے تورات و انجیل ضروری نہیں ہوا اور اس کا مان لینا قرآن کا انکار صریح ہے۔

ماہر می شوند و آخر باضعف این مسلک میل می نمایند حاصل اعتراض آنکہ اگر در کتب الہیہ چیزے از وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہست نہایت کامل است کہ ذہن ساریع انال وصف بغیر منتشر متعلق شود کہ فرما مامن الکلی المنتزع من ہذا الاوصاف الکلیہ پیغمبر خواہ بود ہیچگاہ اوصاف کلیہ بدون اشارہ حسیہ بغیر خاص خواہد رسانید تاہر جا کہ اوصاف کلیہ جمع کنند غیر کلی ثمرہ خواہد داد بلکہ متعلق ذہن بغیر منتشر نیز ممنوع ست زیرا کہ در کتب الہیہ رموز مذکور است نہ ذکر عنوان نبوت و نہ استقصا و نہ ذکر مشخصات و نہ تکلیف نامس باقرار نبوت فرد خاص انجائز ندارد قال القاضی حنفی فی المواقف فان قبل ان یقیم محلی صفہ مفضلہ انہ فی السنۃ الفلانیۃ فی البلدۃ الفلانیۃ و صفہ کیمت و کیمت فاعلموا انہ نبی فباطل لا ما تجدد التورۃ والا انجیل خالیکین عن ذلک و اما ذکر جملة فان سلف فلا یدان علی التیوۃ بل علی ظہور انسان کامل او بقول بعد شخص آخر لم یظہر بعد قلنا المعتقد ظہور المعجزۃ علی یک و ہذا عاجز ہو کر بالآخر اس دلیل کے کمزور ہونے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں (ان کے) اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ کتب الہیہ میں جو کچھ وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور ہے انتہا مرتبہ اس کا یہ ہے کہ سننے والوں کا ذہن اس وصف سے ایک غیر معین شخص کی طرف جاتا ہے کہ کوئی فرد اس نئی کا جو ان اوصاف کلیہ کو حاصل ہوتی ہے پیغمبر ہو گا کیونکہ اوصاف کلیہ بغیر اشارہ حسیہ کے کسی خاص شخص تک (ذہن کو) نہیں پہنچا سکتے اوصاف کلیہ کو جب جمع کیا جائے گا تو نتیجہ کلی ہی نکلے گا بلکہ غیر معین شخص کی نبوت کی طرف ذہن کا جانا بھی لازم نہیں ہوتا اس وجہ سے کہ کتب الہیہ میں اشارات مذکور ہیں نبوت کا بھی عنوان (مذکور) نہیں ہے اور نہ تمام مشخصات بیان کئے گئے ہیں اس صورت میں (کتب الہیہ کے) ان نصوص کی بنا پر (کسی خاص شخص کی نبوت کے) اقرار پر مکلف ہونا ہم کو صحیح نہیں ہو سکتا۔ متاخرین متکلمین کے اعتراض کا حاصل ہوا اس اعتراض کو قاضی حنفی موافق میں (اس طرح) بیان کرتے ہیں کہ تم کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مفضل (توریت و انجیل میں) آئی ہے کہ آپ فلان من میں فلان شہر میں پیدا ہوں گے اور آپ کے یہ یہ حالات ہوں گے (جب آپ پیدا ہوں) تو سمجھ لینا کہ نبی ہیں تو یہ غلط ہے ہم تورات و انجیل کو ان باتوں سے خالی پاتے ہیں اور اگر تم یہ کہو کہ آپ کا ذکر (تورات و انجیل میں) عمل طور پر ہے تو اگر ان بھی لیا جائے تو وہ نبوت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کسی انسان کامل کے پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ شاید وہ کوئی اور شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا) ہو جو بھی پیدا نہیں ہوا تو اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ ممکن دلیل (نبوت کی) معجزہ کا آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہونا ہے اور یہ

ایجوہ الاخر للکملۃ والزیادۃ الخ
فیرے گوید عفا اللہ عنہ ایں رُکعت
قدیمی است کہ از مست آخرین متکلمین
واقع شد عفا اللہ عنہا و خجہ عامہ
مسلمین را باید کہ گوشش بآن نہ بند و
علماء را باید کہ انکار آن کنند و ایں سخن
بہمان مماند کہ علماء متفق اند بر آنکہ اگر
اجتہاد مجتہد و قضائے قاضی بر
خلافت صریح قرآن یا صریح حدیث
مشہورہ یا صریح اجماع یا صریح قیاس
قبل واقع شود نافذ نیست و تقلید آن
جائز نہ۔ خدائے تعالیٰ فرماید اُولَئِکَ
يَكُنُّ لَہُمْ اٰیۃٌ اَنْ یَّعْلَمُوْا عَلٰمَۃٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ
اِنَّہُمْ اٰیۃٌ وَّہُمْ فَرٰیۡدٌ یَّعْرِضُوْنَ کَمَا
یُعْرِضُوْنَ اٰیۃً مِّنْہٗ وَاَنْ یَّخْبِرَہُمْ
شود بالقطع کہ دانشمندان کتاب بسبب
شناخت پیغامبر آخر الزمان مکلف شد
و محبت تشریعی بدیشان قائم شد
پس قول ہانکہ ایں منصب و جہت منزومہ
نیست خلاف قرآن است تحقیق و ایں
باب آئند کہ بقدرے کہ در کتب سابقہ
بوجود جہت قائم گشت و تکلیف تحقیق شد
یقین حاصل می شود بدو چیز باقیہ۔

لے قیاس مطلق منطبق بر اس کلام کہ کہتے ہیں جو کسی تفسیر میں جملوں کو ترک کر دے جیسے اے رسول اللہ کہ اے رسول اللہ کسی قدر زور قول کا ان لینا لازم
تھے جیسے ایک کلام پر جو کلام تفسیر ہو کر نہ ہو کر جملوں کو ترک کر دے جیسے اے رسول اللہ کہ اے رسول اللہ کسی قدر زور قول کا ان لینا لازم
تھے جیسے ایک کلام پر جو کلام تفسیر ہو کر نہ ہو کر جملوں کو ترک کر دے جیسے اے رسول اللہ کہ اے رسول اللہ کسی قدر زور قول کا ان لینا لازم

اقتضائی ہو یا استثنائی بشرطیکہ مقدمات اُس کے یقینی ہوں اور
یقینیہ باشند و شکل منہج و متحرک کہ تمام
مقدمات لا ذکر نہ کنند و از بعض مقدمات
بطریق ظفرہ بمطلب انتقال نمایند
مثلاً دوسرا المقصود مستفاد من قول الشہس
بشناہیم بسبب دیدن اختلاف احوال
قر بہنکلاف قرب و بعد و از شمس
لیکن حدس دو قسم است حدسے کہ غیر افراد
قلیل از جنی آدم بآن پہے نہ روند بغرض
ماخذہ و خدائے تعالیٰ ایں قسم تکلیف نے
دہد عامہ را و حدسے کہ اکثر افراد انسانی
بآن پہے ہی روند مثل آنکہ وجود میل و نہا
از جہت قیومیت شمس و طلوع اوست
و باین قسم تکلیف واقع سے شود
و جہت قائم می گردد لخصوص کتب الہیہ
در باب اخبار بوجود پیغمبر آخر زمان صلے اللہ
علیہ وسلم ہر چند از جہت اقتضائے اقتضائے
استثنائیہ تعیین فرد خاص کہ افضل افراد
بشارت نمی رساند اما از جہت حدس

لے قیاس میں اگر تفسیر فیض خبر کی بالفعل مذکور ہو تو اقتضائی کہا جاتا ہے و در استثنائی کہ مثال۔ اگر یہ کتب ہی و اُس کی انھیں
کو حرکت ہو لیکن وہ کتب ہوں اس قیاس میں خود تفسیر بالفعل مذکور ہو تفسیر بہ کلام کی انھیں کو حرکت ہو۔ اقتضائی کی مثال۔ عالم تفسیر ہی اور ہر تفسیر
مادہ ہو۔ اس قیاس میں یہ تفسیر بالفعل مذکور ہے تفسیر ہاں تفسیر کے افراد مستغرق طوع و شیک مذکور ہیں مگر اس کو بالفعل مذکور ہو نہ ہیں
کہتے۔ قیاس میں جملوں کو ترک کر دے جیسے اے رسول اللہ کہ اے رسول اللہ کسی قدر زور قول کا ان لینا لازم
تھے جیسے ایک کلام پر جو کلام تفسیر ہو کر نہ ہو کر جملوں کو ترک کر دے جیسے اے رسول اللہ کہ اے رسول اللہ کسی قدر زور قول کا ان لینا لازم
تھے جیسے ایک کلام پر جو کلام تفسیر ہو کر نہ ہو کر جملوں کو ترک کر دے جیسے اے رسول اللہ کہ اے رسول اللہ کسی قدر زور قول کا ان لینا لازم

مکہ شریک میں جو متعلق کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ عذر چاند جالے کو کہتے ہیں۔

قریب الماخذ سے رسانند وہاں مکلف سے شوق نہ شک نیست کہ وجود جامع این اوصاف بیشتر بہا بعد مدو متداولہ یکے خواہد بود ہمیں کہ در فرد خاص یافتہ شد حدس آنجا قرار گرفت چون این حکایت آخر شد باید دانست کہ آیات خلافت خلفاء ہر چند ہونے از غرض داشتہ باشند چون فتح عجم و شام باین طریق کہ از زبان حضرت آدم تا این عصر گاہے نشدہ بود بطور انجاسید و تالیف مسلیں و الطینان قلوب ایشان و تمکین دین بوقتہ متحقق شد کہ در پیچ ملتے و ملتے در شرف آں بوجود نیامدہ ہیں برائے مصداق وعدہ اختلاف کلام خلافت بہتر ازین خواہد بود و چہنیں قرآن بسیار مثل این صورت باین ملتحق شد حدس قریب الماخذ بہم رسید کہ بیشتر ہمیں عزیزان اند و مردمان ہماں حدس قریب ماخوذ شد مد و این نوع سخن در تفسیر آیات برائے مجھے است کہ متبع احادیث نبویہ پیش نہ گرفتہ اند و آلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبتن قرآن عظیم است ہر جا اشکالے ہوم رسد بحدیث آنحضرت رجوع عباد کہو قال اللہ تعالیٰ لیتبینن للکائنات

قریب الماخذ کے طریقہ پر ضرور وہ اس تعین تک ذہن کو پہنچا دیتی ہیں اسی وجہ سے (ان نصوص کے جاننے والے آپ پر ایمان لائے کے ساتھ) مکلف ہو جاتے ہیں (اس حدس کی صورت یہ ہے کہ) یہ تو یقینی ہے کہ ان اوصاف موعودہ کا جامع ایک مدت و دار کے بعد ایک ہی شخص ہوگا۔ پس جیسے ہی وہ اوصاف کسی شخص میں پائے گئے فوراً حدس وہاں جم جاتا ہے کہ وہ شخص موعودہ ہی ہے۔

جب یہ حکایت تمام ہو گئی تو اب جاننا چاہیے کہ خلافت خلفاء کی آیتیں گورابتلا میں کسی قسم کا غموض رکھتی ہوں مگر جب فتح عجم و شام اس طریقہ پر کہ حضرت آدم کے زمانہ سے اس وقت تک کسی نہ ہوتی تھی ان کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی اور مسلمانوں کی تالیف اور ان کے دلوں کا الطینان اور دین کی تمکین اس طرح پائی گئی کہ کسی ملت میں اور کسی زمانہ میں اس کا دوسواں حصہ بھی نہیں پایا گیا پھر اس کے ساتھ ہی دل میں یہ خیال آیا کہ وعدہ اختلاف کا مصداق ہونے کے لئے کوئی خلافت بہتر اس سے ہوگی اسی طرح اور بھی بہت سے قریبے اس کے ساتھ مل گئے (فوراً) حدس قریب الماخذ پیدا ہو گیا کہ (ان آیتوں میں) بشارت انہی بزرگوں کی دی گئی ہے اور اس حدس قریب کے سبب سے آدمیوں پر تکلیف (شرعی) قائم ہو گئی (اور ماننا ان خلفاء کا ضروری ہو گیا) اس قسم کی گفتگو آیات کی تفسیر میں ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے احادیث نبویہ کا تتبع نہ کیا ہو ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن عظیم کے (اصلی) مفسر ہیں (قرآن کے متعلق) جہاں کہیں کچھ اشکال پیش آجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) اسے نبی! ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم لوگوں

مَا یَقُولُ لَیُبَیِّنَنَّ لَکُمْ مَا یَشَآءُ حَالاً پُرُوہ بر گردانیم سخن را بقانون دیگر سرانیم چون این آیات نازل شد کہ در اصل معنی خلفائے داشت و در تعین آن افراد و ترتیب ایشان در خلافت و مدت خلافت ایشان غرض واقع بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منظر عالم غیب مانند کہ کچھ افاضہ سے شود خدائے تعالیٰ در دنیا مل معاصر فرمود بعض رویا خود دیدند و بعض رویا اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدند و تعبیر اہل را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود نہ کہ قصصہ رویا الاذان و مراد یا لیلۃ القدر قال صلی اللہ علیہ وسلم بئنا اننا ناکہہ را یقین علی قلبی علیہا ذلک فَنَزَعَتْ مِنْهَا مَا شَاءَ اللہ لَعَنَ اخذھا ابن ابی حنفۃ فَنَزَعَتْ مِنْهَا ذَنُوبًا و ذَنُوبَیْنِ وَ فِی شَیْءٍ ضَعُفٌ و اللہ یغفر لہ لَعَنَ اخذھا ابن الخطاب فلہا تحقیقاً من الناس یمیزع منزع عمود

سے توضیح کرو اس کی جو نازل کیا گیا ہے ان کی طرف ان کے پروردگار کے یہاں سے (لہذا) اب ہم پروردگار کے لئے ہیں اور مضمون کو دوسرے دُستک پر چلائے ہیں (یعنی احادیث کی مدد سے ان آیات کی توضیح کرتے ہیں)۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں جو اصل معنی میں کسی قسم کی پوشیدگی نہ رکھتی تھیں مگر ان موعودہ خلفاء کی تعین اور ان کی ترتیب خلافت اور مدت خلافت میں کچھ غموض تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب کے منظر رہے کہ (وہاں سے) کیا افاضہ ہوتا ہے (چنانچہ) خدا تعالیٰ نے خواب میں (جو انبیاء علیہم السلام کے لئے حکم وحی کا رکھتا ہے) اس معنی کو عمل کرو یا بعض خواب آپ نے خود دیکھے اور بعض آپ کے اصحاب نے اور تعبیر ان خوابوں کی آپ نے بیان فرمادی (یہ بالکل ایسا ہی ہے) جیسے اذان کے خواب میں دیکھنے کا واقعہ یا لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھنے کا واقعہ (وہ خواب یہ ہیں) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز میں سورہ اتحائیں نے اپنے کو ایک کنوئیں کے پاس دیکھا جس پر ایک ڈول رکھا ہوا تھا میں نے اُس کنوئیں سے جس قدر ڈول اللہ کو منظور تھے نکالے پھر اُس ڈول کو مجھ سے ابو قحافہ کے بیٹے (یعنی حضرت صدیق) نے لے لیا اور انھوں نے ایک یا دو ڈول نکالے مگر ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اُس کو معاف کرے، پھر وہ ڈول پُر ہو گیا اور اُس کو ابن خطاب نے لے لیا (اور پھر شروع کیا) میں نے کسی زور مند آدمی کو اس طرح ڈول نکالتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح عمر (اس پر کی

سے کمزوری ہو کر وہ ہے کہ ان کا زمانہ خلافت کم ہوگا اور بعض کاموں کی ابتدا کر کے وہ انجام کو نہ پہنچائے پائیں گے کہ ان کی وفات ہو جائیگی ایک قسم کے امتحان میں اس کو کمزوری سے تعبیر فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ایک یا دو ڈول نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اور دعا گوئی کے لئے تھا یا کسی سے بیان کر دینے پر پہنچے چوتھے کا یہ اذکار ہیں و زما است وغیرہ کو پانا دیتے ہیں۔

تَحْتَ ضَوْءِ النَّاسِ بِطَنٍ اخْرَجَهُ
الشَّيْخَانِ مِنْ حَلَمِثِ ابْنِ هَرِيرَةَ وَ
الترمذی من حدیث ابن عمر و الترمذی
ابن مردویہ عن ابن عمر خرج علیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ذات غداۃ بعد طلوع الشمس قال
رأیت قبل الفجر کأنی أعطیت
المقالیذ والموازين فاما المقالیذ
فهي المقاليح واما الموازين فهاذا التي
یوزن بها فوضعت فی کفۃ ووضعت
الشیء فی کفۃ فوثرنت بهم فوثرنت
شعر جیحی بانی بکر فوثرنت بهم
فرجع شعر جیحی بعمر فوثرنت بهم
فرجع شعر فوثرنت بهم فوثرنت بهم
عن ابی بکر ان رجلا قال
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رأیت کان میلان نزل من السماء
فوثرنت انت و ابوبکر فرجحت
انت و وثران ابوبکر و عمر فرجحت
ابوبکر و وثران عمر و عثمان
فرجحت عمر و عمر فرجحت المیزان فاستاء
لہما رسول اللہ علیہ وسلم
یعنی فسأء ذلک فقال
خلافتہ نبوتہ شعر یؤی اللہ

نکالتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے (خود تو میرا ہی ہو ہی گئے
تھے) اپنے اونٹوں کو (بھی) سیراب کر لیا اس حدیث کو بخاری
و مسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ
سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت
کی ہے کہ انھوں نے کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم لوگوں کے پاس بعد طلوع آفتاب کے تشریف لائے اور فرمایا
کہ میں نے فجر سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ مجھے مقالید اور موازین
دی گئی ہیں۔ مقالید سے مراد کھجیاں (کہ ان سے تمام دنیا کے
توزانے کھول سکوں) اور موازین سے مراد وہی ترازو ہیں جن سے
تو لاجا تا ہے چنانچہ ترازو کے ایک پتے میں میں رکھا گیا اور دوسرے
پتے میں میری تمام امت رکھی گئی اور وزن کیا گیا میری پلہ
بھاری رہا اس کے بعد ابوبکرؓ لائے گئے اور وہ (میری جگہ پر
رکھے) تمام امت کے ساتھ تولے گئے تو انھیں کا پلہ بھاری
رہا پھر عمرؓ لائے گئے اور وہ (ابوبکرؓ کی جگہ پر رکھے) تمام امت
کے ساتھ تولے گئے تو انہی کا پلہ بھاری رہا پھر عثمانؓ لائے گئے
اور وہ (عمرؓ کی جگہ پر رکھے) تمام امت کے ساتھ تولے گئے
تو پلہ انہی کا بھاری رہا۔ اس کے بعد وہ ترازو (آسمان پر اٹھا
گئی۔ اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں
نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے (اُس میں)
آپ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپ بھاری نکلے پھر ابوبکرؓ و عمرؓ
تولے گئے تو ابوبکرؓ بھاری نکلے پھر عمرؓ و عثمانؓ تولے گئے تو
عمرؓ بھاری نکلے۔ پھر وہ ترازو اٹھالی گئی۔ اس بات سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا اُس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ
(اس کی تعبیر) خلافت نبوت ہے بعد خلافت نبوت کے اللہ

الملك من يشاء واخرج ابو عمر عن
عروضة نحوه واخرج ابوداؤد عن جابر
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اوی اللیلۃ رجل صالح کانت
ابا بکر بنظیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و نبط عثمان بنی قال جابر قلنا
فما من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اما توط
بعضهم ببعض فہو ولاۃ الامم
الذی بعث اللہ بہ نبیۃ صلی اللہ
علیہ وسلم واخرج ابوداؤد عن مرقہ
بن جندب ان رجلا قال یا رسول
اللہ انی رأیت کان دلوۃ ارجی من
السماء فجاء ابوبکر فلخذ بعراقیہا
فشراب شربا ضعیفا ثم جاء عمر
فلخذ بعراقیہا فشراب حقی
تصلح ثم جاء عثمان فلخذ بعراقیہا
فشراب حقی تصلح ثم جاء علی فلخذ
بعراقیہا فانتشطت وانتظمت علیہا
شیء العراقی جمع عرقۃ و عرقۃ الدلو
هي الخبثۃ للعبثۃ علی فیہ الدلو انتشطت
انتشطت وکن ابن عباس کان ابوبکر یؤی یجد

جس کو چاہے گا بادشاہت دے گا (خلافت نبوت دے گا) اور
ابو عمرؓ نے (استیعاب میں) حضرت عروضہؓ سے اسی مضمون کی روایت
نقل کی ہے۔ اور ابوداؤد نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز صحابہؓ سے) فرمایا
کہ آج شب کو ایک نیک مرد کو یہ (خواب) دکھلایا گیا کہ گویا ابوبکرؓ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے دامن سے) لٹکائے گئے ہیں
اور عمرؓ ابوبکرؓ کے (دامن) سے لٹکائے گئے ہیں اور عثمانؓ عمرؓ کے
دامن سے لٹکائے گئے ہیں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھے تو ہم لوگوں نے
(بطور خود) کہا کہ وہ نیک مرد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
(جن کو یہ خواب دکھلایا گیا) اور ایک کا دوسرے (کے دامن) سے
لٹکنا (صاف) بتا رہے کہ یہ لوگ اس دین کے والی ہوں گے جس کے
ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اور ابوداؤد
نے حضرت عمرؓ بن جندبؓ کی روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا
گیا پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقہ پکڑ لی اور پیار (مگر)
کمزور طریقہ سے پیچھا کرتے اور انھوں نے اس کی عرقہ پکڑ لی
اور پیلا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے
اس کی عرقہ پکڑ لی اور پیلا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر علیؓ آئے
اور انھوں نے اس کی عرقہ پکڑ لی تو وہ کل گئی اور اس پانی کی
کچھ جھینٹیں بھی ان پر پڑیں (عرقہ اس لکڑی کو کہتے ہیں جو پانی
کے ڈول کے منہ پر جانب عرض میں لگائی جاتی ہے) اور حضرت
ابن عباسؓ سے روایت ہے (وہ کہتے تھے) حضرت ابوبکرؓ یہ بیان

لے کمزور طریقہ سے پیچھا کرتے تھے کہ نبوت خلافت کم ہونے کے سبب سیر ہو گئے تھے جس جگہ سے وہ اس طرف
کی طرف کہ ان کی خلافت منقسم ہو گئی اور جھینٹوں کو پڑنا ان تقویٰ کی طرف اشارہ ہے جو ان کے زمانہ میں پیش آئے۔

کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آیا اور اُس نے عرض کیا کہ میں نے آج شب کو خواب میں دیکھا
 کہ ایک آدمی کا گناہ ہے اس سے گئی اور شہد ٹپکا رہا ہے پھر میں نے
 لوگوں کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے اس کیلے رہے ہیں کسی نے کم
 لیا کسی نے زیادہ اور میں نے دیکھا کہ ایک رسی آسمان سے زمین تک
 ٹنک رہی ہے پھر میں نے یا رسول اللہ آپ کو دیکھا کہ آپ سے
 اس رسی کو پکڑ لیا اور اس کے زور سے آسمان پر چڑھ گئے پھر
 ایک اور شخص نے (اگر) اس رسی کو پکڑا اور (اُس کے زور سے آسمان
 پر چڑھ گیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور شخص (آیا اور اس نے اس
 رسی کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی مگر پھر بڑھتی اور وہ شخص بھی چڑھ
 گیا۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قضا ہو جائیں اگر
 آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس (خواب) کی تعبیر بیان کروں آپ
 نے فرمایا (اچھا) بیان کرو۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ زبردست مراد اسلام ہے
 اور (اس امر سے) جو روغن و شہد ٹپکاتے وہ قرآن ہے (روغن و
 مراد، قرآن کی نرمی اور شہد سے مراد قرآن کی حلاوت ہے) اور
 زیادہ لینے والا اور کم لینے والا (اُس شہد و گھی کا) وہ ہے جو قرآن
 کا علم زیادہ حاصل کرے اور کم حاصل کرے اور آسمان سے زمین
 تک رسی ٹنکتی ہوئی (جو اس شخص نے دیکھی اس سے مراد وہ دین)
 حق ہے جس پر آپ ہیں آپ اس کو پکڑے ہوئے ہیں پھر (جب) اللہ
 تعالیٰ آپ کو اٹھالے گا تو آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑ
 لے گا اور اُس کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہو جائے گا پھر ایک اور
 شخص اس کو پکڑے گا اور اُس کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہو جائے گا
 پھر ایک دوسرا شخص اُس کو پکڑے گا تو وہ رسی ٹوٹ جائے گی۔
 (مگر) پھر وہ رسی اُس کو جوڑ دی جائے گی اور وہ شخص بھی بلند
 (مرتبہ) ہو جائے گا یا رسول اللہ فرماتے ہیں میں نے ایک بیان کیا ہے

ازالة الختام - مقصود اول

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ خشک اور کچھ غلط۔ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ جو کچھ میں نے غلطی کی ہو اس کو آپ بیان کر دیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم مت دلاؤ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور دارمی اور ابوداؤد اور ترمذی سے روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم نے کچھ غلطی کی علماء نے اس غلطی کی کئی صورتیں بیان کی ہیں لیکن جو کچھ اس فقیر کے ذہن میں آیا وہ یہ ہے کہ غلطی سے مراد ان خلفاء کے ناموں کا ذکر نہ کرنا ہے جن کو ایک طرح کے استعارے میں غلطی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے {اور حسن (بصری) سے مروی ہے وہ کہتے تھے مجھ کو خبر ملی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے کو برابر (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے (بول و برازیں چل رہا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ تم لوگوں میں ممتاز ہو گے (پھر) ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے یہ بھی خواب میں دیکھا کہ میرے سینہ میں دو تحریروں ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا (اس کی تعبیر ہے) دو سال۔ یہ حدیث ابن سعدؒ سے مروی ہے پھر (اس قسم کے خوابوں کے علاوہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست نے (بھی) بعض واقعات میں کام کیا اور اُن سے اپنے استنباط فرمایا کہ یہی لوگ خلیفہ ہیں (چنانچہ) حاکم نے سفینہ سے روایت کی تو وہ کہتے تھے کہ جب بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقدس کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپؐ نے ایک پتھر رکھا پھر آپؐ نے فرمایا میرے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عمرؓ رکھیں پھر آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عثمانؓ رکھیں پھر آپؐ نے فرمایا کہ عمارؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عتبہؓ رکھیں پھر اس کے بعد فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہیں اور ابوبکرؓ اولیٰ اور حاکمؓ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ٹھیک اور کچھ غلط۔ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ جو کچھ میں نے غلطی کی ہو اس کو آپ بیان کر دیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم مت دلاؤ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور دارمی اور ابوداؤد اور ترمذی سے روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم نے کچھ غلطی کی علماء نے اس غلطی کی کئی صورتیں بیان کی ہیں لیکن جو کچھ اس فقیر کے ذہن میں آیا وہ یہ ہے کہ غلطی سے مراد ان خلفاء کے ناموں کا ذکر نہ کرنا ہے جس کو ایک طرح کے استعارہ میں غلطی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے {اول حسن (بصری) سے مروی ہے وہ کہتے تھے (مجھ کو خبر ملی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے کو برابر خواب میں) دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے (بول) و برازیں چل رہا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ تم لوگوں میں ممتاز ہو گے (پھر) ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے یہ بھی خواب میں دیکھا کہ میرے سینہ میں دو تھوڑیں ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا (اس کی تعبیر ہے) دو سال۔ یہ حدیث ابن سعدؒ سے مروی ہے پھر (اس قسم کے خوابوں کے علاوہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست نے (بھی) بعض واقعات میں کام کیا اور ان سے آپؐ نے استنباط فرمایا کہ یہی لوگ خلیفہ ہیں (چنانچہ) حاکم نے سفینہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقدس کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپؐ نے ایک پتھر رکھا پھر آپؐ نے فرمایا میرے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر ابوبکرؓ رکھیں پھر آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عمرؓ رکھیں پھر آپؐ نے فرمایا کہ عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عثمانؓ رکھیں پھر اس کے بعد فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہیں اور ابوبکرؓ اولہ حاکم نے

صنف۔ و تناقض در میان این دو حدیث نیست زیرا کہ چون حضرت مرتضیٰ را با خلفاء عدل نظر بقوت سوابق اسلامیہ او و افضل ناس بودن او در زمان خلافت خود مدت خلافت ثلثین شود و اگر عدد نہ کنند نظر بآنکہ خلافت ایشان اعتقاد نبی است بموت حضرت عثمان خلافت خاصہ منقطع شد و اکثر احادیث بہمیں مضمون وارد شدہ و فی حدیث ابن ہریرہ و غیرہ کہ خلافت بالمدینۃ و الملک بالشامہ و ولادہ لفظ خلافت و دین احادیث و در احادیث کہ من بعد خواہد آمد دلالت می نماید بر آن کہ مراد تفسیر لفظ استخلاف است کہ در آیت کریمہ آمدہ چنانکہ لفظ خذوا عقی خذوا عقی قد جعل اللہ لہن سبیلاً دلالت ہے کنند کہ انما وعد کھن یتبعن اللہ لہن سبیلاً بودہ است و اخذوا محاکم عن انس بن مالک قال بعثتہ بنوا المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے توبہ یاد کرو مجھ سے یاد کرو مجھ سے چنانکہ اللہ نے عورتوں کے لئے ایک سبیل نکال دی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمایا تھا کہ اس میں خلافت کا ذکر نہیں حدیث میں ہے کہ مدینہ میں ہوگی یا اور اس میں کسی خاصہ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ آیت استخلاف میں میں خلافت کا وعدہ ہے نہ مدینہ میں ہوگی یا اور جو بات بیان کی گئی ہو۔

بھیجا کہ اگر کوئی حادثہ آپ پر پیش آجائے تو ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں چنانکہ (میں نے جاکر آپ کو پوچھا) آپ نے فرمایا (جاؤ کہدو کہ ابوبکر کو دینا میں نے (جا کر) بنی مصطلق کے لوگوں سے کہدیا حضرت انس کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے مجھ سے کہا (پھر جاؤ اور) آپ کہو کہ اگر ابوبکر کو موت آجائے تو ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں چنانکہ میں نے آپ کو پوچھا آپ نے فرمایا (کہدو کہ عمر کو دینا میں نے ان لوگوں سے کہدیا) ان لوگوں نے (مجھ سے) کہا کہ (پھر جاؤ اور پوچھو) کہ عمر کے بعد کس کو دیں میں نے آپ کو پوچھا آپ نے فرمایا (جاؤ کہدو کہ عثمان کو دینا) اور سہل بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے کوئی چیز بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (بطور قرض کے) فروخت کی تھی حضرت علیؑ نے اس اعرابی سے کہا کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ اگر انھیں موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ اعرابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور اس نے آپ کو پوچھا آپ نے فرمایا کہ ابوبکر تم کو دیں گے پھر وہ حضرت علیؑ کے پاس گیا اور یہی ان سے بیان کر دیا حضرت علیؑ نے کہا جاؤ پھر پوچھو کہ اگر ابوبکر کو موت آجائے تو اس کو کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ پھر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو پوچھا آپ نے فرمایا عمر ادا کر دیں گے۔ پھر اس اعرابی نے اگر حضرت علیؑ سے بیان کیا انھوں نے کہا کہ پھر جاؤ اور پوچھو کہ عمر کے بعد کون ادا کرے گا؟ چنانچہ اس نے جاکر پوچھا (آپ نے فرمایا کہ عثمان ادا کریں گے) (اس اعرابی نے ہی جاکر حضرت علیؑ سے بیان کیا حضرت علیؑ نے اس اعرابی سے کہا کہ پھر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ اگر عثمان کو موت آجائے تو اس کو کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ اعرابی پھر گیا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوبکر کو بھی موت آجائے اور عمر کو بھی موت آجائے اور عثمان کو بھی موت آجائے (تو پھر دینا رہنے کے قابل نہ ہوگی) لہذا تم سے بڑے تو تم بھی مروتا اس روایت کو اسطیل نے اپنی جمع میں لکھا ہے اور نیز

الی من دفع زکوٰۃ اذ حدثک لک حدث فقال ادفعوها الی ابی بکر فقلت ذلک لہم قال قالوا سلہ ان حدثت بانی بکر حدث المحدث قال من دفع زکوٰۃ من کوئی دفعہ فقال ادفعوها الی عمر قالوا فالی من دفعہا بعد عمر فقلت لہ قال ادفعوها الی عثمان عن سہل بن ابی حمزہ قال یا ایہ اعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیؑ لا اعلیٰ رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسأله ان آتی علیہ اجلہ من یقضیہ فاتی الاعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یقضیہ ابوبکر فخرج الی علیؑ فحدثہ فقال ارجع و اسأله ان اتی علیؑ ابی بکر اجلہ من یقضیہ فاتی الاعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یقضیہ عمر فخرج الی علیؑ فحدثہ فقال ارجع فاسأله من بعد عمر فقال یقضیہ عثمان فقال علیؑ لا اعلیٰ رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسأله ان اتی علیؑ عثمان اجلہ من یقضیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتی علیؑ ابی بکر اجلہ و عثمان اجلہ فان استطعت ان تموت موتہم اخرجوا المصلی فی مجملہ و اخرجوا ایضاً

انھوں نے اس روایت کو حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی نقل کر کے لکھا ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عراقی سے کچھ اونٹنیاں (قرض) مول لیں اس عراقی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ کو جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا ابو بکرؓ اُس نے عرض کیا کہ اگر ابو بکرؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا عمرؓ اُس نے عرض کیا کہ اگر عمرؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا عثمانؓ اُس نے عرض کیا کہ اگر عثمانؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا (عثمانؓ کے بعد دنیا رہنے کی جگہ نہ ہوگی لہذا) اگر تم سے ہو سکے تو تم بھی مر جانا۔ اور حضرت خبیب بن مسلمہؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئی اور اُس نے آپ سے کسی معاملہ میں کچھ گفتگو کی آپ نے فرمایا کہ پھر تو اُس نے عرض کیا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کی وفات ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پانا تو ابو بکرؓ کے پاس جانا۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے لکھا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ قرض ایک سال کے وعدہ پر لیا اُس یہودی نے کہا کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر جس کے پاس جاؤں؟ آپ نے فرمایا ابو بکرؓ کے پاس اُس نے کہا اگر ان کو بھی نہ پاؤں تو آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کے پاس اُس نے کہا اگر ان کو بھی نہ پاؤں آپ نے فرمایا جب عمرؓ مر جائیں تو اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی مر جانا۔ اس روایت کو عصب طبری نے ریاض میں قلمی (یعنی ابوالہیثم بن سعدؒ) سے نقل کیا ہے اور ابن سعدؒ نے ابن شہابؒ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا اُس کو ابو بکرؓ سے بیان کیا فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ گویا ہم اور تم دونوں ایک زمین پر چڑھ رہے ہیں اور میں تم سے

عمر قاتلين ونصف فقال يا رسول الله يقضك
الله تعالى الى رحمة ومغفرة وأرغش
بعدك سديتين ونصفاً وأخرج البيهقي و
ابو نعيم عن ابن عمر قال سمعت رسول الله
ﷺ عليه وسلم يقول سيكون فيكم
أثناعشر خليفة ابوبكر الصديق لا يكبت
خلفي الا قليلاً وصاحب رضى دار الحرب
يعيش حميداً وميت شهيداً قال رجل ومن
هو يا رسول الله قال عمر بن الخطاب ثم التفت
الى عثمان بن عفان فقال وانت يساً لك
المرء ان تخلع قميصاً كسأله الله و
الذى بعثى بالحق لئن خلعت لا تدخل
الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط
وأخرج ابو يعلى عن ابى عبيدة بن الجراح
ومعاذ بن جبل عن النبي ﷺ عليه
وسلم انه بدأ هذه الامم نبوة وجمعة
ثم كبرن خلافة ورحمة ثم كبرن ملكاً
مخصوصاً ثم كبرن عتواً وجأرةً وفساداً
في الزمة يستحلون الحريم والخمر و
المرادج والفساد في الزمة ينصرون على
ذلك ويتركون ابدانهم يلقوا الله

ذمائی سیرٹھیاں آگے ہوں انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (اس کی
تیسر تو میری سمجھ میں یہ آتی ہے کہ) اللہ تعالیٰ جب آپ کو اپنی رحمت و
معفرت کی طرف اٹھائے گا تو میں گمانوں میں رہوں گا کہ آپ کے بعد اور زندہ
ہوں گا۔ اور یہی حق اور یونیم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی جو
کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے کہ غفریر تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے ابو بکرؓ تو میرے بعد بہت قصور
دنوں زندہ رہیں گے اور وہ دارالحرب کی بجلی گھومائے والا (اچھی اور)
عمدہ زندگی پائے گا اور شہید ہو کر مرے گا کسی شخص نے پوچھا کہ
یا رسول اللہؐ کون ہوگا آپ نے فرمایا عمر بن خطابؓ اس کے بعد
حضرت عثمانؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگ تم سے خواہش کریں گے
کہ وہ قیص جو اللہ نے تمہیں پہنایا ہے آنا رو مگر تم اس کی جس نے
مجھے حق کے ساتھ سمجھا ہے اگر تم نے وہ قیص آنا دیا تو جنت میں
ہرگز داخل نہ ہو سکو گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناک سے نکل جائے
اور ابو بکرؓ نے حضرت عبید بن جراحؓ اور حضرت مخاض بن جبلؓ سے
انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جو کہ (آپؐ فرمایا)
اس کام (یعنی دین اسلام) کی ابتلا نبوت اور رحمت سے ہوتی ہے
پھر آگے چل کر خلافت اور نبوت ہو جائے گی پھر آگے چل کر ملک
عضوض ہو جائے گا پھر آگے چل کر سرکشی اور جبر ہوگا اور امت میں
فساد پیدا ہوگا ریشی کپڑوں کو اور شرابیوں کو اور دعوتوں کی شرمیلیوں
کو اور بدعہدی کو حلال سمجھنے لگیں گے مگر باوجود اس کے ان کی
مدد کی جائے گی اور ان کو رزق ملے گا یہاں تک کہ خلا سے ملیں

۱۔ دارالطلب اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کافروں کی سلطنت ہو اور ان کافروں کو کوئی معاذہ اس کا نہ ہو، دارالغرب کی جگہ گھوٹانے کا مطلب یہ ہو کہ ان کے زمانہ میں جہاں کو انتظام خوب ہوگا۔ ۲۔ فیض سے مراد خلافت ہے مطلب یہ ہے کہ لوگ تم سے تبرک خلافت کی خواہش کریں گے مگر تم ترک نہ کرنا۔ ۳۔ ملک عضو سے کہنے کا معنی اس کا ہونا، یعنی وہ سلطنت میں خلافت راشدہ کے خیر محض نہ ہوگی بلکہ کچھ آئرش ظلم کی سی اس میں ہوگی۔

کرینے کے لئے تم ایک نہ کرنا۔ ۵۷ ملک عضو کے لئے
خیر حص نہ ہوگی بلکہ کچھ آمیزش قلم کی ہی اس میں ہوگی۔

عن ابن مسعود قال قال ابو بكر الصديق
خرجت الى اليمن قبل ان يبعث النبي
صلى الله عليه وسلم فزلت على شيخ
من الاثراد عالم قد قرأ الكتب وانش
عليه اربع مائة سنة الاثني عشرين فقا
لي احبك حومة قلت نعم قال واحبك
قرا شيئاً قلت نعم قال واحبك
يتمياً قلت نعم قال بقيت لي منك ولدت
قلت ما هي قال تكشف لي عن بطنك
قلت لرداك قال اجدا في العلم الصالح
ان نيتا يبعث في التورم يعاون عيسى
امره فني وكنتل فاما الفتى فتواض
عجرايت وده قائم مفضلات فاما الكحل
فانيس غيف على بطنه شامة وعسل
نخذه اليسرى علامة وما عليك ان توفى
فقد تكلمت لي فيك الصفة الامانة
علي قال ابو بكر فكشفت لهن بطني
فراي شامة سوداء فوق سترتي فقال
انت هو رب الكعبة واخرج ابن عساكر
عن الربيع بن انس قال مكتوب في
الكتاب الاقل مثل ابى بكر الصديق مثل
القطر ايضا وقع نغم واخرج ابن عساكر
ابى بكر قال اتيت عمر بن زيد يوم ما كان

له قسيه بن تيمم کے (لوگ تو جی کہتے ہیں حضرت صدیق ہی قسید سے تھے۔ لے جوان سے مراد حضرت فاروق
اور بڑے مراد حضرت صدیق

فری بصيرة في مؤخر القوم الى رجل
فقال ما تجد فيه انظر اقبلك من الكتب
قال خليفة النبي صلى الله عليه وسلم
صديقا واخرج الدينوري في الجلالة
واين عساكر من طريق زيد بن اسلم قال
اخبرنا عمر بن الخطاب قال خرجت مع
نايس من قريش في تجارة الى الشام في
الجاهلية فلما خرجنا الى مكة نسيت قصه
حاجة فخرجت فقلت لاصحابي الحق
قوالله اني لغى سوق من اسواقها اذا
انا بطريق قد جاء فخذ بعنقي قد هبت
انازحه فادخلني كنيسة فاذا اتراب متراكب
بعضه على بعض فذفع الى خوف فاشا
وخر نبيلاً وقال انقل هذا التراب فقلت
اذهبكم في امري كيف اصنع فاتاني
في الهاجرة فقال لي لمرألة اخرجت
شديداً شرساً اصابعه فضرب بها
وسط رأسي فقلت فضررت بها هامة
فاذا ما غره قد انتشر شوخجوت على
وتجى ما ذكرى ابن اسلم فمشيت بقية
يوم وليلتي حتى اصبحت فانهيت ال
ذكر فاستظلت في ظله فخرج الى رجل
فقال يا عبيد الله ما يجيشك
ههنا قلت ضللت عن اصحابي
له بطريق عيساويون کا عالم یاد ویش۔

سب کے پیچھے ایک شخص کو دیکھا تو اس سے کہا کہ اگلی کتابوں میں تم
نے کیا پڑھا ہے اس نے کہا میں نے پڑھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا خلیفہ ان کا صدیق ہوگا۔ اور دینوری نے مجالس میں اور ابن
عساکر نے روایت زید بن اسلم لکھا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن
خطاب نے ہم سے بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں بغرض تجارت
قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف گیا پھر جب ہم وہاں
سے فارغ ہو کر مکہ کی طرف چلے تو مجھے اپنا ایک کام یاد آیا تو میں
پھر پیچھے لوٹ گیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں اگر تم
سے مل جاؤں گا۔ پس میں شام کی ایک بازار میں جا رہا تھا کہ مجھے
ایک بطریق ملا اس نے میری گردن پکڑ لی میں اس سے بولنے لگا بلاخبر
وہ مجھے اپنے گرجا میں لے گیا وہاں کچھ مٹی ڈھیر تھی مجھے اس نے
ایک پیلو اور ایک پھاوڑا اور ایک ٹوکری دی اور کہا اس مٹی کو
یہاں سے ہٹا دے (یہ کہہ کر وہ تو چلا گیا اور پھاگ بند کرتا گیا)
میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اب کیا کروں پھر وہ دوپہر کے وقت میری
پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو نے کچھ بھی مٹی
نہیں نکالی پھر اس نے ایک ٹھوسا میرے سر میں مارا اب تو مجھ
عقد آگیا اور میں نے اس کے سر پر (پھاوڑہ وغیرہ) دے مارا
جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور بھیجا اس کا منک پڑا۔ اس کے
بعد میں اسی وقت وہاں سے بھاگا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ
کہاں جاؤں۔ الغرض میں اس دن کا باقی حصہ اور پوری رات چلتا
ہی رہا صبح ہوتے ایک دیر (درجہ) کے پاس پہنچا اس کے سایہ
میں جا کر بیٹھ گیا اس دیر سے ایک شخص نکلا اور اس نے مجھ سے
کہا کہ اسے بندہ خدا! تو یہاں کیوں آیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں
اپنے ساتھیوں سے (بھاگا ہو کر) راستہ بھول گیا ہوں پھر وہ

میرے لئے کھانا اور پانی لے آیا اور ایک مرتبہ نیچے سے اوپر تک مجھے بخود دیکھا اس کے بعد کہنے لگا کہ اے شخص! تمام اہل کتاب جانتے ہیں کہ اب روئے زمین پر کوئی مجھ سے زیادہ کتاب (آپ) کا عالم نہیں ہے اور میں (اپنے علم سے) تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں جو ہم کو اس دیر سے نکالے گا اور اس شہر پر قابض ہوگا۔ میں نے اس سے کہا کہ صاحب آپ تو کہیں اور چلے گئے اُس نے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا عمرو بن خطابؓ (یہ سنی تھی) اُس نے کہا خدا کی قسم تم وہی شخص ہو کچھ شک نہیں۔ پچاس دیر کا اور جو کچھ (از قسم الارضی و اموال) اس میں ہے اس کا معافی نامہ تو ہمیں لکھ دو۔ میں نے کہا صاحب آپ نے میرے ساتھ ایک اسٹا کیات اب اس کو اس طرح نہ بٹائیے۔ اُس نے کہا ایک کاغذ لکھ دو اس میں تمھارا کیا نقصان ہے اگر تم وہی شخص ہو تو ہمارا مقصود حاصل ہو جائے گا اور اگر تم وہ شخص نہیں ہو تو یہ تحریر تمھیں کچھ ضرر نہ دے گی۔ میں نے کہا اچھا لائیے لکھ دوں چنانچہ میں نے ایک تحریر اس کو لکھ دی اور اس پر قلم بھی کر دی (حضرت ابو بکرؓ) راوی روایت کرتے ہیں کہ پھر جب حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں شام تشریف لے گئے تو وہ راہب آپ کے پاس وہی تحریر لایا اور وہ راہب دیرِ قدس کا متولی تھا حضرت عمرؓ نے اس تحریر کو دیکھ کر تعجب کیا اور اُس وقت انھوں نے یہ سب واقعہ ہم لوگوں سے بیان کیا اس راہب نے آپ سے کہا کہ اس میرا وعدہ پورا کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا (میں اس وعدہ کو کیسے پورا کر سکتا ہوں) بیت المقدس میں کچھ بھی حصہ نہ عمرؓ کا ہے نہ عمرؓ کے بیٹے کا عمرؓ یہاں کا مالک نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف سے متولیاً نہ قبضہ رکھتا ہے۔ اور ابن سعدؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑاتے ہوئے چلے جا رہے تھے یکایک اُن کی ران

هابا وصعد
 ثم قال يا هذا
 بانه لم يبق
 مداعلو متى
 يفتك الذئبة
 يرو تغلب على
 تله اتمها
 في غير مذهب
 عمر بن الخطاب
 صاحبنا غير
 في ديري و
 الرجل قد
 فذكره فقال
 في رقي ليس
 انك صاحبنا
 لكن الاخرى
 هات فكيف
 فلما قدم
 اتاك ذلك
 دبر القدس
 لا يحب من
 فقال اوفى لي
 عمرو ولا ابن عمر
 عن ابن مسعود
 نكش ثوبه

قبا کے نیچے سے گھل گئی اہل بخران نے (جو کہ نصرانی تھے) دیکھا کہ اُن کی ران پر سیاہ تل ہی پہنے لگے یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے ملک سے نکلے گا۔ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں بروایت ابوالحسن عبیدو سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) حضرت عمرؓ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑا دوڑا رہے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ یکایک اُن کی ران قبا کے نیچے سے گھل گئی تو اہل بخران میں سے ایک شخص نے دیکھا کہ ان کی ران پر ایک تل ہی پہنے لگا ہوا شخص ہے جس کی نسبت ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے شہروں سے نکلے گا۔ اور ابو نعیم نے بروایت شہر بن حوشب حضرت کعبہؓ کی روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے شام میں (جب کہ وہ اپنے عہد خلافت میں تشریف لے گئے تھے) بیان کیا کہ ان تمام کتابوں (یعنی تورات وانجیل) میں لکھا ہوا ہے کہ یہ شہر صاحبین میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر فتح ہوں گے وہ ایمانداروں پر مہربان اور کافروں پر سخت ہوگا اس کا ظاہر و باطن یکساں ہوگا اس کا قول اُس کے فعل کے خلاف نہ ہوگا قریب و بعید اُس کے نزدیک حتیٰ میں برابر ہوں گے۔ اس کے ساتھ والے رات کو تارک الدنیا درویش اور دن کو شیران جنگی ہوں گے۔ باہم تہا جہربان اپنے قرابت داروں کے ساتھ سلوک اور احسان کرتے ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے (مجھ سے) فرمایا کیا تم سچ کہتے ہو میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ تو اُنھوں نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں حوت و سی بزرگی دی شرافت دی اور ہم پر رحم کیا۔ ابن عساکر نے عبید

عن نخذه فرأى اهل بخران يفتخروا
بشامة سوداء فقالوا هذا التي تسمى
نجد في كتابنا انه يخرجنا من ارضنا
واخرج عبد الله بن احمد في زواجر
الزهد من طريق ابى اسحق عن عبد الله
قال رَأَيْتُ عُمَرَ فَرَسًا عَلَى عَهْدِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَشَفَ
فَخَذَاهُ مِنْ تَحْتِ الْقَبَا فَأَبْصَرَ رَجُلًا مِنْ
أَهْلِ بَخْرَانَ شَامَةً فِي خَنْزَاةٍ فَقَالَ هَذَا الَّذِي
يُخَذُّ فِي كِتَابِنَا يُخْرِجُنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأُخْرِجَ الْبُيُوتَ
مِنْ طَرِيقِ شَهْرٍ بَنِي حَوْشَبٍ عَنْ كَعْبٍ قَالَ
فَلَمَّا لَعِمَ بِالْشَامِ أَنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي هَذِهِ
الْكِتَابِ أَنَّ هَذِهِ الْبِلَادَ مَفْتُوحَةٌ عَلَى يَدَيْ
رَجُلٍ مِنَ الصَّالِحِينَ رَحِمَهُ اللَّهُ مَنِينٍ
شَدِيدٍ عَلَى الْكَافِرِينَ بِرَأْسِهِ مِثْلُ عَلَائِدَتِهِ
قَوْلُهُ لَا خَافُ فَعَلَهُ الْقَرِيبُ وَالْبَعِيدُ
سَوَاءٌ فِي الْحَقِّ عِنْدَهُ أَتِبَاعُهُ أَمْ هَبْلَانُ
بِاللَّيْلِ وَأَسَدٌ بِالنَّهَارِ وَمُتَرَحِّلُونَ
مُتَوَاصِلُونَ مُتَبَايِرُونَ قَالَ عُمَرُ الْحَقُّ
مَا قَوْلُ قَالَ أَيْ وَاللَّهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ
الَّذِي أَحْرَزَنَا وَكَرَّمَنَا وَشَرَّفَنَا وَ
رَحِمَنَا بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأُخْرِجَ ابْنَ عَسَاكَرٍ عَنْ عَبْدِ

۱۵۔ اپنے راقوں کو خدا کی عبادت ایسی کریں گے جیسے تبارک الدنیا دوشیز کرتے ہیں اور دن کو پوری سرگرمی سے جہاد میں مشغول رہیں گے یہ دونوں صفیں ایک ذات میں یکم ہوتی ہیں۔

بن آدم اور ابی مریم و ابی شعیب بن عمر بن عبدالمطلب کان بالجلیة فقد مر خالد بن الولید الی بیت المقدس فقالوا له ما اسمک قال خالد بن الولید قالوا وما اسم صاحبک قال عمر بن الخطاب قالوا انعم لنا ففتحک قالوا ما انت فسلمت تفتحها ولكن عمر فانتا نجد في الكتاب ان قيسارية تفتح قبل بيت المقدس فاذهبوا ففتحوها ثم تعالوا بصاحبکم واخرج الطبرانی وابونعیم في الحلیة عن معیث الاوزاعی ان عمر بن الخطاب قال لکعب الاحبار کیف تجد نعیمی فی التوراة قال خلیفة قرئ من حدید امیر شدید لا یموت فی الله لویة لا یمنع ثریکون من بعدک خلیفة تقتلہ امة ظالمون لا یشرفکم البلاء بعدک واخرج ابن عساکر عن الاقصی مؤذن عمیر ان عمر دعا الاسقف فقال هل تجدون فی شیء من کتیبکم قال نجد فی کتیبنا صفتکم واعمالکم ولا نجد اسماءکم قال کیف تجدون فی قال مؤذن من حدید قال ما قرأت من حدید

قال امیر شدید قال عمر الله اکبر قال فالذی من بعدی قال رجل صالح یوسف اقر باطی قال عمر یحمر الله ابن عقیان قال فالذی من بعدی قال صدائک من حدید فقال عمر وا ذکره قال مهلا یا امیر المؤمنین فاته رجل صالح ولكن تكون خلافتک فی هراقتک من الدماء والتیف مسئول واخرج ابن عساکر عن ابن سیرین قال قال کعب الاحبار لعمریا امیر المؤمنین هل تری فی منامک شدیداً فانتحرک فقال انا اجد رجلاً یرى امرالامة فی منامها واخرج ابن رهبوی فی مستدرک بسند حسن عن اخیل مولى ابی ایوب الانصاری قال کان عبد الله بن سلام قبل ان یأتی اهل مصر یدخل علی رؤوس قریش فیقول لهم لا تقتلوا هذا الرجل یعنی عثمان فیقولون والله ما نری قتلاً فیخرج وهو یقول والله لیقتلن ثم لے ترجع کا مطلب یہ نہیں کہ دو سروں کی حق تلفی کر کے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دو شخص کسی کام کے لئے بابر کے متعلق ہوں جن میں جو اس کا عہد ہوگا اس کو اس کام پر مقرر کرے۔ اسے حضرت عمرؓ ان امور کا اہلکار نہ چاہتے تھے کیونکہ یہ باطنی کیفیات ہیں جن کا بخلاف ہونا چاہیے۔

اسے پتہ قبل اس کے کہ باغیان مصر مدینہ منورہ میں آئیں اور حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کریں۔

قَالَ اَنْتَ صَاحِبُهَا . يَابِدَ دَانَسْتَ كَسَنَةِ اللّٰهِ
جاری شدہ است بر آنکہ چون امرے عظیم
در عالم غیب مقدر شود و در ملا اعلیٰ صورت
اُس مرتسم گردد ملا سافل اُس امر را ملقی نمائند
چون تو بیت ایثار سد بہان بجمانت خود
اُس امر را بشناسند و اہل اذیان صافیر بر قیام
بکر در بعض اجسام و جسمانیات نیز صورت
اُس واقع مرتسم گردد و انہیں باب نیز نقطہ چند
بزرگوار ہم از ہم اختصاص من قول الشطیپ
بعد ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
شہیدی امرکہ الصدایق اذا فقهے صدق
وفی رد الحق لیس فی ولا یزکی شہ
یکی امرکہ الخلیف محب و خلیف قد اضا
المضیف و انکو الخلیف شہیلی امرکہ
ما رزق امرکہ محب فی محکم لجموع
و عقب فی قیون نغمہ علیہ و عقب
فی حشد الشیخ فیل یجر اربا فیقوم لہ
رجال خطبا شہیلی امرکہ الناص مخلوط
المراسی بامرکہ کیظہر فی الامراض
العصا کر والورد من الناص طہنا معاویہ
بن ابی سفیان و اخوہ ابن عسا کر عن
ابی الطیب عبد المنعم بن غالب المقری
قال لیسما فتحدث عمرو بن

کو پیش نے کہا (میں جانتا ہوں) تم ہی ہو۔
جاننا چاہیے کہ اللہ کی عادت یوں جاری ہوتی ہے کہ جب کوئی بڑا
کام عالم غیب میں مقدر ہوتا ہے اور ملا اعلیٰ میں اُس کی صورت
منتقل ہو جاتی ہے تو ملا سافل اس صورت کو لے لیتے ہیں اور
جب یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو کاہن لوگ اپنی کہانت سر
اُس کام کو معلوم کر لیتے ہیں اور روشن ضمیر لوگ خواب میں اس
کو دیکھ لیتے ہیں، بلکہ بعض اجسام اور جسمانیات میں بھی اس واقعہ
کی صورت منقوش ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق بھی ہم چند
روایتیں (اسی کتاب) اختصاص سے لکھتے ہیں۔ چنانچہ طبع کا قول
ہے کہ اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے کہا کہ ان کے
دین کے والی صدیق ہیں کہ جب وہ فیصلہ کریں گے تو سچا
فیصلہ کریں گے اور (لوگوں کا) حق دلائل سے نہ متغیر ہوں گے
اور نہ بدحواس ہوں گے پھر ان کا خلیفہ ایک راست باز اور
تجربہ کار سردار ہوگا۔ ہمالیوں کی ہمان نوازی کرے گا اور اسلام
کو مضبوط کر دے گا۔ پھر اس کا خلیفہ ایک پرہیزگار اپنے کام میں
تجربہ کار ہوگا مگر بالآخر کچھ لوگ اُس کے قتل کے لئے جمع ہوں گے
ان پر خدا کا غضب ہوگا وہ خلیفہ ذبح کر دیا جائے گا اور اُس کا
عضو عضو جدا کر دیا جائے گا۔ پھر کچھ لوگ اس کا انتقام لینے کے
لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے پھر اُس کا خلیفہ اس کا مددگار ہوگا
اور تدبیر کے ساتھ اپنی رائے کو مخلوط رکھے گا روئے زمین پر
شکروں کو جمع کرے گا مگر مددگار سے یہاں مراد معاویہ بن
ابی سفیان ہیں اور ابن عسا کر نے ابو الطیب یعنی عبد المنعم بن
غلبون مقری سے روایت کی ہے کہ جب شہر عمرویہ فتح ہوا تو

ملک ملا علی مروان اسمانوں کی مخلوق اور ملا سافل سے مروان بن الحنفیہ کی مخلوق۔ یہ شہر کاہن ملک شہ میں
رہتا تھا کہہتا ہے کہ سوائے عمرو بن ہاشم کے جس کے جسم میں کوئی بدمعاش نہیں پھرتا اس کے سوا کسی اور میں

و جند واعلیٰ کنیسۃ من کناہمہا
مکتوب بالذہب شہ الخلف خلف
یشکو السلف واحد من السلف
خیر من اللف من الخلف صاحب الغار
نلت کمرۃ الافخار اذ اثنی علیک
المالک الجبار اذ یقول فی کتاب المنزل
علی نبیہ المومل کافی اثنتین اذ ہارے
الغار یا عمو ما کنت والیا بل کنت والد الخان
قلک و مقهورک و لم یزورک مقهورک و
انت یا علی امام الاراد والد ابی عن وجہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکفار
فہذا اصحاب الغار و ہذا احد الاخیار و ہذا
غیاث الامصار و ہذا امام الابرار ففعل
من ینتصہم لعنة الجبار قلک لاصحاب
لقد سقطت حلجباہ علی عینہ من الکبر
منذ کہ ہذا علی باب کنیسۃ مکتوبا
قال من قبل ان یبعث نبیہ کو النبی عامر و
اخوہ ابن عسا کر فی تاریخ دمشق عن کعب
قال کان اسلامہ ابی بکر الصداق سببہ
یوحی من السماء وذلک ان کان تاجرا
بالشم فراہی رؤیا ففعلہا علی مجاہد الازہب
فقال لہ من ابن انت قال من مکہ قال
من اہا قال من قریش قال فآلش انت
قال تلجو قال صدق اللہ

لوگوں نے اُس کے ایک گرجا پر آپ زبر سے یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی
وہ بہت ہی بڑے خلف ہیں جو سلف کو برا کہیں اور ایک شخص
سلف میں سے ہزار خلف سے بہتر ہے۔ اسے صاحب غار تم نے قابل
فخر بزرگی پائی کہ تمہاری تعریف ملک جبار نے کی جیسا کہ وہ اپنی
اُس کتاب میں جو اُس نے اپنے نبی مرسل پر نازل کی فرماتا ہے ثانی
اثنتین اذ ہما فی الغار۔ اسے عمرہ ام والی دتے تھے بلکہ عام بعیت
پر والد (کی طرح ہرمان) تھے۔ اسے عثمان! تم کو لوگوں نے ظلم
کے ساتھ قتل کر دیا اور تم کو مدفون کو بھی نہ دیکھ سکے اور تمہارے
علی! ہمارے پیشوا اور رسولی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
سے کافروں کو ہٹانے والے ہو۔ پس وہ صاحب غار ہیں اور
وہ نیکوں میں سے ایک ہیں اور وہ ملکوں کے فریادرس ہیں اور وہ
ہمارے پیشوا ہیں جو شخص ان کو برا کہے اُس پر جبار کی لعنت ہے۔
میں نے اُس گرجا کے خادم سے جس کے دونوں اہرو بڑے صاپے کی
وجہ سے لٹک آئے تھے پوچھا کہ یہ تحریر تمہارے گرجا کے دیوارہ
پر کب سے ہو؟ اُس نے کہا تمہارے نبی کی بعیت کے دو ہزار
برس پہلے سے۔ اور ابن عسا کر نے تاریخ دمشق میں کعب (اصحاب
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابو بکر صدیق کے اسلام کا پیش
ایک وحی آسمانی ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ شام میں تجارت
کرتے تھے وہاں انھوں نے ایک خواب دیکھا اور اُس کو تعبیر
راہب سے بیان کیا۔ تعبیر اسے (وہ خواب سنکر) پوچھا کہ تم کہاں
کے رہتے والے ہو؟ حضرت ابو بکر نے کہا کہ کارہنے والوں۔
اُس نے پوچھا کہ مکہ کے کس خاندان سے ہو؟ انھوں نے جواب دیا
قریش سے۔ اُس نے پوچھا کہ تم کون (پیشہ کرتے) ہو؟ انھوں نے
جواب دیا کہ تاجر ہیں (یہ سب پوچھ کر) اُس نے کہا کہ اللہ نے تمہیں

لہ وحی آسمانی سوا دیہاں وحی انبیائے سابقین ہے۔

وَرَأَيْكَ فَإِنْ يَجْعَثُ نَبِيٌّ مِنْ قَوْمِكَ وَكَانَ
 وَزِيرًا فِي حَيَاتِهِ وَخَلِيفَةً بَعْدَ مَوْتِهِ فَلَمْ يَرْوِ
 أَبُو بَكْرٍ حَقَّ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَدَهُ
 فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِيلُ عَلَى مَا أَتَى قَالَ لَوْ رَأَى
 النَّبِيُّ رَأْيَتُ بِالْأَشْأَمِ فَعَلَقَهُ وَقَبِلَ مَا بَيْنَ
 عَيْنَيْهِ وَقَالَ أَشْهَدُ أَنْكَ رَسُولُ اللَّهِ
 وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُتِيَ نَبِيُّ رَدِّتْ
 عَلَى الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
 أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عُمَرُ الْفَارُوقُ عَثْمَانُ ذُو النُّوَرَيْنِ
 وَأَخْرَجَ أَبُو يَعْلَى وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوَسَطِ
 وَابْنُ عَسَاكِرٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عُرْفَةَ فِي جَوْشَنَ
 الْمَشْهُورَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَيْلَةَ خُرُوجِ بَنِي الْأَسْمَاءِ مَا مَرَّتْ بِمَجْلِسٍ
 إِلَّا وَجَدْتُ أَسْمَى فِيهَا مَكْتُوبًا مُحَمَّدٌ رَسُولُ
 اللَّهِ وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ خُلَفَاؤُا وَأَخْرَجَ
 ابْنُ أَبِي قَتَاتٍ فِي الْأَفْرَادِ وَالْخَطِيبُ ابْنُ
 عَسَاكِرٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ
 أُسْرِيَ فِي الْفَرَّاشِ خَيْرٌ مِنْ دَرَكَةِ خَضُولِهِ
 فِيهَا مَكْتُوبٌ بَنُو أَبِي بَكْرٍ
 إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عُمَرُ الْفَارُوقُ
 وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ وَابْنُ الْجَارِيِّ تَابِعِي هَذَا عَنِ
 الْحَسَنِ عَلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْهَاشِمِيِّ السَّعْدِيِّ

وہ کہتے تھے میں ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا تو میں نے
 وہاں کی بعض بستیوں میں سیاہ گلاب کا درخت دیکھا جس کا
 پھول بہت بڑا اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اس میں بہت
 ہی عمدہ خوشبو ہوتی ہے اس پر سفید حروف میں لکھا
 ہوتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَبُو بَكْرٍ
 الصِّدِّيقُ عُمَرُ الْفَارُوقُ مجھے یہ دیکھ کر شہ ہوا اور میں
 سمجھا کہ یہ مصنوعی ہے لہذا میں نے ایک نام لکھ کر
 پتھر کر دیجی تو اس میں بھی وہی عبارت دیکھی جو باقی
 پھولوں میں تھی۔ اس بستی میں اس گلاب کے بہت درخت
 تھے۔

(جو تھی آیت) اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ (چھٹے پارہ)
 میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) اے مومنو! جو کوئی پھر جائے گا
 تمہارے گروہ کا اپنے دین سے تو لے گا خدا ایک ایسے
 گروہ کو کہ دوست رکھے گا وہ اُن کو اور دوست رکھیں گے
 وہ اُس کو تواضع کرنے والے ہوں گے مسلمانوں کے لئے اور
 سخت طبیعت ہوں گے کافروں پر جہاد کریں گے راہِ خدا
 میں اور نہ ڈریں گے ملامت سے کسی ملامت کرنے والے کی
 یہ بخشش خدا کی ہے دیتا ہے وہ اُسے جس کو چاہتا ہے اور
 اللہ بخشش والا اور دانا ہے + سو اس کے نہیں کہ کار ساز
 اور مدد دیتے والا تمہارا خدا ہے اور رسول اس کا اور وہ
 مومن جو قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ
 خشوع کرنے والے ہیں یا نفل نمازیں پڑھنے والے ہیں +

یہ شرط کرنا کہ اب یہ درخت ہندوستان میں نظر نہیں آتا لاق اتفاقات نہیں کیونکہ بہت چیزیں ایک وقت میں ہوتی ہیں اور چند
 روز کے بعد اُن کا پتہ بھی نہیں ملتا۔ اس آیت کو آپ قتلت مرتدین کہتے ہیں سلسلہ کلام چونکہ دو آیت بعد تک تمہارا سبب
 مصدق نے بودی وہ آیتیں بھی نقل کریں ورد استدلال صرف پہلی آیت سے ہے۔

قَالَ دَخَلْتُ بَلَدَ الْهِنْدِ فَزَيْتُ فِي بَعْضِ قَرْيَاتِهِ
 وَرَأَيْتُ فِيهَا شَجَرًا كَبِيرًا طَيِّبَةً الْبَاحَةِ سَوْدَاءَ
 عَلَيْهَا مَكْتُوبٌ بِخَطِّ ابْنِ الْأَبِي الْأَسودِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
 أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عُمَرُ الْفَارُوقُ فَكَلَّمْتُ فِي ذَلِكَ قَلْبًا
 أَنَّهُ مَعْمُولٌ فَخَدْتُ لِي خَبِيرًا تَفَقَّهَ فِيهِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهَا
 رَأَتْ فِي سَائِرِ الْأَوْدِ فِي الْبَلَدِ مِنْ شَيْءٍ كَلَّمَ فِيهَا اللَّهُ
 تَعَالَى سَوْرَةَ الْمَلِكِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ آمَنُوا مَنْ يَزِدَّ
 وَمَنْ يَنْقُصْ يَزِدَّ مَوْفُورًا يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَ
 يُحِبُّونَ أَذْكَرَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَزْكَرَ عَلَى الْكَافِرِينَ
 فَجَاءَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلَاقُوا قَوْمًا وَلَكُمْ
 ذَلِكُمْ فَفَضَّلَ اللَّهُ يُحِبُّهُمْ مِنْ قَوْلِهِ وَاللَّهُ كَاسِمٌ
 عَلَيْهِمْ يَنْهَى مَنْ يَمْنَانُ هَكَذَا رَدَّ زَمْرَةَ ثَالِثِينَ
 خَوْفِ نَوَابِلِ دُرْدَانِي تَعَالَى كَرِي بِكَ دُرْدَانِي
 إِشْلَافُ دُرْدَانِي دُرْدَانِي دُرْدَانِي دُرْدَانِي
 وَرَشَتْ لِحْجَ الْبُرْكَانِ جَبَلِي كُنْدِي دُرْدَانِي تَرَسَدَ
 الْأَمَلُ مَلَمْتُ كُنْدِي بَرَشَاشِ خَلَامَتِ مَدْرَسِ بَرَشَاشِ
 خَوَابِ خَلَامَتِ دُرْدَانِي هَامَتِ أَمَّا كَوْنُكَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَ
 الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُحِبُّونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ
 الزَّكَاةَ وَهُمْ يُحِبُّونَ وَيُحِبُّونَ زَاوِيَاتِ نِسْتِ كَارِ سَا
 وَبَارِي دِهْنَةَ شَمَاخَا سَتِ وَرَسُولِ أَوْدِ اس
 مَوْمِنَانِ كَرِي بِكَ دُرْدَانِي دُرْدَانِي دُرْدَانِي دُرْدَانِي
 خَشَوْعَ كُنْدِي كَانِ انْدِيَا نَمَازِ الْبَارِ خَوَابِ كَانْدِي

اور جو شخص دوستی پیدا کرے گا اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مومنوں سے پس یقیناً (اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ) خلافت کا گروہ غالب رہتا ہے۔
یا ایہا الذین امنوا مقصود اس سے (دو ہیں) اس حادثہ کی خبر دینا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں پیش آیا اور آپ کے انتقال کے بعد بہت ترقی کر گیا۔
اس تدبیر کا بتانا جو خدا نے غیب الغیب میں (اس حادثہ کے لئے) مقرر فرمائی ہے تاکہ جس وقت وہ حادثہ پیش آئے لوگ اس سے کچھ واقفیت رکھتے ہوں اور ان کے دلوں پر اضطراب غالب نہ ہوئے پائے اور جب وہ تدبیر (غیب سے) ظاہر ہو تو اس کے اہتمام میں کوشش کریں اور اس کے پورا کرنے میں اپنی سعادت سمجھیں۔

اس حادثہ کی شرح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ میں عرب کے تین فرقے مُرد ہو گئے اور ہر فرقہ میں سے ایک ایک شخص دعوی نبوت کرتا ہوا اٹھا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی اور ایک فتنہ عظیم برپا ہو گیا اور اول ذوالحجہ غنی سے جو کہانت اور شیعہ بازی میں بڑی ہمارت رکھتا تھا قبیلہ مذحج کے درمیان دعوی نبوت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو (جو ان دنوں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قاضی بن تھے) اور ان تمام مسلمانوں کو جو ان کے ہمراہ تھے خط لکھا کہ ذوالحجہ سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت فیروز دیلمی نے جو ہمارا ہوا حضرت معاذؓ سے تھے ذوالحجہ کو قتل کر ڈالا اور جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ پر بذریعہ وحی کے مطلع ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ فیروز کا سیلاب ہو گئے مگر بظاہر جب

دَعْوِیَ نَبُوِّیَّ اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ہُوَ الْخٰلِفُوْنَ ہ وہر کہ دوستی پیدا کند بخدا و بارہ و رسول او و یامومنان پس ہر آمینہ گروہ خدامون است غاہ قولہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا غرض انہیں کلام اخبارست بآں حادثہ کہ در مرض موت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش آمد و بعد انتقال او صلی اللہ علیہ وسلم متکامل شد و اعلام تدبیر سے کہ خدا تعالیٰ در عیب الغیب مقرر فرمودہ است تا چوں ال حادثہ رو بہد علی البصیرۃ باشند ازاں واضطراب بر بواطن ایشان غالب نیاید و چوں ان تدبیر و نماید در اہتمام آں کوشش و بذل مساعی در اہتمام آں سعادت خود دانند مشرح این حادثہ آنکہ در ذوالحجہ ایام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرقہ از عرب مُرد شد و ہر فرقہ شخصے دعوی نبوت برخواست و قوم و سے تصدیق او کردند و فتنہ عظیم برپا شد ذوالحجہ غنی کہ در کہانت و شیعہ بازی دستہ تمام داشت در میان مذحج دعوی نبوت نمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانب معاذ بن جبلؓ قبیلہ از مسلمان کہ ہمارا او بود نامہ نوشت تا بر آتی قتال او آلودہ شوند فیروز دیلمی از جماعہ متصدی قتل او شد و جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بر صورت این ماجرا ہی مطلع شد و فیروزند کا فیروز و در غار خیر

اس واقعہ کی اخیر تاریخ الاول بصدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسید و ان اول مژدہ تھے بود کہ حضرت صدیق اکبرؓ کاں سرور گردید و سلیلہ کذاب در میان نبی حنیفہ در شہر یمامہ بدعوی نبوت برخواست و بچنان قبس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نامہ نوشت من مصلیہ رسولہ اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فان الامرض نصفہا لی و نصفہا لک و ایں نامہ را بدست دو کس بحضور مقدس فرستاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں دو کس را فرمودہ قتال النبی صلی اللہ علیہ وسلم و سلمہ لولا ان الرسال لاقتل لضوئ اعتاکم ابدالان چو ہر دو نوشتہ من محمد رسول اللہ الی مصلیہ الکن اب اما بعد فان الارض للنبی و لہما من یشاء و العاقبۃ للفقین بعد ان ماجرای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہ تدبیر فرخ و ان فرمودہ برقیق اعلیٰ پیوستہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خالد بن ولیدؓ را جیسے کثیر بظرف سیر رواں فرمود و کار او را آخر نمود و جسی آں کذاب را بکشت و کجور او متفرق گشتند و بعضے ایشان تائب شدند و کجور اسدی در میان نبی اسلامتی نبوت شدیم در حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بعد انتقال و سے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خالد بن ولیدؓ را بر سر آں جماعت فرستاد خالد آں جماعت را ہزیمت داد

اس واقعہ کی اخیر تاریخ الاول میں حضرت صدیق اکبرؓ کو ملی اور پہلی خوشخبری فرخ کی تھی جس سے حضرت صدیقؓ خوش ہوئے۔ (دوسرا) سلیلہ کذاب (یہ) قبیلہ بنی حنیفہ کے درمیان شہر یمامہ میں دعوی نبوت کرنے لگا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس میں (اس گستاخ نے) ایک خط لکھا (جس کا مضمون یہ تھا) مصلیہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کو واضح ہو کہ ملک آدھا میرا ہے اور آدھا آپ کا یہ خط اس نے دو آدمیوں کے ہاتھ حضور مقدس میں بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو پوچھا کہ کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ سلیلہ اللہ کا رسول ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ نہ ہوتا کہ قاصد قتل نہیں کئے جاتے تو میں تمہاری گردن مارنے کا حکم دیتا۔ اس کے بعد آپ نے اس کے خط کا پیلوب لکھا (جس کا مضمون عالی یہ تھا) محمد رسول اللہ کی طرف سے سلیلہ کذاب کو معلوم ہو کہ ملک اللہ کا ہے جس کو چاہے تلے اس کا مالک بنانا ہے اور (خبریت) انجام پر پیڑ گاروں ہی کے لئے جس اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور اس کے وفعیہ کی تدبیر کئے بغیر رفیق اعظم سے مل گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کو سلیلہ کذاب کی طرف بھیجا انھوں نے اس کا کام تمام کر دیا و جسی نے اس کذاب کو (اپنے ہاتھ سے) قتل کیا اس کی تمام جماعت متفرق ہو گئی ان میں سے بعض نے توبہ بھی کی (تیسرا) طلیحہ اسدی (یہ) بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قبیلہ بنی اسد کے درمیان مدعی نبوت ہوا تھا آپ کے انتقال کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولیدؓ کو اس کی جماعت کی طرف بھیجا حضرت خالدؓ نے اس کی تمام جماعت کو شکست دی

اور طہارہ بجا کا اور اس کے بعد پھر اسلام لایا اور جنگ قادسیہ میں خوب کام کئے۔

اس کے بعد ارتداد کا فتنہ نہایت بلند ہوا آخر میں اور قرہ جو اہل کے سوا اکثر عرب مرتد ہو گئے اور ایک فرقہ نے زکوٰۃ موقوف کر دی اس فرقہ کی بابت فقہائے صحابہ میں باہم مباحثہ ہوا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں ان کا قتل جائز نہیں ہے۔ انہی لوگوں میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیا خلیفہ رسول اللہ آپ کیونکر ان لوگوں سے لڑ سکتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرما چکے ہیں کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ جس نے یہ کہہ دیا میری طرف سے اس کی جان اور مال محفوظ ہے مگر کسی حق کی وجہ سے اور اس کا حساب خدا پر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا اللہ کی قسم میں اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان میں فرق کرے نماز اگر حق بدن ہے تو بیشک زکوٰۃ حق ماں ہے واللہ اگر وہ ایک بکری کا بچہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے نہ دیں گے تو میں ان سے اس کی بابت لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر میں سمجھ گیا کہ یہی حق ہے۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم وغیرہ جہانے لکھا ہے۔

اور اس تہذیب کی شرح جو خدا تعالیٰ نے اس حادثہ میں مقرر فرمائی تھی یہ ہے کہ جہاد کا ارادہ حضرت صدیق اکبرؓ کے دل میں پڑے اہتمام کے ساتھ ڈال دیا یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کے متعلق فرمایا کہ بچنے کی صورت اس فتنہ میں تلوار (اسلحہ) ہے۔ اکثر صحابہؓ اس معاملہ میں متروک و تہی یہاں تک کہ فاروق اعظمؓ نے صدیق اکبرؓ سے نرمی کی درخواست کی

طہارہ کی سخت و بعد ازل مسلمان شد و در غزوہ قادسیہ تردد نمایاں بعمل آورد بعد ازل فتنہ رقت بخایت بلند شد اکثر عرب غیر حرمین و قرہ جو اہل ارتداد پیش گرفتند و فرقہ منع زکوٰۃ نمودند و باب اس جماعہ فقہائے صحابہ باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قاتل باشند جائز نہ باشد از جملة غر فاروق رضی اللہ عنہ گفت کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا الہ الا اللہ فمن قالها فقد عصم منی نفسه و ما لہ الا بحق و صحابہ علی اللہ فقال ابوبکر و اللہ لا قاتل من فرقہ بین الصلوة و الزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال واللہ لو منعونی عتاقا کافوا لایؤدو نہا الے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلہم علی منعہا قال عمر فہرقت ان الحق اخوہ الشیخان و غایہما و شرح تدبیر کے خلاصہ تہذیبی بلائی اس حادثہ مقرر فرموداشت کہ داعیہ قتال و فطر صدیق اکبرؓ باہتمام تمام فروخت و اس سر قول آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم و در سنت العصۃ فیہا السیف رواہ حذیفہ اکثر صحابہ دریں امر متوقف بودند تا کہ فاروق اعظم از صدیق اکبرؓ طلبہ فی نمود

اور حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ کیا تم جاہلیت میں سختی کر رہے ہو اور اسلام میں سستی کیسے ولے بن گئے اور حضرت مرتضیٰؓ سے بھی اسی قسم کا سوال و جواب ہوا حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ارتداد میں تمام صحابہ مانعین زکوٰۃ سے لڑنے کو پڑا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اہل قبلہ ہیں مگر جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنی تلوار زیب دوش کی اور تنہا چلے تو پھر سب نے جہانے کے سوا کوئی مغرور دیکھا اور کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپ بیٹھے رہ جاتے ہیں، حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم ہتھکڑیوں میں اس (لڑائی) کو پڑا سمجھتے تھے مگر آخر میں ہم نے ابوبکرؓ کی اس معاملہ میں شکر گزاری کی یہ دونوں روایتیں بخاری وغیرہ نے لکھی ہیں۔

حضرت صدیقؓ کے دل میں جو ارادہ (اس معاملہ کے متعلق کارخانہ) قضا و قدر نے، ڈالا وہ مثل ایک چراغ کے تھا کہ جو اس کے ساتھ آتا تھا روشن ہو جاتا تھا یہاں تک کہ مسلمانوں کی جڑی پڑی جماعتیں آمادہ جہاد ہو گئیں اور سب نے خوب کوشش کی۔ ابوبکرؓ بن عیاشؓ کہتے تھے کہ میں نے ابوحصینؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بعد پیغمبروں کے کوئی شخص ابوبکرؓ سے افضل پیدا نہیں ہوا۔ اہل ردت سے لڑنے میں انھوں نے وہ کام کیا جو ایک نبی کرتا۔ اس روایت کو بخاری نے لکھا ہے۔ (ابوحصین) کا یہ قول اشارہ ہے اس ارادہ الہیہ کے قبول کیلئے کی طرف جو حضرت صدیقؓ رضی اللہ عنہ کے نفس نفیس میں منتقل ہو گیا تھا اور انھیں کے دل سے تمام مسلمانوں کے دل میں ارادہ جہاد پیدا ہوا۔ ابوبکرؓ (بن شیبہ) نے قاسم بن محمدؓ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکرؓ پر وہ مصیبت پڑ گئی کہ اگر پہاڑوں پر پڑتی تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔ نفاق تمام اہل مدینہ میں پھیل گیا

حضرت صدیقؓ فرمود اجبتا رانت فی الجاہلیتہم خواسرا فی الاسلام و با حضرت مرتضیٰؓ نے انہی کو جواب رسول در بیان آمد قال انس بن مالکؓ کہہ الصحابۃ قتال مانعین الزکوٰۃ وقالوا اهل القبلة فتقدم ابوبکر سیف و خیم و حکاہ فلم یجدوا بئامن الخروج و قال ابن مسعودؓ گرہنا ذاک فی الابتداء شجلا ناک علیہ فی الانجلاء اخرجہما البغوی وغیرہ داعیہ کہ در قلب حضرت صدیقؓ یہ فتنہ بہت زار چرائے بود ہر کہ محاذی ادعی افتاد و نور او متو می شد تا آنکہ جمیع علیمہ المسلمین ہمایہ راستے قتال شدند و سعی ہرچہ تمام تر بکار بردند قال ابوبکرؓ بن عیاشؓ سمعت ابیہما یقول ما ولد بعد النبیین افضل من ابی بکرؓ قامر مقامہ بنی من الانبیاء فی قتال اهل الردۃ اخوہ البغوی و ان اشارہ است بہ تحمل داعیہ البئیسہ کہ در نفس نفیس اور رضی اللہ عنہ مرتسم شد و از انجبا اہتمام باہم جہاد در خاطر مسلمانان مرسوم گشت آخر جہ ابوبکرؓ عن القاسم بن محمد عن عائشہؓ انھا کانت تقول توفي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذل بالی بکونہم لولہ بالحب ال لقاہما اشترکت النفاق بالمدینۃ

وامتدادت العرب فوالله ما لمختلفوا
فی نقطة الاطراف لیسطحوا وغناھا فی
الاسلام وکانت تقول مع هذا ومن
رأى عمر بن الخطاب عرف ان خلق
غناء للاسلام کان والله احوذاً یسیر
وجداء وقد اعدوا لاهلها قولاً
تعالى فتوف یا ربی الله یقوم فی اورد
بایں وجه نیست کہ از عدم بوجود آورد یا از
کفر باسلام بلکہ از زمرہ مسلمین جمیع را
بسبب داعیہ کہ در قلب صدیق اکبر رخنہ
منبت گردانیدہ سوستہ جہاد و در میان ایشان
برہت زندہ تا ہم بصورت اجتماعیہ خود آرد
حق باشند یعنی آل بیت اجتماعیہ بتدریج
آہی و اہام او بالقائے داعیہ در قلب ایشان
محقق گشت قول تعالی یحبہم و
یحییونہ اذ کنت علیک المؤمنین اعداء
علی الکفرین یحبہم و یحییونہ و ان
سیدہ اللہ و لا یخافون کونہ لا یخافون
ایجابش صفت مذکور شد و در اذان
در میان خدا و عبا و او و در میان
ایشان و غیر ایشان از بنی آدم ہر کس تو
است بر نسبت او محالہ و الدبا و ولدے
کمند و ہر کہ کافر است در حق او مثل
جبرئیل در وقت صبح شود چارہ از جوارح
اہل یشوند در فصل اتلاف و اہلاک

و دو صفت و نصرت ملت کی فعل جہاد
و فی معناہ الامر بالمعروف والنہی عن
المنکر ویکے قوت داعیہ او کہ گفت
مردم یا بسبب قرابت و انسداد آن
داعیہ متلاشی نہ گردد و ذلک فضل
اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ و السبع
عزیزہ فذلک است عظیم القدر و تحقیق
و تثبیت این خصال و میان منزلت
آہستہ انداختن ازینجا معلوم می شود کہ قتال
مرتدین بلوغزوفہ بدر و حدیبیہ بود و نمونہ از
مشاہد عظیمہ القدر قولہ تعالی انما
قرینکم اللہ و رسوله انما
در کلام عرب برائے دلیل بملہ سابقہ
تحقیق و تثبیت اومی آید یعنی اے مسلمانان
از امتداد عرب و ہموار جمیعہ ایشان
برای ترسید جز این نیست کہ کار ساز
و ناصر داری و ہستہ شہادہ حقیقت
خدا است کہ سے ریزد اہام خیر وے
نماید تدبیر امور و رسول او کہ سررشتہ
ترغیب بر جہاد در عالم آوردہ است
و برائے امت خود بدعاے خیر و سبیل ایشان
است و در عاہر محققین اہل ایمان کہ با قمت
صلوٰۃ و ایثار و زکوٰۃ بوضع شروع و نیایش
متصف اند و حمل داعیہ الہیہ کنند و خدائی تعالی
بر دست ایشان کار بآئے نیک در عالم

بن جاستہ ہیں اور دو وہ ہیں جو دینی خدمات کے متعلق ہیں
ایک فعل جہاد جس کے لئے لایہ تمکین میں امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر (کا لفظ آیا) ہے اور دوسری قوت الہامیہ ان کی
کہ لوگوں کے کہنے سے یا قرابت کے خیال یا اور ایسے ہی کسی بات
سے ان کا ارادہ الہامی زائل نہیں ہوتا ہے۔
ذلک فضل اللہ الخ یہ ایک خلاصہ (گزشتہ مضامین کا)
ہے جو ان صفات مذکورہ کے ثابت کرنے میں اور عند اللہ ان
صفات کی منزلت ظاہر کرنے میں اعلیٰ پیمانہ رکھتا ہے یہاں
سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر و حدیبیہ کے بعد قتال
مرتدین ہی کا مرتبہ ہے اور یہ قتال بھی ان مشاہد عظیمہ کا ایک
نمونہ تھا۔

انما ولیکم اللہ۔ (لفظ انما کلام عرب میں مضمون سابق کے
دلیل کرنے اور اس کی حقیقت و واقعیت کے ثابت کرنے کے لئے
آپ سے مطلب یہ ہوا کہ اے مسلمانو! عرب کے مرتد ہو جائے اور
ان کی مجتمع جماعتوں سے کیوں ڈرتے ہو؟ تحقیق تمہارا کار ساز
اور مددگار وہ حقیقت خدا ہی (خدا کی مدد کی یہ صورت ہی) کہ وہ
اہام خیر کرتا ہے اور (بندوں کے شروع کئے ہوئے) کاموں
کو انجام تک پہنچاتا ہے اور (مددگار تمہارا) رسول اس کا ہے
(رسول کی مدد کی ایک صورت یہ ہی کہ ترغیب جہاد کا سلسلہ
دنیا میں لایا ہوا) اہی کا ہے اور (دوسری صورت یہ ہی) کہ
اپنی امت کی دعاے خیر سے دستگیری کرتے ہیں اور فی ظاہر
میں وہ کامل الایمان لوگ (تمہارے مددگار ہیں) جو شروع
و خورع کے ساتھ نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دینے کی صفت
رکھتے ہیں (اور ان کی مدد کی صورت یہ ہے کہ وہ اہام الہی کو
قبول کر لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کے ہاتھ سے نیک کاموں کو

سراخجام دیتا ہے۔

اس آیت کے نزول کے سبب اور نیز اس کے مصداق صدیق اکبر ہیں گوالفاظ عام ہیں اور تمام کامل الایمان لوگوں کو (قیامت) شامل ہیں مگر (جو شخص) سبب نزول (ہو اس) کا (آیت کے مصداق میں) داخل ہونا قطعی ہے۔ اسی عموم کی وجہ سے حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن سلامؓ کے حق میں نازل ہوتی تھی جب کہ ان کو ان کی قوم یعنی یہودیوں نے (مسلمان ہو جانے کی وجہ سے) چھوڑ دیا تھا (اس موقع پر حضرت علیؓ کا نام لینا بھی اسی عموم کی وجہ سے ہے چنانچہ بقوی نے ابو جعفرؓ یعنی محمد بن علی (معروف بہ) باقرؓ روایت کی ہے کہ آیہ انما اولیتکم اللہ سبب ایمانداروں کے حق میں نازل ہوئی ہے ان سے کہا گیا کہ (بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ علیؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ علیؓ بھی ہونے میں سے ہیں (لہذا ان لوگوں کا قول بھی صحیح ہے) نہ جیسا شیعوں نے گمان کیا اور ایک چھوٹا قصہ روایت کرتے ہیں اور (ترکیب بخوی میں) سراکھون کو یوتون الترقیۃ کا حال بتاتے ہیں اور حالت رکوع میں (حضرت علیؓ کا) ایک فقر کی جانب انگوٹھی پھینکنا بیان کرتے ہیں اور (اس آیت کو) ماقبل اور

سراخجام فرماید و سبب نزول و ما صدق این آیت صدیق اکبر است لفظ عام است شامل ہر شخص و دخول سبب نزول قطعی و بچہست این عموم جابر بن عبد اللہ گفتہ است نزلت فی عبد اللہ بن سلام لہذا چھوڑا قومہ من الیہود اخرج البخوی عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر (ع) انما اولیتکم اللہ و ما سؤلہ و الذین آمنوا نزلت فی المؤمنین فقیل لہ انما نزلت فی علی فقال هو من المؤمنین نہ چنانکہ شیخ گمان بردند و قصہ موضوعہ روایت کنند و ما یکتون را حال از یوتون الترقیۃ سے گیسرند و بر تافق انگشتہ می بجانب تفسیر در حالت رکوع فرو می آند

سبب نزول اور مصداق کبھی چلا گئے ہوتے ہیں کبھی دونوں متحد ہوتے ہیں جس شخص یا جس واقعہ کے سبب آیت نازل ہو وہ شخص یا وہ واقعہ سبب نزول کہلاتا ہے اب اگر الفاظ آیت اس شخص یا اس واقعہ پر صادق آجائیں تو وہی مصداق بھی ہو ورنہ نہیں مفسرین جب بولتے ہیں کہ آیت فلان کے حق میں نازل ہوئی تو کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ فلان سبب نزول ہے اور کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ فلان مصداق آیت ہے کبھی دونوں مراد لیتے ہیں۔ مثلاً وہ چھوٹا قصہ ہے کہ حضرت علیؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ اس نے آکر سوال کیا حضرت علیؓ نے نماز پڑھتے ہی میں حالت رکوع میں انگوٹھی اپنی انگلیوں کی نکال کر اس کو دی اس قصہ کو علاوہ مصنف کے دوسری تہذیب نے بھی موضوع کیا ہے چنانچہ علامہ ابن اثیرؒ نے تفسیر میں لکھتے ہیں کہ و لیس یصلہ شعث ہفتا بعضہا اسیدھا و حیالہ سبھا لہا اس قصہ کی کوئی روایت صحیح نہیں کیونکہ اس کی سند میں کوثر بن اور لادوی بہر ہیں۔

مابعد سے بے تعلق کر کے) آیت کے سیاق و سباق کو برہم کر دیتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے اعتقاد کو ایک دوسرے سے جدا کر دے جس طرح انھوں نے آیتوں کو (جو ایک دوسرے سے مربوط تھیں) جدا کر دیا۔ والدین آمنوا اللہ مہموم اس کلام کا یہ ہے کہ مسلمانوں کا ولی و کار ہونا (ہر معاملہ میں) خاص کر ایسے بڑے بڑے حادثوں میں (جیسے فتنہ ارتداد مقام انہی سابق القدم لوگوں کو زیر ہائے جو صفات کمال کے ساتھ موصوف ہوں نہ کہ کسی اور کو۔

ومن یعول اللہ الخ خدا و رسول کی اور خلیفہ رسول کی اطاعت کا حکم (دیاجار) ہے اور اس کی ترغیب (دی جادری) ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ خلیفہ اسلام اسی (اطاعت) پر موقوف ہے اور سعادت (دارین) اسی (اطاعت) میں منحصر ہے۔ جب یہ سب بیان ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے مگر اس وعدہ کا انجاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوا کیونکہ اس زمانہ میں کوئی فوج جمع ہو کر مرتدوں سے لڑنے کے لئے نہیں نکلی اور شیخین کے بعد بھی اس تمام طویل مدت میں کبھی فوجوں کو جمع کر کے اور آلات حرب کو درست کر کے مرتدوں سے لڑائی نہیں ہوئی پس ضروری ہے کہ مصداق اس وعدہ کا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج (ظفر موزج) ہے جو مرتدوں سے لڑنے کے لئے نکلی تھی جس نے اللہ کی مدد سے بہت جلد اور نہایت عمدہ طریقہ سے اتنے بڑے کام کو انجام دیا اور (چونکہ جمع کرنا فوج کا اول مرتدوں سے لڑنا خلافت خاصہ کے لوازم سے ہے) اس لئے کہ خلافت راشدہ اسی سرداری کو کہتے ہیں جو دین کے قائم رکھنے اور دشمنان خلافت سے جہاد کرنے اور کفر خدا کے بلند کرنے کے لئے ہر اس طرح پر کہ وہ سب سردار اور اس کے لئے ہر کسی کام کے پورا کرنے کو کہتے ہیں۔

و تابعان و سے دریں اقامت ممدوح
باشند و ثنا و رضا بایشان متوجہ
شود و جہاد مرتدین از اعظم انواع
اقامت دین است و رضا و ثنا
بر ایشان دریں آیات اظہر من
النفس فی رابطة النہار و نیز باید
دانست کہ **وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ**
وَرَسُولَهُ ترغیب است بتولی
خلیفہ راشد و صدیق اکبر
مورد نص است و آل قطعی الذخول
است و این اشاره است بوجوب
انقیاد خلیفہ راشد و دلائل
است بر تحقیق خلافت حضرت صدیق
و نیز باید دانست کہ حق سبحانہ
بتاکید گواہی سے دہد برآں کہ آں
جماعہ در وقت قیام بقتل آل
مرتدین محبوبین و محبین و کذا کذا
باشند و این ہمہ صفات کمال
است پس اگر حضرت صدیق
در خلافت خود بر حق نئے بود
چہ کہ باہر او جہاد کردند و با او
بیعت نمودند و باستخلاف او راضی
شدند محبتین و محبوبین و متصفین
باوصاف کمال نباشند و الا غرر
باطل بشہادۃ اللہ تعالیٰ

و نیز باید دانست کہ این کلمہ شد و سوف یا قی اللہ
بقیہ و در ظاهر صورت اجتماعہ آوردن مسلمین از
دست حضرت صدیق اتفاق افتاد و این بچنانست کہ
فرمود **وَمَا رَعَيْتُ رِأْیَ نَفْسٍ وَلَا رِیَئَی**
إِنْسَانٍ بقوم کذا و کذا فی تحقیق فعل حق است سبحانہ
و تعالیٰ و حضرت صدیق کالجہاد و دلائل کلام منزلت
بالاتر ازین منزلت خواہد بود بعد مائتہ الانبیاء
صلوات اللہ و سلامہ علیہم و کلام کامل و
مکمل باشد و باشد **فَضَّلَ اللَّهُ يُونُسَ**
مَنْ نَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ و نیز
باید دانست کہ انما و لیغفر اللہ ہر چند لغز عام
است اما مورد نص صدیق اکبر است و دخول مورد
نص در عام قطعی است پس صدیق اکبر ولی
مسلمانان و کار ساز ایشان است و دین است حق خلافت
و صدیق اکبر تصف باقامت صلوٰۃ و ایستادہ زکوٰۃ
است باوصاف خشوع یا باوصاف کثرت اذکار و اقل
صلوٰۃ و این محنی کی از لوازم خلافت خاصہ است
و نیز باید دانست کہ امر جہاد و قتال منسوب میشود
بہر طرف شائع بلکہ امر بیاید کہ حق باں صفات باشد
تا پرتو فتنہ در دل دیگران کار کند پس صفات شہادت
در صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علی اہل الوجہ متحقق
باشد و این محنی از لوازم خلافت خاصہ است بلکہ
میتواند بود کہ اینہمہ صفات شہادت صفات صدیق
باشد کہ بطریق تعریف او کرده شد

لے توضیح کسی بات کو اشارہ میں بیان کرتا صاف صاف دیکھنا

انہیں کلمہ مفہوم شد کہ در زمان مستقبل
داعیہ خواہ بود اعراب را بسوی جہاد کفار
و ایں دعوت تکلیف شرعی متحقق خواہد شد
اگر قبول دعوت کنند ثواب آں بسیار شد
و اگر نہ کنند محاقب شوند و ایں لازم بین
خلیفہ راشد است و دعوت بسوی جہاد
اعظم صفات خلیفہ است پس ایں آیت
وعدہ وجود داعی بسوی جہاد و اثبات
خلافت او مفہوم شد و تفتیش آئمہ کہ ایں
داعیان کہ بودند و ایں اوصاف بر کدام
شخص منطبق شد سیکہ ازان اوصاف
آنست کہ دعوت برائے اعراب باشد کہ
بادیہ نشینان اند گواہی شہرہائیز دعوت
کنند دوم آنکہ دعوت بقتال کفار اونی باہوں
شداید باشد و یعنی اولی باہوں شداید ان
کہ از جہاد کہ مستعد قتال شدہ اند داعیان و
دعوان ہر شدت باہں بیشتر دامتہ باشند
والا شدت و ضعف امر نسبی است ہر ضعیف شد
است بہ نسبت از و لیکن عرف
عام باستعدان قتال سے سنجید اگر بہ نسبت ایں
مستحلان اکثر و قوی و با سباب تر باشند اولی باہوں
شداید گویند والا د معنی اولی باہوں شداید ان

لے ہا میں وہ لازم ہو کہ سب اس کا اور اس کے ملوک کا تصور کیا جائے تو صرف اہل دونوں کے تصور کو جس ان دونوں کے درمیان میں تو ہم کا یقین
کری جیسے وہ ہمارے ملوک کے حصول پر مستقیم ہونا چاہئے کہ وہ کو لازم ہو کہ لازم بین ہو اور جہاد لازم ایسا نہ ہو جیسے اس کے لازم کا یقین کرنے کے تو
جس کو عیان سے اس کے ملوک کے تصور کے کسی میری چیز کی بھی حاجت نہ ہو وہ لازم نہیں ہے۔

کہ مقتضائے قیاس و حکم عقول مفسورہ
در حق آدم اقرب بغلبہ دیدہ شود اگرچہ
فصل ابھی بخرق عادت آں مجموعہ
مجموعہ را بدست اولین برہم زندہ
سوم آنکہ دعوت برائے غیر قریش
باشد زیرا کہ تنکیر قوم سے نہاند
کہ ہم غیث الاولین الذین دعا
الیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم فی الحدیثہ و در صورتہ
کہ مدعو الیہم قریش باشند نظم کلام
چنین باید ساخت ستادعون الیہم
مردہ اخرے و گفتہ نشود ستادعون
الی قوم چہرام آنکہ ایں دعوت
برائے قتالے باشد کہ منہی نہ
گروہ الا باسلام یا قتال ایں قوم
اولی باہوں شداید نہ دعوت بلے
بحکم خلافت خلیفہ و شکست
بخلاف مسلمین چنانکہ حضرت
مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ دعوت فرمود
اہل مدینہ را یا برائے ترسانیدن دشمن
و چوں ہیبت افتاد باز گردند بدون قتال
چنانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لے اسم کی دو تہیں ہیں مکہ او مدینہ مکہ وہ اسم جو غیر محض چیز ہر دلاست کرتے جیسے لفظ گھوڑا کہ ہر گھوڑا کہ کسی خاص گھوڑا پر
دلاست نہیں کرتا یا جیسے لفظ قوم کہ ہر قوم کو قوم کہہ سکتے ہیں خواہ وہ قوم قریش کی ہو خواہ اہل فارس کی خواہ اہل شام کی اور صرف وہ اسم جو محض چیز پر
دلاست کرتی جیسے لفظ زید کہ جس کا نام زید ہی دلاست کرتا ہے۔

سے تبوک میں اہل روم سے لڑنے کے لئے بلایا تھا مگر انھیں
یہ ہوا کہ قیصر (روم) نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی اور مسلمان
کوٹ آئے لڑائی نہ ہوئی۔

جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب جاننا چاہیے کہ یہ بلائے والے
خلفائے ثلاثہ تھے ان کے سپاہ کوئی نہ تھا کیونکہ موافق احتمالات
عقلیہ کے یہ بلائے والے یا جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم ہوں گے یا خلفائے ثلاثہ یا حضرت مرتضیٰ یا بنی امیہ
یا بنی عباس یا ترکش جنھوں نے سلطنت عرب کے ختم ہو جانے
کے بعد سر اٹھایا تھا ان (چھ احتمالات) سے زیادہ کوئی احتمال
نہیں نکلتا۔ اب دیکھو خلفائے ثلاثہ کے سوا جس قدر احتمال
ہیں سب باطل ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس قسم کا بلانا کبھی ظاہر نہیں ہوا اس لئے کہ یہ آیت حدیثیہ
میں نازل ہوئی اور حدیثیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے غزوات گنتی کے ہیں اور معلوم ہے کہ ان میں سے کسی میں
اس قسم کا بلانا نہیں ہوا حدیثیہ کے بعد ہی علی الاصل غزوہ
خیبر ہوا اس غزوہ میں اعراب کے کسی مقتض کو آپ نے نہیں
بلایا بلکہ اس غزوہ میں تو سوائے لوگوں کے جو حدیثیہ میں
شرک تھے کسی اور کا شریک کرنا منع تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے قل لن تتبعوننا کذلک قال اللہ من قبل دینے

اسے نبی (اعراب سے) کہدو کہ تم (خیبر میں) ہمارے ساتھ نہ
آؤ تمھارے متعلق پہلے ہی اللہ نے ایسا فرما دیا ہے) خیبر کے
بعد غزوہ فتح پیش کیا اس غزوہ میں کچھ اعراب بلائے گئے مگر
اہل مکہ قوراولی ہائیں شدید نہ تھے کیونکہ یہ وہی لوگ
تھے جن سے لڑنے کے لئے حدیثیہ میں بلائے جاتے تھے اور
الفاظ آیت بتا رہے ہیں کہ قوراولی ہائیں شدید سواہل مکہ

در تبوک دعوت فرمودند بر خروج
بسوئے روم و چون قیصر از جاسے خود
حرکت نہ کرد باز گشتند و دلا سجاقت لے
واقع شد چون ایں مقدمہ دانستہ شد
باید دانست کہ ایں داعی صادق است
بر خلفائے ثلاثہ لاغیر زیرا کہ بحسب
احتمالات عقلیہ ایں داعی یا جناب مقدس
نبوی است صلی اللہ علیہ وسلم
یا خلفائے ثلاثہ یا حضرت مرتضیٰ رضوان اللہ
علیہم یا بنی امیہ یا بنی عباس یا ترکش کہ بعد
دولت عرب سر بر آوردند لا یبقی و لا یموت
عن ذلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دعوت کذا واقع شد زیرا کہ نزول آیت
در قصہ حدیثیہ است و غزوات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بعد حدیثیہ خصوصاً معلوم
است بر پنج یک دعوت کذا صادق نمی آید
متصل حدیثیہ غزوہ خیبر واقع شد و بیشک
از اعراب دلا غزوہ دعوت نہ فرمودند بلکہ
غیر حاضرین حدیثیہ منبر بودند از حضور
دل مشہد کہما قال قل لن تتبعوننا کذلک
قال اللہ من قبل و بعد ازاں
غزوہ الفتح پیش آمد فی الجملہ دعوت واقع شد
مانہ لای تعالیٰ قوراولی ہائیں شدید زیرا کہ
ایشان ہاں بودند کہ دعوت حدیثیہ بدستی ایشان
بود و نظم کلام دلالت بر تقدیر ایں

دو قوم سے شاید غزوہ حنین نیز مراد
نیست زیرا کہ ہوا ان اقل و اقل بودند از مکہ
بر نسبت دوازده ہزار مرد جنگی کہ در رکاب
شریف حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
از ہمسایرین و انصار و اعراب و مسلمہ
الفتح نہضت کردہ بودند ایشان را
اولی ہائیں شدید گرفتہ شد و ہر چند
حکمت الہی در مقابلہ آنحضرت گذشت
جولتے در کار ایشان کردہ باشد غزوہ تبوک
نیز مراد نیست زیرا کہ تقابقت نہ ہوئے آؤ
یستلیمون در اینجا متفق شد غرض
آنجا ایتساع سمیت بود در قلوب شام
دروم چوں ہر قل جنبش نہ کرد و فوج نہ
فرستاد باز مراجعت فرمودند و بنوامیہ
و بنو عباس و من بعد ایشان گاہے
اعراب مجازہ وین و ابقال کفایت بخواندہ اند کہ
ہو معلوم من التاریخ قطعاً ایں دعوت مقتید
دیں مکہ و متاول غیر از خلفائے ثلاثہ

لہ جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہوا کہ جو حدیث کو کثرت کو اس آیت کا الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ حنین میں فریق مقابلہ اہل قریظ و ذیل تھا۔
تھ دوسرے ہاں مسلمانوں کو نہایت ہمتی اور باوجود کثرت و قوت کی شکست ہوئی مگر آخر کار نصرت بڑی دینے و سنگگیری فرمائی اور فتح مسلمانوں کی
ہی جیسا کہ آیت مذکورہ کے الفاظ اس میں واضح ہے جس کو تاہم انہیں اس غزوہ کی ہزیمت کو فرار سے تعبیر کرتے ہیں اور صحابہ کرام پر طعن قائم کرنا چاہتے
ہیں حالانکہ واقعات کے دیکھنے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہزیمت فرار نہ تھی بلکہ کثرت و اختیاری تھی تاہم طبری میں مذکور ہے کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو ایک ایسے
نشیبے کے انداز پر لایا گیا کہ اس آیت کے بعد جو حدیثیہ شکر اچھا تھا وہ باقی حصہ کی نظر سے غائب ہو گیا تھا نیز شیبہ میں مذکور ہے کہ وہی کہیں گاہوں میں بیٹھے تھے
وہ کل روز کو حدیثیہ شکر اچھا تھا اس نے مناسب تھا کہ کوئی نہ جاتے اور باقی حصہ شکر کو اس شیبہ میں آتے تھے نہ روک دے اس لئے کہ اس شکر کو گونڈا تھا
پہلے ہو گیا کسی کو معلوم نہ تھا کہ حضرت اہل شریف کچھ نہیں ہیں جب غرضتے یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپ نے آواز دی کہ میں ہاں ہوں اس آواز کو شکر لوگ

ظاہر و باہر بود و اس نامہ در دل مردم کارے
کہ از میزان عقل معاشی بیرون است تا آنکہ در
غزوہ یزدگرد کو کس جمع شد و کوشش
عجیب از دست ایشان بر روی کار آمد و فتح
کہ ہیکہ از زبان حضرت آدم تا اس دم واقع نہ
شدہ بود ظہور نمود کوشہ کار اضا قاصص
از کوشش و اہتمام ظاہر گردید و اس فعل
حضرت صدیق دستور العمل فاروق اعظم
شد رضی اللہ عنہما ہمیں اسلوب در واقعہ
قادیسیہ دعوت اعراب فرمودی کتاب
ردضا الاحباب عند ذکر غزوۃ القادسیہ
چوں خبر رسید کہ عم یزدگرد را بادشاہی کشند
و امور خود ہمیا ساختند امیر المومنین عمر
رضی اللہ عنہ بہر یک از عمال خود نامہ نوشت
بہیں مضمون کہ باید دلاں ناحیہ ہر کردار اندک آب
و سلاح دار و دلاہل نجات و شجاعت
و مقاتلہ بود ساختگی نمودہ تجہیز تمام
بجانب مدینہ روان سازد و ہمچنین
دعوت امیر المومنین عثمان برائے ملک
عبداللہ بن ابی سرح چوں دلا فریقہ بالک آخجا
مقاتلہ پیش کرد شہر دست چوں ثابت شد کہ اس
خلفا دلاں بودند بدعوت موصوفی القرائن ثابت
شد کہ خلفائے راشدین بودند دعوت ایشان
موجب تکلیف ناس شد و بقول آل تنج ثواب
و بعد ہم قبول مستوجب عذاب گشتند

جب ثابت ہو گیا کہ وہ بلانا جس کا ذکر قرآن میں
ہے انہی خلفائے ثلاثہ سے ظاہر ہوا تو ثابت ہو گیا
کہ وہ خلیفہ راشد تھے اور ان کا (لوگوں کو جہاد
کی طرف) بلانا موجب تکلیف شرعی تھا لیکن ان کا
حکم ماننے سے مستحق ثواب اور ان کا حکم نہ ماننے سے
مستوجب عذاب ہوتے۔

وقال للہ تعالیٰ سوا الغر محمد رسول اللہ ولا
معدا اشد لہ علی الکفار و ما بینہم منہ و ما
نجد الی یومئذ فضل من اللہ و ما ناسا کھم فی
موجودہ من الی یومئذ ذالک ماکلفی لک و کذا
مکلفی الی یومئذ لک و کذا ماکلفی لک و کذا
فاسقط فاسقوی علی سقوی یحییٰ الی یومئذ
اللہ و ما ناسا کھم فی موجودہ من الی یومئذ
ذالک ماکلفی لک و کذا ماکلفی لک و کذا
ہم از او بدست انہی کہ ان زمانہ اند و انہی
بنی امیہ و بنی اشراق و کذا ماکلفی لک و کذا
از غلو و خوشنودی را علامت صلح ایشان مدعو و انی ایشان
است از غلو و خوشنودی را علامت صلح ایشان مدعو و انی ایشان
است و انہی ایشان را اندر زلعہ ہند کہ مدعوہ است
گیا و ہر زلعہ اس قوت طلائس اسطیر شریں باستانہ
سابقہ انی خود بہ شگفت می آرد زراعت کنندگان
را عاقبت حال غلبہ اسلام آنت کہ ہنرم آرد خدای
تعالی بسبب ایشان کافران را مدعوہ و مدعوہ است
خداست تعالیٰ انان لاک ایمان آوردہ اند و کار ہستی
شایستہ کردند از اس امت آزمزش بزرگ

اس آیت کو آیہ محمد رسول اللہ بھی کہتے ہیں اور آیہ معیت بھی کہتے ہیں۔ بعض علماء لفظ تواریث پر توقف کرنے کو اولی کہتے ہیں اور بعض
لفظ انجیل پر جس کے نزدیک تواریث و وقف اولی ان کے نزدیک کھیتی والی مثال صرف انجیل میں ہوگی تواریث و انجیل کے نتیجے سے بھی ظاہر
ہوتا ہے کہ کھیتی والی مثال صرف انجیل میں ہے چنانچہ موجودہ انجیل میں جو روایت مٹی ہے اس تمثیل کے الفاظ یہ ہیں۔ آسمان کی
بادشاہت خدوں کے دادہ کہ امتدہ جی جسے ایک شخص نے لے کے اپنے کھیت میں لپوا وہ سب یہ جوں میں پھولتا ہے جب آگ
تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا اور ایسا بڑا ہوتا کہ ہوا کی چڑیاں اس کے آگے اس کی ڈال بے را کرتیں۔

سُوقِ کلام برائے تشریف آں مخلصان است کہ در سفر حدیبیہ ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند و بشارت بغلبہ ایشان بر جمیع اُمم قولہ تعالیٰ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللّٰہِ چوں سخن در ستایش ایں قوم اُمت اسلام شد اولاً ذکر امام ایشان و در ستودن پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بہمیں کلمہ اکتفا کردہ شد کہ محمد رسول اللہ یعنی کلام فضیلت است کہ در ضمن رسول اللہ نیامدہ و کُلُّ الصِّیْدِ فِی جَوْفِ الْفِرَاعِ قَوْلَ وَالَّذِیْنَ مَعَهُ مراد ازیں جماعت آنانند کہ در سفر حدیبیہ ہمراہ آنحضرت بودند صلی اللہ علیہ وسلم زیرا کہ سُوقِ کلام برائے تشریف آں جماعہ است و حقیقت معیت معیت و رجالت است یا در سفر و حجت و نیزہ مثلاً مجاز است لَا یَلْتَفِتُ اِلَیْ مَا لَمْ یَلْحِظْ مَسَاخٍ و در حدیث تنفیض فضیلت اہل حدیبیہ

یہ کلام خاص انہی مخلصوں کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے جو سفر حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور اُن کے تمام فرقوں پر غالب آجانے کی بشارت بھی ہے۔ محمد رسول اللہ۔ جب اُس گروہ کی تعریف کی جاتی ہے تو اُس گروہ کے سردار کا ذکر بھی ضروری ہے۔ لہذا ابتداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی، اور آپ کی تعریف میں صرف اسی ایک کلمہ رسول اللہ پر قناعت کی گئی جس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ کوئی فضیلت ایسی نہیں ہے جو (لفظ) رسول اللہ کے ضمن میں نہ آگئی ہو (مثلاً ہے کہ) جتنے شکار ہیں سب گورخر کے پیٹ میں ہیں (یعنی گورخر کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔ اسی طرح وصف رسالت کے مقابلہ میں باقی اوصاف کی حالت ہے)۔

وَالَّذِیْنَ مَعَهُ مراد اس سے وہی لوگ ہیں جو سفر حدیبیہ میں آنحضرت کے ہمراہ تھے کیونکہ (اول تو) آپ سے کلام انہی لوگوں کی تعریف میں چلا آ رہا ہے (دوسرے) معیت کے معنی حقیقی کسی مقام میں ساتھ ہونے یا کسی سفر میں ساتھ ہونے کے ہیں (اس کے علاوہ دوسرے قسم کی معیت) مثلاً معیت دینیہ معنی مجازی ہیں اور جب تک حقیقی معین سکیں مجازی معین مراد نہیں لئے جاتے (تیسرے) حدیث تنفیض میں اہل حدیبیہ کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہے۔

۱۔ امام باقری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ اس شہر کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ایک مرتبہ خداوندی شکار کھیلنے گئے کسی نے خرگوش مارا کسی نے بون کی سے اور کوئی شکار ایک شخص نے گور ڈرا۔ ان لوگوں کی عورتیں باہم لپٹے پڑی ہوئی تھیں کہ شکار کا ذکر نہ لگیں تو جس عورت کے شوہر نے گور ڈرا تھا اس نے کہا اے اللہ صید فی جوف الفراع یعنی تم سب کے شوہروں کے شکلوں سے تمہارے شوہر کے شکلوں کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔ یہ مثل حدیث شریف میں آئی جو ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سفیان کو انداسے کی اجازت نہیں دی اور ان کو دہری اور حضرت ابوسفیان کو فرمایا کہ تم کو اجازت نہ دینے میں یہ مصلحت تھی کہ اگر لوگ جن کو اجازت نہ ملے ہرگز ان میں کیونکر کل الصید فی جوف الفراع۔

قَوْلَ اَشِدَّاءُ۔ فضائل مجموعہ اندوہ دو نوع حسن معاملہ کہ در میان اہل جنس خود باشند و حسن معاملہ کہ در تہذیب نفس خود بود و خداے تعالیٰ ہر دو قسم را برائے ایشان جمع سے فرماید در میان اہل جنس خود یاں وضع معاملہ سے کنند کہ قوت غضبیہ را مقتدری بغضب آہی ساختہ اند و رحمت و رافت را موافق رحمت آہیہ گردانیدہ اند ہر کہ در دو اوست شدت غضب ایشان بروست و ہر کہ مقبول اوست رافت و رحمت ایشان برائے اوست و ہذا کمال التخلیق بالخلق اللہ تعالیٰ و برائے تہذیب فیما بینہم و بین اللہ بکثارت صلوات مشغول اند کہ الصلوٰۃ معراج المؤمن ینتفعون فضل بیان کمال اہل ایشان است باطن ایشان موافق با ظاہر است سیماءھو فی وجوہھو یعنی خشنوع و نیایش ایشان در بارگاہ الہی نہ خطرہ ایست کہ از یک طرف می آید و طرف دیگر سے رود بلکہ ملکہ ایست راستہ کہ عمر سے در تحصیل ایں صفت صرف کردہ اند و ہاں ایشان از صلوات ایشان حظ وافر گرفتہ و رنگ مناجات محیط باطن ایشان شدہ

اشد آء۔ یہاں سے اُن لوگوں کے فضائل کا آغاز ہے، فضائل دو قسم کے ہوتے ہیں (اول)، اس معاملہ کا اچھا ہونا جو باہم اپنے بنی نوع میں ہوتا ہے اور (دوسرے) اس معاملہ کا اچھا ہونا جو اپنی تہذیب نفس کے لئے ہو۔ خدا تعالیٰ نے ان دونوں قسم کے فضائل اُن حضرات کے لئے جمع کر دیئے ہیں۔ (اشد آء اور مرحم آء میں قسم اول کے فضائل کی طرف اشارہ ہے) یہ اپنے ہم جنسوں سے اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں کہ اپنے غصہ کو بھی انہوں نے غضب الہی کا تابع کر دیا ہے اور اپنی ہربانی اور نرمی کو بھی انہوں نے رحمت الہی کا تابع کر دیا ہے جو اس کا مردود جو اس پر اُن کا بھی غصہ رہتا ہے اور جو اس کا مقبول ہے اُس پر ان کی بھی ہربانی رہتی ہے یہ اخلاقی آہی سے متصف ہونے کا اعلیٰ درجہ ہے اور نہ ہر مرتبہ امتحان سے قسم دوم کے فضائل کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اپنے اور خدا کے درمیان میں جو معاملات ہیں ان کی درستگی کے لئے نمازوں کی کثرت میں مشغول ہیں کہ نماز مؤمن کی معراج ہے۔

ینتفعون فضل ان کے کمال اخلاص کا بیان ہے کہ ان کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔

سیماءھو فی وجوہھو یعنی ان (اصحاب حدیبیہ) کا خشنوع اور خضوع بارگاہ الہی میں ایسا نہیں ہے کہ عارضی طور پر ایک وقت ہو جائے اور دوسرے وقت باقی نہ رہے بلکہ وہ ایک مضبوط ملکہ ہے جس کے حاصل کرنے میں انہوں نے عمریں خرچ کر دی ہیں ان کے دلوں نے ان کی نمازوں سے حظ کامل اٹھایا ہے اور ان کی مناجات کے رنگ نے اُن کے باطن کو ایسا گھیر لیا ہے کہ

۲۔ ملکہ کیفیت کو کثرت میں جو نفس انسانی میں مقبوضہ گئی جو جس کے سبب سے وہ اعمال جو اس کیفیت کے مناسب ہیں بہولت صادر ہوتے ہیں مثلاً فن نجاری کا کر جس کے نفس میں جو گاس کو کسی بہولت اس کے کاموں میں ہوگی دوسرے کو کسی بہولت نہیں ہوگی چارہ نہ فن نجاری کے قواعد جانتا ہو۔

تا آنکہ بر چہرہ ایشان طغافۃ از دل ایشان جو شدید و پر تو سے از انوار باطن ایشان بر ظاہر امتدادہ کہ کل اناء یدثر شمع بمافیہ قولہ تعالیٰ ذلک مکتوم فی السورۃ و مکتوم فی الیضیٰل کثر ذریعہ و ذلک انبیا اشارہ است بکثر ذریعہ کقولہ تعالیٰ وَ قَضٰیْنَا لِیْلِیٰ ذٰلِکَ الْاَمْرَ اَنْ دَاسِرَ هَؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِیْنَ قولہ تعالیٰ کثر ذریعہ لغیر شطاکہ

ایجاب چہار کلمہ گفتہ شد اول دلائل سے کندہ بر ابتلا سے امر و آخر دلائل سے نماید بر کمال نمود او کہ بعد ازاں نمونے نیست و شک نیست کہ انتقال آنحضرت علیہ السلام از حالے بحالے تدریجاً بلوقوع آمد بوجہ کہ چہار مرتبہ ضبط آں عدد کثیر نئے نماید لاحالہ مراد انجب انتقالات تفسیر است کہ در چہار عدد مضمون شود آیت است دلالت لفظ و چوں ماصدق این کلام را تا مل

اس کا کچھ حصہ ان کے دل سے جوش زن ہو کر ان کے چہروں پر آگیا ہے اور ان کے انوار باطن کا پرتو ان کے ظاہر میں بھی آشکار ہے (مثل ہے) کہ ہر طرف سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ ذلک مثلہم۔ ذلک (اسم) اشارہ ہے کلمہ کنز الدرع جو اس کے بعد مذکور ہے اس کا (مشار الیہ ہے۔ اسم اشارہ کا اشارہ الیہ سے پہلے آنا برابر رائج ہے حتیٰ کہ خود کلام پاک میں ہی مثل قول حق تعالیٰ کے و قضینا الیہ ذلک الاموان دائرہ لہ مقطوع مصبین۔ یہاں بھی ذلک کا اشارہ الیہ ان دابر ہوا لہ الخ ہے جو اس کے بعد ہے۔

کنز الدرع اخوج شطاکہ۔ یہاں چار باتیں بیان کی گئی ہیں سب سے پہلی بات (یعنی حکمتی کا انکھوا نکلتا) کام کے آغاز پر دلالت کرتی ہے اور اخیر بات (یعنی درخت کا ڈنڈہ می پر کھڑا ہو جانا) اس کام کی انتہائے ترقی پر دلالت کرتی ہے جس کے بعد پھر کوئی ذریعہ ترقی کا باقی نہیں رہتا۔ اور اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیاں بتدریج اس قدر ہیں کہ صرف چار درجے ان کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ لاحالہ یہاں بڑی بڑی ترقیاں مراد ہیں اور ان بڑی ترقیوں کے چار درجے نکلے ہیں (جس طرح کھیتی کی ترقی کے بے شمار مدارج ہیں ہر ان میں اس کو نئی ترقی حاصل ہوتی ہے مگر بڑی بڑی ترقیاں اس کی ہی چار تہیں جو آیت میں بیان ہوئیں یہ تو الفاظ کے معنی تھے اب جو ہم مصادیق اس کلام کا تلاش

کنیم انتقالات کلیہ چہار عدد سے یا ہم اول آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درکہ مبعوث شدند و اہل مکہ ہم مشرک بودند و چون آہستہ خود مطمئن گشتہ بانکار و اضرار بر خاستند ایجاب اسلام نو پیدا شدہ ہوا ہوا آل قادر نبودند دوم آنکہ از دست مشرکین خلاص شدہ بمدینہ ہجرت کریدند و ہجرت اعداء اللہ مشغول شدند بقتال قریش قصد و بقتال غیر ایشان تبجأتا آنکہ فتح مکہ نمودند و تمام مجاز و اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راست گشت ایجاب صورت باو شاہی ناحیہ از نواحی زمین پیدا شد و در انتہا اس حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از دار دنیا بر رفیق اعلیٰ انتقال فرمود حرکت سوم آل بود کہ شیعیان بادشاہ ذوق شکست کر تمام عالم غالب بودند کسر و قیصر قصد جہاد نمودند تا آنکہ مردود دولت با تمام شوکت اسلام گشت و از انہما تاسہ و نشانی نہاند حرکت چہارم خرو کار بہا کہ ملوک نواحی را کہ حاصل باج و و کسر سے قیصر بودند و در حد ذات خود نیز قوت و شوکت بہم رسانیدہ بودند بر انداختہ شود و رواج اسلام در بلاد مفتوحہ پدید آید و در ہر شہر سے مساجد برآشوند و قضات منصوب گردند و در اہل حدیث و متقیان فقہ مسکن گنبد

کرتے ہیں تو بڑی بڑی تبدیلیوں کے چار درجے پاتے ہیں اول وہ حالت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے تمام اہل مکہ مشرک تھے اور اپنے باپ دادا کی تحریکات پر قناعت کرتے ہوئے تھے وہ سب لوگ مخالفت اور ضرر و ساق پر آمادہ ہو گئے اس وقت گویا اسلام نیا پیدا ہوا (اور اخوج شطاکہ کا مرتبہ ظہور میں آیا) حضرت اُس کے ظاہر کرنے پر بھی قادر نہ تھے دوسری وہ حالت تھی کہ مشرکوں کے ہاتھ سے رہائی پا کر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دشمنان خدا سے جہاد کرنے میں مشغول ہوئے قریش سے قصد اور غیر قریش سے تبجأت آپ نے جہاد کیا یہاں تک کہ مکہ کو فتح کر لیا اور تمام مجاز آپ کی اطاعت میں اچھی طرح آگیا اُس وقت ایک چھوٹی سی ریاست کی صورت پیدا ہو گئی (اور دائرہ کا درجہ حاصل ہوا) مگر اسی حالت کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تیسری حالت وہ تھی کہ شیعیان نے دہر شکست بادشاہوں سے کہ تمام دنیا پر غالب تھے یعنی کسری و قیصر سے قصد جہاد کیا یہاں تک کہ یہ دونوں سلطنتیں شوکت اسلام سے پامال ہو گئیں اور ان کا نام و نشان باقی نہ رہا (اب فاسد خلط کا درجہ حاصل ہوا) چوتھی حالت وہ تھی کہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی فتح ہو گئیں اطراف و جوانب کے بادشاہ جو دراصل کسری و قیصر کے بلج گزار تھے اور اپنی جگہ پر خود انھوں نے بھی قوت و شوکت حاصل کر لی تھی دہم برہم کر دیئے گئے اور اسلام کا رواج مفتوحہ شہروں میں پیدا ہو گیا اور ہر شہر میں مسجد بن گئیں اور قاضی مقرر ہو گئے اور حدیث کے لاوی اور فقہ کے مفتی سکونت پذیر ہوئے (اور فاسد توی علی سوقہ کا درجہ حاصل ہو گیا)

یُرِیدُونَ لِیُطْفِقُوا نَوْراً یُؤْتِیهِمْ وَانَّهُ مُبِینٌ قُورَہَا
وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُونَ ۚ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰی
وَالْحَقِّ لِیُظْهِرَ عَلٰی الدِّیْنِ کَلِمَہٗ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُونَ ۝
اس آیت کا مقصود یہ ہے کہ نصاریٰ نے خصوصاً اور دوسرے
منسوخ مذہب والوں نے عموماً بڑے بڑے اعتقاد ذاتِ خداوندی
کے متعلق پیدا کرتے ہیں اور دین برحق لینے ملت ابراہیمیہ کی
عداوت پر آمادہ ہو گئے ہیں یہ بات غضبِ الہی کو جو جس میں
لائی۔ لہذا الادۃ خداوندی ان قوتوں کے سرنگوں اور درہم و
برہم کر دینے کے متعلق قائم ہو گیا ہے اور اس کی صورت عالم
غیب میں اس طرح تجویز ہوئی ہے کہ ایک رسول ہدایت اور
دین حق کے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ دین حق کے تمام دینوں پر
غالب آجائے گا ذریعہ بن جائے۔

یُرِیدُونَ لِیُطْفِقُوا کا مطلب و طرح بیان کیا جاتا ہے ایک یہ
کہ کافروں نے نور خدا کو کوئی چراغ یا تصویر سی آگ سمجھ لیا
ہے کہ منہ سے پھونک دینے میں سمجھ جاتے حاش بشیر یہ نور خدا
بے منہ کی پھونک کو وہاں کیا دخل ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ
کفار غلط اعتراضات پیش کرتے ہیں اور کمزور سمجھ والوں پر دین کو
مشتبہ کر دیتے ہیں اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے دین اسلام
میں نقصان آجائے گا حاش بشیر یہ دین حق سبحانہ کا منظر و نظر
ہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

لیظہر علی الدین کلمہ۔ چونکہ دین حق کا غلبہ تمام دینوں پر

اس آیت میں اور آیت سابقہ میں صرف دو فرق ہیں۔ اول یہ کہ آیت سابقہ میں ان یطفقوا سے اور اس آیت میں یطفقوا مطلب دونوں کا
لیکھ دو سوافر یہ ہے کہ آیت سابقہ میں وہابی اللہ تعالیٰ تم نور اور اس آیت میں وہابی اللہ تعالیٰ تم نور۔ مصلحت لے کر دوسری آیت زیلع
اس مصلحت سے نقل فرمائی تاکہ واضح ہو جائے کہ انہما کا مضمون وہابی بھی کافروں کی شرارت و سرکشی کے فکر کے بعد وارد ہوا ہے جس کی وجہ سے
انہما سے وہابی لادینا ضروری ہوا جس کا کافروں کی شرارت کا سد باب ہو اور یہاں جنت و جہنم کے غلبہ سے حاصل نہیں ہوتی۔

درد ماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صورت گرفت زیرا کہ ہنوز نصاریٰ و
مجوس بالطریق خود قائم بودند عامہ مفسرین
در تفسیر میں کہ فرومانند قال الفضل علیہ السلام
عند نزول عیسیٰ علیہ السلام وقال الحسن
بن الفضل لیظہر علی الدین کلمہ
بالحجج الواضحة امام شافعی نے اس میں
ہمہ استوار کر اور قال اظہر اللہ رسولہ
علی الادیان بان لكل من سمع
انہ الحق وملتلفہ من الادیان باطل
وقد اظہر بان جماع الشریک دینان
دین اہل الکتاب و دین الایمان فقہر
مرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الایمان حتمہ دانوا بالاسلام واعط
بعض اہل الکتاب الجزیۃ صانعین و
جری علیہم حکم فخذ اظہر علی الدین
کلمہ فقیر میگوید غنی معنی چوں دینے لیتے اشکالے
بہم ہر مرد و فقیر ضرورت کی آنکہ کتاب اللہ را
بسمے کہ تقریری کنند و نیز ان صراح عقل کا وزن
باوہم نباشد و نجیم اگر ہر وہ باہم موافق شد نہ فیما
والا ان معنی را ترک نہائیم و دیگر آنکہ حدیث تفسیر
صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعتی خود سازیم زیرا کہ وہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمین قرآن است

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاصل نہیں ہو سکتا
نصاریٰ و مجوس اس وقت تک اپنے طمطراق پر قائم تھے لہذا
اکثر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں عاجز ہو گئے ہیں۔ حناک نے
نے کہا کہ یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت
ہوئی۔ حسن بن فضل نے کہا ہے کہ غلبہ سے مراد محبت و برہان
کا غلبہ ہے۔ امام شافعی نے ان سب سے زیادہ مضبوط بات بیان
کی ہے انھوں نے کہا ہے کہ اپنے رسول کو تمام دینوں پر غالب
کر دیا (اس طرح) کہ جن لوگوں نے آپ کا کلام سنا ان پر واضح
کر دیا کہ یہی حق ہے اور جس قدر دین اس کے خلاف ہیں باطل
ہیں اور نیز آپ کو اس طرح غالب کر دیا کہ وہ اہل شرک میں
دو دین تھے ایک دین اہل کتاب کا دوسرا دین امتیوں کا تو
امیوں کو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مغلوب کر لیا
یہاں تک کہ وہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور اہل کتاب
کی یہ حالت ہوئی کہ ان میں سے بعض نے ذلت کے ساتھ جزیہ
دینا منظور کیا اور آپ کا حکم ان پر جاری ہو گیا۔ یہی مطلب
آیت کے دین کا تمام دینوں پر غالب آجانے کا ہے۔

یہ فقیر کہتا ہے کہ جب کسی آیت کے معنی میں کچھ مشکل پیش آجائے
تو وہاں دو باتوں کی ضرورت ہو اول یہ کہ ہم الفاظ قرآنی کو
لوگوں کے بیان کئے ہوئے معنی کے ساتھ عقل خاص کی تہا و
میں جو باہم کی آفت سے محفوظ ہو جو تولیں اگر وہ دونوں میں
موافقت ظاہر ہو تو فیہا ورنہ اس معنی کو ہم چھوڑ دیں دوسری
بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ہم اپنا
پیشوا ہر تائیں کیونکہ آپ قرآن کے (حقیقی اور اصلی) مفسر ہیں

سبب وہ کہ لوگ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے بعض مشرک تجویز نصاریٰ بعض یہودی نصاریٰ اور بعض عیسائی
کتاب کے جلتے ہیں اور مشرکین اسی وجہ سے کہ ان میں کلمہ بڑے سے کار ہوا تھا۔

چوں غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر نصاریٰ سے نجران و نجوس و بصرہ و یثرب و خیبر و اخذ جزیرہ و شمران از ایشان در یک پلہ نہیں و کلمہ لیظہرکہ علی الذین کلمہ در پلہ دیگر گزاریم باہم موافق نہ شوند غلبہ بر طائفہ تحلیل از اہل دین غلبہ بر ادیان نہ باشد غلبہ تمام آن است کہ بتصرف آن دین مستباح گردد و حامیان ہم بر ہم خوردند تا آن کہ بیچ کس داعی آل دین نہ ماند و عز و شرف آن دین مطلقاً زائل گردد اما حدیث الثبتی صلی اللہ علیہ وسلم فقد اخرج مسلم عن عیاض بن حماد الجعفی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم فی خطبہ الا ان سراقی امیر بنی اعلیٰ ما جعلتمو مما علیکم یومی هذا اکل مال سحلت عید الاحلال و اتی خلقت عبادی حنفلہ کلہم و انہم اتھم الشیاطین فاحتالہم عن دینہم و حرمت علیہم ما احللت لہم و امرتھم ان یشربوا من مالم ازل بہ سلطاناً وان اللہ نظر الی اهل الارض فمقتلہم عربہم

(اس قاعدہ کے موافق) جب ہم لوگوں کے بیان کئے ہوئے معنی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو جو (مقام) نجران کے نصاریوں اور بصرہ کے مجوسیوں اور خیبر کے یہودیوں پر آپ کو حاصل ہوا اور آپ نے ان سے جزیرہ اور شمران لیا (محل غلبہ کی ترازو کے) ایک پلہ میں رکھتے ہیں اور (الفاظ قرآنی یعنی) لیظہرکہ علی الذین کلمہ کو دوسرے پلہ میں رکھتے ہیں تو دونوں میں باہم کچھ مناسبت نہیں پاتے ایک تھوڑے سے ٹکڑے پر غالب آجاتا تمام دینوں پر غلبہ نہیں ہو سکتا تمام دینوں پر غلبہ کے معنی تو یہ ہیں کہ تمام دینوں کی بڑھ جائے اور ان کے حمایتی درہم برہم ہو جائیں اور کوئی شخص ان دینوں کی طرف بلانے والا نہ رہے اور ان دینوں کی عزت و بزرگی بالکل نائل ہو جائے (لہذا ہم نے ان تمام معانی کو چھوڑ دیا) باقی رہی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (تو وہ حسب ذیل ہے) مسلم نے عیاض بن حماد جعفی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا کہ سنو میری پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں بتا دوں جو تم نہیں جانتے اور کج اللہ نے مجھے ان کا علم دیا ہے (اللہ فرماتا ہے کہ) جس قدر مال میں نے کسی بندہ کو دیا وہ حلال ہے اور (فرماتا ہے) میں نے اپنے سب بندوں کو حقیقہً شرک سے خالی پیدا کیا ہے مگر شیاطین ان کے پاس آئے اور ان کو ان کے (فطری) دین سے ہٹا دیا اور (فرماتا ہے کہ) میں نے بندوں کے لئے جو چیزیں حلال کی تھیں شیاطین نے ان پر حرام کر دیں اور شیاطین نے انہیں سکھایا کہ وہ میرے ساتھ اس کو شریک بنائیں جس کی کوئی سند میں نے نہیں اتاری اور (فرماتا ہے کہ) اللہ نے تمام روئے زمین کے لوگوں کو دیکھا اور سب کو ناپ دیکھا اور

و عجمہم الا بقایا من اهل الکتاب وقال انما بعثتک لا یزلیک و ابستلی بہک و انزلت علیک کتاباً لا یغسلہ الماء تقرأ نائماً و یقظاناً وان اللہ امرنی ان احقر قریشاً فقلت رب اذینک لکوا زاری فیذک عوکل خذک فقل استخرجہم کما اخرجوک و اغزوہم نغزوہ و انفق فسنفق علیک و ابعث جیشاً نبعت خمسہ مثله الحدیث و آخرہ مسلم عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقہا و مغاربہا و ان امتی سیتبلغ ملکوتہا ما تروی منها و اعطیت ایکندر الاحمر و الا بیض الحدیث و آخرہ مسلم عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلک کسری ثم اذیکون کسری بعد و قیصر یملک کن ثر

کیا عجم سوا چند اہل کتاب کے (جو اصل دین پر قائم ہیں) اور فرماتا ہے کہ (اے محمدؐ) میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تاکہ (ان لوگوں کے ذریعہ سے) تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے (ان کی) آزمائش کروں اور (فرماتا ہے کہ) میں نے تم پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس کو پانی دھو نہیں سکتا تم سوئے اور جاگتے اس کو پڑھتے ہو اور (سنو) اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں قریش کو جلا کر ہلاک کر دوں۔ میں نے عرض کیا کہ اسے پروردگار اگر ایسا کروں تو وہ میرا سر کیوں باقی رکھنے لگے۔ فرمایا کہ تم بھی ان کو (کمرے سے) نکال دو جس طرح انھوں نے تم کو نکالا اور تم ان سے جہاد کرو ہم تم کو جہاد کی قوت عنایت کریں گے اور تم (جہاد کے لئے) خروج کرو ہم تمہیں دیں گے اور تم ایک لشکر بھیجو ہم ویسے ہی پانچ لشکر بھیج دیں گے۔ اور مسلم نے حضرت ثوبان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کی مشرق و مغرب سب دیکھ لیں اور بیشک میری امت کی سلطنت اس حد تک زمین تک پہنچے گی جو میرے لئے لپیٹا گیا اور (فرمایا کہ) مجھے سرخ و سفید دونوں قسم کے خزانے دیئے گئے۔ اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسری دیکھئے شاہ فارس برباد ہو گیا اب اس کے بعد کوئی کسری نہ ہوگا اور قیصر بھی یقیناً برباد ہو جائے گا اور اس کے

۱۔ دو تہی قسم سے مراد زور و سفید یعنی سونا چاندی۔ ۲۔ کسری اور قیصر کی سلطنت کی فتح کی جیتن کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی یا ربیان کی ایک بار کہ میں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قادیسی کیا تھا کفار قریش سے فرمایا تھا کہ اگر تم میری اطاعت کرو گے تو مجھے عجم کے بادشاہ کو دیا تو گئے یہ روایت شیعہ کی دونوں کے ہلال کی اور کسری یا ربیان کے غزوہ خندق میں جب کہ اس قیصر کو رومی بھیج کر روایت بھی فریقین کے ہلال کی صاحب علمہ جید کی کہ کتب ہی سے پانچ چھپیں گفت شہر المشرق کہ چون دست بر حق خست از یجر و نمودند ان کسری بن دوم نصر دوم و سوم از زمین۔ سبب راجعین گفت روح الامین و کہ از زمین اعوان و انصار دین و ہلال ملکین سلطنت شیعہ و کسری بن ابی ان برباد۔

لا یكون قیصر بعدک ولتقیسمن
 کومرهما فی سبیل اللہ واخلرج
 مسلم عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ
 یقول لتفتحن حصائب من المسلمین
 اومن المؤمنین کما قال رسول اللہ
 فی الایض واخلرج الترمذی فی
 حدیث طویل عن علی بن
 حاتم قال قال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم انی ارا اخاف
 عبدکم الفاقة فان الله ناصرکم
 ومعصیکم حتی یسیر الطغیة
 فیما بین یغرب والیحیرة اکثر
 حاکمات علی مطهرها الشرف
 قال فجعلت اقول فی نفسی فاین
 لصوص طی واخلرج احمد بن حنبل
 انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یقول لا یبغ علی ظہر الارض
 بیت مذی ولا ویر الاخذ الله
 کلہ الاسلام بعد عزیز وذیل
 انما یزعم الله فیجعلهم من اهلها
 او یزعم فیقولون لھا قلہ فیکون
 الذین کلہ الله انما مقتضای این احوال
 صحیح است آنست کہ تمام ظہور دین بعد
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواہد بود
 بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور تم لوگ ان دونوں (بادشاہوں)
 کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کرو گے۔ اور مسلم نے حضرت
 جابر بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یقیناً
 ایک جماعت مسلمانوں کی (افریقا) مومنوں کی آل کسری
 کے خزانے کو جو ملک فارس میں ہیں فتح کرے گی اور
 ترمذی نے ایک بڑی حدیث میں حضرت عدی بن حاتمؓ سے
 روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا (اے لوگو!) میں تم پر فاقہ (کی مصیبت) کا خوف
 نہیں رکھتا کیونکہ اللہ تمہارا مددگار اور تمہارا دینے والا ہے
 (تمہاری دولت مندگی اس حد تک پہنچے گی کہ ایک بڑھیا
 شرب سے لے کر جیرہ تک جہاں اکثر چوروں کا خوف ہوتا ہے
 تنہا سفر کرے گی (اور کوئی اس سے مزاحمت نہ کرے گا) حضرت
 عدیؓ کہتے ہیں اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ قبیلہ
 غطف کے ٹھک (اُس زمانہ میں) کہاں چلے جائیں گے۔ اور
 امام احمد نے حضرت مقدادؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے روئے
 زمین پر کوئی گھر اور کوئی خیمہ باقی نہ رہے گا جس میں اللہ کا
 اسلام کو داخل نہ کرے کسی سعادت مند کو عزت دے کر کسی
 بد نصیب کو ذلت دے کر عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ
 اللہ ان کو اہل اسلام میں سے کر دے اور ذلت دینے کی صورت
 یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم بن جائیں۔ حضرت مقدادؓ کہتے
 ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ اُس وقت ہر جگہ دین اللہ کا ہوگا۔
 ان احادیث صحیحہ کا مقتضایہ یہ کہ پورا غلبہ دین کا آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا (بلکہ انہی احادیث کو ہم نے پیشوا

بنا یا اور آیت کریمہ کو آپ کے زمانہ حیات سے متعلق نہ رکھا گیا
 قرآنی بھی اس کو نہیں چاہتے کہ حضرت کی حیات ہی میں دین حق
 کو غلبہ کامل ہو جائے چنانچہ اگر لفظ اللہ کی ضمیر (منصوب متصل)
 ہدی اور دین حق کی طرف پھیریں تو مطلب یہ ہوگا کہ رسول
 کا ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجنا سبب ہو جائے گا اس
 ہدایت اور دین حق کے تمام دینوں پر غالب ہونے کا۔ اس صورت
 میں کچھ ضروری نہیں کہ وہ غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سامنے ہو جائے آپ کا مبعوث ہو جانا غلبہ کا سبب ہو گیا کہ
 تم اس غلبہ کا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبوں کے ہاتھ
 پر ہو اور اگر یہ ضمیر رسول کی طرف پھیری جائے تب بھی کچھ
 بعید نہیں ہے کیونکہ دین حق کا غلبہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے نائبوں کے ہاتھ سے ہو بلاشبہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم ہی کا غالب ہونا ہے۔

اگر عامہ نظر یہ ہمہ دی دین حق لایع گویا
 معنی چھین باشد کہ ارسال رسول
 ہمہ دی دین حق معنی خواہد بود بظہور
 آن ہمہ دی دین حق پر جمیع ادیان اینجا
 لازم نیست کہ بحضور آنحضرت باشد
 ارسال معنی بظہور بود است گو بعض
 ظہور بدست تو آب آنجناب بوقوع آمد
 صلی اللہ علیہ وسلم و اگر عامہ راجع بر رسول
 باشد نیز در نیست ظہور دین کو بدست
 تو آب آنحضرت واقع شود ظہور آنحضرت
 است صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اگرچہ توانی شین
 نکتہ باریک بشنو خلافتی تعالیٰ چون پیغامبر
 را برائے اصلاح عالم و تقریب ایثار بفرست
 و تبعہ ایثار از شرم مبعوث گرداند و در
 غیب الغیب آل اصلاح را صورت دے حقین
 فرماید تا در ہاں صورت ظاہر شود لازم آن
 صورت در بعثت پیغامبر ملفوف خواہد بود
 باز چون حکمت الہی اقتضا فرماید انتقال
 پیغامبران عالم آوے بر طبق اعلیٰ پیش
 از تکمیل آل صورت لا محالہ آن پیغامبر
 بحسب امتہام آل مقاصد کہ مضبوط
 و ملفوف در بعثت اوست شخصہ از
 امت خود را جارحہ خود سازد و اورا
 تربیت کند اول او را بہ حلول داعیہ
 ابی گرد باز وصیت نماید اورا بآن

بنایا اور آیت کریمہ کو آپ کے زمانہ حیات سے متعلق نہ رکھا گیا
 قرآنی بھی اس کو نہیں چاہتے کہ حضرت کی حیات ہی میں دین حق
 کو غلبہ کامل ہو جائے چنانچہ اگر لفظ اللہ کی ضمیر (منصوب متصل)
 ہدی اور دین حق کی طرف پھیریں تو مطلب یہ ہوگا کہ رسول
 کا ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجنا سبب ہو جائے گا اس
 ہدایت اور دین حق کے تمام دینوں پر غالب ہونے کا۔ اس صورت
 میں کچھ ضروری نہیں کہ وہ غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سامنے ہو جائے آپ کا مبعوث ہو جانا غلبہ کا سبب ہو گیا کہ
 تم اس غلبہ کا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبوں کے ہاتھ
 پر ہو اور اگر یہ ضمیر رسول کی طرف پھیری جائے تب بھی کچھ
 بعید نہیں ہے کیونکہ دین حق کا غلبہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے نائبوں کے ہاتھ سے ہو بلاشبہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم ہی کا غالب ہونا ہے۔

و تحفیض فرماید برآں و دعا کند برائی اہل قلم
آں چنانکہ شخص استطاعت بدنی نہ داشتہ باشد
کہ قصد حج نماید و استطاعت مالی دار و واجب
شوہر و بی شہر از حج بجزایر حج غیر و نامہ اعمال
او این حج ثبت گردد و بسبب این بدیت طبع شود و
ہم آتی از ثواب حج تحصیل نماید از تمام اختلاف ہر
مذہب فقہ شریعت موسی علیہ السلام حضرت یوشع را
خلیفہ نمود و حضرت موسی علیہ السلام حضرت یوشع را
در انجیل مذکور است کہ حضرت موسی علیہ السلام کا
پرست خود گرفتند و گفتند اس گوشت و پوست
عسل است باز آں را در میان حواریین
فرمودند۔ چون ایشان آں نان را خوردند
حضرت عیسی مناجات فرمود چنانکہ ایشان
آں نان را بخورند و در ابدان ایشان فرو رفت
چنان عیسی در بدن ایشان در ابد خلوند
نظر رستہ کہ بمن واری در کار ایشان کن تا
بندگان تو را بسوئے تو خوانند موافق
ہیں قاعدہ چون عالم با عقائد و سوسنہا شدد
جناب الوہیت و بعیدہ از جایی یعنی تخیل را
از مرتبہ اعتبار و عدم خوف از عوالم آں
کہ مخالف مذاہب جمیع بنیاد است علیم
السلام غضب آہی بخوشید و داعیہ
انتقام در ملکوت پیدا شد
لہ مشرکین کا حال تو ظاہر ہو کہ وہ جزا و سزائی کے قائل نہ تھے اس کا کیا اعتبار کرتے رہ گئے ہو و خدا اسی ان کا یہ خیال تھا کہ ہم
بجسے اعمال کریں گے تب بھی جنت ہماری ہو کیونکہ ہم خدا کے دوست ہیں۔

بعد از ان ہلاک و آفات ایشان را با جملے باز
بست کما قال لیکن اَمَّا بَیْنُکُمْ وَ بَیْنُکُمْ فَادْعَاکُمْ
اَجَلُکُمْ لَا یَسْتَأْذِنُکُمْ سَاعَةٌ وَ لَا یَسْتَفِیْکُمْ
چون آں وقت در رسد افضل افراد بشر را
مبعوث گردانید کہ ذات مقدس آنحضرت
باشد صلی اللہ علیہ وسلم و وحی خود بروی
صلی اللہ علیہ وسلم نازل فرمود و آنجناب
باتصی اللہ بجانب آں ہدی و دین حق دعوت
نمود مستحق آل سعادت اند و زشتہ و اشتیاء
لعنوں ہدی شدند در عین این بعثت معنی
انتقام از آں جماعات کہ سوء اعتقاد در
جناب الوہیت داشتند ملفوف شد
و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب
او درین انتقام بمنزلہ جارحہ بودند مانند
جبریل در صیغہ شمود الحمد و شوبہ
کہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع
شد و ظہر نزول برکات عظیمہ بر حاضرین و قہ
گشت یک ساعت حضور در آن مشاہد
خیر کار ریاضت صد سالہ میکند در تہذیب
باطن لہذا در شریعت ما ثواب جہاد بالآخرین
ثواب سائر قربات است و افضل
اہل بدر و احد و خدیجہ محقق و مقرر
پس صورت اصلاح عالم و گرفتن انتقام
صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں قوم شمود اس کو از سر ہلاک کی گئی تھی۔ شمود وہی قوم ہے جس کی طرف حضرت صالح علیہ السلام بھیجا کہ جیسے
گئے تھے جب قوم نے انہیں کے پر کھائے جو ہم سے پیالہ پوئی تھی تو یہ عذاب نازل ہوا۔

از اعداء اللہ نزدیک خدا بوضعیہ خاص معین شد غیر خشف ایشان بزمین یا نزول مطر مجازہ یا اہلک یصیر و ذلک لمحکمۃ لایعلمہا الاہو۔ و آں وضع خاص ظہور دین ایشان بہت بر ادیان ہمہ آں در ضمن کہتہ حامیان ادیان و داعیان آنہا بقتل و سب و تہیب و تہذیب و جزئیہ و ازادہ دولت و شوکت ایشان و پایمال و بے مقدار ساختن ایشان و اس وضع خاص در اصل بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملفوف شد و بعثت آنجناب متضمن آنصورت گشت کہ قل تعالیٰ ہو الذی ارسل رسولک بالہدای و دین الحق لظہرہ علی الدین کلہ و لک زکۃ المشرکون و قول صلی اللہ علیہ وسلم انما بعثتک لایبیک و لا بک و لا بک در تورات عجم و روم بالبدایہ معلوم می شود کہ ایشان یقین داشتند بآنکہ عنقریب دولت ایشان برہم خورد و دولت عرب ممکن گردد بنجومیان این را از نحوہ سلطنت در افلاک و نظر عداوت آنہا در میان خود و قوت کوکب عرب الے غیبہ ذلک دانستہ و کابھن ان بجانست خود و سائر

سے انتقام لینے کی ایک خاص صورت مقرر ہو گئی تھی اور وہ صورت یہ تھی کہ وہ (مثل قوم قارون کے) زمین میں وضو دیتے جائیں یا (مثل قوم ہود و عیمرہ کے) ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں یا (مثل قوم ثمود کے) صحیحہ سے ہلاک کئے جائیں اس خاص صورت کی تعیین کسی ایسی حکمت کے سبب ہوئی جس کو سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور وہ خاص صورت یہ تھی کہ ادیان (باطلہ) کے حامیوں اور دعوت دینے والوں کو بذریعہ قتل و گرفتاری و تاراج و بندش و خروج و جزئیہ سزائوں کر کے اور ان کی دولت و شوکت کو پامال اور بے حقیقت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے دین کو غلبہ دیا جائے اور یہ صورت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ لپیٹی ہوئی تھی اور آنجناب کی بعثت اس خاص صورت پر متضمن تھی۔ یہی مطلب اس آیت کا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور یہی مطلب اس حدیث قدسی کا ہے کہ (اے محمد) تم کو میں نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارا ذریعہ سے (ان لوگوں کی) آزمائش کروں۔

عجم اور روم کی توارخ میں یہ بات بدیہی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ عنقریب ہماری دولت درہم و درہم ہو جائے گی اور دولت عرب (عالم) میں جاگزیں ہوگی۔ بنجومیوں نے یہ بات اوضار فلکی کو اپنی سلطنت کے حق میں منحوس دیکھ کر اور اس سلطنت کے ستاروں کی باہمی عداوت کو دیکھ کر اور ستارہ عرب کی قوت کو دیکھ کر اور کابھنوں نے اپنی کہانت کے زور سے اور عام

ان آدمیوں نے خواب سے اور نبی آوازوں سے اور اسی قسم کی چیزوں سے معلوم کر لی تھی مگر یہ نکتہ ان لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ سائنس آسمانوں کے اوپر سے الادہ انتقام نازل ہو سکتا ہے اور ملا علی اور ملا سافل سب اس رنگ میں رنگ گئے ہیں یہ اوضار فلکی اس انتقام کا وقت آجانے کی علامت ہیں ذکر مؤثر حقیقی اگر اس ارادہ کو جو غیب الغیب سے نازل ہوا تھا وہ لوگ سمجھ لیتے تو حق اور باطل کی ان کو میز ہو جاتی۔ الحاصل اس وقت تمام ملک و دہ پر شوکت بادشاہوں یعنی کسرے و قیصر کے زیر حکم تھا یہ دونوں بادشاہ تمام دوسرے مذاہب پر غالب تھے یہ دونوں بادشاہ (مذہب) اباحت کی طرف میل رکھتے تھے اور عقیدہ ارجار ان دونوں پر غالب تھا کسرے اور قیصر ان دونوں مذہبوں کے حامی تھے اور تو لا و فعلاً ان دونوں مذہبوں کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور ان دونوں مذہبوں کی ترویج کا سبب بنے ہوئے تھے کیونکہ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں روم و روس اور فرنگ اور جرمن اور افریقیہ اور شام اور مصر اور بعض بلاد مغرب و حبش قیصر کی موافقت میں نصرانیت کے مذہب پر تھے اور خراسان و توران و ترکستان و ذوالستان و باختر وغیرہ کے لوگ بہ تبعیت کسرے مجوسی تھے اور باقی مذاہب مثل مذہب یہود و مذہب مشرکین و مذہب ہنود و مذہب صابئین کے انہی دونوں بادشاہوں کی شوکت میں پامال اور کمزور ہو رہے تھے اور ان مذاہب کے معتقدین درہم و درہم ہو چکے تھے لہذا الادہ الہی نے جو کہ دین حق

لے باحت کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو ہمارے وصل سے لیا نتیجہ اس مذہب کا یہ ہوتا ہے کہ اعمال تہجد کا رواج انسانوں میں ہوتا ہے اور اعمال صالحہ مقنود ہو جاتے ہیں۔

و قصد انتقام از کفره فخر بر ہم زدن دو کسرے و قیصر را آشیانه خود گردانید تا چنانچه هر دو دولت بر ہم خورد و عظم ادیان موجود و آشپز آشیان بر هم خورد و باشد و چنانچه سطوت اسلام بجائے سطوت ایں دولت بنشیند و سائر ادیان خود بخود پائمال شوکت اسلام شوند مانند پائمال بودن آشیان بایں دولت بعد استقرار ملت حقه در قطر حجاز که در تصرف کسرے بود و در تصرف قیصر هر دو ادا غافل بودند و غلبه بر طور غلبه ملوک در غلبه ایں قطر مقصود نبود۔

چون خلافتی تعالیٰ بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود و حاکمیت که جز بقوت رفیق اعلیٰ میسر نیاید اختیار فرمود لازم شد که بهمت اکمال ظهور دین حق و اتمام کتب اعلام اللہ استخلاف فرماید تا آنکه در جریده اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثبت شود و التماس انتقام در بعثت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کار خود کرده باشد مثل آنکه بنده خاص الہی بنده بادشاہ خود در مجالس انش محافل قدس بمنشین بادشاہ شود و فتح بعض قلاع که بادشاہان قدرین فتح نموده است بیک از عداوتی خود باندازد و فتح کردن آن قلعہ ایں بنده خاص بزیادت عز و خلق و عطایا انحصار کند و چنان ایں ہمہ گفته شد باید دانست که

کے غالب کرنے اور کفار ناراکار سے انتقام لینے کے متعلق تھا۔ سر زمین حجاز میں جو نہ کسری کے تصرف میں تھی نہ قیصر کے دونوں اس سے غافل تھے اور ابتداءً شلمانہ غلبہ سوائے سر زمین کے دوسری جگہ ممکن نہ تھا۔ دین برحق کے قائم ہو جانے کے بعد کسری و قیصر کی سلطنت کو اپنا آشیانہ بنایا کہ جب یہ دونوں دولتیں در ہم و بر ہم ہو جائیں جو موجودہ مذاہب میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ ظہور ہیں اور سطوت اسلام ان دونوں سلطنتوں کے قائم مقام ہو جائے گی تو باقی مذاہب شوکت اسلام سے خود بخود پامال رہیں گے جس طرح ان دونوں سلطنتوں سے پامال تھے اور چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان روحانی نعمتوں کو جو بغیر رفیق اعلیٰ سے ملے ہوئے حاصل نہیں ہو سکتیں پسند فرمایا اس لئے ضروری ہوا کہ دین حق کے غلبہ کو کامل کرنے اور دشمنان خدا کی سرکوبی کو پورا کرنے کے واسطے آپ کسی کو خلیفہ بنائیں تاکہ یہ سب باتیں آپ کے صحیفہ اعمال میں درج ہو جائیں اور وہ ارادہ انتقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ضمن میں پیش ہوا تھا اپنا کام پورا کرے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی خاص اور مقرب ملازم کسی بادشاہ کا (ترقی پاکں محبت کی مجالس اور مقدس محافل میں بادشاہ کا ہم نشین ہو جائے اور بعض قلعوں کا فتح کرنا جن کے لئے بادشاہ نے بہت کچھ تاکید کی ہے اپنے کسی اچھے کار گزار کے متعلق کر دے اور جب وہ قلعہ اس کا گزارا کرے یا فتح ہو جائے تو اس ملازم کی عزت بڑھ جائے اور غلامتیں اور بخششیں اس کو ملیں جب یہ سب باتیں بیان ہو چکیں تو اب سمجھ لینا چاہیے کہ

توحید صیح دین آیت اُمت کہ بر طوریکہ دین حق دا حاصل شدیم و رکبہ لیظہر علی اللہین کلہ مندرج است و اعظم انواع ان کہ بر ہم زدن دولت کسرے و قیصر است بالاولی داخل دوست و حال کو اسے ایں مرتبہ خلفاء بودند رضی اللہ عنہم مساعی ایں بزرگواران مقصدائے امالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و مندرج دلائل و ایشان بجز جازہ تدریجیہ بودند و در ظہور ان دین مست معنی خلافت خاصہ لازمے ہوئی و اللہ تعالیٰ ارسل رسولہ بالهدی و دین الحق لیظہر علی اللہین کلہ اُمت کہ ہدی و دین حق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآں مرسل بودند ظاہر و غالب باشند و علی و مشہور نہ مخفی و مستور و ایں آیت حکم است در میان اہل سنت و اہل بدعت خدائے تعالیٰ ہدی و دین حق را بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نازل فرمود و وہ صلی اللہ علیہ وسلم آں را بصحابہ تبلیغ نمود و صحابہ آں معنی کہ مراد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود فرمیدند و یقرن تابعین رسانیدند ثم و ثم زیرا کہ ارادہ الہی نہ محض تعلیم آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم و نہ خروج آنجستاب از جملہ تبلیغ اگرچہ سامعان

صحیح مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جس قدر غلبہ دین حق کو حاصل ہوا وہ سب لیظہر ایں داخل ہے اور اس غلبہ کے تمام اقسام میں اعلیٰ درجہ کی قسم لیٹنے دولت کسرے و قیصر کا در ہم و بر ہم کرنا بدرجہ اولیٰ داخل ہو گا اور اس قسم اعلیٰ کے حاصل کرنے والے خلفاء رضی اللہ عنہم تھے انہی بزرگواروں کی کوششیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے (حق تعالیٰ کو) مقصود تھیں اور ان کی کوششیں آپ کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھیں۔ اور یہ بزرگوار تدبیر غیبی کے لئے اس کے ظہور کے آلات تھے خلافت خاصہ کے یہی معنی ہیں۔

پھر یہ بھی سمجھ لو کہ آیت مذکورہ میں لیظہر کے لفظ سے ظاہر ہے کہ وہ ہدایت اور دین حق جس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے ظاہر اور غالب اور روشن اور مشہور ہو گئی نہ کہ مخفی و پوشیدہ۔

یہ آیت حکم ہے در میان اہل سنت و اہل بدعت کے (اہل سنت اسی آیت کے موافق کہتے ہیں کہ) خدا تعالیٰ نے ہدایت اور شریعت حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صحابہ تک پہنچایا اور صحابہ نے ان معانی کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے الفاظ سے) مراد لئے تھے سمجھ لیا اور انھوں نے وہ تمام باتیں تابعین تک پہنچائیں (اور تابعین نے بھی ان کی مراد سمجھ کر تبع تابعین تک پہنچایا) و علی ہذا کیونکہ مقصود الہی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہ تھی نہ یہ مقصد تھا کہ آپ فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو جائیں گے کہ نہ یہ

بصرف اس کے شیعہ اس حق کو ہمیشہ مغلوب و مستور نہ رہے میں چنانکہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اس روایت کو خدائے صرف جبریل سے بتایا اور جبریل نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت نے صرف علی مرتضیٰ سے۔ بکافی بیخبطانہ۔

(آپ کی مراد) نہ سمجھیں بلکہ مقصود آپ کی ظہور (اور علیہ) دین برحق کا تھا ہر زمانہ میں لہذا جو شخص کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین برحق صحابہ کو پہنچایا مگر صحابہ ان معانی کو نہ سمجھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مراد لئے تھے یا سمجھے مگر غرض نفسانی ان کو اس دین کے پوشیدہ کرنے پر باعث ہوئی وہ شخص بدعتی ہے۔

معزکہ اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ حدیث انکسارون سبکھ (ترجمہ) بے شک تم دیکھو گے اپنے پروردگار کو میں معنی دیکھنے کے یہ ہیں کہ دقتیامت کے دن، علم یقینی (وجود خدا کا حاصل) ہو جائے گا مگر صحابہ اس معنی کو بوجہ دقت ہونے کے نہ سمجھ سکے اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کی خلافت پر نص فرمادی تھی مگر صحابہ نے غرض نفسانی کی وجہ سے اس کو چھپا ڈالا اور خلاف حکم کیا یہ سب لوگ بدعتی ہیں۔

جب دین حق کا غلبہ خدا کو مقصود تھا تو اس کے مقصود کو کوئی برہم نہیں کر سکتا۔ سبحانک هذا بختک خطیہ۔

(آٹھویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران (چوتھے پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ)۔

تم ہو بہترین اس گروہ کے جو کھلے گئے واسطے اصلاح آدمیوں کے حکم دیتے ہو پسندیدہ کام کا اور منع کرتے ہو ناپسندیدہ (کام) سے اور ایمان

زہد مند بلکہ مراد ظہور دین حق است قرآن بعد قرن پس کسیک گوید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دین حق را بصواب رسانیدند لیکن ایشان معنی کو مراد بود نہ فهمیدند یا فهمیدند اما غرض نفسانی عامل شد ایشان مابہر کتمان آن وے بدعتی است پس معتزلہ و شیعہ کہ می گویند انکسارون سبکھ المعنیست یعنی میں اس علم یقینی بود صحابہ از بہت غرض فہم معنی تلک کردند و شیعہ کہ می گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر خلافت حضرت مرتضیٰ نص فرمودہ بودند صحابہ بغرض نفسانی خود کہتم کہ اگر نہ وعصیان ہر روز زید نہ مہدی نہ انما یخامروا حق ظہور دین است مراد اور اصل و علایم نبی تو ان نزد سبحانک هذا بختک عظیم قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ آل عمران کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِينَ تَسْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَاتَّقُونَ اَهْلَ الْكِتَابِ لَئِنْ كَانَ خُلُودُكُمْ بِكُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَالَّذِينَ هُمْ الْمُسْلِمُونَ ہستند شما بہترین گروہی کہ بیرون آورده شدہ اند برائے اصلاح مردمان می فرمودہ بکار پسندیدہ و منع سے نمائند از ناپسندیدہ و ایمان

کرنے کی توفیق دیں گے تاکہ وہ لوگ آیات قرآنی کے حکم کا مصلحت بیان کرتے رہیں اور یہ بات تمہارے یاد کرنے سے اور تمہاری تبلیغ سے مدد حاصل کی ہے چونکہ آیات قرآنیہ متشابہ و بعض ایک دوسرے سے ملتی جلتی اور ایک دوسرے کی تصدیق کو قبولی ہیں (لہذا ان دونوں یعنی دسویں و گیارہویں آیت کو ایک دوسرے کی تفسیر قرار دینا نہایت مناسب ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن عظیم کے (حقیقی) مفسر ہیں (لہذا احادیث سے بھی تفسیر میں مدد ملتی چاہیے اور احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حفاظت قرآن کا وعدہ حق ٹولنے کے کیا ہے اس طریق سے ظاہر ہوگی کہ لوگ اس کو مصاحف میں جمع کریں اور تمام مسلمان کیا اہل مشرق کیا اہل مغرب راستان اس کی تلاوت کی توفیق پائیں (چنانچہ حدیث) لا یفصلہ الماء سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے۔

پھر (ایک بات یہ بھی سمجھو کہ) جمعہ اور قرآنہ کو (مذہب) وادعطف کے، ایک جگہ ذکر کرنا اور وعدہ بیان میں شہ لا تا جو تاخیر کے لئے ہے اس بات کو بتا رہا ہے کہ قرآن کی تلاوت کا کام تو اس کے مصاحف میں جمع ہونے کے ساتھ ساتھ جاری ہو جائے گا اور تفسیر قرآن کا علم) کچھ زمانے کے بعد ظاہر ہوگا چنانچہ خارج میں ایسا ہی واقع ہوا قرآن کے حفظ کرانے کا کام حضرت ابی بن کعب اور عبد اللہ بن مسعود سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوا اور تقریباً ہی زمانہ قرآن کے مصاحف میں جمع ہونے کا بھی تھا۔ اور علم تفسیر کی ترویج حضرت ابن عباس سے زمانہ خلافت (خاصہ) کے گزر جانے (یعنی جمع قرآن سے ایک مقول تاخیر) کے بعد شروع ہوئی۔

فراتیم تا ما صدق حکم آل بیان کنند و این ہمہ بمراتب متاخر است از حفظ تو و تبلیغ تو ان را چون آیات قرآن متشابہ اند بعض آل مصدق بعض مست و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبین قرآن عظیم است حفظ قرآن کہ موعود حق است باین صورت ظاہر شد کہ جمع آل در مصاحف کنند و مسلمانان توفیق تلاوت آل شرقاً و غرباً لیسلا و نہ سلا یا بند و ہمیں است معنی لا یفصلہ الماء باز جمعہ و قرآنہ یک جا ایما فرمودن و در وعدہ بیان کلمہ تم کہ برائے تراخی است ذکر نمودن سے فرماند کہ دو وقت جمع قرآن در مصاحف اشتغال بتلاوت آل شائع شد و تفسیر آل من بعد ظہور آمد و در خالی بچنین متحقق شد اول شروع حفظ آل از جانب ابی بن کعب و عبد اللہ بن مسعود بودہ است و در زبان حضرت عمر رضی اللہ عنہ و اول اشتغال یہ تفسیر از ابن عباس واقع شد بعد انقضای ایام خلافت

چوں این ہمد ذکر کردیم باید دانست کہ جمع کردن شیخین قرآن عظیم را در مصاحف سیل حفظ آں شد کہ خدا می تعالی بر خود لازم ساختہ بود و وعدہ آں فرمودہ و فی الحقیقت این جمع فعل حق است و انجامز وعدہ اوست کہ بر دست شیخین ظهور یافت و این یکے از لوازم خلافت خاصہ است آحال این فصل را بر نکتہ باریک ختم کنیم پیش اہل حق نبوت مکتب نیلست کہ بر یافت نصابت و بدنیہ آں را توان یافت و نہ امرے ست در جہلی کہ نفس پیغمبر را نفس قدسیہ آفریدہ اند پس بضرورت جبلیہ مندرج شود با فاعیل مناسبہ قدس بلکہ چوں حال عالم بوجہ باشد کہ حکمت الہیہ مقتضی آں شود کہ خدائے تعالیٰ از فوق سلوات سبع ارادہ فرماید اصلاح بنی آدم و اقامت عروج ایشان بالقلعہ داعیہ در قلب ازل کی بنی آدم در شمع و اعدال ایشان تا بطول و اعمالے کہ صلاح ایشان دامن خواہد بود و فرماید و ہر ایشان الزام کند آں را اگر

جب یہ سب باتیں ہم بیان کر چکے تو اب جاننا چاہیے کہ شیخین کا قرآن عظیم کو مصاحف میں جمع کرنا قرآن کی اس حفاظت کا ذریعہ بنا جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کیا تھا اور جس کا وعدہ فرمایا تھا پس در حقیقت یہ جمع کرنا خدا کا کام تھا اور اسی کے وعدہ کا انجامز تھا جو شیخین کے ہاتھ سے ظاہر ہوا (بلکہ شیخین جارحہ الہی ہوتے) اور یہ بات (یعنی جارحہ الہی ہونا) خلافت خاصہ کے لوازم سے ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

اب ہم اس فصل کی ایک باریک نکتہ پر ختم کرتے ہیں۔

دوہ نکتہ باریک یہ ہو کہ اہل حق کے نزدیک نبوت کسی چیز نہیں ہے کہ نصیاتی اور بدنی ریاضتوں سے اس کو حاصل کر سکیں نہ پس لاشی چیز ہے کہ اگر کتنا قضا و قدر نے نفس پیغمبر کو آفرینش کے وقت نفس قدسی بنادیا ہو جس کی وجہ سے خواہ مخواہ (بالاضطرار) پیغمبر سے ایسے ہی افعال صادر ہوں جو تقدس کے مناسب ہوں بلکہ نبوت ایک اعلیٰ درجہ کا مرتبہ ہے جو عین وقت پر عنایت ہوتا ہے اس مرتبہ کے عنایت ہونے کے اسباب و شرائط یہ ہیں کہ جب دنیا کی حالت ایسی ہو جائے کہ حکمت الہیہ اس بات کا تقاضا کرنے لگے کہ خدا تعالیٰ سات آسمانوں کے اوپر سے بنی آدم کی اصلاح کا اور ان کی کج رفتاروں کو راست کرنے کا ارادہ فرمائے اس طرح کہ جو شخص بنی آدم میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور عالی ہمت اور راست باز ہو اس کے دل میں پلانا ارادہ ڈالے تاکہ وہ ان علوم و اعمال کا جن میں بنی آدم کی اصلاح ہوگی حکم دے اور حجت و برہان سے ان کو ملزم کرے اگر وہ لوگ

مان جائیں فہما اور اگر نہ مائیں تو ان سے زبانی یا سنی چلا کر سے یہاں تک کہ سعادت مند لوگ بد نصیبوں سے ممتاز ہو جائیں اور دنیا و برہانیت سے منور ہو جائے بنی آدم کا (اس حالت پر آجانا) اس خاص کیفیت (یعنی اصلاح بنی آدم کے متعلق ارادہ خداوندی کے قائم ہونے) کو مقتضی دہوتا ہے اور یہ مقتضی (ہونا یا ضروری) ہے جیسے معجزی اور کبریٰ کا (کسی شخص کے ذہن میں) جمع ہونا اس بات کو مقتضی ہوتا ہے کہ نتیجہ اس شخص کے نفس پر فائز ہو جائے یا پانی کا گرم کرنا اس بات کو مقتضی ہوتا ہے کہ وہ پانی ہوا بن (کر اڑ) جائے المختصر جب (حالت) دنیا اس کو مقتضی ہوتی ہو تو قضائے الہی سات آسمانوں کے اوپر سے ملا اعلیٰ میں اترتی ہے اور ملا اعلیٰ سب اس رنگ سے رنگین ہو جاتے ہیں اور بے حساب برکتیں ملا اعلیٰ کی اس نفس قدسی پر (جس کے نبی بنانے کا ارادہ ہے) نازل ہوتی ہیں اور ملا اعلیٰ کے لوگ اس نفس قدسی کے سامنے مناسب شکلوں میں متشکل ہو کر آتے ہیں اور علوم ظاہری و باطنی وغیرہ اس نفس میں ڈالتے ہیں اور یہ نفس قدسی اس غیر مادی تدبیر سے جو سات آسمانوں کے اوپر سے اتر کر سدرۃ المنتہی میں احکام مثالیہ کے لباس میں جلوہ گر ہو کر ملا اعلیٰ میں شہرت پا کر زمین میں اتری ہے واقف ہو جاتا ہے اور (پھر) وہی تدبیر اس وحی مستلویہ غیر متلو کے ذریعہ سے جو عالم مجربوس اس ارادہ (الہی متعلق باصلاح عالم) کے ساتھ نازل ہوتی ہے ملا اعلیٰ کے مناسب لباس پہننے کے بعد دوبارہ الفاظ و حروف ظاہری کا لباس زیب تن کر کے اس پیغمبر کے دل میں اترتی ہے اس وقت اصطلاح شریعت میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو

کردہ بہت و اگر نہ کنند مخاصہ نماید یا مجاہدہ تاکہ سعادۃ اشقیاء ممتاز گردند و عالمی ہنوز ہدایت مقدر شود و اقتضای عالم این کیفیت خاص را چنان است کہ اجتماع صغری و کبری مقتضی افاضہ نتیجہ گردد بر نفس شخص یا تسخیر مار مقتضی گردد انقلاب آں علی ہوا چوں عالم این را اقتضا کند قضائی الہی نازل شود از فوق سبع سموات بملا اعلیٰ و ملا اعلیٰ ہمہ ہاں رنگ رنگین شوند و وسیل سیل بر کاست ملا اعلیٰ بریں نفس قدسیہ فرویزد و ملا اعلیٰ برلے ہیں نفس بصور مناسبہ متشکل شوند و علوم شریعہ و احسانہ و غیرہ دریں نفس اندازند و اس نفس قدسیہ بتدبیر مجرد از فوق سبع سموات نازل شدہ در سدرۃ المنتہی با حکام مثالیہ گفتنی گشتہ در ملا اعلیٰ شائع شدہ در زمین فرواد آمدہ است مطلع شود و بوحی متلو یا غیر متلو کہ از عالم مجرد بمشایعت این ارادہ نزول فرمود لباس مناسب ملا اعلیٰ پوشیدہ یا دیگر لباس الفاظ و حروف شہادی و دیگر کردہ بر قلبیای پیغامبر نزول فرماید دریں وقت در لسان شرع نکتہ شود بعثت اللہ فلاں

نہایت و آمرکاً بتبلیغ الاحکام و
اوحی الیہ پس نبوت امرے ست حادث
بسبب تعلق الاولادہ پر بعثت میں پیغامبر
بہمت اصلاح عالم نہ امر جلی و دکتب
بریاخت آسے اس دولت نے دہند
مگر کے راک نفس و نفس قدسیہ باشد و اصل
جہت معدود از ملاسلے و قوای ملک کہ
دروے معنی است در غایت نور و غلبہ
وصفا و صلاح و سعادت و مزاج بدن
اور نہایت اعتدالی انسانی طبیعت
تویر و الدف الغایہ اما معاً و قلب قلب
اور شدت متانت و شہامت آما
منقاد عقل و عقل اور کمال جوت و متقا
مانعاً و طاعی و نمر از ایشان و آئینہ برائے
ایشان قوت عاقلہ و شہادہ اور اک ملا اعلیٰ
است و لہذا قبولی و پیغمبر و قوت عالم
در غایت صلاح و لہذا عصمت صفت او نہا
و اس اصولاً و علم نبوت است سبب اللہ باں
جاری شدہ کہ نبوت عنایت نغیر ہر گز
را کہ جنیں آفریدہ باشد و ساموم اصحاب
نفوس قدسیہ کہ بعض ایں اوصاف یا اکثر ایں
مستوف باشند و نبوت نصیب ایشان نہا شد
چنانچہ مثل مشہور است

گور نہ گرفت مگر آنکہ دودید
نہ ہر آنکہ دودید گور گرفت

اللہ نے نبی بنا کر بھیجا اور اس کو تبلیغ احکام کا حکم دیا اور
اس پر وحی نازل کی۔ خلاصہ یہ کہ نبوت ایک صفت ہر
جو ارادۂ بعثت پیغمبر بنا بر اصلاح عالم کے سبب سے
(عین وقت پر شخص مقصود میں) پیدا ہو جاتی ہے کوئی پیدائشی
چیز نہیں ہے نہ کوئی کسی چیز ہے یاں دی ضرور ہے کہ کار و بالا
قضا و قدر، یہ دولت نہیں دیتے مگر اسی شخص کو جس کو نفس
نفس قدسی ہو اور اصل پیدائش میں ملا اعلیٰ میں اس کا
شمار ہو اور قوائے ملک جو اس میں ہیں نہایت درجہ ظاہر
اور غالب ہوں اور اس کی صفاتی اور صلاحیت اور سعادت
اور اس کا جمالی مزاج نہایت معتدل ہو طبیعت اس
کی حدود ہر کی قوی ہو مگر قلب کی مطیع ہو قلب اس کا
نہایت متین اور دلیر ہو مگر عقل کا فرمانبردار ہو اور عقل اس
کی نہایت تیز اور صحیح ہو مگر ملا اعلیٰ کی مطیع ہو بلکہ انہی
میں سے ایک فرد اور ان کا آئینہ ہو اس کی قوت عاقلہ ملا اعلیٰ
کے اور اک کے مشابہ ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ وحی کو قبول
کرتا ہے اور اس کی عملی طاقت نہایت صلاحیت میں ہوتی
ہے اسی سبب سے عصمت اس کی صفت ہوتی ہے یہاں نبوت
کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ عادت الہی ہوں ہی قاتل ہے کہ
نبوت نہیں عنایت ہوتی مگر ایسے ہی شخص کو کہ جس کو کار و بالا
قضا و قدر نے ایسا پیدا کیا ہو اور بہت سے نفوس قدسیہ
والے ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ بعض اوصاف یا اکثر اوصاف
پائے جاتے ہیں مگر نبوت ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ چنانچہ یہ
مثل مشہور ہے

گور نہ گرفت مگر آنکہ دودید نہ ہر آنکہ دودید گور گرفت
اور ایک عربی شاعر اسی معنیوں کو کہتا ہے

ولا کل من یصلیٰ یصلیٰ غیر اللہ
ولکن من صلاۃ الغزاة قد صلے
قال اللہ تعالیٰ اللہ اعلم حجتہ
یحصل رسالتہ۔ و چنانکہ نبوت کتب
و جبل نیست، بہمین خلافت خاصہ
پیغمبر نیز ملکیت و جبل نیست
ارادۂ الہی الافوق سبع سموات
نازل می شود برائے تشریت ہدایت پیغمبر
در میان مردم و تمام نور او ظاہر دین
اور انجا موعود ہر لئے او پس داعیہ احمد
می فرماید در قلب خلیفہ ہر چند حواریان پیغمبر
کہ داعیہ نصرت دین پیغامبر از قبل افاضہ
غیبیہ در دل ایشان متکون شدہ ہزارا
باشند ایں خلیفہ بمنزلہ دل است و ان
جماع بمنزلہ جوارح اول محل حلول داعیہ
الہیہ دل خلیفہ است و الانجا
بمنزلہ نور چراغ کہ در انجا
منصوبہ دیوار با مطیع شود
بدیگراں فروردے آید و ایں ہمہ
بحدس قریب المآخذ اور اک
کہ دے شود گویا امرے ست
بدیہی بلکہ محسوس بخاستہ بمصر

لہ حدس اس بات کو کہتے ہیں کہ اس کے صلوات کرنے میں فکر کی ضرورت نہ ہو بلکہ تقدیر سے مطالب کی طرف دلزدہ و منقطع ہو گیا ہو انہی حدس
کو حدس کا اخذ کہتے ہیں یہ حدس ان کا اور اک کہ حدس قریب المآخذ ہو گا اور نہ بعد المآخذ حدس قریب المآخذ کی مثال یہ ہے کہ
چاند کی روشنی کی کی چٹی آفتاب کے قریب ہو کر دیکھ کر کہنے سے معلوم کیا کہ چاند کی روشنی آفتاب سے حاصل ہوتی ہے۔

دکھائی دیتی ہے۔

(جس طرح نبی کی تعریف کے یہ) الفاظ "نبی وہ ہے جو شریعت الہیہ کی تبلیغ پر مامور ہو" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت اُن کی شریعت کا لوگوں میں پہنچا دینا اور باطنی صورت اُن کی وہ داعیہ قویہ ہے جو اس کے دل کے درمیان سے جوش کرتا ہے اسی طرح (خلیفہ خاص کی تعریف کے یہ) الفاظ "خلیفہ وہ ہے جو نبی کی شریعت کو لوگوں میں جاری کرے اور اُس کے ہاتھ پر خدا کے وہ وعدے جو اُس کے نبی کے ساتھ تھے پورے ہوں" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت اُن کی احکام نبی کا نافذ کرنا اور باطنی صورت اُن کی وہ داعیہ قویہ ہے جو بواسطہ پیغمبر کے اس کے دل میں جاگزیں ہو گیا ہے بلکہ اُس کے دل کی جڑ سے جوش اُٹا رہتا ہے۔

یہ داعیہ جس کے دل سے جوش ذکرے اُس کو خلیفہ خاص نہ کہیں گے (گو اس سے دین کی خدمت ظاہر ہوتی ہو بلکہ اگر وہ فاجر ہے تو اس حدیث کا مصداق ہو گا کہ اللہ (کبھی اپنے دین کی مدد فاجر آدمی سے کر دیتا ہے اور اگر وہ فاجر نہیں ہو تو دیوں سمجھنا چاہیے کہ کارکنان قضا و قدر) اُس کو پیغمبر یا کلومی کی طرح حرکت دے رہے ہیں اور اُس کو حرکت دلا کر کار مطلوب کو پورا کر رہے ہیں اس شخص کی کوئی تفصیل اس میں نہ ہوگی۔ اور (یہ بھی سمجھ لو کہ) خلیفہ خاص میں اس داعیہ کا موجود ہونا حدس قریب المآخذ ہے جو شریعت کے یا مثل محسوس کے ہوتے ہیں ثابت ہوتا ہے۔

ہر چند احتمال عقلی اس بات کو اجازت رکھتا ہے کہ کوئی شخص آخر زاد حیات پیغمبر میں مسلمان ہو اور یہ داعیہ اس کو دل و جوش کرتا

کلمۃ النبی من اُمر بتبلیغ شریعۃ اللہ ظہرے دارد و بطنے ظہر اور سائیدن شریعت است بموجب و بطن او داعیہ است قویہ کہ الامیہاں فواد او جو شیدہ است و ہمیں کلمۃ الخلیفۃ من یشی شریعتہ الشیخ فی الناس و یظہر علی یدہ موعود اللہ لنبیہ ظہرے دارد و بطنے ظہر شریعت شریعت است و بطنش داعیہ است قویہ کہ بواسطہ پیغمبر در دل او ممکن شدہ بلکہ از جذر دل او جو شیدہ و اگر ایں داعیہ از دل کے خوشد اورا خلیفہ خاص نے تو ان گفت اگر فاجر است مصداق ان اللہ یشیٰ ہذا الدین بالرجل الفاجر گردد و اگر فاجر نیست مثل سنگ و چوب اورا حرکت کنند و تحریک او کار مطلوب باتمام رسانند و اولاً بیج فضیلت نہ حدس قریب المآخذ کہ بمنزلہ بدمہی است یا بمنزلہ محسوس و خلیفہ خاص اثبات اُن داعیہ ممکن ہر چند احتمال عقلی تجویز سے نماید کہ شخصہ در آخر ایام حیات پیغمبر مسلمان شود و ایں داعیہ از دل او بجوشد

اما ایں احتمال ہرگز واقع نیست سنتہ اللہ چنین رفتہ است وَلَکِن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللہِ تَحْوِیلاً ایں داعیہ قویہ نازلہ از فوق سبع سموات مکتبیہ بہم ملّا علی دہل کے نبی ریزند مگر آنکہ جو ہر نفس او شیعہ جو ہر نفس انبیاء آفریدہ باشند در قوت عاقلہ او نمونہ وحی ودیعت نہادہ باشند و اُن محدثیت است و در قوت عالمہ او نمونہ از عصمت گذشتہ و اُن صدیقیت است و فرار شیطان از ظن او الا انکرا استدلال نفس او خواب آلود است تا پیغمبر ایتقان کند بیدار نشود و قابلیت نفس او بالقوہ است جز بتائید نفس پیغمبر بفعل نیاید و ایں کلمہ است مجملہ کہ شرح آں بسطے دارد عمرے باید کہ یاد بختار

ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند ساہا سال باید کہ در سایہ پیغمبر زندگی کردہ باشد و بار بار پر تو نفس قدسیہ پیغمبر اتانیت اورا زیر و زبر سائند و بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس نے بڑی مضبوط محبت حاصل کر لی ہو۔ کیونکہ (حدیث شریف میں آیا ہے کہ) تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ میں اُس کے نزدیک اُس کی جان اور اُس کے مال اور اس کی اولاد سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور (اس سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں) جس قدر آپ شیرین پیاسے کو (محبوب ہوتا ہے) اور پیغمبر کی مدد کرنے میں اپنی جان و مال کی قربانی کرے

و تعلیم پیغمبر و عمل آئینہ جہاد و حق اور برتری
تحقیق رسید و در شکر و مکارہ مشرک پیغمبر
و آن حلاوت را گویا بالاصالة خود برداشته در
تہذیب نفس از درجہ اصحاب البین در گذشتہ
بر صدر مسند سابقین جا گرفتہ نفس قدس پیغمبر
بار بار فرو رفتن احوال پیغمبر در جوہر نفس اس قدر پیغمبر
فرمودہ و اجتناب نفس و انزال و انحال خیسہ
ہمکہ و اخلاق نامرضیہ دانستہ و کرات و مراتب
بشارت نجات و فوز بدرجات دادہ و باحوال
سبز و مقامات عالیہ او اخبار فرمودہ و مشرف
عظمت و ولایت او بخلاف قول و فعل
از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تراوش نمودہ
مثل این کس قابلیت آن پیدا کردہ است کہ
طاعیہ تازل از فوق سبع سموات ملکیۃ بالوان
ملاطعہ در جوہر نفس خود تحمل کند و باطن داعیہ
تشییت دین پیغمبر و انجامہ موعود او فرماید خلقت
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ای خلافت
خاصہ است کہ بقیہ ایام نبوت باشد ای خلافت عامہ
نوعی است از انظار ولایت کہ شہ کمال است انبیا
است تشبیہ بالذوق من حیث ہونہی برین نوع
بالاصالة صادق یابد و اینہم لازم ائم خلافت
خاصہ است بسا شخص عزیز القدر کہ
سوالی اسلامیہ و غیرہاں ہمہ

لہ جوہر آدمی اصلا متاثر نہ کر تاہو اس میں جیسی ہر نفیست و رشو نیست ہوتی کہ وہی اس کام میں نہیں ہوتی جس کو وہ سوچا کہ جو کراہی و سبط
اصلا کی قید نہ ہو۔ شہ اول وقت کے متعلق سابقین۔ سابقین کا مرتبہ سب سے فائق ہے۔

وارد لیکن ارادۃ الہیہ بخلافت او
مستعد نہ شد و تدبیر غیب اورا
پرس مسند عالی نہ نشاند و سبب
تخصیص بعض کاملان بالاوۃ الہیہ
ازاں مجبیل نیست کہ علوم بشر
محیط آن قواعد شد چنان کہ
تخصیص بعضہ معتین دون بعضہ
بہ نبوت ازاں قبیل نیست
کہ ادراک عامہ پیرامون آن گردد
الا انکہ ای شخص منصوب مختلف
رادر انواع افضلیت است بر جمیع
رعیت خود کیے بعد استخلاف
زیرا کہ ریاست عالم اورا عطا
فرمودند نہ غیر اورا وقائم مقام پیغمبر
اورا گردانیدند نہ غیر اورا ویکے قبیل
استخلاف کہ فعل الحکیو لا یخلو
عن الحکمۃ و آن بہ نسبت غیر
مستحقین خلافت فضل کلی است
و بہ نسبت تحقیق خلافت کہ خلاصہ اصحاب
پیغمبر اند فضل جزئی محدد بہ کہ در حکم
فضل کلی باشد و اگر سوائے
تمکن شخص در حسن سیاست
و تالیف قلوب مسلمین دیگر نباشد
نہ ہم بسیار است تحمل داعیہ

لہ معتین جمیع ہر ہر ہم کی پیغمبر اس شخص کو کہتے ہیں جس میں نبی بننے کے قابل اوصاف پائے جائیں۔

رکھتا ہے مگر ارادۃ الہیہ اس کی خلافت کے متعلق قائم نہ ہو تاہو
تدبیر غیب نے اس کو اس مسند عالی پر نہ بٹھلایا (یعنی یہ داعیہ
اس کے دل میں نہ ڈالا) اور سبب بعض کاملوں کی تخصیص کا
(کہ بعض کاملوں کی خلافت کے) ساتھ الارادۃ الہیہ (متعلق
ہو بعض) کے (ساتھ نہ ہو) بمغملہ ان امور کیے جن کو علوم
بشریہ احاطہ نہیں کر سکتے جس طرح کہ بعض معتین کو نبوت
کے ساتھ خاص کرنا بعض کو اس سے محروم رکھنا بمغملہ ان امور
کہے کہ عام لوگوں کا ادراک اس کے قریب تک نہیں جاسکتا
سوال اس کے کہ یہ شخص جو خلیفہ بنایا گیا ہے دو طرح کی فضیلت
اپنی تمام رعیت پر رکھتا ہے ایک (فضیلت اس کی) بعد خلیفہ
بن جلنے کے (معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ ریاست عالم کی دکان
قضا و قدر نے) اس کو دئی اوروں کو نہ دئی قائم مقام پیغمبر کا
اس کو بنایا اوروں کو نہ بنایا اور دوسری (فضیلت اس کی) خلیفہ
بننے سے پہلے دئی معلوم ہوتی ہے) کیونکہ فعل حکیم کا حکمت
سے خالی نہیں ہوتا (چہ جائیکہ حکیم اعلیٰ کا فعل جل بر ملا ہے)
وہ یہ کہ یہ شخص بہ نسبت ان لوگوں کے جو خلافت کی قابلیت
نہیں رکھتے فضیلت کلی رکھتا ہے اور بہ نسبت ان لوگوں
کے جو خلافت خاصہ کی قابلیت رکھتے ہیں (یعنی خواص اصحاب
پیغمبر) فضیلت جزئی رکھتا ہے مگر ایسی کہ قریب فضیلت کلی
کے ہوتی ہو۔

اور اگر اس شخص میں (جس کو تدبیر غیب نے خلافت پیغمبر کی مسند پر
بٹھلایا ہے) سوا حسن سیاست اور اہل اسلام کی تالیف قلب
میں دستگاہ کامل رکھنے کے دوسرا کوئی وصف نہ ہو تو وہ بھی
(خلیفہ خاص) کیونکہ ایسا بہت ہوتا ہے۔ الغرض داعیہ الہیہ کا

وجود اعلیٰ کلمۃ اللہ بردست ہر شخص اصل است و لوازم دیگر فرع زیادیت اوصاف معتبرہ در لوازم خلافت اگر تحمل آں داعیہ بندہ و تمسیت دین حق بر دست او نکستند مرور بالانحی نشاندہ اگر آں داعیہ در دل شخص فرویزند و دین را بردست او ظاہر کنند و اصل این لوازم قدرے کہ بدین آں داعیہ فرو دخی آید و اشتہار و خلیفہ است چنانکہ مطلوب قتل شریعہ باشد شخصہ اورا بخت یا بضر حجت و در بارگاہ سلطنت عزت یافت سادہ لوے اعتراض می نماید کہ تیر اندازی یا اسپ تازی قلل کس ازوے بہتر سے داند آں شخص جوایش سے دہد قوت شجاعت کہ برے قتل شریعہ کے درکار بود در من موجود است زیادہ ازاں در مقصد من درکار نیست بلکہ اصل قتل کے منظور نیست الا بالعرض بلکہ اصل قوت و شجاعت مراد نیست الا بالعرض مدعاے من رضائے سلطان بودہ است و قد فصل چون ایں مقدمہ باین باب و کتاب در کتب کلامی مؤلفہ بہ حجتہ بخاطر توراہ یاد بلذا یہ خواہم کہ حدیث کہ شاید مقصد تواند بود بکار آما کہ ہمیت بنی آدم از جمل و غوایت و سور اعتقاد در جناب الوہیت

اُس کے دل میں پایا جانا اور کلمہ خدا کا اس کے ہاتھ سے بلند ہونا اصل ہے اور دوسرے لوازم فرع ہیں۔ (حتیٰ کہ) جو اوصاف خلافت کے لوازم میں شمار کئے گئے ہیں ان کا (کسی شخص میں) زیادہ پایا جانا در صورتیکہ وہ داعیہ اس کے دل میں نہ دیں اور دین حق کا اجراء اُس کے ہاتھ سے نہ کرائیں اس شخص کو بالادستے مسند خلافت بغیر نہیں بٹھلا سکتا اور اگر وہ داعیہ کسی کے دل میں دیں اور دین کو اس کے ہاتھ سے غالب کرائیں اور یہ لوازم اُس میں (زیادہ نہیں بلکہ) صرف اس مقدار پر جس کے بغیر یہ داعیہ نزول نہیں کرتا موجود ہوں یہ شخص خلیفہ (خاص بغیر) ہو جائے گا (مثال اسکی ایسی ہے) جیسے کسی شریک قتل (بادشاہ کو) مقصود ہوا ایک شخص نے اُس کو گلا گھونٹ کر یا پتھر مار مار ڈالا اور دربار شاہی میں اُس نے عزت پائی ایک بیوقوف اعتراض کرتا ہے کہ فلاں شخص تیر اندازی یا شہسواری کا فن تم سے زیادہ جانتا ہے وہ (عزت یافتہ) شخص جواب دیتا ہے کہ جس قدر قوت و شجاعت اس شریک کے قتل کے لئے درکار تھی مجھ میں موجود ہے اس سے زیادہ اس کام میں درکار نہیں ہے بلکہ اصل مقصود میرا کسی کو قتل کرنا نہیں ہے بلکہ اصل مقصود قوت و شجاعت بھی نہیں میرا مقصود بادشاہ کی خوشنودی تھی جو حاصل ہو گئی۔ چونکہ یہ مضمون (جو اس نکتہ باریک میں ہم نے بیان کیا) اس اب و تاب کے ساتھ تم نے علم کلام کی کتابوں میں نہ پڑھا ہوگا لہذا احتمال ہے کہ (اس سے) کچھ وحشت تمہارے دل میں آئے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ حدیثیں جو ہمارے من مقصد کی شاہد ہو سکیں (اس مقام پر) لکھ دیں۔ یہ جو ہم نے بیان کیا کہ بنی آدم میں جہل و گمراہی اور جناب الوہیت

و مانند آں اقتضای گند بعثت رسل را پس از اجل بدہیات مملکت است قال اللہ تعالیٰ لئن اذرت قومنا ما ائذرت اباقہو و فی حدیث عیاض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ تبارک و تعالیٰ کل مال کحللہ عبد احلال و اتی خلقت عبادی مختلفہ کلہم و انتہم انتہم الشیاطین فکلہم عن دینہم و حرمت علیہم ما احللت لہم و امرتہم ان یشرکوا لی ما لم ائذرت بہا سلطانا وان اللہ نظم الی اہل الارض فمقتہو عنہم و یجہمہم الا بقایا اہل الکتاب و قال انما بعثتک لا یسلکک و ابغیٰ بک المحدثات الخیرہ مسلم و اما ان کہ قضائے الہی اولاً بملائے فرومے آید از شواہد آں حدیث القائلے محبت است الخیر مالم عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احببت اللہ العبد قال لہو بئیل علیہ السلام یا جبرئیل قد احببت فلا تا فلیحب فیحبہ جبرئیل کے متعلق برے اعتقادات کا پیدا ہونا اور اسی قسم کے دوسرے امور بعثت انبیاء کو مقتضی ہوتے ہیں اعلیٰ درجہ کی بدہیات مذہب سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لئن اذرت قومنا ما ائذرت اباقہو (ترجمہ) اے بنی ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ جن کے باپ دادا نہیں ڈرتے گئے۔ (مطلب یہ ہوا کہ چونکہ جہل و گمراہی ان میں بڑھ گئی ہے اس لئے ہم نے تم کو بھیجا اور بواسطہ حضرت عیاض نبی صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس قدر مال میں نے کسی بندہ کو دیا وہ اس کے لئے حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو (اصل فطرت میں) شرک سے پاک پیدا کیا ہے مگر شیاطین اُن کے پاس آتے اور اُن کو اُن کے (اصلی و فطری) دین سے ہٹا دیا اور انہی شیاطین نے ان پر حرام کر دیں وہ چہیزیں جو میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں اور شیاطین نے انہیں سکھایا کہ میرے ساتھ اُس کو مشرک بنائیں جس کی کوئی سند میں نے نہیں اتاری۔ اور بیشک اللہ نے تمام اہل زمین کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا، کیا عرب کیا عجم سوا چند اہل کتاب کے اور فرمایا کہ (اے محمد) میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے (دوسروں کی) آزمائش کروں۔ اس حدیث کو مسلم نے لکھا ہے۔ اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ قضائی الہی پہلے ملا اعلیٰ میں اترتی ہے اس کی شاہد محبت و ملنے کی حدیث ہے (وہ یہ کہ) امام مالک نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ اے جبرئیل میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں تم بھی اس کو دوست رکھو چنانچہ جبرئیل بھی

اس کو دوست رکھنے لگتے ہیں پھر جبرئیلؑ تمام آسمان والوں میں اعلان دیتے ہیں کہ اللہ نے فلاں شخص کو دوست رکھا ہے لہذا تم لوگ بھی اُس کو دوست رکھو چنانچہ تمام آسمان والے اُس کو دوست رکھنے لگتے ہیں پھر اللہ اُس کی عقیدت زمین میں پیدا کرتا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے پیدائشی اخلاق میں دوسروں سے فوقیت رکھتے ہیں یہ بھی مذہب کے بنیہیات سے ہے جو شخص حکمت پیدائش کے قوانین سے واقف ہو وہ یقین جانتا ہے کہ اخلاقی جمیلہ کا انتظام اس روش کے ساتھ ہو کہ انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوئی ہے بغیر اس کے کہ نفس قلب کا اور قلب عقل کا مطیع ہو، ناممکن ہو نیز حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی اس کی شہادت نکلتی ہے کہ (وہ کہتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری نے محمد بن جابر بن مطعم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ حنین سے واپسی کے وقت ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے اور آپ کے ساتھ دو لوگ بھی تھے کہ اتنے میں بدوی ڈاکٹے اور آپ کو ہارٹ گئے اور آپ سے سوال کرتے تھے کہ یہاں تک کہ مجبور ہو کر (پچھے ہٹتے ہوئے) آپ و درخت کمرہ کے پاس پہنچے اور اس میں ایک چادر لٹائی تھی لوگوں نے آپ کی چادر اٹھ لی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹپک گئے اور فرمایا کہ مجھے میری چادر دید و خدا کی قسم اگر میرے پاس اس و درخت کے کانٹوں کے برابر اونٹ ہو جاتیں تو میں سب لوگ کہتے ہیں کہ نبی کی کو کمرہ کہتے ہیں۔

تم میں تقسیم کروں اور تم مجھے نہ بخیل پاؤ نہ جموٹ ہونے والا اور نہ بزدل۔ اور داری نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت جبریلؑ نے ایک روز (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، عرض کیا کہ زمین میں دُش آدمی بھی ایسے نہیں ہیں جن کو میں نے آزیانا ہو مگر میں نے دے دے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (آپ) سے زیادہ مال کا خرچ کرنے والا کسی کو نہیں پایا (دے) بسیار خواں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیکری)۔ اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور لوگ بھی کبھی اصل جوہر نفس میں انبیاء علیہم السلام کے جوہر نفس کے مشابہ ہوتے ہیں پس شاہد اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کا چھایا بسواں حصہ ہے اس روایت کو بخاری نے لکھا ہے۔ اور نیز آپؐ نے فرمایا نیک روش نبوت کا پچھواں حصہ ہے اس روایت کو مسلم نے لکھا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ خلفائے راشدین (جو ہر نفس)
انیار علیہم السلام کے مشابہ تھے (اس کی سند وہ روایت ہے جو)
ابو عمر نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کی ہے کہ اُنھوں
نے فرمایا اللہ نے بندوں کے دل کو دیکھا تو محمد ﷺ
علیہ وسلم کے دل کو سب بندوں کے دل سے بہتر پایا لہذا اُن
کو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا پھر
محمد ﷺ اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد (دوبارہ) بندوں
کے دل کو دیکھا تو آپ کے اصحاب کے دل کو اور بندوں
سے بہتر پاتے لہذا اُن کو اپنے نبی ﷺ اللہ علیہ وسلم کا
وزیر بنایا کہ وہ آپ کے دین کی طرف سے لڑتے ہیں اور باہر
نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ عز وجل کے قول قُلْ اَلْحَمْدُ

بَلَّوْهُ وَسَلَّامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ذِكْرُ تَقْوِيهِ
 میں روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا ان برگزیدہ بندوں
 سے مراد، اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہی سدی،
 اور حسن بصری اور (سفیان) ابن عیینہ اور ثوری کا قول
 ہے اور بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت
 کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے
 پہلے کی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے میری امت
 میں اگر کوئی محدث ہو تو بیشک وہ عمر بن خطابؓ ہیں۔ اور
 ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے
 وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز
 دھڑکے اندر بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ شور اور کچھ بچوں کی آواز
 سنائی دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر دوڑنے لگے
 لئے تشریف لے گئے تو آپؐ نے دیکھا کہ ایک حبشی عورت کچھ
 کھیل رہی ہے اور بچے اس کے گرد جمع ہیں۔ حضرت نے فرمایا
 اسے عائشہؓ آؤ اور دیکھو چنانچہ میں گئی اور میں نے اپنا
 منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر رکھا اور
 شانے اور سر مبارک کی درمیانی راہ سے میں اس کو دیکھنے
 لگی آپؐ نے مجھ سے فرمایا تم ابھی سیر نہیں ہوئیں کیا تم
 ابھی سیر نہیں ہوئیں۔ میں براہِ برہم گئی جاتی تھی کہ نہیں مقصد
 یہ تھا کہ دیکھوں حضرت کے دل میں میری کتنی جگہ ہے اسی
 اثنا میں یکایک عمر آگئے تو سب لوگ اس حبشی عورت
 کے پاس سے بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ میں شیاطین جن و انس دونوں کو دیکھتا ہوں کہ
 عمر سے بھاگتے ہیں (اس کے بعد میں لوٹ آئی)۔
 اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام کو ہدایت قوم

بَلَّوْهُ وَسَلَّامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ذِكْرُ تَقْوِيهِ
 اصطفیٰ قال اصحاب محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم قالہ الشیخی
 والحسن البصری وابن عیینہ و
 الثوری۔ آخری بخاری و مسلم
 عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان
 فیما قبلکم من الامم محدثون
 فان یک فی امتی احد فانه عمر
 وخرج الترمذی عن عائشۃ رضی
 اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم جالسا فسمعنا لفظا
 وصوت صبیان فقام رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم فاذا حبشیۃ تزف
 والصبيان حولها فقال يا عائشۃ
 تعالی فانظری فمئت فوضعت وجهی
 علی مکتب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فجعلت انظر الیہا
 ما بین المکتب الی رأسہ فقال لی اما
 شبعۃ اما شبعۃ فجعلت اقول لا
 لا نظرت من قبل فی عندک اذا ظلم عمر
 فامر فض الثانی عنہا فقال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا لا نظرت
 الی شیاطین الجن والانس قد فرموا
 من عمر فرجعت۔ واما انک انبیاء را

داعیہ قویہ می دہند در ہدایت قوم
 خود شاہد آں حدیث والذی نفی
 پیدا لا قاتلہم علی امری حتی
 تنفہد سالفتی اولیئہم ذلک اللہ
 امرک اخوجه البخاری ہمیں لفظ
 را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 در مکہ بمخاطبہ الموطالب ارشاد
 فرمود در مخاطبہ ابوسہیل نیز
 ہیں لفظ در حدیث فرمود واما انک
 حوالہ لایں داعیہ می دہند شاہد
 آں قال اللہ تعالیٰ قال علی
 ابن مریم لکوا آیتین من
 انصاری الی اللہ قال الخواریون
 نحن انصار اللہ وایں اشارہ است
 بطہور داعیہ نصرت در قلوب ایشان
 ودر داعی سخین در تمثیل دین حق
 ظہر اذان است کہ بشاہدی احتیاج
 افتد واذ اجل بدیہیات است کہ
 ساہبا افعال متعارفہ مست تریہا
 و نہاد از شخص ظاہر نئے شود
 الا بداعیہ قویہ در اصل نفس
 شخص بیخ عاقلی باور کند کہ خواجہ حافظ
 دیوان خود را بغیر بصیرت و دین شعر و بطن
 صرف بہت بلکہ و نظم این غزلہا و ن کہ وہ با شریا
 ابوعلی قانون را بغیر بصیرت و دین طب
 کی بابت ایک مضبوط داعیہ (کارکنان قضا و قدر و عنایت
 کرتے ہیں اس کی سند یہ حدیث ہے (کہ حضرت نے فرمایا)
 قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں کافروں
 سے دین کے لئے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن جدا
 ہو جائے یا اللہ اپنا کلام پورا کرے۔ اس روایت کو بخاری
 نے لکھا ہے۔ یہی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مکہ میں الموطالب سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے اور ابوسہیل
 سے بھی یہ لفظ حدیث میں فرماتے تھے۔
 اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ (پیغمبر کے) حوالہ کو بھی دیکھا
 قضا و قدر یہ داعیہ دیتے ہیں اس کی سند یہ ہے کہ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالَ عَلِیُّ بْنُ مَرْيَمَ الْاِیۃ (ترجمہ
 علی بن مریم نے حواریوں سے کہا کہ کون خدا کے لئے میرا
 مددگار بننا ہے؟ حواریوں نے کہا کہ ہم خدا کے مددگار ہیں)
 یہ اشارہ ہے اس طرف کہ (پیغمبر کی) مدد کا داعیہ ان کے دلوں
 میں غالب تھا۔ باقی رہا شیخین کے دل میں اجرائے دین
 کا داعیہ ہونا اس قدر ظاہر ہے کہ کسی دلیل کے پیش کرنے
 کی حاجت نہیں۔ یہ بات اعلیٰ درجہ کے بدیہیات سے ہے
 کہ کسی شخص سے ساہبا سال شب و روز ایک قسم کے افعال
 خاص ترتیب کے ساتھ ظاہر نہیں ہو سکتے جب تک کہ
 اس کے اصل نفس میں (ان افعال کا) داعیہ قویہ موجود نہ
 ہو۔ کون عقلمند باور کر سکتا ہے کہ خواجہ حافظ نے اپنا دیوان
 لکھ ڈالا بغیر اس کے کہ ان کو فن شعر میں مہارت ہو اور
 انھوں نے ان غزلوں کے نظم کرنے میں پوری توجہ خرچ
 کی ہو یا ابوعلی (ابن سینا) نے (اپنی مشہور کتاب) قانون
 کو تصنیف کر دیا بغیر اس کے کہ اس کو فن طب میں بصیرت ہو

و جمع ہمت بر تحقیق و ترتیب مسائل
این فن تصنیف نمودہ باشد سبحانک
ہذا بہت آن عظیمہ اگر داعیہ نے
بود این افعال متعارفہ در مدو متداولہ
چگونہ ظاہر سے شد و اگر داعیہ دنیا
بود چرا بر لسان غیب ترجمان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مدح ایشان
جاری گشت تا اینجا کہ بعد تو از رسید
و اگر داعیہ ملتزم از قوائے نفس
بود و لائے آنکہ از فوق نازل شود
اس ہمہ برکات ظہور نہ نمود
و کشایش زیادہ از کوشش بروتی
کار نہ آمد و اما آن کہ گفتیم کہ
بجہود تسلیم ارادہ بخلافیت ایشان
افضلیت حاصل سے شود از
شواہد آن حدیث ابی ذر است
آخروج الدارمی عن ابی ذر
الغفاری قال قلت یا رسول
اللہ کیف علمت انک نبی مبین
استنبطت فقال یا ابا ذر
اتانی ملک ان و انا ببعض نطاء
مکتہ فوقہم احداہما الارض
و کان الآخر بین السماء
والارض فقال احداہما لصاحبہ
اھو هو قال نعم قال فرتہ برجل

فونرنت بہ فونرنتہ شر قال
فونرنتہ بعشرۃ فونرنت بہم فونرنتہم
شر قال ورنہ بمائۃ فونرنت بہم
فونرنت بہم شر قال ورنہ بالف
فونرنت بہم فونرنتہم کافی انظر
الیہم یستثرون من خفۃ المیزان
قال فقال احداہما لصاحبہ
لو ورنہ نشہ بامتہ لرجحہا و اخرج
الدارمی من حدیث عتبہ بن
عبد السلی قصۃ طویلۃ فیہا شق
صدرک صلی اللہ علیہ وسلم عند
ظلمۃ حلیمۃ قال احداہما
لصاحبہ اجعلہ فی کفۃ
واجعل اُنفا من امتہ فی
کفۃ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاذا انظر الی
الالف فونی اشیقی ان یخو علی
بعضہم فقال لوان امتہ
و ورننت بہ لکمال بہم
نشم انطلقا و ترکانی و اخرج
احمد بن محمد و یہ عن ابن
عمر خوج علیہما السلام اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ذات
غدا ی بعد طلوع الشمس قال
رأت قبل الفجر کانی اعطیت

میں ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا میں اُس سے وزنی نکلا پھر اُس نے
کہا اس کو دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں دس کے ساتھ
وزن کیا گیا اُن دس سے بھی میں وزنی نکلا پھر اس نے کہا اس کو
سٹو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں سٹو کے ساتھ وزن کیا گیا
ان سٹو سے بھی وزنی نکلا پھر اُس نے کہا اس کو ہزار آدمی کے ساتھ
وزن کرو چنانچہ میں ہزار آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا میں ان ہزار
سے بھی وزنی نکلا گویا راب بھی میں اُن کو دیکھ رہا ہوں کہ چلنے کے
بلکے ہونے کے سبب سے وہ لڑھکے جاتے ہیں۔ پھر ایک فرشتہ نے
دوسرے سے کہا کہ اگر اس کو تمام امت کے ساتھ وزن کر دے تب
بھی یہی وزنی رہے گا۔ اور دارمی نے عقبہ بن عبد السلی سے ایک طویل
قصہ کے ذیل میں لکھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
شق صدر کا بیان ہے جو آپ کی دائرہ طبع کے یہاں ہوا تھا۔ یہ
روایت کی ہے کہ دو فرشتے آئے اور ایک نے دوسرے سے
کہا کہ اس شخص دینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (تراز دے) ایک
پلہ میں رکھو اور اس کی امت کے ہزار آدمی دوسرے پلہ میں رکھیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایسا ہی کیا گیا ان ہزار
آدمیوں کا پلہ بلکے ہونے کے سبب سے اس قدر اونچا ہو گیا کہ میرے سر پر
آگئے اور مجھے خوف ہوا کہ کہیں اُن میں سے کوئی میرے سر پر
گر پڑے تو دوسرے فرشتے نے کہا کہ اگر اس کی تمام امت اس شخص
کے ساتھ وزن کی جائے تو بھی اس شخص کا پلہ ہماری رہے گا اس کے
بعد وہ دونوں فرشتے مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اور احمد بن محمد نے
حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک روز رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب نکلنے کے بعد باہر تشریف لائے اور آپ
نے فرمایا میرے پہلے میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا مجھے بہت سی

مقالبہ اور موازنہ دی گئی ہیں مقابلہ کنبیوں کو کہتے ہیں اور موازنہ ترازوؤں کو کہتے ہیں جن میں توازن جاتا ہے پھر (میں نے دیکھا کہ) میں (ترازو کے) ایک پلہ میں رکھا گیا اور میری امت دوسرے پلہ میں رکھی گئی میں سب سے وزنی نکلا اس کے بعد ابو بکرؓ گئے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ (سب سے) وزنی نکلے پھر عمرؓ لاٹے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے پھر عثمانؓ لاٹے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے اس کے بعد وہ ترازو آسمان پر اٹھالی گئی (ان حدیثوں سے ہمارا استدلال اس طرح پر ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے ساتھ وزن کئے جانے اور پر نسبت اُن کے اپنے وزنی نکلنے سے اپنے نبی ہونے کو سمجھ لیا (کیونکہ حضرت ابوذرؓ کے اس سوال کے جواب میں کہ آپؐ اپنا نبی ہونا کیسے جانا آپؐ یہ واقعہ ذکر فرمائیے) اور اس وزن کئے جانے اور وزنی نکلنے نے آپؐ کے افضل بفضل کلی ہونے پر دلالت کی (اور افضل کلی بھی وہ) جو عند اللہ معتبر ہو پس (معلوم ہوا کہ) یہ فضل کلی لازم نبوت ہے (یعنی کسی شخص کے نبی بننے کا الاداء الہیہ قائم ہوتے ہی فضل کلی تمام رعیت سے عند اللہ اُس کو حاصل ہو جاتا ہے گو ہنوز وہ مبعوث نہ ہوا ہو (کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت تک مبعوث نہ ہوئے تھے) اور یہی خواب (بعینہ) آپؐ نے خلفاء کے متعلق بھی دیکھا لہذا یہاں سے یہ بات (بھی) معلوم ہو گئی کہ (کسی شخص کی خلافت کا الاداء الہیہ قائم ہوتے ہی فضل کلی تمام رعیت پر اُس کو حاصل ہو جاتا ہے گو ہنوز اس کو خلافت زمینی ہو اور) خلفاء کا اپنی رعیت سے عند اللہ افضل ہونا اور علم خدا میں برتر ہونا خلافت خاصہ کو لازم ہے جس طرح خلیفہ بننے کی حقیقت الاداء الہیہ

ثابت است وامور دیگر بحسب علوت
 اللہ لازم الوجود خلافت سے باشد
 چہیں ایں نوع اذا فضلیت بمجرود ارادہ
 ثابت است در ضمن استخلاف و
 جملہ او افضلیت کہ بنابر سوابق ملامہ
 یا احکام جبلیہ از حسن سیاست
 وغیرہاں باشد امرے است
 عادی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ
 الحال۔ وَلَیْکُنْ هَذَا خَیْرُ
 الفصل الثالث۔

کے متعلق ہوتے ہی ثابت ہو جاتی ہے اور دوسری بات (مشعل بیعت اہل حل و عقد کے یا نفاذ احکام خلیفہ کے) موافق عادت الہی کے خلافت کے وجود (خارجی) کو لازم ہوتی ہیں اس طرح یہ قسم (فضلیت کی بھی ارادۃ الہیہ) کے متعلق ہوتے ہی خلیفہ بننے کے ضمن میں ثابت ہو جاتی ہے اور اس کے ہمراہ وہ فضلیت جو بوجہ اوصاف خلقیہ کے مثل حسن سیاست وغیرہ کے ہو ایک چیز ہے (جو) موافق عادت الہی کے (خلیفہ بننے کی حقیقت کو لازم ہے)۔

(تیسری فصل ختم ہوئی)
والحمد للہ رب العالمین

فصل چہارم

در روایت احادیث و آثار و الہ بظاہر
خلافت بصریح یا تلویح و بر اثبات لوازم خلافت

و پیش اذان کہ شروع در مقصود
کنیم باید دانست کہ مدار وراثت خلافت
خلفاء تصانیف ساختہ اند و ہر یکے بہ
بیانے موقوف شدہ و فقیر کثیر التفسیر را
چنان بخاطرے رسید کہ احادیث این
باب را بر مسانید صحابہ مؤرخ سازد
وزیر مرفوع ہر صحابی موقوف
اور اذکور نماید تا معلوم خواص
و عوام گردد کہ آنچہ مشہور
است کہ ثبوت خلافت
ایشان باجماع و وصیت خلیفہ مقدم
بودہ است کلام محقق است لیکن معنی
اجماع آن نیست کہ ہر یکے بفرمے کہ

فصل چہارم

ان احادیث و آثار کی روایت میں جو خلفاء (شی راشدین)
کی خلافت پر تصریح یا بتلویح اور (ان کیلئے) لوازم خلافت
خاصہ کے ثبوت موقوف پر دلالت کرتے ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم مقصود کو شروع کریں جاننا چاہیے کہ خلافت
خلفاء کے اثبات میں علماء نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور ہر عالم
کو جدا گانہ بیان کی توفیق ملی ہے مگر اس فقیر کثیر التفسیر کے دل
میں ایسا آتا ہے کہ اس باب میں جس قدر حدیثیں ہیں ان کو مسانید
صحابہ پر تقسیم کر دے اور ہر صحابی کی مرفوع حدیثوں (کو لکھ کر
ان کے تحت میں ان کی موقوف روایتیں بھی ذکر کر دے تاکہ
خاص و عام سب کو معلوم ہو جائے کہ یہ جو مشہور ہے کہ ان حضرات
کی خلافت کا ثبوت (یعنی انعقاد) اجماع سے اور خلیفہ سابق
کی وصیت سے ہوا ہے ایک محقق بات ہے۔
مگر اجماع کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہر شخص اپنی فکر سے جو شروع
سے مستعد نہ ہو بلکہ محض مصلحت و وقت کے متعلق ہو ہم ایک

۱۔ احادیث صحیحہ حدیثی کی اور آثار جمع ان کی ہمارے مصطلح مشہور حدیث روایت مرفوع کہتے ہیں اور آثار روایت موقوف کو اور بعض کے نزدیک
موقوف پر بھی اثر کا اطلاق ہوتا ہے مرفوع وہ روایت جو جس میں قول داخل یا حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہوتا ہو اور موقوف وہ جو جس میں سخانی کا قول
یا فعل داخل ہو اور موقوف وہ جو جس میں تابع کا قول یا فعل داخل ہو مثلاً تصریح صاف بیان کرنے کو کہتے ہیں اور تلویح اشارہ سے بیان کرنے کو کہتے ہیں۔
۲۔ کتب حدیث کی ترتیب مختلف مقاصد و طرق پر ہوتی ہے اور ہر ترتیب کا نام جدا گانہ ہے جس کتاب کی ترتیب ایسا ہے کہ ہر ملاحظہ ان کے متعلق چیزیں
ایک جگہ ہوں مثلاً ایک جگہ وہ کہ متعلق ایک جگہ اس کتاب کو سن کہتے ہیں یہی ترتیب کتب کتابوں کی ہے تاہم صحاح ستہ کی یہی ترتیب ہے اور جس کتاب
کی ترتیب صحاح کے اعتبار سے ہو مثلاً حضرت صدیق کی روایت کی ہوئی حدیثیں سب ایک جگہ ہوں حضرت فاروق کی ایک جگہ حضرت عثمان کی ایک جگہ حضرت علی
کی ایک جگہ اس کتاب کو سن کہتے ہیں اور ہر صحابی کی روایت کر دے احادیث کو بھی اس صحابی کا سن کہتے ہیں اور جس کتاب کی ترتیب محدث نے اپنے اسامہ کے اعتبار

میں بھی جو مثلاً اپنے اسامہ کے اعتبار سے ترتیب دی ہیں ان کی جگہ ہوں اور ہر صحابی کی روایت کر دے احادیث کو بھی اس صحابی کا سن کہتے ہیں۔ بہتان مومنین x

راستے پیدا کیے (اور اتفاقاً سب وہی ایک راستے پیدا کریں یا بعد
بحث و مباحثہ کے سب کسی ایک راستے پر متفق ہو جائیں) بلکہ اجماع
کے معنی یہ ہیں کہ ہر صحابی نے دلیل شرعی لینے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی سنت نبویہ سے ان کی خلافت استنباط کی کبھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات سے کبھی آپ کی تلویحات سے
یہاں تک کہ اس دلیل کے ملاحظہ سے وہ صحابی ان کی خلافت کے
ماننے پر مکلف ہو گیا اور جب (اس طرح) قرن اول کے مجتہدوں
نے ان کی خلافت پر اتفاق کر لیا تو اجماع ثابت ہو گیا اور ان
کے بعد کسی کو مخالفت کرنے کی گنجائش نہ رہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلویحات کا بیوان کی خلافت کے
مستقل ہیں۔ مال یا تو خلافت عامہ کے لوازم کو (ان حضرات کے لئے)
ثابت کرنا ہے یا خلافت خاصہ کے لوازم کو مثلاً یہ فرمایا کہ زکوٰۃ میرے
بعد ابوبکر کو دینا اس حدیث میں خلافت عامہ کے بعض لوازم لینے
حفاظت بیت المال اور مسلمانوں سے زکوٰۃ لینے کو ثابت فرمایا اور
مثلاً یہ فرمایا کہ ابوبکر صدیق ہیں اور عمرؓ شہید یا فرمایا کہ ان کے
درجے بہشت میں بہت بلند ہوں گے یا ان کو بہشت کی بشارت دی
خاص کر جب کہ وہ بشارت بہتر ترتیب خلافت ہے۔ یا یہ فرمایا کہ یہ لوگ
بہترین امت ہیں و علیٰ ہذا القیاس (ان حدیثوں میں) خلافت عامہ
کے لوازم کو خلفائے راشدین کے لئے ثابت فرمایا ہے یہ سب انکی
خلافت راشدہ کی تلمیح ہے۔

اگر تمہارے دل میں کچھ تردد ہو تا ہو کہ (جو) لازم (اپنے ملزم
کے) مساوی (ہو اس کی) دلالت ملزم کے وجود پر ہم کی مسلم
ہے مگر (جو) لازم (اپنے ملزم سے) عام (ہو اس) کی دلالت ملزم
کے وجود پر ہم نہیں مانتے تو ہم جواب دیں گے کہ بیشک لازم
۱۔ ہوا نام ایسا ہو کہ غیر ملزم کے نہ پایا جائے اور نیز ملزم بھی غیر لازم کے نہ پایا جائے وہ لازم مساوی ہے اور لازم غیر ملزم کے پایا جائے وہ

تعریف نوبے است از بیان
تفہیم و تفہیم بان حاصل سے
شود بخروج مالک عن عمرة
بنت عبد الرحمن ان جلین
اسکتا فی زمان عمر بن
الخطاب فقال احدهما الاخر
والله ما ابی بزان ولا اخی
بزمانی فاستکسما فی
ذلك عمر بن الخطاب
فقال قائل مدام اباه
وامه وقال اخرون قد
کان لابی وامه مدح
غیر هذا ساری ان تجلدا
الحذ فجلدا عمر بن الخطاب
الحذ شامان۔ پس تعریف
جلی لمحق بصریح است و
تحقیق در تعریف آن است کہ
ولالت نئے کند بعض لفظ
لیکن ولالت سے کند بساعت
قرآن شک نیست کہ قرآن
را ولالتے ہست

عام لزوم کے وجود پر دلالت نہیں کرتا مگر در تعریف ضرور کرتا ہے
اور تعریف بھی بیان کی ایک قسم ہے سمجھنا اور سمجھانا (دو قول)
اس سے حاصل ہو جاتے ہیں لہذا اس تعریف سے ان حضرات کی
خلافت لاشرہ کا سمجھنا وینا شارع کی طرف سے اور سمجھ لینا امت
کی طرف سے حاصل ہو گیا تعریف سے سمجھنے سمجھانے کی ایک مثال
بھی سن لو، امام مالک عمر بنت عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں دو شخصوں میں باہم گالی گلوچ
کی فوجت پہنچی ایک نے دوسرے سے کہا واللہ میرا باپ زانی نہیں
ہے میری ماں زانیہ ہے یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا
تو حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق صحابہ سے مشورہ لیا۔ کسی نے کہا کہ
اس نے اپنے ماں باپ کی تعریف کی کسی کو گالی نہیں دی لہذا
اس کو کوئی سزا نہ دی جائے اور کسی نے کہا کہ اس کے ماں باپ
کی تعریف علاوہ زانی نہ ہونے کے اور بھی ہو سکتی تھی خاص
اسی تعریف کا بیان کرنا اس موقع پر ضرور گالی دینے کی نیت سے
ہے لہذا ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو آپ سزا دیں چنانچہ حضرت
عمرؓ نے اس کو اسٹی وٹسے مارے جانے کا حکم دیا حالانکہ اس نے
صرف گالی کی تعریف کی تھی پس در معلوم ہوا کہ تعریف جلی
تصریح کے حکم میں ہے۔

تعریف کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ محض الفاظ کی دہرے تو
دلالت نہیں کرتی لیکن قرآن کی مدد سے دروں وہ دلالت کرتی
ہے اس میں شک نہیں کہ قرآن کچھ نہ کچھ دلالت کرتے ہیں خواہ

لے جو شخص کسی ایک دین پر تہمت لگائے شرعاً اس کو اس تہمت سے لڑنا لازم ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا علم غلطی کے اس میں نہیں
ہے ہم ان صحابہ کے قول پر عمل کرتے ہیں جنہوں نے حد جاری کرنے کو منع کیا تھا جن میں حضرت علیؓ انی طاب ثوبی کا قول یہ تھا کہ تعریف سے حد جاری
نہیں ہوتی یہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے۔ اس سے نہ سمجھنا چاہیے کہ حد کے نزدیک یا جن صحابہ کرام کے قول سے حد جاری نہ ہو کہ ان کے نزدیک
تعریف حکم میں تعریف کے نہیں ہے بلکہ حد جاری نہ کرنا ہی وجہ ہے کہ حد جاری نہ ہو۔

وہ دلالت قطعی ہو یا ظنی جیسے دھوکے کی آگ کے وجود پر یہ
دلالت قطعی ہے، یا ابرہہ اور ہوا کی رطوبت مینہ برسے پر دلالت
کرتی ہے (مگر یہ دلالت ظنی ہے) اسی طرح لفظ بھی اپنے معنی
منطوق پر دلالت کرتا ہے راویہ دلالت کبھی قطعی ہوتی ہے
اور کبھی ظنی، پس تعریف میں دونوں چیزیں جمع ہو جاتی ہیں (لفظ
بھی اور قرینہ بھی) ایک کی کمی دوسرے سے پوری ہو جاتی ہے۔
اس فقیر کے نزدیک ایسا اور فحاشی کی بابت بھی تحقیق ہی ہے
کہ (ان میں بھی) صرف لفظ کی دلالت نہیں ہوتی بلکہ لفظ قرینہ
کے ساتھ مل کر دلالت کرتا ہے قرینہ کبھی خفی ہوتا ہے کبھی جلی
(لہذا اس قسم کے دلائل سے معانی کے استنباط کرنے میں دلالت
کے جلی یا خفی ہونے کی پہچان اہل زبان کا اس قسم کے موقع
میں سمجھ لینا ہے) یعنی اگر اہل زبان اس قسم کے موقع میں اس
معنی کو سمجھ لیتے ہوں تو دلالت جلی ہے در خفی، اسی وجہ سے
امام شافعیؒ کے نزدیک جو کہ استنباط کرنے والوں کے سرور میں غیوم
وصف کی دلالت چند شرائط پر موقوف ہے جیسے جیسے وہ شرائط
پائے جائیں گے معنی مقصود کے قرینے بنتے جائیں گے۔ اس تحقیق
کی بنا پر لازم عام کا لزوم خاص کے وجود پر دلالت کرنا کچھ بعید
وناور نہیں ہے۔ اس تحقیقات کے بعد اب ہم اصل مقصود شروع
کرتے ہیں۔

إنا قطعياً واما ظنیاً مثل دلالت دھان پر
وجود دار و دلالت ابرہ و ہوائے رطب بر باران
و همچنین لفظ را نیز دلالت ہست بر
معنی منطوق خود پس در تعریف ہر دو جمع
میشوند ابہام بعض را بعض دیگر متغیر سے
گرداند و همچنین تحقیق نزدیک فقیر دلائل
و فحاشی و غیر آن ہمین است کہ دلالت
لفظ فقط نیست بلکہ لفظ مع القرائن و آں
قرائن گاہے خفیہ سے باشند و گاہے جلیہ
میزان در استنباط معانی از مثل این دلائل
غیر اہل سان است در مثل این حالت
لہذا مفہوم وصف نزدیک امام شافعیؒ
کہ را اس و در میں مستنبطان است
موقوف آمد بر شرط چنداں کہ
آہما محقق قرآن مع مقصود باشند و چون
حال بریں منوال است دلالت وجود لازم
اعم بر وجود لزوم اخص مقبوع مستفید
چون اخص مقبوع مہم شد خویش در مقصود نہائیم
مسند ابی بکر الصديق رضي الله عنه

اخرج الدارمي عن حية بنت
إبي حية عن أبي بكر الصديق في
قصة قالت فذكرت غزوًا خثعمًا
وغزوة بعضنا في الجاهلية

لے یا کے معنی اشارہ اور فحاشی جیسے فوجی کی صفے اس کے روش حکم۔

مسند ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۹۔ روایت)

دارمی نے حیہ بنت ابی حیہ سے انھوں نے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
(طویل قصہ کے ذیل) میں روایت کیا ہے وہ کہتی تھیں کہ میں
نے خثعم کی لڑائی اور جاہلیت کی بعض دوسری لڑائیوں کا ذکر کیا

اور پھر اسلام کی وجہ سے اللہ نے جو الفت اور فراخی پیدا کر دی ہے اس کا ذکر کیا، ابی بن عون (راوی) نے الفت کی کیفیت بیان کرنے کے لئے اپنی انگلیوں کے درمیان میں تشبیہ کی اور معاویہ (راوی) نے بھی تشبیہ کی اور احمد (راوی) نے بھی تشبیہ کی پھر میں نے پوچھا کہ یا امیر المؤمنین! لوگوں کی یہ کیفیت (الفت و محبت کی) آپ کی رائے میں کب تک باقی رہے گی؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جب تک ائمہ سیدھی راہ پر چلیں گے میں نے پوچھا کہ ائمہ کون؟ انھوں نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سوا اپنی خرگاہ میں ہوتا ہے اور لوگ اس کی راہ پر چلتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ سوا جب تک سیدھی راہ پر رہیں گے (یہی حالت باقی رہے گی)۔ اور دارمی نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ایک مرتبہ قبیلہ انس کی ایک عورت کے پاس تشریف لے گئے دیکھا تو وہ عورت کلام نہیں کرتی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ یہ عورت کلام کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے کہا کہ اس نے سکوت کے رج کی نیت کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تجھ کو کلام کرنا چاہیے یہ جاہلیت کا کام ہے چنانچہ اس نے کلام کیا پھر اس نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ میں ہاجرین میں سے ایک شخص ہوں اس نے پوچھا کہ آپ کن ہاجرین میں سے ہیں؟ فرمایا کہ قریشیوں سے اس نے پوچھا کہ آپ قریش کے کس خاندان سے ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تو بڑی پوچھنے والی ہے (قریب سے سوالات نہ ہی نہیں ہوتے) میں ابوبکرؓ ہوں۔ اس عورت نے کہا اچھا یہ تو بتائیے کہ ہم اقامت اس نیک کام پر جو اللہ نے زائد جاہلیت کے بعد ظاہر فرمایا (یعنی اسلام پر) کیسے

ملے انگلیوں کا انگلیوں کے درمیان میں ڈالنا جس طرح پتھر ڈالنے کے وقت کہتے ہیں: طلب یہ ہو کہ جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ایک دوسرے سے ملتی ہوتی ہیں اسی طرح انہی میں ایک دوسرے سے ملے۔ یعنی اس نے مذہبی حق کو ڈالنے کی کلام نہ کی۔ زائد جاہلیت میں اس جسم کی

رہے گا؟ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ جب تک تمہارے ائمہ راہ راست پر رہیں گے اس عورت نے کہا ائمہ سے کیا مراد ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا تیری قوم میں کچھ سردار اور بزرگ لوگ نہ تھے جو لوگوں پر حکومت کرتے ہوں اور لوگ ان کی اطاعت کرتے ہوں۔ اس عورت نے کہا ہاں تھے۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا ائمہ ایسے ہی لوگوں کو کہتے ہیں جو آدمیوں پر حکومت کریں۔ زائد راہ راست پر رہنا جس کا ذکر اس روایت میں ہے علم اور عدالت اور کفایت و شجاعت وغیرہ کو شامل ہے؟ اور بخاری نے حضرت عمرؓ کی طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے (سقیفہ بنی ساعدہ میں) انصار سے فرمایا کہ جو کچھ تم نے اپنے متعلق فضائل بیان کئے بیشک تم اس کے مستحق ہو مگر یہ کام (خلافت کا) ہرگز معلوم نہیں ہوا کہ اس قبیلہ قریش کے لئے جو تمام عرب پر نسب میں اور (شرافت) مسکن میں فائق ہے اور ابوبکرؓ ابی شیبہ نے ایک طویل حدیث (کے ضمن) میں روایت کیا ہے کہ (سقیفہ بنی ساعدہ میں) حضرت ابوبکرؓ نے ان لوگوں سے جو انتخاب خلیفہ کے متعلق ادھر ادھر بھاگ رہے تھے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ اس کے بعد انھوں نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا کہ اسے گروہ انصار اللہ کی قسم ہم تمہاری بزرگی کا انکار نہیں کریں گے نہ تمہاری اسلامی خدمات کا انکار ہے نہ جو حق تمہارا ہم پر واجب ہے اس کا انکار کرتے ہیں مگر (خلافت تم میں نہیں ہو سکتی کیونکہ) تم جانتے ہو کہ یہ قبیلہ قریش کا عرب میں جو عزت رکھتا ہے اور کسی قبیلہ کو حاصل

لے سقیفہ سامان کو کہتے ہیں یہ سامان قسبیلہ بنی ساعدہ کے لوگوں کا تھا انھیں اس کے لوگ اس مقام میں اپنے بھائیوں کے فیصلہ کے لئے اور نیتات میں مشورہ کرتے تھے جمع ہو کر تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انتظام خلافت کے لئے بھی انصار اسی مقام میں جمع ہوئے جب حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ امت میں تفرق پڑنے کا اندیشہ ہے تو وہ حضرات وہاں تشریف لے گئے اور امت کو تفرق سے بچایا انھوں نے اللہ عفا عنہم الاسلام خیرا۔

نہیں ہے اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ تمام عرب نہ متفق ہوئے
مگر اسی شخص پر جو قریش میں سے ہو لہذا ہم قریشی لوگ خلیفہ
ہوں اور تم لوگ (ہمارے) وزیر ہو۔ اللہ سے ڈرو اور اسلام
میں تفرق نہ ڈالو۔ اور اسلام میں پہلے زینہ اللہ نہ بنو کہ خلیفہ
کے لئے قریشی القرب ہوئے کی شرط پر تمام اہل سنت کا
اجماع ہے اور بخاری اور مسلم اور دارمی وغیرہم نے حضرت
ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے
تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
اور اُس نے کہا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ
ایک ایڑ کا ٹکڑا ہے اُس سے روغن اور شہد ٹپک رہا ہے پھر
میں نے لوگوں کو دیکھا کہ دو توں ہاتھوں سے اس کو لے رہے ہیں
مگر کسی نے زیادہ لیا اور کسی نے کم اور میں نے ایک رسی آسمان
سے زمین تک لٹکتی ہوئی دیکھی اور میں نے یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھا کہ آپ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ
گئے پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ
گیا پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ
گیا پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا تو وہ رسی کٹ گئی
مگر پھر چڑھ گئی اور وہ شخص بھی اوپر چڑھ گیا (یہ خواب سنکر)
حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرے ماں باپ آپ پر قدا ہو جائیں مجھے اجازت دیجئے تو میں
اس کی تعبیر بیان کروں آپ نے فرمایا اچھا تم ہی اس کی تعبیر
کہو۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ ابراہیمؑ سے مراد اسلام ہے اور روغن
و شہد جو اُس سے ٹپک رہا ہے اُس سے مراد قرآن ہے نرمی اُس
کی (قائم مقام روغن کے ہے) اور حلاوت اُس کی (قائم مقام
شہد کے ہے) اور کسی نے اُس روغن و شہد کو زیادہ لیا اور کسی

لہیں بھاغیرہم وإن العرب لن تجتمع
الاعلیٰ رجل منهم ففخن الامراء و
انتهم الوتراء فأتقوا الله ولا تصدعوا
الاسلام ولا تكونوا اقل من احدث
في الاسلام اشتراط نسب قریش و غلبہ
یجمع علیہ اہل سنت است اخراج البخاری
و مسلم و الدارمی وغیرہم عن ابن
عباس کان ابوہریرہ یحدث ان
سرجلا اتی رسول الله صلی الله علیہ
وسلم فقال انی اری اللیلۃ ظلمۃ
تظف منہا السمۃ والعسل فاری
المناس یتکفون باییدہم
فالمستکثر والمستقل و اری
سببا واصل من السماء الی
الارض فآراک یا رسول الله اخذ
بہ فخلوت نحر اخذ بہ رجل
اخر فخلوا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر
فخلوا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر فخلوا
ثم وصل بہ فعلا بہ فقال ابوہریرہ
یا نبی انت و اخی یخذعنی فاعبرھا
فقال اعبرھا فقال اما الظلمۃ
فظلمۃ الاسلام واما یظف من السمۃ
والعسل فهو القرآن لینہ و حلاوتہ
و اما المستکثر والمستقل فهو المستکثر
من القرآن والمستقل منه

اور رسی جو آسمان سے زمین پر ٹپک رہی ہے اُس سے مراد وہ (وہی)
حق ہے جس پر آپ ہیں آپ اس کو پکڑے ہوئے ہیں اللہ اُس کی وجہ
سے آپ کو بلند رتبہ کرے گا پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو
پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند رتبہ ہو جائے گا اس کے بعد
ایک اور شخص اس کو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند رتبہ
ہو جائے گا اس کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا تو وہ دین
حق منقطع ہو جائے گا مگر پھر اس کے لئے جوڑ دیا جائے گا اور وہ
اس کے سبب سے بلند رتبہ ہو جائے گا۔ یا رسول اللہ آپ مجھ سے
فرمادیجئے کہ میں نے صحیح تعبیر کہی یا غلط۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کچھ صحیح کہی اور کچھ غلط۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کہ آپ مجھ سے بیان کر دیجئے
کہ میں نے کیا غلطی کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ
دلاؤ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیقؓ جانتے تھے
کہ خلافت بعد از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین آدمیوں کو ملے
الترتیب حاصل ہوگی اور وہ تینوں پیغمبر کی روش پر ہوں گے
اور پیغمبر کی روش پر دنیا سے گزر جائیں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ
جب کہ حضرت صدیقؓ کی تعبیر کے موافق خارج میں واقع بھی
ہو تو پھر تعبیر میں غلطی کس طرح ہوئی؟ یہ فقیر کہتا ہے کہ ان
خلفاء کا نام نہ لینا باوجودیکہ ان کے نام لینے پر قدرت تھی ظاہری
طور پر خطا کی طرف نسبت کیا گیا اور اس بات کی دلیل کہ
حضرت صدیقؓ ان خلفاء کو شخص طور پر جانتے تھے چند باتیں
ہیں جو (کتاب) خصائص (تالیف علامہ سیوطی) میں مذکور ہیں

واما السبب الواصل من السماء فی
الارض فهو الحق الذی انت علیہ تأخذ
بہ فخلوت نحر اخذ بہ رجل
اخر فخلوا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر
فخلوا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر فخلوا
یأخذ بہ رجل اخر فینقطع ثم یوصل لہ فخلوا
بہی رسول الله صلی الله علیہ وسلم
فقال النبی صلی الله علیہ وسلم اصبت
بعضا و اخطأت بعضا فقال اقصمت یا
رسول الله لحدیثی ما الذی اخطأت فقال
النبی صلی الله علیہ وسلم لا تقسم اری مدیث
معلوم می شود کہ حضرت صدیقؓ می دانست کہ
خلافت بعد از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ کس
مل الترتیب خواهد رسید و ایشان بر منہاج پیغمبر
خواہند بود و بر منہاج پیغمبر خواہند گذشت
باقی ماند آنکہ ہر گاہ موافق تعبیر حضرت صدیقؓ
در خارج بدو قوع آمد پس خطا بہ وجہ
ثابت است فقیر می گوید سکوت از تسمیہ
آن اشخاص با وجود قدرت بر تسمیہ
ایشان بطریق مشاکلت منسوب بخطا
شد و شاید آن کہ حضرت صدیقؓ
ایشان را با عینا جہم سے شناخت آتا رہے
چند است کہ در خصائص مذکور است

۱۔ شاہ ہے کہ واقعات کی طرف جو حضرت عثمانؓ کو اپنے آخر زمان میں پیش آئے جن سے اندیشہ زوال خلافت کا تھا گمان کے حق میں انجام پذیر ہوا
اور شہادت پائی۔ ۲۔ میرے کامل تعبیر تھے کہ ان خلفاء کا نام بھی بتا دیتے ہستے بار اس کے یہ تعبیر ناقص رہی اسی نقصان کو خطا کے
ساتھ تعبیر فرمایا۔

اخرج ابن عساکر عن کعب قال کان اسلام ابی بکر الصديق سبباً بوجي من السماء وذلك انه كان تلجوا بالشام فرأى رؤيا فقصها على بحريه الراهب فقال من اين انت قال من مكة قال من ايها قال من قرين قال فابش انت قال تاجر قال صدق الله رؤياك فانها يبعث نبي من قومك تكون وزيراً في حياتيه وخليفته بعد موته فاسرها ابوبكر حتى بعث النبي صلى الله عليه وسلم فجاء فقال يا محمد ما الدليل على ما تقول قال الرؤيا التي رأيت بالشام فعانقهما وقبل مابينهما قال اشهد انك رسول الله واخرج ابن عساکر عن ابن مسعود قال قال ابوبكر الصديق خرجت الى اليمن

(رو یہ ہیں) ابن عساکر نے حضرت کعب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام کا باعث ایک وحی آسمانی تھی اس کی کیفیت اس طرح ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ملک شام میں تجارت کیا کرتے تھے (دوں) انھوں نے ایک خواب دیکھا تو اس کو بخیرا راہب سے بیان کیا بخیرانے (اس خواب کو سنکر) پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ کارہن والا ہوں اس نے پوچھا کہ مکہ کے کس خاندان سے ہو؟ حضرت صدیقؓ نے کہا خاندان قریش سے پھر اس نے پوچھا کہ تمھارا پیشہ کیلئے؟ حضرت صدیقؓ نے فرمایا تاجر ہوں بخیرانے کہا اللہ نے تمھیں سچا خواب دکھا دیا ہے ایک نبی تمھاری قوم میں مبعوث ہوں گے ان کی زندگی میں تم ان کے وزیر رہو گے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ بنو گے۔ حضرت صدیقؓ نے اس خواب کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمد! آپ جو دعویٰ کرتے ہیں اس پر کیا دلیل ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا یہ سنئے ہی حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے معاف کر لیا اور آپ کی دونوں (مقلد) آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ میں (ایک مرتبہ) یمن کی طرف قبل بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گیا

لے یہ مضمون روایات شیعہ میں بھی ہے چنانچہ حمزہ حیدری مطبوعہ مطبع سلطانی کعبہ کے حصہ اول صفحہ ۱۱۱ میں جو ۵ باب ۱۱۱ میں ہے یا گشت چکر گفتار کا بہن بدل واداشت یا دکانہ دلو واداشت کہ مبعوث گردید کی نامور زلیخا زمین و آسمان میں چند گاہ بہ بود خاتم انبیائے الایہ تو باقیم انبیاء گردید چو او گند و جاشین شوی اس روایت میں صرف اس قدر تصرف کیا گیا ہے کہ بجای راہب کے کاہن کا نظریہ اور میں۔

قبل ان یبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلزلت علی شیخ من الاشراد قد قرأ الکتاب وانت علیہ اربع مائۃ سنة الا عشر سنین فقال لی اوحبک حرمیا قلت نعم قال واحسبک قریشیا قلت نعم قال واحسبک تنقیما قلت نعم قال یقین لی منک ولحدۃ قلت ما ہی قال تکشف لی عن بطنک قلت لہ ذاک قال لجد فی العلم الصادق ان نبیا یبعث فی الحرام یعاون علی امری ففی وکھل فاما الفی فخر ارض عساکر وذلک مفضلہ واما الکھل فابن خیف علی بطنہ شامۃ وعلی فخذ الیسری علامۃ وما علیک ان تری فی فقد تکلمت لی فیك الصغۃ الاماخی علی قال ابوبکر فکشف لہ عن بطنی فرأی شامۃ سوداء فوق سرکت فقال انت هو رب الکعبۃ واخرج ابن سعد عن الحسن قال قال ابوبکر یا رسول الله ما ازل اذ فی اھا فی عذرات الناس قال لکن من من لانا بیل قال رأیت فی صدی کالزمن قال سنین

اور قبیلہ اڑو کے ایک شخص کے یہاں جو کتب آسمانی پڑھا ہوا تھا۔ اور اس کی عمر تین سو نوے برس کی تھی فروکش ہوا اس نے مجھ سے کہا کہ میں تم کو حرم کارہن والا خیال کرتا ہوں۔ (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں تم کو قریشی سمجھتا ہوں (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں تم کو تنیقی سمجھتا ہوں (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ تو اس نے کہا اب صرف ایک بات تمھاری باقی رہ گئی ہے جو مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا تم میرے سامنے اپنا شکم کھول دو۔ میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا میں ایک علم صادق (یعنی آسمانی کتابوں) میں دیکھتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا اس کے کام پر ایک جوان اور ایک اوجیز عمر کا آدمی مدد کرے گا جوان بڑا جفاکش اور حلال مشکلات ہوگا اور اوجیز گورے رنگ کا اکبرے بدن کا ہوگا اس کے شکم پر ایک تل ہوگا اور اس کی باتیں ران پر ایک نشانی ہوگی۔ تمھارا اس میں کیا حرج ہے اگر تم مجھے (اپنا شکم) دکھاؤ کیونکہ سب باتیں میری تم میں پانی جاتی ہیں سو اس بات کے جو مجھے نہیں معلوم حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ میں نے اپنا شکم اس کے سامنے کھول دیا تو اس نے ایک سیاہ تل میری ناف کے اوپر دیکھ کر کہا قسم رب کعبہ کی وہ تم ہی ہو۔ اور ابن سعد نے حضرت حسن (بصری) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ہمیشہ اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے بول و براز میں چل رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا ضرور ضرور تم لوگوں میں باعث عزت ہو گے۔ نیز حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے اپنے سینہ میں دو نشان سے دیکھے ہیں حضرت نے فرمایا (اس کی تصویر) دو برس۔ (اگر کوئی کہے کہ حضرت

لے یہ تمھاری خلافت دو برس رہی چنانچہ حضرت صدیقؓ کی خلافت کچھ بیسے اوپر دو برس ہی کسرا اعتبار نہیں کیا گیا۔

و اگر کہے گوید کہ صدیق رضی اللہ عنہ جب جانتے تھے کہ ان کو خلافت کی بشارت مل چکی ہے تو پھر بیعت کے وقت انھوں نے کیوں توقف کیا اور کیوں حضرت فاروقؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف اشارہ کیا کہ ان دو میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لو تو ہم جواب دیں کہ کسی چیز کی بشارت ملنا اس بات کو مقتضی نہیں ہے کہ اس کو طلب بھی کریں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ ہونگی مگر باوجود اس کے آپ نے ان سے نکاح ہو جانے کی کوشش نہ کی اور فرمایا کہ اگر یہ بات خدا کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کرے گا (اصل یہ ہے کہ، باخلاف لوگوں کی حالت ایسے مواقع میں مختلف ہوتی ہے۔ کبھی جس چیز کی بشارت ملی ہے اس کے حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں باوجودیکہ ان کو اس چیز کے حاصل ہونا یقین ہو رہا ہے اور کبھی خاموشی اختیار کرتے ہیں اور تدبیر غیب کے منتظر رہتے ہیں کہ (دیکھیں) لطف الہی کس قالب میں روح کو پھونکتا ہے (یعنی کس طریقہ سے اس بشارت کو پورا کرتا ہے) حضرت صدیقؓ نے اسی اصل کے موافق توقف کی راہ اختیار کی تاکہ شرکت نفس سے دور رہے یا اور کسی وجہ سے جو مثل اس کے ہو۔

حضرت صدیقؓ کا اپنی خلافت کو سابق اسلامیہ سے ثابت کرنا۔ ترمذی نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا میں خلافت کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا میں نے فلاں کام نہیں کیا؟ کیا میں نے فلاں

لے جانے والی بات میں کہ حضرت جبریلؑ نے ایک دفعہ پڑھ کر حضرت نبویؐ میں حاضر کیا جس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شہید ہوا کہ تھی اور کہ لکھا رسول اللہؐ آپ کی زوجہ ہو گئی۔ اسے سابق بیعت کی سابقیت کی جگہ پر ان کے سابق میں جہاد و اسلامی غزوات سابق میں بیعت محمد نبویؐ میں مذکور ہیں آئیں۔

صاحب کذا اما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع توقف از بیعت بعد انحقاق بیعت عامہ بلزوم شریعہ عصا المسلمین فقد اخرج الحاکم عن ابی سعید فی قصۃ طویلۃ فلما قعد ابو بکر علی المنبر نظر فی وجہ القوم فلم یر علیاً فقال وجہ القوم فلو یر علیاً فقال عنہ فقام ناس من الانصار فاقابہ فقال ابو بکر ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجئے (مجھے ایک عذر تھا) اس کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے بیعت کر لی پھر حضرت صدیقؓ نے زبیر بن عوامؓ کو نہ دیکھا تو پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ یہاں تک کہ کچھ لوگ ان کو لے آئے۔ حضرت صدیقؓ نے (ان سے) فرمایا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے اور آپ کے حواری! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی قوت پر لگندہ گردو انھوں نے بھی حضرت علیؓ کی طرح عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجئے۔ الغرض دونوں نے حضرت صدیقؓ سے بیعت کر لی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت فاروقؓ کی خلافت کو ان کی افضلیت سے ثابت کرنا ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے (ایک مرتبہ) کہا کہ آپ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر تم نے یہ کہا تو (سنو) بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ

صاحب کذا اما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع توقف از بیعت بعد انحقاق بیعت عامہ بلزوم شریعہ عصا المسلمین فقد اخرج الحاکم عن ابی سعید فی قصۃ طویلۃ فلما قعد ابو بکر علی المنبر نظر فی وجہ القوم فلم یر علیاً فقال وجہ القوم فلو یر علیاً فقال عنہ فقام ناس من الانصار فاقابہ فقال ابو بکر ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجئے (مجھے ایک عذر تھا) اس کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے بیعت کر لی پھر حضرت صدیقؓ نے زبیر بن عوامؓ کو نہ دیکھا تو پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ یہاں تک کہ کچھ لوگ ان کو لے آئے۔ حضرت صدیقؓ نے (ان سے) فرمایا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے اور آپ کے حواری! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی قوت پر لگندہ گردو انھوں نے بھی حضرت علیؓ کی طرح عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجئے۔ الغرض دونوں نے حضرت صدیقؓ سے بیعت کر لی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت فاروقؓ کی خلافت کو ان کی افضلیت سے ثابت کرنا ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے (ایک مرتبہ) کہا کہ آپ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر تم نے یہ کہا تو (سنو) بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ

ما طلع الشمس على رجل
خالد بن عمر وأخيه أبو بكر
ابن أبي شبيب عن زيد بن
الحارث ان أبا بكر حين خلع
الموت أرسل إلى عمر يستخلفه
فقال أنت من تستخلف علينا
فقال غليظاً ولو قد ولينا كان أفظ
وأغلظ فما تقول لربك اذا
لقيته وقد استخلفت علينا
عمر قال أبو بكر أسكرت
تخوفوني اقول اللهم استخلف
عليهم خير خلقك الحديث
وأخرج أبو بكر من أبي
شبيب عن محمد بن
مرجل من بني زريق في قصة
طويل قال أبو بكر اهرانت اقوى مني
فقال عمر انت افضل مني ناظر نصف من ناظر
نصف من ناظر اوصاف راو خطه هست وراثت
خلافت خاصہ کہ در طبقہ اولے بود
والا ذکر ایں کلمات در بحث اشبات
خلافت خارج از قانون مخاطبات باشد

یعنی کوئی قائل ان سے بہتر نہیں۔ یہ عرب کا مادہ جو کہ جب کسی شخص کا کسی وصف میں کامل ہوتا یا ان کہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس سے بہتر نہ ہوگا۔
طریق نہیں کیا اس سے بہتر کوئی نہیں ہے اور نہیں اٹھایا اس سے بہتر یا آسان نہ سہا نہیں نکالا اس سے بہتر کو کسی سوار سے نہ پانے اور نہیں سوار
کیا عرض جو اس وقت کہ وہ سوار کو بہتر جوئے کے لازم ہیں ان کی نفی اس سے بہتر کہہ رہے ہیں اور یہ کہ اس سے بہتر کوئی نہیں انبیاء علیہم السلام
اور نیز حضرت صدیق اسی سے مستثنیٰ ہیں ان کا ہر بہتر حضرت فاروق سے زیادہ ہے۔

من مسند عمر بن الخطاب رضي الله عنه

ما شرط خلافت فقد اخرج ابو يوسف
عن ابی الملیح بن اسامہ القدلی
قال خطب عمر بن الخطاب رضي
الله عنه فقال ايها السراة ان لنا
عليكم حقاً النصيحة بالخير والحق
على الخير ايها السراة ان الله ليس
من جملهم احب الى الله ولا اعز
نفعاً من جملهم امام ورفقاً و
ليس من جملهم ابغض الى الله و
اعز ضرراً من جملهم امام وخوفه و
انه من يأخذ بالعافية فيما بين
ظفر انية يحظى العافية من فوقه
وأخرج ابو يوسف عن عثمان بن
عطاء الكلبي عن ابيه قال خطب
عمر الناس فحمد الله واشتبه عليه
ثم قال اما بعد فاني اوصيكم
بثقوى الله الذي ينبغي وتعالى
من سواه الذي بطاعته ينفع
اوليائه وبمعصيته يضُرُّ اعداءه
فانه ليس له الهلك معذرة في
تعمد ضلاله حبسها ههنا

مسند عمر بن خطاب رضي الله عنه (۲۷۔ روایت)

شرائط خلافت (کے متعلق یہ روایات ہیں) (امام) ابو یوسف نے
ابو الملیح بن اسامہ ہمدانی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک روز) خطبہ پڑھا جس میں
انہوں نے بیان کیا کہ اسے سرداران قوم! تحقیق ہمارا حق تم پر یہ
ہے کہ پیچھے پیچھے ہماری خیر خواہی کرو اور نیک کام میں ہماری مدد
کرو۔ اسے سرداران قوم! (خوب سمجھ لو کہ اللہ کے نزدیک امام
(یعنی خلیفہ وقت) کے عالم اور اس کے خوش خلق ہونے سے
زیادہ کوئی چیز محبوب و نافع تر نہیں ہے اور امام کے جاہل اور
بے وقوف ہونے سے زیادہ کوئی چیز اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ
اور ضرر رسان نہیں ہے اور جو شخص اپنے آپ میں عافیت کو
اختیار کرتا ہے اس کو (آسمان کے) اوپر سے عافیت عطا ہوتی ہے
اور (امام) ابو یوسف نے عثمان بن عطاء کلبی سے انہوں
نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر
بن خطاب نے (ایک روز) لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا جس
میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ (اے لوگو!) میں تمہیں
نصیحت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی جو ہمیشہ باقی رہے گا اور
اس کے سوا سب فنا ہو جائیں گے جو اپنی اطاعت کے وسیلہ
سے اپنے دوستوں کو نفع پہنچاتا ہے اور اپنی نافرمانی کے سبب
سے اپنے دشمنوں کو ضرر پہنچاتا ہے (مسند) جو شخص تباہ کار
ہو جائے اس کا کوئی عذر (مسموع) نہ ہوگا اس ضلالت کے
از کتاب میں جس کو اس نے (اپنی کج فہمی سے) ہدایت سمجھا

یعنی حکام شریعت کی خلاف ورزی کر کے اپنی نجات آخرت کو تباہ و برباد کر دے خلاصہ یہ کہ احکام شریعت سے ناواقف ہونا
عذر نہیں ہے اور عذر اللہ کے یہاں نہ سنا جائے گا۔

ولا فی ترک حق حسبه ضلالتہ و
 ان احق ماتعاهک الرای من
 رعیتہ تعاهدہم بالذی
 یدبر علیہم فی وظائف دینہم
 الذی ہداهم اللہ لہ و
 انما علیہ ان تامرکم بما امرکم
 اللہ بہ من طاعتہ و ان
 تنہا کرم عما نہاکم اللہ عنہ
 من معصیتہ و ان یقیم امر
 اللہ فی قریب الناس و یعیدہم
 ولا تبالی علی من قال الحق
 الا وان اللہ فرض الصلوۃ و
 جعل لہا شروطا من شروطہا
 الوضوء و الخشوع و التکویع
 و السجود و اعلموا ایہا الناس
 ان الطمع فقر وان الیاس یغنی و
 فی الغزۃ راحۃ من خلطاء السوء و
 اعلموا ان من لم یرض عن اللہ فہما کیرۃ
 من قضائہ لم یؤد الیہ فیما یحب
 کنتہ شکرا و اعلموا ان اللہ تعالیٰ
 عبادہ لیرحمون الباطل و یحبون
 الحق بذکرہ و یحبون فرہوا
 ان خافوا فلو یأمنوا

لے یعنی قیامت جو شخص کہے چاہے کوئی کیوں نہ ہو اور چاہے اس کے الفاظ کیسے ہی سچ کیوں نہ ہوں ہم سب پر کچھ گرفت نہ کریں واقعی یہ صفت
 حضرت فاروق میں ایسی کمال تھی کہ ان کے بعد پھر کسی میں ویسی نہ تھی نہیں گئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اب اس وقت ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ چشم بصیرت سے
 دیکھ کر ایسا کامل، یقین حاصل کرتے ہیں جو سر کی آنکھوں کے
 دیکھنے سے نہ حاصل ہو اب وہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں
 سے ہٹ نہیں سکتے۔ ان کو خوف (آہی) نے خالص کر دیا لہذا
 جو چیز منقطع ہونے والی ہے اُسے انھوں نے چھوڑ دیا (ان کا یہ
 حال ہے کہ) زندگی ان پر وبال ہے اور موت ان کے حق میں کرات
 (کا سبب) ہے۔ (اولیام) ابویوسف نے زہری سے روایت
 کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت
 میں آیا اُس نے آپ سے پوچھا کہ یا امیر المؤمنین! آیا میں دامن
 بالعرف اور نہی عن المنکر کیا کروں اور کسی ملامت کرنے
 والے کی ملامت سے نہ ڈروں یا صرف اپنے ہی نفس کی اصلاح
 کی طرف متوجہ رہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے کام میں
 کچھ بھی اختیار رکھتا ہو تو اُسے اللہ (کے دین) کے متعلق حق
 حق بات کہنے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا چاہیے اور جو شخص
 (مسلمانوں کے کام اور ان کی حکومت سے) بالکل بے تعلق ہو تو
 اُسے لازم ہے کہ بس اپنے نفس (کی اصلاح) کی طرف متوجہ ہو اور
 اپنے حاکم کی خیر خواہی کرتا رہے۔ (امام) ابویوسف نے سعید
 بن بردہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطاب
 رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ (اشعری) کو (اس مضمون کا
 فرمان) لکھا کہ خدا کے نزدیک سرفاروں میں بڑا نیک بخت سرفار
 وہ ہے کہ جس سے اس کی رعیت آرام پائے اور سرفاروں میں
 بڑا بد بخت وہ ہے جس سے اُس کی رعیت تکلیف اٹھائے تم
 اس سے بچتے رہنا کہ فراغت اور خوش عیشی کے ساتھ کھانے پینے
 میں مشغول ہو جاؤ اور تمہیں دیکھ کر تمہارے (دست) فعال بھی
 تمہاری طرح عیش میں مصروف ہو جائیں اگر (تم نے ایسا کیا تو)

فأبصر وامن الیقین مالہ
 یحایونہ فخلصوا بملہ یزایونہ
 اخلصہم الخوف فہجروا
 ما ینقطع عنہم الحیوۃ
 علیہم یقیمہ الموت
 لہم کرامۃ و اخرج
 ابویوسف عن الزہری قال
 جاء رجل لے عمر بن الخطاب
 اللہ عنہ فقال یا امیر المؤمنین
 لا أبالی فی اللہ لومۃ لاشی
 امر أقبل علی نفسی فقال
 اما من توئے من أمر
 المسلمین شیئاً فلا
 تخاف فی اللہ لومۃ لایم
 و من کان خلوا من ذلک
 فلیقبل علی نفسہ
 ولیتصم ربوئی امرہ و اخرج
 ابویوسف عن سعید بن
 ابی بردۃ قال کتب عمر
 بن الخطاب الے ابی موسیٰ
 اما بعد فان اسعد السعادات
 عند اللہ من سعادات بہ
 رعیتہ و ان اشق السعادات عند اللہ
 من شقیات بہ رعیتہ و لایاک
 ان ترتع فترتع عمالک

وَلْيَصْبرْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ
عَظِيمٌ حَقُّهُ فَوْقَ حَقِّ خَلْقِهِ
فَقَالَ فِيمَا عَظُمَ حَقُّهُ
وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُتَّخَذُوا
الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا
إِنْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۚ أَلَا
قَدْ آتَىٰ لَكُمْ آيَاتُكُمْ أَنْ
لَا جَبْرَ لَكُمْ وَلَكِنْ بَعَثْتُكُمْ
أَيُّمَةَ الْهُدَىٰ يَهْتَدُونَ
بِكُمْ فَأَدْرَأُوا عَلَى الْمَسْلُومِينَ
حَقُّوهُمْ وَلَا تَضْرِبُوهُمْ فَنَجِّوهُمْ
وَلَا تَجْعَلُوا لَهُمْ مَقَامًا
وَلَا تَعْلِقُوا الْأَبْغَابَ دُونَهُمْ
فِي كُلِّ قَوْمٍ ضَعِيفُهُمْ
وَلَا تَسْتَأْذِنُوا عَلَيْهِمْ فَنَقْلُوهُمْ
وَلَا تَجْهَلُوا عَلَيْهِمْ وَ
قَاتِلُوا بِهِمُ الْكَافِرَ طَائِفَتُهُمْ
فَإِذَا رَأَيْتُمْ بِهْمُ كَلَالَةً فَانْقُضُوا
عَنْ ذَلِكَ فَإِنَّ ذَلِكَ الْبَلَاءُ فِي جِهَادِ
عَدَائِكُمْ لِيَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي أَنُذِرُكُمْ

اور دنیا کی تکلیفوں پر صبر کرے اسے لوگو! اللہ کا حق اس کی
خلق کے حق سے بالاتر ہے چنانچہ اس نے اپنے بڑے بڑے
حق کو یوں ارشاد فرمایا ہے ترجمہ اور نہیں حکم کرتا تم کو
(خدا کا کوئی رسول) یہ کہ بناؤ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو
(اپنے) پروردگار۔ کیا تم کو کفر کرنے کا حکم کرے گا بعد اس کے
کہ تم مسلمان ہوئے۔ اے سرداران قوم! ہو سکتا ہے کہ تم
نے تمہیں (مسلمانوں پر سردار کر کے) اس لئے نہیں بھیجا کہ تم
ان پر حکومت کرو اور ان پر جبر و تعدی کرو بلکہ تمہیں امام بنانا
کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ مسلمان تمہارے سبب ہدایت
پائیں لہذا تم کو لازم ہے کہ مسلمانوں کے حقوق ان کو
دیتے رہو اور انہیں ذلیل کرنے کے لئے نہ مارو اور نہ انہیں
مبتلائے مصیبت کرنے کے لئے دشمن کی سرحد پر روک رکھو
اور ان کے لئے دروازے بند نہ کرو ورنہ جو قوی ہیں وہ ضعیف
کو (پا مال کر کے ان کے مال) کھا جائیں گے اور نہ ان پر اپنے کو
ترجیح دو ورنہ اس صورت میں تم ان پر ظلم کرو گے اور ان کے
ساتھ جہالت سے پیش نہ آؤ اور ان کو لے کر ان کی طاقت کے
موافق کفار سے لڑو اور جب تم ان میں ماندگی اور خشکی دیکھو
تو ان کو دشمن کے مقابلہ سے باز رکھو اور ان کو سستاپنے دو
تاکہ ان کی قوت عود کرے کیونکہ یہ (ترکیب) تمہارے دشمن
سے جہاد کرنے اور اس کے پست کر دینے میں کارگر ہوگی۔
اے لوگو! میں تمہیں سرداران قوم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

عَلَىٰ أَمْرٍ أَلَا مَصَارِفَ لَكُمْ ابْعَثْتُمْ
الَّذِينَ يَفْقَهُوا النَّاسَ فِي دِينِهِمْ
يَقْسِمُوا أَفِيَهُمْ وَيَحْكُمُوا بَيْنَهُمْ
فَإِنْ أَشْكَلَ شَيْءٌ سِرَافِعُوا إِلَيْكَ
قَالَ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَا يَصْلُحُ هَذَا الْأَمْرُ
أَلَا بَشْدًا لِّغَيْرِ تَجْلِيٍّ وَلِيٍّ
فِي غَيْرِ وَهْنٍ وَأَخْرَجَ أَبُو يَعْلَى
عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكُمْ
بِحُجْرَاتِكُمْ مِنْكُمْ شَرُّكُمْ هُمْ
الَّذِينَ يَحْبُونَهُمْ وَيَحْبُونَهُمْ
يُدْعُونَ لَكُمْ وَتَلْعُونَهُمْ
وَشَرُّ أَرْبَعَتُمْ الَّذِينَ يَبْغِضُونَهُمْ
وَيَبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعُونَهُمْ
وَيَلْعُونَكُمْ وَأَخْرَجَ مُسْلِمٌ
وَأَبُو يَعْلَى وَغَيْرُهُمَا أَنَّ عُمَرَ
بِشْنِ الْخَطَّابِ خُطِبَ يَوْمَ جُمُعَةٍ
فَذَكَرَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ إِنِّي
رَأَيْتُكَ كَأَنَّ دِيكَ تَقْرَأُ نَقْرَةً
تَقْرَأُ بَيْنَ وَاقٍ لَا مَرَاكَ إِلَّا الْخَضُودُ
أَجَلٌ وَإِنَّ أَقْوَامًا يَأْمُرُونَ بِ
إِنْ اسْتَخْلَفَ وَإِنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ
لِيُجِيعَ دِينَهُ وَلَا خِلَافَةَ

انہیں (تم پر) اس لئے (سردار بنا کر) بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو
ان کے دین کی باتیں بتائیں اور ان پر ان کے غنیمت کے مال
تقسیم کریں اور ان (کے مقدمات) کا فیصلہ کرتے رہیں اور
کسی امر میں ان کو دشواری واقع ہو تو اسے مجھ تک پہنچائیں (میں)
اس کا فیصلہ کروں گا) راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر (خلافت) درست نہ ہوگا
مگر ایسی شدت (اور درشتی) کے ساتھ جو بغیر جبر (اور ظلم) کے
اور ایسی نرمی کے ساتھ جو بغیر ضعف کے ہو۔ اور ابو یعلیٰ نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے لوگو!) کیا میں تمہیں نہ
بتا دوں کہ تمہارے بڑے سردار کون ہیں اور اچھے سردار کون ہیں
(سنو اچھے سردار تو وہ ہیں جن کو تم دوست رکھتے ہو اور
تم کو وہ دوست رکھتے ہوں اور تم ان کے لئے (اچھی) دعا
کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہوں۔ اور تمہارے بڑے
سردار وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض
رکھتے ہوں اور تم ان پر لعنت (اور بددعا) کرتے ہو اور وہ
تم پر لعنت کیا کرتے ہوں۔ اور (امام) مسلم اور ابو یعلیٰ روایت
کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ)
جمعہ کے دن خطبہ پڑھا (اس میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر
کیا پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کر کے فرمایا کہ میں
نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے ایک یا دو چوچیں ماریں
جس کی تعبیر میں یہی سمجھتا ہوں کہ میری موت کا زمانہ قریب
آگیا ہے اور بعضے لوگ مجھے لے دیتے ہیں کہ میں (کسی کو اپنی
جگہ پر) خلیفہ بناؤں (اور میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ)
اللہ اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا اور نہ اس خلافت کو برباد کرے گا

اور نہ اس درویشن طریقہ اسلام کو جس کے ساتھ اُس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور میں یہ (بھی) یقیناً جانتا ہوں کہ بعضے لوگ اس کام (خلافت خاتمہ) پر طعن کریں گے (مگر وہ لوگ قابلِ اعتبار نہیں ہیں) میں نے اپنے ہاتھوں سے انہیں اسلام پر (قائم رہنے کے لئے) مارا ہے پس اگر وہ لوگ طعن کریں گے تو وہ خدا کے دشمن۔ کافر سخت گمراہ ہوں گے اگر میرے ساتھ امر (آجی) نے عجلت کی (اور میں مر گیا) تو خلافت انہی لوگوں میں سے کسی کو باہمی مشورہ سے ملنی چاہیے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت وفات خوش گئے تا آخر حدیث میں حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا میرے نزدیک اس میں صرف خلافت خاصہ کی طرف اشارہ ہے (یعنی خلافت خاصہ کے زمانہ میں امور دینی کے اجراء میں کسی طرح کا نقص نہ آئے پائے گا) خلافت عامہ کے متعلق تو خود حضرت عمرؓ نے فرمادیا ہے کہ وہ زمانہ قریب لگیا ہے کہ جس میں امانت دار کم ہوں گے الی آخر۔ اور حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ لوگ اس کام میں طعن کریں گے میرے نزدیک خلافت خاصہ کے خلاف عامہ کی طرف منتقل ہو جانے کا اشارہ ہے اور یہ کہ اس (خلافت خاصہ) کے لئے ایسے لوگ منتخب ہوں گے جو ہر ایک اور اولین سے نہ ہوں گے۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ یہ لوگ خدا کے دشمن اور سخت گمراہ ہیں صرف (بطور) تہدید و تحذیف رکے ہے اس کلام سے حقیقت کفر آپ کی مراد نہ تھی واللہ اعلم اور (دام) بن ہادی اور ابو بیل وغیرہما عبد الرحمن بن ابی بیل سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا حضرت عمرؓ کے اند کی خبر سن کر، امیر مکہ نافع بن علیؓ سے استقبال کے لئے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ

ولا الذی بحث بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم واتی قد علمت ان اقواماً سیطعون فی هذا الامرات اضرب بھم بیدی هذا علی الاسلام فان فعلوا فاولئك اعداء الله الكفار الضلال فان یجد بی امراً بالخلافة شوری بین هؤلاء النفر الذین تؤفی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو عنہم راض الحدیث قوله و ان الله لم یکن لیضع دینہ هذا فیم ازی فی الخلافۃ الخاصة فقط والا ففی ایام الخلافۃ العامة قال قد اقرب زمان قليل الامتاء الخ قوله ان اقواماً سیطعون فی هذا الامر هذا فیم ازی اشارۃ اسے انتقال الخلافۃ الخاصۃ الی العامة وان یتصدی لھا من کیس من المهاجرین الاولین وقوله اولئك اعداء الله الضلال تجدید و تحذیف فلم یوحقہ الکفر واللہ اعلم واخرج البخاری وابو یوسف وغیرہ عن ابن ابی بیل قال خیر من عمر بن الخطاب الی مکة فاستقبلنا امیر مکة نافع بن علی فقال له یا نافع

تم اپنی جگہ اہل مکہ پر کسے حاکم کر کے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ عبد الرحمن بن ابی بیل کو آپ نے (دراعتاب) فرمایا کہ تم نے ایک شخص کو غلاموں میں سے (وہ درتہ دیا کہ آئے) اہل مکہ پرچن میں قیوش اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حاکم کر دیا۔ نافع نے جواب دیا ہاں (بیشک میں نے اُن کو غلیفہ کر دیا ہے مگر) میں نے اُن کو دیگر اشخاص کی پر نسبت کتاب اللہ کا اچھا قاری پایا اور مکہ ایسی جگہ ہے کہ وہاں لوگ آتے رہتے ہیں لہذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اُن کے واسطے لوگ ایک ایسے شخص سے جو (قرآن کا) پڑھنا اچھی طرح جانتا ہو کتاب آجی کو سنیں (اور اُس کے برکات سے فائدہ مند ہوں یہ سنکر) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمھاری رائے صحیح ہے بیشک اللہ کچھ لوگوں کو قرآن کے ذریعے بلند و مرتبہ کرتا ہے اور کچھ لوگوں کو اسی کی (تعظیم نہ کرنے کی شامت کے) سبب سے پست اور ذلیل کرتا ہے اور عبد الرحمن بن ابی بیل اُن لوگوں میں ہیں کہ جن کو اللہ نے قرآن کی بدولت بلند و مرتبہ کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (جب حضرت عمرؓ نے نافعؓ کو ان کی دارالحکومت سے باہر دیکھا تو) آپ اُن پر ایسے غصہ ہوئے کہ مایہ غصہ کے (اونٹ کی) رکابوں پر کھڑے ہو گئے اور (بحال غصہ) فرمایا کہ (اے نافع) کیا تم نے اہل بیت (اللہ پر عبد الرحمن بن ابی بیل کو غلیفہ بنا دیا (اور خود یہاں چلے آئے) انہوں نے جواب دیا (بیشک میں نے ایسا کیا ہے مگر) میں انہیں کتاب اللہ کا اچھا پڑھنے والا اور اللہ کے دین میں خوب سمجھدار پایا (لہذا انہیں غلیفہ کر دیا) اس (کلمہ کے سننے سے حضرت عمرؓ نرم ہوئے یہاں تک کہ اپنی سواری پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ تم نے ایسا کیا ہے تو (سنو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس دین کے ذریعے

من استخلف علی مکتہ قال استخلف علی عبد الرحمن بن ابی بیل قال عیدت الی رجل من العوالی فاستخلفہ علی من بہا من قریش و اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم وجدنا اقرأھم بکتاب الله ومکتہ ارضی مختصراً فاحببت ان یسمعوا کتاب الله من رجل حسن القراءۃ قال نعم ما راایت ان الله یرفع بالقران اقواماً ویضع بالقران اقواماً وان عبد الرحمن بن ابی بیل من مکتہ سرفعه الله بالقران وفي رواية فغضب عمر حتى قام في الغریز فقال استخلف علی آل الله عبد الرحمن بن ابی بیل قال اقی وحدتہ اقرأھم لکتاب الله و اقرأھم فی دین الله فتواضعت لھا عمر حتى اطمئن علی مرحلہ فقال لئن قلت ذالک لقد سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الله

سیر فرج بہذا الدین اقواماً و یضع بہ آخرین اما فضلیت صدیق رضی اللہ عنہ پس از قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ متواتر است فمن حدیث عائشہ اخرج البخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا فی قصۃ الاتفاق علی ابی بکر ثم تکلم ابوبکر فتم کلمہ اَبَکُمُ النَّاسُ فَقَالَ فِی کَلَامِهِ نَحْنُ الْاَمْرَاءُ وَ اَنْتَ الْوَزِیرُ فَقَالَ حَبَابُ بْنُ الْمُنْذَرِ لَا وَاللَّهِ لَا نَقْبَلُ مِنْكَ اَمِیرًا وَ مَنَکُمَا امیر فَقَالَ ابوبکر لَا وَ لَکُمَا الْاَمْرَاءُ وَ اَنْتُمْ الْوَزِیرُ هُمْ اَوْسَطُ الْعَرَبِ دَامُوا وَ اَعْرَبَ بِهِمْ احْسَابًا فَبَايَعُوا عُمَرَ اَوْ اَبَا عُبَیْدَةَ بْنِ الْجراح فَقَالَ عُمَرُ بِلِیَابِیْکَ اَنْتَ فَاَنْتَ سَیِّدُنَا وَ خَیْرَتُنَا وَ اَحَبُّنَا اِلَیَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَخَذَّ عُمَرُ بَیْدَہُ فَبَايَعُوْہُ وَ بَايَعُ النَّاسُ وَ اَخْرَجَ الْحَاکِمُ عَنْ عِشَامِ بْنِ عُمَرُو عَنْ ابیہ عَنْ عَائِشَہ عَنْ عُمَرَ

ملہ ایک بڑی حدیث کا جس کو بخاری نے کتاب الاخیار میں لکھا ہے حضرت کی وفات کے وقت وہ واقعات پیش کرتے اور قریباً سنی سامعین جانے کی ضرورت تھی کہ جو طرح پیش آتی اور وہاں جو گفتگو ہوئی اس کو اس حدیث میں بیان کیا ہے۔

قَالَ كَانَ ابُو بَكْرٍ سَيِّدَنَا وَ خَیْرَتَنَا وَ اَحَبُّنَا اِلَیَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ فِی قِصَۃِ الْاِتِّفَاقِ عَلَیْ اَبِی بَكْرٍ ثُمَّ اِنَّہُ بَلَغَنِیْ اَنْ قَاتَلْتُ اَمْنُکُمْ یَقُولُ وَ اِنَّہُ لَو مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فَلَانًا فَلَا یَغْتَرِّکُ اَمْرًا اِنْ یَقُولُ اَمَّا كَانَ بَايَعْتُ اَبِی بَكْرٍ فَلَنْتُ وَ تَمَّتْ اَلَا وَ اِنْہَا قَدِ کَانَتْ کَذٰلَکَ وَلٰکِنْ اللّٰهُ وَفَّ شَرَّہَا وَ لَیْسَ فِیْکُمْ مِّنْ یُّقْطَعُ الْاِتِّفَاقُ اِلَیْہِ مِثْلُ اَبِی بَكْرٍ وَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اِیضًا قَالَ ابُو بَكْرٍ وَ قَدْ رَضِیْتُ لَکُم اَحَدًا هٰذِیْنِ الرَّجُلَیْنِ فَبَايَعُوْا اِیَّہُمَا شَرَّتَہُ فَاخَذَ بَیْدَیْ وَیْدِ ابِی عُبَیْدَةَ بْنِ الْجراح وَ هُوَ الْوَزِیرُ

ملہ یہ مضمون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا حضرت عثمان کی بیعت کو وہ بھی کہ طلب کیا کہ سب سے کوئی رائے کی خلافت کی حق لے نہ ہونے کی وجہ سے یہی رائے ہوئی اور حضرت عثمان کی تحریک پر ان کی بیعت ہوئی اور وہ اس کی تحمیل اور حضرت ابوبکر کی فضیلت تمام صحابہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیں ان کو مقدم کرنا اور دوسروں کو پس سے انکاح حق خلافت ہو یا اس کا یہ حکم کہ حاجت مشورہ اور رائے نئی کی نہیں تھی کسی اور جو نہ کوئی دوسرا شخص ان اوصاف میں پیش نہ کرے کہ نہ اس نے حضرت عثمان کی اس طرح مشورت تیار کی اور کی بیعت کی منع فرمایا چنانچہ حضرت عثمان کی خلافت مشورہ کامل کے بعد منعقد ہوئی۔

فلم اکرۃ تم قال غیرہا کان واللہ ان اقدم
فقد رب عنقی لا یغیر بنی ذالک من
حیث ایشم احب الی من ان انا مریح
قوم فیہم ابو بکر اللہم الان تسول
لی نفسی عند الموت شیعۃ لا یجدہا
الان ومن حدیث انس اخراج البخاری
عن انس انہ سمع خطبۃ عمر الاخرۃ
حین جلس عمر علی المنبر وذکر
الغد من یوم ثورق النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فتشہدوا ابو بکر صامت
لا یتکلم قال کنت ارجو ان یشی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حتی یدبیرنا یرید بذالک ان یکون اخرهم
فان یلک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد مات
فان اللہ قد جعل بین اظہرکم نوراً
تہتدوا بہ ہدایۃ اللہ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم و ان
ابا بکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وثانی اثنتین واثنتین
اولی المسلمین یسورکم فقوموا قبا یوحا
و کانت طائفة منہم قد یا بکوعہ قبل
ذالک فی سقیفۃ بنی ساعدۃ و نکا
بیعة العامة علی المنبر ومن
حدیث شیبۃ اخراج البخاری و
عن ابی واسل قال جلس

مع شیبۃ علی انکرسی فی الکعبۃ فقال لقد
جلس هذا المجلس عمر فقال لقد هممت ان
لا اذع فیھا صغیراً ولا یضاء الا قممت قلت
ان صلیک لم یفعل قال ہما المروان اقدری
ہما ومن حدیث رجل من بنی زریق فی
قصة الاتفاق علی ابی بکر اخراج ابو بکر بن ابی
شیبۃ قال عمر فبا یوحا ابی بکر فقال ابو بکر لعمر
انت اقوی منی فقال عمر انت افضل
منی فقال لہا الثانية فلما كانت
الثالثة قال لہ عمر ان قوی لك مع
فضیك قال فبا یوحا ابی بکر ومن حدیث
جابر بن عبد اللہ اخراج الترمذی
عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر
لا بی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر اما
انک ان قلت ذالک فلقد سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ما طلعت الشمس علی رجل خیر
من عمر ومن حدیث علقمہ بن قیس
وقیس بن مروان اخراج ابو یعلی عن
علقمہ و قیس بن مروان
کلہما فی فضائل عبد اللہ
بن مسعود عن عمر قال
فغدوت الیہ لا یشرک
فوجدت ابا بکر قد سبقنی الیہ

شیبہ کے ساتھ کعبہ کے اندر کرسی پر بیٹھا تھا تو شیبہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی
اللہ عنہ بھی ایک دفعہ یہاں بیٹھے ہوئے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ میں نے
قصہ کیا کہ خانہ کعبہ میں سونا چاندی بالکل باقی نہ رکھوں اس پر میں نے
کہا کہ آپ کے صاحبزادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت
صدیق اے نے تو ایسا نہیں کیا۔ فرمایا وہی دونوں تو ہیں جن کی اقتدار تاجہاں
رہا کہ حضرت عمر نے الادب فرمایا کہ اگر انجملہ قبیلہ بنی زریق کے ایک
شخص کی روایت جو حضرت ابو بکر کی بیعت پر اتفاق کے بارے میں
ہے، ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ اے
لوگو! حضرت ابو بکر سے بیعت کر لو حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے
فرمایا کہ تم مجھ سے قوی ہو (لہذا میرے ہاتھ پر نہیں بلکہ تمہارے ہاتھ
پر بیعت کرنی چاہیے) حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں۔
پھر دوبارہ دونوں میں اسی قسم کی گفتگو ہوئی پھر جب میری مرتبہ
نوبت آئی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ میری قوت آپ کی فضیلت کے
ساتھ مل جائے گی (یعنی میں آپ کا ہر کام میں شریک اور مرطوب ہوں گا)
مطہج ہوں، راوی کا قول ہے کہ پھر سب سے حضرت ابو بکر سے بیعت کی
اور انجملہ روایت جابر بن عبد اللہ، ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہ
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ
اے سب سے بہتر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے! حضرت ابو بکر
نے فرمایا تم مجھ سے یہ کہتے ہو (سنو!) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے آفتاب نے عمر سے بہتر کسی شخص کو طلوع
نہیں کیا۔ اور انجملہ روایت علقمہ بن قیس و قیس بن مروان (ابو یعلی)
نے علقمہ اور قیس بن مروان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود کے فضائل
میں حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فرماتے تھے میں (ابن زریق)
سے الصباح ابن مسعود کے پاس انھیں بشارت دینے گیا (دہل پنج کن
میں نے ابو بکر کو پایا کہ مجھ سے پہلے ان کے پاس پہنچ گئے تھے اور انھیں

فَبَشِّرْهُ وَلَا وَاللَّهِ مَا سَابِقَتُهُ إِلَّا
خَيْرٌ قُلْتَ إِلَّا سَبَقَتْهُ إِلَيْهِ وَفِي الْمَشْكُوتِ
عَنْ عَمْرِو بْنِ كُرَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كُرَيْبٍ
وَقَالَ وَوَدِدْتُ أَنْ أَعْمَلَ كَعَمَلِهِ مِثْلُ
عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ
وَبَلِيغُهُ وَاحِدًا مِنْ لَيَالِيهِ أَمَا لَيْلَتُهُ
قَدِيمَةٌ سَاءَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا
إِلَيْهِ قَالَ وَاللَّهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى
أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ
أَصَابَنِي دُونَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَتْهُ
وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثَقَبٌ فَشَقَّ
إِسْمَارَهُ وَسَدَّ هَابَهُ وَبَقِيَ مِنْهَا
اِثْنَانِ فَأَلْقَاهَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَضَعُ رَأْسَهُ فِي حَجْرَةٍ وَنَامَ فَلَمَّا رَأَى ابْنُ كُرَيْبٍ
رِجْلَيْهِ مِنَ الْجَحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكَ

۱۔ واقعی اس بات کو ہمیں جاننا ہی حضرت صدر مہتمم سے ظاہر ہوئی اس کی نظیر ہمیں مل سکتی اس جہان شامی کے واقعہ سے ایسا قبول عام حاصل کیا گیا۔ انار
کی کٹن اس وقت سے قائم ہوئی، شیعوں کو غزوے سے بھی اس واقعہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے صاحب مہملہ میری شعی کہتے ہیں کہ عین گفت راوی کہ سالار
دین و چو سالار بمخط جہاں آفرین و نوز کساک قوم پر گرفت، بسوی سلسلہ سے لیکر گرفت، اپنے حضرت خیرا کا بود و کہ سابق رسول خدا بود یعنی ہر دو جہاں
اش چو سالار و سید و کوشش ہندی سفر و کوشہ چو لیکر حال آکا کا شہ و زمانہ رسول دین و جہاں شدہ کہ رفتہ سر باد و شہ بر شعی کہند نطق انرا پنے عیش و
بہر شہر آدا و رفتن گرفت، پے خود و دشمن ہنوع گرفت، چو رفتہ چند سے جہاں دشت و قدم لیک ساسی چو رفت گشت و اہل کد و شمش گرفت، ولی
نیز حدیث سے مستحکف کار کہ جس تک قوت آید ہر دہ کار با زبوت تہا کشید و رفتہ انقص چند دی دگر و جوگرد پدید انشان سر و مجسمہ ہیکل کا شہنشاہ و چشم
کسلاں دیکو رسوا رواہ ہر دہ خار سے دران تیر و شب و کہ خواندی عرب غار دوش نقیب و رفتہ در خوف آل خادرجا ہی و کشہیں شہناہ لیکر پائے و ہر کار کا
یاضہ و دہ قبا راہ آل رخصتہ سیدہ ہر گز تہا شہ تمام آل قبا کے کشہ گرفتہ ہا ناز قضاہ ہر آل رخصتہ گویند کہ آرا غار گرفت ہی خود اہل نمودار مستوار ۴

قبضہ کیا اور، اس خوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار نہ ہو جائے اپنے تئیر کو حرکت نہ دی (پھر بھی اُس کے کانٹے کے صدمہ سے بے چین ہو گئے اور انہوں نے اُسویہ پینے لگے) اور چند قطرے اُن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر گرے آپ نے (بیدار ہو کر) فرمایا کہ اے ابوبکر! تمہیں کیا ہوا؟ (کیوں روتے ہو؟) حضرت ابوبکر نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں کسی جالوز نے مجھے کاٹ لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کے پر میں لگا دیا جس سے وہ کیفیت نازل ہو گئی۔ پھر اُسی زہر نے (آخر میں) نمود کیا اور وہی اُن کی وفات کا سبب ہوا (یہ حضرت ابوبکرؓ کی رات تھی اب اُن کے دن کی فضیلت سنو) اور اُن کا دن وہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف لگے تو عرب (کے بعض قبائل) مُردہ ہو گئے اور کہا کہ ہم زکوٰۃ نہ دیں گے (یہ خبر سن کر) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے (زکوٰۃ کے اونٹ تو بڑی چیز ہیں) اونٹ کے تئیر کا بندھن (رجوہ دیکرتے تھے) نہ دیں تو میں اُس کے نہ دینے پر بھی اُن سے ضرور جہاد کروں گا۔ میں نے عرض کیا کہ اے نلیفہ رسول اللہؐ کے اس وقت موقع تو یہ ہے کہ، آپ لوگوں کی تالیف کیجیے اور اُن کے ساتھ نرمی فرمائیے۔ فرمایا (اے عمرؓ) تم تو جاہلیت میں بڑے سخت تھے کیا اسلام میں نرم ہو گئے۔ (اے عمرؓ) وہی منقطع ہو چکی، دین پورا ہو گیا کیا دین کم ہو جائے اور میں زندہ رہوں؟ (یہ نہیں ہو سکتا) اُس حدیث کو زین نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کا خلافتِ صدیقہ پر استلال کرنا اس بات سے کہ امامتِ نماز ان کو تفویض ہوئی ہے۔ حاکم اور ابوبکر نے عاصم سے اُنھوں نے زرار سے اُنھوں سے عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو انصار نے کہا ہم (ہماجرین) میں سے ایک امیر ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو حضرت عمرؓ اس اختلاف کی خبر

نام لے تا آخر حدیث۔

مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۱۷- روایت)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا استدلال حضرت مشاعر بن عکرمہ کے خلاف
خامد پر بایں طور کہ یہ حضرات منجملہ سابقین (اسلام) کے ہیں، ترجمہ میں
ابو عبد الرحمن نسکی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمان حضور
ہوئے تو وہ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر حاضر و کائنات کے سامنے
آئے اور فرمایا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم
ہے کہ جب (کو) حرا کو جنبش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُس سے فرمایا کہ اے حرا! ٹھہر جا (کیوں جنبش کرتا ہے) تیرے اوپر تو نبی یا
صدیق یا شہید ہیں۔ حاضرین نے جواب دیا ہاں (یہ حدیث معلوم ہے)۔
اور ترجمہ میں نے شہر بن یزید قیسری سے ایک دلیل قصہ میں روایت کی ہے کہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (حاضرین کو مخاطب کر کے) فرمایا میں
تمہیں خدا کی قسم اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں (حق کہتا) کیا تم جانتے ہو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتر کے (پہاڑ، بشیر، نامی) پر تشریف فرما تھے اور
آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے اور میں بھی تھا کہ ناگہاں پہاڑ
نے جنبش کی یہاں تک کہ اُس کے پتھر (اوپر سے) لٹک کر نیچے گرے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پہاڑ پر اپنا پیر ادا اور فرمایا اے شامیرا
ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر (ایک) نبی اور (ایک) صدیق اور دو شہید ہیں۔
حاضرین نے جواب دیا کہ غلطی ادا ہاں (یہ حدیث صحیح ہے) حضرت عثمان

ومِنْ عِثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَمَّا اسْتِدْلَالُ بَرِغْلَانٍ فَاسْمُهُ شَاعِرٌ
ثُمَّ بَكَرَ أَوْ سَابِقِينَ لِيُودِعَهُمْ فَقَدْ
أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ
السُّكْلِيِّ قَالَ لَمَّا حَضَرَ عُثْمَانُ أَشْرَفَ
عَلَيْهِمْ فَوْقَ دَاسِرٍ شَرَفًا أَذْكَرَ
بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنْ جَاءَ عَجِيزٌ
أَنْتَقَضَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَثْبَتَ جِرَاءَ فُلَيْسَ عَلَيْهِ
الْأَنْبِيُّ أَوْ صَدِيقٌ أَوْ شَهِيدٌ قَالُوا
نَعَمْ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ثَمَامَةَ بْنِ
حَزْنٍ الْقَشْبَارِيِّ فِي قِصَّةِ طَوْلِيلَةَ قَالَ عَفَّانُ
أَشْهَدُكُمْ بِاللَّهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ عَلَى نَبِيٍّ وَمُكْتَمَةٍ وَمَعَهُ ابُوبَكْرٌ وَعُمَرُ
وَأَنَا فَقَرَأَ الْبَجِلُ حَتَّى نَسَا قُلْتَ بَحَارِيه
بِالْخَبِيضِ قَالَ فَرَضْتُهُ بِرَجُلِهِ فَقَالَ
إِسْكَنْ شَيْئًا فَأَمَّا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصَدِيقٌ وَ
شَهِيدَانِ قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ

لے غیر بحث شدہ کہ وہ خود کو شہید دیتے تھے کہ ایک پہاڑ کا نام ہے اور بقول بعض یہاں کہ وہ پہاڑ کے درمیان میں ہے۔ لہذا یہ کہہ کر پہاڑ
مزدحم ہے اور یہ کہ وہ پہاڑ کے درمیان میں ہے۔ اس واقعہ کی روایت میں دو اختلاف ہیں: اول یہ کہ کسی روایت میں اس پہاڑ کا نام
شیر کا ہے کسی میں حرہ دو لفظ پہاڑ کے ہیں اور کسی روایت میں اس کا نام ہے۔ حالانکہ یہاں جو اختلاف ہے فیصلہ کے میں تردیدیں
میں کہتے ہیں کہ یہاں جو اختلاف ہے وہ کہ بعض روایات میں صرف خدا کے نام کے ساتھ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ تھے اور حضرت سید
دیکھ کر یہ روایت میں کہ حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ تھے اس اختلاف کے بعد صاحب کتاب نے یہی قائل ہوا کہ یہ روایات محمول علیہما فی القضاۃ

نے (سکر) تین مرتبہ فرمایا اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی کہ ان لوگوں نے میرے
شہید ہونے کی تصدیق کر دی۔ اور (امام) بخاری نے عبد اللہ بن حنبلہ بن
خیار سے ایک قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ابا عبد اللہ
نے عرض کیے اللہ علیہ وسلم کو (دین) حق کے ساتھ سمجھا دیا آپ نے خدا
دین کی طرف اس کے سب بندوں کو دعوت کی پس میں اُن لوگوں میں
ہوئی کہ جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ (کی دعوت) کو قبول کیا اور جس
دین حق کے ساتھ آپؐ مبعوث ہوئے تھے اُس پر ایمان لایا اور میں نے وہ
تقریریں (اُڑا) بجا پانچ بار۔ دوم بجا پانچ بار مدینہ منورہ جیسا کہ میں نے
بارہ بیان کیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا
اور آپؐ کی بیعت کی (پھر بیعت کر کے) خدا کی قسم میں نے (کبھی) آپؐ کی
نافرمانی نہیں کی اور نہ (کبھی) آپؐ کی خیانت کی (اور میں اسی اطاعت
اور بیعت پر قائم رہا) یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپؐ کو اپنے پاس بلایا
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (ابو بکرؓ وغیرہ) ہوئے اور
میں ان کا بھی مطلع رہا، پھر حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا اور میں ان کا بھی
فرمانہ دار رہا، پھر ان دونوں کے بعد میں غلیظ کیا گیا تو کیا میرا وہ حق نہیں
ہے کہ جو ان (بزرگوں) کا قتل مخالفین نے جواب دیا کیوں نہیں (آپؐ کا
بھی حق ہم پر دیا ہی ہے) فرمایا پھر کیا باتیں ہیں جو تم لوگوں کی طرف سے
مجھے پہنچی ہیں اے آخر مدعی حضرت عثمانؓ کا اپنی بغاوت کے مجموعہ جملے
اپنے سوا ہیں اسلام سے استدلال کرنا یہ استدلال متواتر ہے بہت لوگوں
نے اس کو حضرت ذی النورین سے روایت کیا ہے از انجلہ! ابو اسحق کی
روایت بواسطہ ابو عبد الرحمن نسکی کے حضرت عثمانؓ سے ہے ترجمہ میں
ابو عبد الرحمن نسکی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمانؓ کا حکم
کیا گیا تو وہ اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر حاضر و کائنات کے سامنے آئے اور
اُن سے فرمایا کہ میں تمہیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتناقص تم جانتے ہو
یا نہیں کہ جب کوہ حرا پر میں اور شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

قال الله اكبر شهدا والى وسرب
بكعبه اتى شهيداً شديداً واخرج
ابن عسارى عن عبيد الله بن عمار
بن الحنفية في قصة قال عثمان
اعلموا فان الله بعث محمداً صلى
الله عليه وسلم بالحق فكنتم ممن
استجاب لله ولرسوله وامنت بما
بعث به وهاجرت اليه جرتين كما
قلتم وصحبت رسول الله صلى
الله عليه وسلم وبآيعة فوالله
ما عصيته ولا غشيت له حتى توفاه
الله عز وجل شتم ابوبكر مثله
شتم عمر مثله شتم اسحق بن اخطيب
لى من الحق مثل الذى لم قلت
بلى قال فما هذه الاحاديث
التي تبليغني عنكم الحديث
واما استدلال من خرج بروف ببولق
اسلامه خود پس متواتر است مجھے کثیر کثرا
از ذی النورین روایت کردہ اند فمن
سرواية ابن اسحق عن ابي عبد الرحمن
السُّكْلِيِّ عَنْهُ أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ
عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّكْلِيِّ قَالَ
لَمَّا حَضَرَ عُثْمَانُ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ
فَوْقَ دَاسِرٍ أَذْكَرَ بَالِ اللَّهِ
هَلْ تَعْلَمُونَ أَنْ جَاءَ عَجِيزٌ

ہمراہ گئے تو اس نے جنبش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چراگاہ ٹھہرا۔ تیرے اوپر نبی ہیں یا صلیق یا شہید۔ لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشِ عمرت (یعنی غزوہ تبوک) میں فرمایا تھا کہ کون ہے جو اس لشکر کے سامان کے لئے کچھ قابل قبول خرچ دے اس وقت سب صحابہ مجلس اور سنگدست تھے میں نے (اپنے پاس سے) اس لشکر کا سامان کر دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں (ہمیں یاد ہے) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تمہیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ زوترہ (نامی کنوئیں) سے کوئی شخص بغیر قیمت دیتے ہوئے پانی دینی سکتا تھا میں نے اس کو مٹول لے کر غنی اور فقیر اور مسافر ب کے لئے وقف کر دیا۔ لوگوں نے کہا بارخدا یا ہاں (یاد ہے) اسی طرح کی اور بھی چند باتیں حضرت عثمانؓ نے ذکر فرمائیں {ازا بجملة} احنف بن قیس کی روایت ہے۔ نسائی نے احنف بن قیس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم جمع کرنے کے لئے چلے جب مدینہ پہنچے (ترجمہ نے چاہا کہ یہاں دو ایک روز قیام کریں) پس اس حال میں کہ ہم اپنی منزلوں میں اپنے اسباب رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے بیان کیا کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں اور کچھ گھبیلے ہوئے ہیں (یہ سن کر) ہم لوگ (مسجد) بڑھیں تو بچی کوچہ سود میں کچھ لوگ بیٹھے تھے ہیں اور بہت آدمی ان کو گھیرے ہوئے ہیں وہ لوگ جوبیٹھے تھے ان کی اور نیز اور ملنے اور سعد بن ابی وقاصؓ تھے ہم کھڑے ہوئے تھے کہ ایک حضرت عثمان بن عفانؓ نہ تشریف لائے ان کے ہم پر ایک زرد رنگ کی جادو تھی اور اسی چادر سے اپنا سر بندکتے ہوئے تھے انھوں نے کہتے ہیں پوچھا کیا حال ہے یہاں ہیں؟ کیا ملحقہ یہاں ہیں؟ کیا ذیرغ یہاں ہیں؟ کیا سعد یہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں (ہیں) حضرت عثمانؓ نے (صحابہ مذکورین سے مخاطب ہو کر) کہا اے لوگو! میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں (بتایا) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

من يَبْتَاعُ من يَدِ ابْنِ فُلانٍ بَيْرُ رُومَةٍ
غَفَرَ اللَّهُ لَهُ فَاثْبُتْهُ بِكَذَلِكَ وَكَذَا فَأَيُّ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
قَدِ ابْتِغَى ثَمًّا بِكَذَلِكَ وَكَذَا أَيْ جَعَلَ ثَمًّا لِقَبَالَةِ
لِلْمُسْلِمِينَ وَاجْزَأَكَ قَالُوا اللَّهُمَّ
نَعَمْ فَأَنْتُمْ كَرَّمُوا بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِي وَجْهِ الْقَوْمِ
فَقَالَ مِنْ جَزَاءِ هَؤُلَاءِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ
يَعْنِي جِئْتُ الْعَصْرَةَ فَجِئْتُهُمْ حَتَّى
مَا تَقَعْدُوا عِقَالًا وَلَا خِطَامًا قَالُوا
اللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدُ اللَّهُمَّ
اشْهَدُ وَمِنْ سَرَايَةِ ثَمَامَةَ بْنِ حُزْنٍ
الْقَشِيرِيِّ عَنْهُ أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ
وَالنَّسَائِيُّ وَهَذَا لَفْظُ النَّسَائِيِّ عَنْ ثَمَامَةَ
بِإِذْنِ حُزْنٍ الْقَشِيرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ
حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمُ عُثْمَانُ فَقَالَ اشْهَدُوا
بِاللَّهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ
يَسْتَعْدَبُ غَيْرَ بَيْرِ رُومَةٍ فَقَالَ مِنْ بَيْرِ
بَيْرِ رُومَةٍ فَيَجْعَلُ دَلْوًا فِيهَا مَعَ
دَلْوِ الْمُسْلِمِينَ يَخِزِلُهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَأَشَارَتْهُ
مَنْصُوبًا مَالِي فَعَلْتُ ذَلِكَ فِيهَا دَلْوًا لِلْمُسْلِمِينَ

فصل چہارم۔ احادیث مختلف

ازاد الختام مقصود اول

جو شخص چاہے روم کو فلاں شخص سے خریدے گا اللہ اسے بخش دے گا چنانچہ میں نے اس کو اس قدر روپیہ دے کر خریدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اُس کو اس قدر روپیہ میں خریدا، حضرت نے فرمایا تم اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کرو ثواب اس کا تمہیں ملے گا۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی شعیبۃ (یعنی غزوہ تبوک) میں مسلمانوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ جو کوئی ان کا سامان (چھایا درست کر دے) اللہ اس کو بخش دے گا تو میں نے اُن کا سامان درست کر دیا اور ایسا کامل سامان دیا کہ اونٹ کے پیر کا بدن من اور نیکل بھی اُن کو ڈھونڈنا نہ پڑا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہاں (ہم جانتے ہیں) حضرت عثمانؓ نے (دیکھ کر) فرمایا یا اللہ گواہ رہ (میرے فضائل کا اقرار کر رہے ہیں) اور اُنرا نیکل نہ بن حزن قیسری کی روایت حضرت عثمانؓ سے ہے (ترجمی اور سنائی نے ثناء بن حزن قیسری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے) اور یہ عبارت (جو ہم نقل کرتے ہیں) سنائی کی ہے (میں حضرت عثمانؓ کے گھر میں موجود تھا جب کہ وہ (مکان کی چھت پر چڑھ کر) ابوعبید کے سامنے آئے اور فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی اور (دین) اسلام کی قسم دیتا ہوں (سچ کہنا) کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں (ہجرت کر کے) تشریف لائے ہیں اور اس وقت مدینہ میں بجز چاہے روم کے میٹھاپانی کہیں نہ تھا تو آپ نے فرمایا کہ کون ایسا (خدا کا بندہ) ہے کہ چاہے روم کو (اُس کے مالک سے) خرید کرے اور بعض اس کے کہ جنت میں اُسے کنوئیں سے پتر (معلق) لے گا اپنا ڈول اس میں مسلمانوں کے ڈول کے برابر کر دے (یعنی اس کو تمام مسلمانوں کے لئے وقف کر دے) پھر میں نے خاص اپنے دل سے (ترجمہ) لیا اور اپنا ڈول بھی مسلمانوں کے ڈول کے برابر کر دیا اور یہ بھی کچھ کم

و تاجیستہ لہو تم شاہد ہو کہ میں نے کون کون سے ملک سے لایا اور ان کے منہ سے کیا تھا

وانتم اليوم تمنعونني من الشرب فما حثني
 اهل بي من ساء الهوى قالوا اللهم نعم قال
 فافشدكم يا الله والا سلام هل تعلمون
 آلي بجزات جيش العسرة من مالي قالوا
 اللهم نعم قال فافشدكم يا الله والا سلام
 هل تعلمون ان المسجد شباك يا هذه
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 من يشدري بقعة اهل فلان فليزدها
 في المسجد بخذله منها في الجنة
 فاشترتها من صلب مال فزدها
 في المسجد وانتم تمنعونني ان اصلي فيه
 سكتين قالوا اللهم نعم قال فافشدكم
 يا الله والا سلام هل تعلمون ان رسول الله
 صلى الله عليه وسلم كان على ثياب مكة
 ومعه ابوسبحة وعمره وانافه حزنه الجبل
 فركبته رسول الله صلى الله عليه وسلم
 برجله وقال اسكن ثيابك فما عليك
 نبي وصديق وشهيدان قالوا اللهم
 نعم قال الله اكبر شهيد والي وريل كعبه
 يعني ان شهيد ومن رواية ابي سلمة
 بن عبد الرحمن بن عوف اخبرني عن
 عن ابي سلمة بن عبد الرحمن بن عثمان
 اشرف عليهم حين حصره وقال
 انشد يا الله سرجلا سمع رسول الله
 صلى الله عليه وسلم يقول يوم الحديس

له يوم الجبل من ذي طمرين رسول الله صلى الله عليه وسلم حين حصره كما في الخبرين

حين اهرق دما بوجهه وقال
 اسكن فانتك ليس عليك الا
 نبي وصديق وشهيدان وانما
 معك فانتك لده سرجال شتم قال
 انشد يا الله سرجلا سمع رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يوم
 بيعة الرضوان يقول هذا ايد الله
 وهذا يد عثمان فانتك لده سرجال
 شتم قال انشد يا الله سرجلا سمع
 رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يوم جيش العسرة يقول من يتفق
 نفقة متقبلة فحقرت نصف
 الجيش من مالي فانتك لده
 سرجال شتم قال انشد يا الله سرجلا
 سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يقول من يزيد في هذا المسجد بيوت
 في الجنة فانتك من مالي فانتك لده
 سرجال شتم قال انشد
 يا الله سرجلا شهد روضة مباح
 فانتك من مالي فانتك لده
 لايت اسم السجيل فانتك لده
 سرجال

اما جوابك از قدح در سوابق اسلاميه
 فقد اخبر احمد عن عاصم عن
 شقيق قال لقي عبد الرحمن

صلى الله عليه وسلم سنا وجوب كہاڑنے حرکت کی تو آپ نے اپنے پیر
 سے اسے مار کر فرمایا کہ (لمس باڑا) ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک
 صدیق اور دو شہید ہیں اور اس دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ہمراہ تھا۔ اس پر چند لوگوں نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہیں، پھر حضرت
 عثمان نے فرمایا میں خدا کی قسم دے کہ اس شخص سے سوال کرتا ہوں میں
 نے بیعت الرضوان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہو
 کہ یہ بات میرا ہے اور یہ بات عثمان کا ہے (آپ نے اپنے ہاتھ کو میرا ہاتھ فرمایا)
 اس پر چند لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم نے سنا ہے، پھر حضرت عثمان نے
 نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم دے کہ اس شخص سے سوال کرتا ہوں جس نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (تیار) بیعت العسرة کے دن یہ فرماتے
 ہوئے سنا ہو کہ کون ہے جو (راہ خلافت) قابل قبول فوج دے پس میں نے
 اپنے دل سے نصف لکر کا سامان درست کر دیا۔ اس پر کچھ لوگوں نے جواب
 دیا کہ ہاں ہم جانتے ہیں، پھر حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں اس شخص سے
 خدا کی قسم دے کہ سوال کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے یہ سنا ہو کہ آپ فرماتے تھے کون ہے جو بعض ایک گھر کے (جو اسے)
 جنت میں لے گا (گاہی) اس مسجد میں دیکھ زمین لے لے گا، بڑھائے ہیں میں
 نے اپنے مال سے زمین خریدی (اور مسجد میں اضافہ کر دی) اس پر (میں) چند
 اشخاص بول اٹھے کہ ہاں ہم نے یہ حدیث سنی ہے، پھر حضرت عثمان نے
 فرمایا میں اس شخص سے خدا کی قسم دے کہ دریافت کرتا ہوں جو چاہے مرد فرشتہ
 ہوتے وقت موجود رہے ہو (اور اسے معلوم ہو) کہ میں نے ہی اس کو نبی کو فریاد
 کیا اور مسافروں کے لئے (و نیز سب مسلمانوں کے لئے) وقف کر دیا۔ (کہ وہ
 بتا دے کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں) اس پر (میں) چند اشخاص نے جواب دیا
 (کہ ہاں یہ واقعہ صحیح ہے)

حضرت عثمان کا جواب (پسے) سوابق اسلامیه کی قدر کے متعلق (میں) اٹھنے
 عاصم سے انھوں نے شقیق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عبد الرحمن

وَأَنَّ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ خُذًا يَبْتَغِي سُرْبِي
مَحِي فِي الْخَيْلَةِ قَالَ اللَّهُمَّ نَعَمْ أَتَاكَ عَصْرُ
وَأَنَا أَكْبَرُ مِنْكَ عَصْرُ مَا نَسْتَ كَلَامُ لُؤَيٍّ وَأَوَّلِي
خَالِدٌ أَمْ فَقَدْ أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ
عَنِ اسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ
أَبِي سَمَّةٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ قَالَ لِي عُثْمَانُ
يَوْمَئِذٍ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ عَمِدَ إِلَى عَمَلٍ وَأَنَا صَاحِبُ عَلَيْهِ وَأَخْرَجَ
الْحَاكِمُ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ حَاشِيَةِ ابْنِ أَبِي عَمْرٍ
أَنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَمَّا خَلَعْتَ
قَبِيضًا قَاتَلَ ابْنُ رَسُولِكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا خَلْعَ
لَهُمْ وَهَذَا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَوْسَى قَوْلَهُ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرْهُ بِالْخَيْلَةِ عَلَى لُؤَيٍّ فَصَبَّحَهُ
وَأَنَا أَكْبَرُ مَا قَطَعَ عَصْرُ مَا نَسْتَ كَلَامُ لُؤَيٍّ
فَقَدْ أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ سُرْبِي
بَنَ كَعْبِ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفَقَّانَ فَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ مَقْصُوعٍ
فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هَذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهَيْدَةِ
فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَذَاهُ عُثْمَانُ بْنُ
عَفَّانَ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ
هَذَا قَالَ نَعَمْ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ابْنِ عَمْرٍ
قَالَ نَحْنُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقَدْ

میری طرف اشارہ کر کے فرمایا، اور عثمان بن عفان جدت میں میرے ساتھ
میرے رفیق ہوں گے۔ حضرت طلحہؓ نے کہا ان (مجھے یاد ہے) یہ ایک حضرت
طلحہؓ اس (مجھے ہے) چلے گئے۔ حضرت عثمانؓ کا یقینی طوطے جانتا کہ یہ
بلوئی ان کو پیش آئے گا۔ ترمذی اور حاکم نے اسماعیل بن ابی خالد سے
انھوں نے قیس سے انھوں نے ابو سہل موفی حضرت عثمانؓ سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ خاصو کہ دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مجھے
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک وصیت کی جو اور
میں اس پر قائم رہوں گا۔ اور حاکم اور ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے
روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ! یہ کلمہ اللہ
تعالیٰ تمہیں (خلافت کا) کرتا پہننے لگے گا پس اگر لوگ تم سے وہ کلمہ
چاہیں تو ہرگز انہیں آنا نہ دینا۔ اور روایت حضرت ابو موسیٰ انصاریؓ
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمایا وہ وصیت کو پہنچ گیا ہے۔ حضرت عثمانؓ
کو جنت کی بشارت دے دو بعض اس بلوے کے جہان پر ہو گا۔ حضرت
عثمانؓ کا یقین کے ساتھ جانتا کہ میں حق پر ہوں۔ ترمذی نے روایت فرمائی
بن کعب نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتون کا ذکر فرمایا
اور ان کا زامہ قریب ہی بیان فرمایا اس شان میں ایک شخص کھڑے سے
اپنا سر پھیلانے اور سر گروے آپؐ کے (ان کی جانب اشارہ کر کے) فرمایا کہ
یہ شخص اس دن ہدایت پر ہو گا میں نے (آپؐ کی تسکین) اس شخص کو کھڑے
دیکھا تو یہ (معلوم ہو گا) وہ حضرت عثمان بن عفان ہیں۔ پھر میں نے ان
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر کے عرض کیا کہ کیا میں شخص
ہوں؟ آپؐ نے فرمایا میں (جی) ہوں اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا پھر

لے معلوم ہو جائے کہ حضرت طلحہؓ کو اس وقت تیرہ ہوا اور حضرت عثمانؓ کی خلافت سے پہلے ان کی حالت یہ تھی کہ ان کی بات میں اس کو کیا ہوا تھا کہ ہوا تھا
کہ تمام اطراف وہ نہ تیرہ ہوا ہے پھر کوئی تیرہ کر لے تو اس میں چونکہ اختلاف ہے ایک سورتی اسلامی حالت میں حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوا تھا
شیخین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ لوگ اگر چاہتے تھے وہ حضرت عثمانؓ میں نہ لی تو کوئی نہ سمجھتا تھا کہ وہ تو فرشتوں میں ہیں مگر ان شاء اللہ تعالیٰ ہر کوئی مفسد نے اس
اختلاف کو یہ سب سے بڑا رنگ دیا بعض حدیث سے تیرہ ہوا کہ اس وقت تک ہوا اور وقت

فَقَالَ يَقْتُلُ هَذَا أَفِيهَا مَطْلُوعًا لِعُمَانَ وَخُورِ
الْحَاكِمُ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَتَمَّا سَتَكُونُ فِتْنَةً
وَإِخْلَافًا وَإِخْلَافٌ وَفِتْنَةٌ قَالَ فَلَمَّا بَارَأَ رَسُولُ
اللَّهِ فَمَا تَشَاءُ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْأَمِيرُ وَالْمُجَابِلُ
إِلَى عُثْمَانَ وَأَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ
قَالَ أَخْبَنِي عُثْمَانُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ
فِيهِ فَمَا سَتَقِظُ فَقَالَ لَوْ أَنَّ يَقُولُ
النَّاسُ كُنْتُمْ عُثْمَانُ الْفِتْنَةُ لَمَعْدُ شَكُّكَ
قَالَ قُلْنَا أَصْلَحَكَ اللَّهُ خُذْنَا فَلَمَّا
نَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَقَالَ ابْنُ سَرَاتٍ
سَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَّا
هَذَا فَقَالَ إِنَّكَ شَهِيدٌ مَعَنَا الْجُمُعَةَ
وَأَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ ثَائِلَةَ بِنْتِ الْفَرَجِ فَضَّةُ
اسْرَأَتْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَتْ نَعَسَ
أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ فَأَخْبَنِي فَمَا سَتَقِظُ
فَقَالَ لِيَقْتُلُنِي الْقَوْمُ قُلْتُ كَلَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ
لَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ إِنْ سَرَعَيْتُكَ اسْتَعْتَبُوكَ
قَالَ ابْنُ سَرَاتٍ سَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي مَنَاءٍ وَابْيَكِي وَعَمَرَ فَقَالَ
تَغِيظُ عِنْدَنَا الْيَلَدَةَ

مُسْنَدُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

آثار و خلافت فقد اخبرني احمد
عن عبد الملك بن عمرو عن حماد

مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۳۶ روایت)
في شرائط خلافت (امام) احمد نے عبد الملك بن عمرو سے انھوں نے عمار

بن رسول اللہ عن علی بن ابی طالب قال سمعت
أباہی ووعا قلی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم التائب یوم القیامہ یصلی صلاتہم تہ صلاتہ
وشرارہم تبع لشرارہم وآخرہم ابو یعلی
عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خطب الناس ذات یوم فقال الا انکم امراء
من قریش الا ان امراء من قریش الا ان
الامراء من قریش ما اقاموا ثلاث ما حکموا
فعدلوا وما عاہدوا فوقوا وما استوجروا
فریضوا فمن لم یفعل ذلک منهم ضلیع لعد
اللہ وللا لکة والناس اجمعین۔ آ۔ بسیار
افضلیت شیخین ہیں ازو سے متواتر مذکور ہوگا
وموقوفاً ہر چند اس مسئلہ مذہب جمیع اہل حق است
الملکۃ الرسالہ ان راصرحہم ترد حکم ترجو علی قطع
نیا ورہ اما مرفوعہ بخلاف ابی بکر و عمر
سیلا کھول اہل الجنتہ روی بطریق مستند لاحق
ومن طریق شعبہ عن الحسن بن علی اخیر اللہ
وہن لید عن المتنبی صلی اللہ علیہ وسلم

لہ حضرت علی بن ابی طالب سے انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی کہ حضرت علی
فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے میرے کانوں
نے سنا اور میرے دل نے یاد کیا اور آپ فرماتے تھے کہ سب لوگ قریش کے تابع
ہیں ایک لوگ ان کے نیکیوں کے تابع ہیں اور میرے لوگ ان کے بدوں کے تابع
ہیں۔ اور ابو یعلی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ پڑھا میں فرمایا کہ اے لوگو! آگاہ رہو ہوسرور
قریش سے ہونا چاہیے آگاہ رہو ہوسرور قریش سے ہونا چاہیے آگاہ رہو ہوسرور
قریش سے ہونا چاہیے جب تک وہ تین (مستقل) کو قائم رکھیں تاکہ نہ
جائیں تو عدل کریں اور وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں اور ان سے رحم کی
خواہش کی جائے تو رحم کریں اور جو کوئی ان میں ایسا نہ کرے گا تو اس پر
خدا کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔۔۔ شیخین علی
افضلیت کا بیان جو حضرت علی سے متواتر ثابت ہے موقوفاً بھی اور موقوفاً
بھی اگر یہ مسئلہ (افضلیت شیخین) کا تمام اہل حق کا مذہب ہو مگر صحابہ
سے کسی نے اس مسئلہ کو حضرت علی مرتضیٰ کی طرح پوری تصریح اور مضبوطی
کے ساتھ بیان نہیں کیا چنانچہ اس مسئلہ میں اہل مرفوع حدیث سے یہ کہ ابو بکر
اور عمر پر ان اہل جنت کے سردار ہیں یہ حدیث متعدد سندوں کے ساتھ حضرت
علی سے مروی ہے چنانچہ شیخین نے حارث سے انھوں نے حضرت علی سے
نقل کیا ہے جس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی منقول کیا ہے۔

قال ابو بکر وعمر سید اکھول اہل الجنتہ من
الاولین والاخرین ما خلا التبتین والرسولین
الاخیر ہما علی ومن طریق وکذا الحسن بن علی
اخیر عبد اللہ ابن احمد فی زوائد المستند
عن الحسن بن سہید بن حسن قال
حدیثی ابی عن امیہ عن علی قال کنت
عند المتنبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل
ابوبکر وعمر فقال یا علی ہذان سید
اکھول اہل الجنتہ وشبھا بہما بعد التبتین و
الرسولین ومن طریق وکذا حسین بن علی
اخیر الترمذی عن الترمذی عن علی بن
حسین عن علی بن ابی طالب قال کنت
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا طلع ابو بکر
وعمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہذان سید اکھول اہل الجنتہ من الاولین و
الاخرین الا التبتین والرسولین یا علی
لا تغربوا وقد وافق علیا رعی اللہ عنہ غزو
من القعابۃ فقد اخبر الترمذی عن
انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم لا بی بکر وعمر ہذان سید اکھول اہل
الجنتہ من الاولین والاخرین کا اخیر ہما علی
واخیر ابن ماجہ عن ابی حنیفہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر وعمر
سید اکھول اہل الجنتہ من الاولین والاخرین
الا التبتین والرسولین ومن موقوف فہما

کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر اور عمر انبیاء اور
مُرسَلین کے سوا باقی تمام پیران اہل جنت کے کیا گئے اور کیا پچھلے سب کے
سردار ہیں۔ اے علی! تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔ اور اولاد حضرت حسن
نے بھی اس کو حضرت علی سے روایت کیا ہے جس کو عبد اللہ بن احمد نے
زوائد مستند میں حسن بن زید بن حسن سے نقل کیا ہے کہ زید بن حسن (مثنیٰ)
کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ اپنے والد (حضرت حسن) سے
وہ حضرت علی سے روایت کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ میں بھی صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ اس نے میں ابو بکر اور عمر تشریف لائے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے خطاب کر کے) فرمایا کہ اے علی
یہ دونوں انبیاء اور مُرسَلین کے بعد جہاں اہل جنت کے پورے لوگوں کے اور جہاں
کے سردار ہیں۔ اور اولاد حضرت حسین بن علی سے بھی اس کو حضرت علی سے
روایت کیا ہے (جسے) ترمذی نے زہری سے انھوں نے حضرت علی
بن ابی طالب سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک دفعہ) میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ابو بکر اور عمر تشریف لائے تو اخیر
دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں بجز انبیاء
اور مُرسَلین کے باقی سب اگلے اور پچھلے پیران اہل جنت کے سردار
ہیں۔ اے علی! تم ان کو (اس کی) خبر نہ دینا۔ اور صحابہ نے بھی اس
روایت میں حضرت علی کی موافقت کی ہے چنانچہ ترمذی نے حضرت
انس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی شان میں فرمایا ہے کہ یہ دونوں اہل
جنت کے اگلے اور پچھلے لوگوں میں پورے لوگوں کے سردار ہیں۔ اے علی!
تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ کرنا۔ اور ابن ماجہ نے ابو یوسف سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوا انبیاء و
مُرسَلین کے جنت کے اگلے اور پچھلے میں پورے لوگوں کے سردار ابو بکر
اور عمر ہیں۔ اور اس مسئلہ میں حضرت علی کی موتوف حدیث یہ بھی کہ

اس امت کے سب لوگوں سے بہتر البرکۃ اور عمرؓ ہیں اس حدیث کو (علی مرتضیٰ سے) بہت زیادہ لوگوں نے روایت کیا ہے۔ مِمْلَدَان کے حضرت علیؓ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی روایت ہے (جسے امام) بخاری اور ابوداؤد روایت سنیاں ثوری جامع بن راشد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے ہم سے ابو یعلیٰ نے محمد بن حنفیہ سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہتر کون ہے؟ انھوں نے فرمایا البرکۃ۔ پھر میں نے پوچھا کہ اُن کے بعد کون؟ فرمایا عمرؓ۔ پھر میں ڈرا کہ اس کے بعد عثمانؓ کو نہ ذکر کریں (لہذا) میں نے کہا کہ پھر (ان دونوں کے بعد) آپ ہیں فرمایا نہیں میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں [اور مِمْلَدَان کے عبد اللہ بن مسعود نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے (جسے) ابن ابیہ نے عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر البرکۃ ہیں اور البرکۃ کے بعد سب سے بہتر عمرؓ ہیں] اور مِمْلَدَان کے ملقہ بن قیس نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے (جسے امام) احمد نے نقل کیا ہے [اور مِمْلَدَان کے حضرت علیؓ کے علم بردار عبد خیر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے۔ عبد خیر سے متحدہ راویوں نے اس کو نقل کیا ہے (چنانچہ) حبیب بن ابی ثابت نے عبد خیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ آپ مہاجر فرماتے تھے (اے لوگو!) کیا میں تمیں اس شخص کو جانتا ہوں جس کے بعد سب سے بہتر ہے نہ بدلوں پھر انھوں نے حضرت البرکۃ کو ذکر کیا کہ پھر فرمایا کہ میں دوسرے شخص کو

خير هذه الامة ابو بكر ثم عمر واكر را
 بجمع كثير روايت كرهه انه قمن سر اوية ابنه
 محمد بن الحنفية عنه اخبر الخزاز وروى
 من طريق سفيان الثوري عن جابر
 بن سميد قال حدثنا ابو يعلى عن
 محمد بن الحنفية قال قلت لابي
 ابي التماس خير بعد النبي صلى الله عليه
 وسلم قال ابو بكر قلت ثم من قال ثم
 عمر فخرت ان يقول عثمان قلت
 ثم انت قال ما نالا رجل من المسلمين
 دن روية عبد الله بن سلمة عنه اخبر ابن ابي
 عن عبد الله بن سلمة قال سمعت عليا
 يقول خير الناس بعد رسوله صلى الله
 عليه وسلم ابو بكر وخير الناس بعد ابي بكر
 عمر ورواية ملقية بن قيس اخبر احمد
 ومن سر اوية عبد الخضر صاحب لواء
 على عنه وفي طريقه احمد فقد روى عنه
 حبيب بن ابي ثابت عن عبد خير قال سمعت
 عليا يقول على المنبر الا اخبركم
 بخير هذه الامة بعد نبينا قال فذكر
 ابا بكر ثم قال الا اخبركم بالثاني

حضرت علی مرتضیٰ

بھی نہ بتا دوں (جو ان کے بعد سب سے بہتر ہیں) پھر حضرت عمرؓ کو ذکر کیا پھر فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تمہیں میرے شخص کے نام سے بھی آگاہ کر دوں یہ فرما کر آپ نے سکوت کیا (آپ کے سکوت کرنے سے ہم لوگوں نے سمجھا کہ آپ اپنے کو مراد لیتے ہیں (مگر اپنی زبان سے کہنا پسند نہیں کرتے) سہید کہتے ہیں میں نے عبد بن ربیعؓ کو پوچھا کہ کیا خود تم نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے انھوں نے کہا ہاں برہ کعبہ میں نے سنا ہے اور اگر نہ سنا ہو تو (خدا کرے) میرے (۲) دونوں (کان) بھرے ہو جائیں۔ اور (چنانچہ) عطاء بن سائبؓ نے عبد بن ربیعؓ سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی مکمل اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین امت سے آگاہ نہ کر دوں (سنو وہ) ابوبکرؓ ہیں اور بہترین امت ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں پھر اللہ بہترین امت جسے چاہے بنائے۔ اور (چنانچہ) سہیب بن عبد ربیعؓ سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر (ہم لوگوں میں) فرمایا کہ اس امت میں سب سے بہتر نبی کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور ہم تے تو ان کے بعد بہت سے نئے کام کئے ہیں اللہ جو چاہے ان کے متعلق حکم دے اور (چنانچہ) ابواسحاقؓ نے عبد بن ربیعؓ سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ اس امت میں نبیؐ کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور (مغیران کے) ابو یحییٰؓ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے ابو یحییٰؓ سے بھی متعدد راویوں نے اس کو نقل کیا ہے (چنانچہ) ابن ابی النجودؓ سے مروی ہے وہ زہر بن حبیشؓ سے وہ ابو یحییٰؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں تمہیں اس شخص سے آگاہ نہ کر دوں جو امت میں نبیؐ کے بعد سب سے بہتر ہو (سنو وہ) ابوبکرؓ ہیں پھر فرمایا کیا میں تمہیں اس شخص سے آگاہ نہ کر دوں جو ابوبکرؓ کے بعد بہترین امت ہو (سنو وہ) عمرؓ ہیں۔ اور (جیسا کہ) امام شعبیؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں محمدؐ ابو یحییٰؓ نے جن کا نام حضرت علیؓ نے دیا وہ سب خیر رکھتا تھا

سن مسعودی ہو کہ اگر حضرت علیؓ سے یہ شخص کا نام آجاتا تو حضرت عثمانؓ کا نام آجاتا غالباً ہم نہ جانتے کہ اسباب
 کر چکے تو حضرت عثمانؓ کے فضائل سن کر وہ کچھ فتنہ برپا کرتے واللہ اعلم ۱۲

کتابہ الناس فسمک الله عز و
جل فی تنزیلہ صدیقاً فقال
وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ وَصَدَّقَ
بِهِ الَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ عَمْدًا صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَ بِهِ
ابوبکر وأُسَيْتَهُ حِينَ بَخِلُوا وَ
قَمْتُ بِهِ عِنْدَ الْمُكَاسَرِ لَا حِينَ عَنَدِ
قَعْدُوا وَصَحْبَتِهِ فِي النَّسَبِ الْأَكْرَمِ
الْقَصَابَةِ ثَانِي اثْنَيْنِ وَصَلَابَةٍ
فِي الْغَسَاكِ الْمُنْزَلِ عَلَيْهِ الشَّكِيَّةِ
وَالْوَقَارِ وَصَفِيَّةِ فِي الْهَجْرَةِ
وَخَلِيفَتِهِ فِي دِينِ اللهِ وَامْتِنَ
أَحْسَنُ الْخِلَافَةِ حِينَ اسْتَدَّ
النَّاسُ وَقَمْتُ بِأَكْمَرِ مَالِهِ
يَقُمُ بِهِ خَلِيفَةُ نَبِيِّ فَخْصَتِ
حِينَ وَهَنَ أَصْحَابُكَ وَبَرَزَتْ
حِينَ اسْتَكَانُوا وَقَوِيَتْ حِينَ
صَعَفُوا وَلِزِمَتْ مَهْلِكُ رَسُولِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ هَمُّوا
كَنْتُ خَلِيفَةً حَقًّا لَمْ تَأْتِهِمْ وَ
لَمْ تُصَدِّعْ بِرِغْمِ الْمُنَافِقِينَ وَكُنْتُ
الْكَافِرِينَ وَكَبَرِ الْحَاسِدِينَ وَغِيظَ
الْبَاغِينَ وَقَمْتُ بِالْأَمْرِ حِينَ فَتَحُوا
وَقَبْلَ إِذْ تَتَعَفَّوْا وَمَضَيْتُ بِمَوْرِ
اللهِ إِذْ وَقَفُوا فَاتَّبَعُولَهُ قَهْرًا
وَكَنْتُ أَخْفَضَهُمْ صَوْتًا وَأَعْلَاهُمْ
فَوْقًا وَأَمْثَلَهُمْ كَلَامًا وَأَصْوَبَهُمْ
مَنْطِقًا وَأَطْوَلَهُمْ صَمْتًا وَ
أَبْلَغَهُمْ قَوْلًا

مکزیب کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کا نام
صدیق رکھا۔ چنانچہ فرمایا وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ وَصَدَّقَ
بِهِ (ترجمہ: اور وہ شخص جو سچ کو لایا اور وہ شخص جس نے اس
کی تصدیق کی) سچ کو لانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اور
اس کی تصدیق کرنے والے ابوبکر میں۔ (لے ابوبکرؓ) آپ نے رسول
خدا کی (اپنے جان و مال سے) غنچاری اس وقت کی جب کہ اور لوگ
(مال سے) بخل کرتے تھے اور آپ نے حضرت کی رفاقت مصائب کے
وقت کی جب کہ اور لوگ آپ (کی اعانت) سے بیٹھ رہے تھے اور آپ
نے سختی کے زمانہ میں ان کی صحبت اختیار کی آپ صحابہ میں سب سے
مکرم (مصدق) ثانی اثین۔ اور غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے وہ ساتھی تھے جن پر (خدا کی طرف سے) سکینہ اور وقار
آتایا گیا۔ اور آپ ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق
اور خدا کے دین میں اور امت میں ان کے خلیفہ (تھے) آپ نے فراموش
خلافت کو خوب (ادا) کیا اور اس وقت آپ نے وہ کام کیا جو کسی
نبی کے خلیفہ نے کیا تھا آپ مستدر ہے جب کہ آپ کے ساتھی کسی
ظاہر کرتے تھے اور آپ میدان میں آگئے جب کہ وہ ٹھپ رہنا چاہتے
تھے اور آپ قوی رہے جب کہ وہ ضعیف ظاہر کرتے تھے اور آپ
نے طریقہ رسول کو مضبوط کرنا جب کہ وہ لوگ اوپر اصرار رکھتے تھے
تھے۔ آپ کی خلافت منافقوں کی ذلت کافروں کی ہلاکت ماسئل
کی ناگواری باغیوں کی ناخوشی کا سبب تھی۔ اور آپ اس وقت
اہل حق کے اجراء میں قائم ہوئے ہیں جب کہ اور لوگوں نے ہمیں
پست کر دی تھیں۔ اور آپ ثابت (قدیم) رہے جب کہ اور لوگوں میں
تردد پیدا ہوا اور آپ نور الہی کے ساتھ (ظہر ناک راستوں سے) گزر
گئے جب کہ اور لوگ توقف پذیر ہوتے تھے پھر آپ کو راہ پر
دیکھ کر سب سے آپ کی پیروی کی اور سب سے راہ پائی اور آپ آواز
میں سے پست تھے (کسی کو سختی و درشتی کے ساتھ جھڑکتے تھے)
اور فوقیت (مراتب) میں سے برتر تھے۔ اور آپ کلام کرنے میں سب
سے پیر تھے۔ اور آپ کی گفتگو سب کی (گفتگو) سے زیادہ ٹھیکہ تھی
تھی اور آپ کی خاموشی سب سے بڑی ہوتی تھی۔ اور آپ کا قول سب

وَأَشْجَعَهُمْ نَفْسًا وَأَعَزَّهُمْ بِالْأَسْوَدِ
وَأَشْرَفَهُمْ عَمَلًا كُنْتُ وَاللَّهُ الَّذِي
يُصَوِّبُ أَوْلَا حِينَ تَكْفُرُ عَنْهُ
النَّاسُ وَأَخْرَجَ حِينَ أَقْبَلُوا كُنْتُ
لِلْمُؤْمِنِينَ أَبًا سَرَحِيمًا حَتَّى صَارُوا
عَلَيْكَ عِيَالًا فَحَمَلْتُ أَثْقَالَ
مَا ضَعَفُوا وَرَهَيْتُ مَا أَهْمَلُوا وَ
خَفِضْتُ مَا أَضَاعُوا وَعَلِمْتُ مَا لَمْ
يُحِطُوا وَشَمَرْتُ إِذْ خَفَضُوا وَاصْبَرْتُ
إِذْ جَزَعُوا فَادَّ سَرَكْتُ أَوْ تَأَسَّرْتُ
مَا طَلَبُوا وَسَلَّجَعُوا سَرَّشَدَ هَمُّ بَرَأَيْكَ
فَطَقَرْتُ وَتَلَوْتُ لَوَابِكَ مَا لَمْ يَحْسُبُوا
كَنْتُ عَلَى الْكَافِرِينَ عَذَابًا صَبْرًا وَلَهْفًا
وَالْمُؤْمِنِينَ سَرَحِمَةً وَأَنْسًا وَ
حَصْنًا فِطْرَتِ وَاللَّهُ بَعْبًا بَهَا وَ
فُزْتُ بِحَبِّهَا وَذَهَبْتُ بِقَضَائِهَا
وَأَسْرَكْتُ سَوَابِقَهَا وَلَمْ تَخْلُ
حِجَّتَكَ وَلَمْ تَضَعِفْ بِصِدْقِكَ
وَلَمْ تَجْنُ نَفْسُكَ وَلَمْ يَزُجْ
قَلْبُكَ وَلَمْ تَحْجُ كُنْتُ كَالْجَبَلِ
الَّذِي لَا تَحْزَنُهُ الْعَوَاصِفُ
وَلَا تَزِيلُهُ الْعَوَاصِفُ وَ
كَنْتُ حَكَمًا قَالِ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرْتُ
النَّاسَ عَلَيْهِمْ فِي صَحْبَتِكَ وَذَاتِ
يَدِكَ وَكَنْتُ كَمَا قَالَ ضَعِيفًا فِي يَدِكَ قَوِيًّا
فِي أَمْرِ اللهِ مُتَوَاضِعًا فِي نَفْسِكَ عَظِيمًا عِنْدَ
اللهِ جَلِيلًا فِي أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيرًا فِي
أَنْفُسِهِمْ لَوْ يَكُنْ أَحَدُ فَيْلِكَ مَعْتَمِرًا وَلَا

بلخ ہوتا تھا اور آپ کا دل سب سے زیادہ شجاع تھا۔ اور سب سے زیادہ
امور (دینی و دنیوی) کے پہنچانے والے تھے اور عمل کے لحاظ سے سب
میں اشرف تھے (لے صدیق) قسم خدا کی آپ دین کے سردار تھے
ابتداء میں بھی جب کہ لوگ دین سے بھاگے تھے اور آخر میں بھی جبکہ
لوگ (دین کی جانب) متوجہ ہوئے آپ مسلمانوں کے ہر بان باپ تھے
یہاں تک کہ سب مسلمان آپ کے بال بچے ہو گئے۔ اور جس بار کہ اٹھانے
سے وہ ضعیف تھے وہ بار آپ نے (اپنے سر پر) اٹھا لیا اور جو مورائے
فروداشت مجھے تھے آپ نے ان کی نگہداشت کی اور جس کو انھوں نے
ضائع کیا آپ نے اس کی حفاظت کی اور جس بات وہ جاہل تھے آپ نے
ان سے جان لیا اور جس وقت وہ (اجراء امور دین میں) سست ہو کر
آپ (ان کاموں میں) کمر باندھ کر مستدر ہو گئے اور جب وہ لوگ گھبراہٹ
تو آپ صبر و استقلال سے کام لیا پس ان کے مطالب کے قصور کو
معلوم کر دیا اور وہ آپ کی رائے سے اپنے مقاصد کی طرف راہ پاب ہوئے
تو انھوں نے اپنی مالد کو یا اور آپ کے سب سے (ان مدارج علیا کی) بچے کر
جس کا انھیں گمان ہی نہ تھا (لے ابوبکرؓ) آپ کافروں پر (تو) عذاب
آسمان اور (غضب الہی کی) آگ تھے اور ایمانداروں کے لئے (خدا کی)
رحمت اور انس اور (ایک مضبوط قلعہ تھے پس) ان حامد و کمالات
کے سبب) آپ اس خلافت (کے دریا) میں داخل ہوئے اور انتہا تک
پہنچ گئے اور اس کے فضائل حاصل کر لئے اور اس کے سوال پائے ابو
(باوجودیکہ یہ کام مشکل تھا مگر) آپ کی محنت کی ذکی اور ان کی بصیرت
ضعیف نہ ہوئی اور آپ کے دل نے بزدلی نہ کی اور آپ کا قلب نہ گھبراوا
آپ (خلافت میں) آگ حیران نہیں ہوئے آپ مثل پہاڑ کے تھے جسے
بادل کا گرنا اور تیز آمد صیال اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکیں اور راہ سے
ابوبکرؓ درحقیقت) آپ موافق ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اپنی رفاقت اور مال سے سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر احسان کرنے والے تھے اور نیز حسب ارشاد نبوی آپ اپنے
بدن میں ضعیف تھے مگر خدا کے کام میں قوی تھے منکر النفس تھے مگر خدا
کے نزدیک با عظمت تھے۔ لوگوں کی نظروں میں جلیل (القدر) تھے ان
کے دلوں میں بزرگ تھے کسی شخص کو آپ پر موقع نہ ملتا تھا اور نہ

وَاللّٰهُ يُخَيِّتُ الْمُحْسِنِينَ وَكَعَلَى
اللّٰهِ فَلَكَوْكَ كَلِ الْمُؤْمِنُونَ
وَ أَخْرَجَ الْحَاكِمُ مِنْ حَدِيثِ هَارُونَ
بْنِ عَزْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَرَأَيْتُ
عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالْخَوْفِ نَفِيًّا وَهُوَ
عَلِيًّا سَرِيرٌ وَعِنْدَهُ أَبَانُ بْنُ عَثْمَانَ
فَقَالَ إِنِّي كَأَنَّمَا جِئْتُ أَنْ أَكُونَ أَسَا
وَابُوكَ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ
جَلَّ وَكَرَعْنَا مَا قَرَفَ صَدْرُ هَارُونَ
عَلَيْهِ إِخْوَانًا عَلَى سَرِيرٍ مُتَقَابِلِينَ -

وَمِنْ مُسْنَدِ أَبِي عَبْدِ كَا بِنِ
الْجَرَّاحِ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ
إِمَّا مَا يَسْتَدَلُّ بِهِ مِنْ حَدِيثِهِ عَلَيْهِ
خِلَافَتِهِمْ الْخَاصَّةُ مِنْ بَعْضِهِ وَقَوْعُ
خِلَافَتِهِمْ فِي مَرْتَبَةِ سَمَاهَا لَيْسَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَةً وَ
رَحْمَةً فَقَدْ أَخْرَجَ أَبُو يَحْيَى مِنْ
حَدِيثِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَالِطٍ
عَنْ أَبِي تَعْلَبَةَ الْحُثُلِيِّ قَالَ كَانَ أَبُو عَبْدِ
بْنِ الْجَرَّاحِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَتَنَاجِيَانِ
بِحَدِيثٍ فَقُلْتُ لَهُمَا مَا حَقَّقْتُمَا
وَصِيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِي قَالَ وَكَانَ أَوْصَاهُمَا لِي قَالَا
مَا سَرَدْنَا أَنْ نَنْتَبِهُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ أَمَّا
ذِكْرُنَا حَدِيثًا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّا يَتَذَكَّرُونَ
قَالَ إِنَّهُ بَدَأَ هَذَا الْأَمْرَ يُبَوِّأُ
وَسَهْمًا ثُمَّ كَانَتْ خِلَافَتُهُ

کہتے رہے اور اللہ دوست رکھتا ہے نیک کام کرنے والوں کو اور
چاہیے کہ اللہ ہی پر توکل کریں توکل کرنے والے اور حاکم بنے بروا
ہارون بن عزرہ ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے
خوارج (نامی عمل) میں حضرت علی کو ایک تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا
اور ابان بن عثمان بھی ان کے پاس تھے حضرت علی نے فرمایا میں
امید رکھتا ہوں کہ (جنت میں) میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں
ہوں گے جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَنَّتْ سَاقِي
صَدْرُ هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (ترجمہ - اور ہم نکال لیں گے اس چیز کو جو
ان کے دلوں میں ہے یعنی کینہ کو (اور وہ) بھائی بھائی بنے ہوئے
(جنت میں) ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر (بیٹھے) ہوں گے

مُسْنَدُ ابُو عَبْدِ بِنِ جَرَّاحٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (۲۲۰)
ان دونوں کی وہ حدیث جس سے خلفاء کی خلافت نامہ پر اس
وجہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ ان کی خلافت اُس وجہ سے واقع
ہوئی جس کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت اور بیعت کہا
تھا ابو یحییٰ نے بروایت لیث عبد الرحمن بن سابط سے اُنھوں
نے ابو سلمہ خشنی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت
ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل باہم آہستہ آہستہ کوئی بات
کر رہے تھے میں نے ان دونوں سے کہا کہ کیا آپ دونوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ وصیت جو آپ میرے واسطے آپ
دونوں سے کی تھی یاد نہیں رکھی ہے (اس لئے آپ مجھے علم ہے جو کہ
غنی باتیں کر رہے ہیں) عبد الرحمن کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان دونوں کو میرے لئے وصیت فرمائی تھی ان دونوں
نے جواب دیا کہ (اس وقت) ہمارا ارادہ یہ تھا کہ تم جو چاہو
آپس میں کوئی بات کہیں بلکہ ہم کو اس وقت ایک حدیث
یاد آئی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میرے
دونوں اس حدیث کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ (رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ) یہ دین نبوت اور رحمت
(کے ساتھ ظاہر ہو کر) شروع ہوا ہے پھر (ایک زمانہ میں) خلافت

وَرَحْمَةً ثُمَّ كَانَتْ خِلَافَتُهُمْ مَلِكًا عَصَوُصًا ثُمَّ كَانَتْ
عَصَا وَجَبَلِيَّةً وَفَسَادًا فِي الْكَلِمَةِ يَسْتَحِلُّونَ
الْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْفَرُوجَ وَالْفُسَادَ فِي الْكَلِمَةِ
يَنْتَصِرُونَ عَلَى ذَلِكَ وَيُزْهَقُونَ أَبَدًا احْتَفَ
يَلْقُوا اللَّهَ وَأَمَّا اسْتِدْلَالُ ابُو عَبْدِ عَلَى خِلَافَتِهِ
إِلَى بَيْتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِسَوَابِقِ الْإِسْلَامِ عِيَّةِ
فَقَدْ أَخْرَجَ ابُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَامٍ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ
مُحَمَّدٌ وَأَبُو الْقَاسِمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى بَيْتِهِ ابُو عَبْدِ
بْنِ الْجَرَّاحِ فَقَالَ تَأْتَوْنِي وَفِيكُمْ ثَلَاثُ ثَلَاثٍ
يَعْنِي ابَا بَكْرٍ فَقُلْتُ لِمَقْدَمِ مِنَ الثَّلَاثِ ثَلَاثٍ
قَالَ فَوَاللَّهِ تَأْتِي الشَّيْءَ إِذَا هُمَا فِي الْغَارِ

وَمِنْ مُسْنَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

لَمْ يَكُنْ يَشَارِكُ عِشْرَةَ بِالْعِنَةِ فَقَدْ أَخْرَجَ
ابُو يَحْيَى مِنْ حَدِيثِ قَتِيبَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ
مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرِو بْنِ الرَّحْمَنِ بْنِ
عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِشْرَةُ قُلُوبَةٍ ابُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ
فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي
الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ
بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ ابِي وَقَاصٍ فِي الْجَنَّةِ
وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ بِنِ عُمَرَ فِي الْجَنَّةِ وَأَبُو عَبْدِ
بْنِ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا رَأْيُهُ فِي خِلَافَةِ
إِلَى بَيْتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَدْ أَخْرَجَ الْحَاكِمُ

اور رحمت ہو جائے گا پھر (اس کے بعد دشمن دہندہ کے) کاٹنے والی
بادشاہت ہوگی پھر سرکشی و جبر ہو جائے گا اور امت میں فساد ہو جائے گا
لوگ حریر (پہننے کو) شراب (پینے کو) اور (حرام) مٹر مگاہوں کو اور
امت (مروجہ) میں فساد (کرنے کو) حلال سمجھیں گے (اور باوجود اس
کے انکو انہیں) اعمال (تجربہ) پر رفع دی جائے گی اور رزق پائے رہیں
یہاں تک کہ (دنیا سے کوچ کر کے) غلے سے بھری جائیں حضرت ابو عبیدہ
بن جراح کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ان کے سوا ابن
اسلام سے استدلال کرنا ابوبکر بن شیبہ نے ابن عون سے اُنھوں
نے محمد بن ابی بکر سے ایک حدیث طویل میں روایت کیا ہے
محمد کہتے تھے حضرت ابوبکر کی بیعت کے وقت مجھے لوگ حضرت ابو
عبیدہ بن جراح کے پاس آئے کہ ہم لوگ آپ کی بیعت کرنا چاہتے
ہیں (اُنھوں نے جواب دیا تم میرے پاس (بیعت کرنے) آئے ہو
حالانکہ تم میں ثالث ثلاث یعنی ابوبکر موجود ہیں - ابن عون کہتے ہیں
کہ میں نے محمد سے پوچھا ثابت ثلاث کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا قسم
خدا کی (وہی جن کو ثانی الشیء اذہما فی الغار کہا گیا ہے)۔

مُسْنَدُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (۲۲۱)
ان کی حدیث دشمنوں کے جتنی ہونے کی بشارت میں ابو یحییٰ
نے بروایت قتیبہ بن سعید مالک بن انس سے اُنھوں نے عبد العزیز
بن محمد سے اُنھوں نے عبد الرحمن بن محمد سے اُنھوں نے اپنے والد سے
اُنھوں نے عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دشمن بنی ہیں ابوبکر
بنی ہیں اور عمر بنی ہیں اور عثمان بنی ہیں اور علی بنی ہیں اور
طلحہ بنی ہیں اور زبیر بنی ہیں اور عبد الرحمن بن عوف بنی ہیں
اور سعد بن ابی وقاص بنی ہیں اور سعید بن زید بن عمر بنی ہیں
اور ابوبعیدہ بن جراح بنی ہیں (رضی اللہ عنہم) حضرت
عبد الرحمن بن عوف نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر حاکم بنے

لے نقلی سے ثابت ہو کر ان شخص اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق کو قرآن شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی فرمایا اور جو کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ثانی ہیں یعنی ان کا مرتبہ اللہ کے بعد اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق کو ثالث ثلاث کہا۔

عن موثی بن عقبہ بن عقیبہ عن سعد بن ابیہیم قال حدثنی ابیہیم بن عبد الرحمن بن عوف ان عبد الرحمن بن عوف کان مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وان عمر بن الخطاب بن مسلمہ کثر سیف الزبیر ثم قام ابوبکر فخطب الناس ولعند الیہم وقال واللہ ما کنت حریصاً علی الامارۃ یوماً ولا لیلة قط ولا کنت فیہا سراعاً ولا سألنی اللہ عز وجل فی سئ وعلانیۃ ولكنی اشتقت من الغنۃ ومالی فی الامارۃ من سراحۃ ولكن اقلکت اسراً عظیماً مالی بہ من طاقۃ ولا یدان الا بتقویۃ اللہ عز وجل ولوددت ان اقوی الناس علیہا مکاف الیوم فقیل للمہاجرین منہ ما قال الحدیث واما زید فی خلافت عثمان فقد اخرج البخاری فی قصۃ مقتل عمر ولا تناف علی عثمان فلما اخرج من دفنہ اجتمع ہولاء الرہط فقال عبد الرحمن اجعلوا امرکم الی ثلاثۃ منکم قال الزبیر وقد جعلت امری الی علی فقال طلحۃ قد جعلت امری الی عثمان وقال سعد قد جعلت امری الی عبد الرحمن فقال عبد الرحمن لکما تبرا من هذا الامر ففعلہ الیہ

لے بیٹے لیا کہ ایک آپ کو خلافت کی خواہش نہ تھی نہ آپ نے اس کے حاصل ہونے کی کوشش کی۔

موسیٰ بن عقبہ سے انھوں نے سعید بن ابیہیم سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے مجھ سے ابیہیم بن عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور عمر بن مسلمہ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار توڑ ڈالی تھی پھر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے طلحہؓ بڑھا اور یہ محدث میرز تقریر کی کہ خدا کی قسم کبھی تھوڑی دیر کے لئے بھی مجھے حکومت کی خواہش نہیں ہوئی اور نہ مجھے خلافت کی کچھ رغبت تھی اور نہ میں نے ظاہر و باطن میں کبھی اللہ عزوجل سے خلافت کو طلب کیا بلکہ میں نے فتنہ کا اندیشہ (کہ خلافت کو قبول کیا حالانکہ مجھے حکومت میں کوئی راحت نہیں ملے گی) (اس وقت ایک ایسے بڑے امر کے بارے) کو اپنے سر پر اٹھایا کہ بدوین اللہ عزوجل کی تائید کے مجھے کوئی طاقت اس بارے کے اٹھانے کی نہیں ہے اور میں (اب بھی) چاہتا ہوں کہ کوئی شخص جو مجھ سے زیادہ اس کام پر قدرت رکھتا ہو وہ آج میری جگہ (اس کام پر مقرر) ہو جائے حضرت ابوبکرؓ کی اس بات کو سب ہماریں نے تسلیم کر لیا۔ تاخیر حدیث حضرت عبد الرحمن بن عوف کی رائے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق ہے انہیں بخاری قصہ شہادت حضرت عمر بن خطابؓ میں اور حضرت عثمانؓ پر سب کے اتفاق کرنے میں روایت کرتے ہیں کہ جب (سب سے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فراغت پائی تو وہ لوگ (جن کو حضرت عمرؓ نے منتخب کیا تھا) ایک جگہ جمع ہوئے حضرت عبد الرحمنؓ نے فرمایا کہ تم لوگ (بمخلد چھ آدمیوں کے) میں کو اس کام کے لئے منتخب کرو (تا کہ مستحقین کی کمی ہو جائے) اور تم میں سے آسانی سے حضرت زبیرؓ نے کہا میں اپنی طرف سے حضرت علیؓ کو منتخب کرتا ہوں اور حضرت طلحہؓ نے کہا میں حضرت عثمانؓ کو منتخب کرتا ہوں اور حضرت سعدؓ نے فرمایا میں حضرت عبد الرحمنؓ کو منتخب کرتا ہوں پھر حضرت عبد الرحمنؓ نے (حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے) کہا کہ آپ دونوں میں سے جو اپنے لئے خلافت چاہتا ہو ہم غلیفہ کا انتخاب اسی کے متعلق کریں اور ہم اس کو

واللہ علیہ والاسلام لیظنک افضلکم فی نفسہ فاستبک الشیخان فقال عبد الرحمن افتعلوکم الی واللہ علی ان لا یوخر افضلکم قال نعم فاخذ بید احدہما فقال لک قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقدم فی الاسلام ما قد علمت فاللہ علیک لئن امرتک لتقبلن ولئن اشرت عثمان لتسبحن ولتطیعن ثم خلا بالآخر فقال لہ مثل ذلک فلما اخذ الميثاق قال ارفع یدک یا علی فیا علی ویا علی وولہ اهل الذمار فبايعوه

ومن مسند الزبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ

اسمہو عن الی القول بخلافۃ ابی بکر بعد توفیق ما والقول بغضلہ واستحقاقہ للخلافۃ فقد اخرج المصاکم من حدیث ابیہیم بن عبد الرحمن بن عوف فی حدیث طویل فقیل للمہاجرین منہ ما قال وما اعتذارہ قال علی رضی اللہ عنہ والزبیر ما غلبنا الا انما قد اخرجنا عن المشاورۃ وانا نری

خدا کی اور اسلام کی قسم دیتے ہیں کہ وہ خلافت کے لئے ایسے کو منتخب کرے جو اس کے نزدیک افضل ہو۔ اس پر وہ دونوں خاموش رہے پھر حضرت عبد الرحمنؓ نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ اس انتخاب کو میری طرف سے قبول کر سکتے ہیں؟ اور میں خدا کی قسم کہتا ہوں کہ سب سے افضل شخص دیکھا گیا کہ سنا میں کو تاجی ذکر و لکھ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں (آپ کی بات پر چھوڑتے ہیں) پھر حضرت عبد الرحمنؓ نے ان دونوں میں سے ایک کا (یعنی حضرت علیؓ) ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ قرابت حاصل ہے اور اسلام لانے میں (دیگر اصحابؓ پر) وہ تقدم (اور مسبق) ہے کہ سب سے آپ خوب جانتے ہیں میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں آپ کو غلیفہ بناؤں تو آپ (دعا یا پر) مدد کریں اور اگر عثمانؓ کو غلیفہ بناؤں تو آپ ان کا حکم سنیں اور اطاعت کریں۔ پھر وہ سب (یعنی حضرت عثمانؓ) سے بھی اسی طرح کہا۔ پھر جب دونوں سے اقرار کر لیا تو کہا کہ اسے عثمانؓ آپ اپنا ہاتھ (دونوں سے بیعت لینے کے لئے) اٹھائیے یہ کہہ کر پہلے خود (حضرت عثمانؓ سے) بیعت کر لی اور ان کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی پھر سب اہل مدینہ نے بیعت کر کے گئے۔

مسند زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ (ایک روایت) حضرت زبیرؓ کا کسی قدر توقف کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا قائل ہونا اور ان کی فضیلت اور استحقاق خلافت کو تسلیم کر لینا ماکہ سے بروایت ابیہیم بن عوف ایک طویل حدیث نقل کی ہے (کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب اپنی بے ریشی و لائق سے اور یہ جمہوری اس پر اپنی رشامندی بیان کی) تو ہاجرین نے حضرت ابوبکرؓ کا فرمان تسلیم کر لیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کسی امر سے ناخوش نہیں ہوتے مگر صرف اسی بات سے کہ ہم شہداء میں موخر رکھے گئے حالانکہ ہم خود بھی اس کو جانتے تھے کہ رسول اللہ

لے بیان راہی نے امتصار کیا ہے کہ بعد از اہدایہ حضرت عمرؓ نے منہ کی مہلت آگے اور اس میں تمام مسلمانوں کا غلبہ دیا جس اتفاق سے اس وقت یوں تو سب کے اہل و عیال میں بہت مسلمان تھے حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف کہتے ہیں عثمانؓ کی ایک طاقت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر تھی جتنا

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں اور ثانی اشہین ہیں اور ہم ان کی شرافت اور بزرگی خوب جانتے ہیں (اور یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔)

مسند طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (۳۔ روایت)

حضرت طلحہؓ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ثنا (وصفت) بیان کرنا محبت طبری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شاہان فارس کی لڑائی کے لئے جو بمقام ہنواوند جمع ہوئے تھے لشکر روانہ کرنے کی بابت مسلمانوں سے مشورہ لیا حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کھڑے ہوئے اور وہ ان اصحاب میں تھے جو خطبہ عمدہ پڑھتے تھے انہوں نے حمد و ثنائے الہی کے بعد کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ کو امور (اور واقعات زمانہ) نے مختلف تجربوں نے آپ کو فضیلت کر دی ہے آپ خود اپنے کام کو سمجھ سکتے ہیں اور آپ کی رائے اس امر میں کافی ہے اس کام کا مدار بھی آپ (ہی) کی رائے پر ہے آپ ہم سے کیا مشورہ لیتے ہیں! آپ ہمیں حکم دیں ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ آپ ہمیں (چاہے جس سخت کام کی طرف) بلائیے ہم حاضر ہوں گے اور ہمیں (چاہے جس جہم پر) بھیج دیجئے ہم اچھی (اس جہم کے لئے) آگاہہ ہوتے ہیں اور ہمیں (جہاں چاہے) پہنچنے جاتے ہیں ہم آپ کے پیچھے ہیں کیونکہ آپ ان تمام کاموں کا اختیار کرتے ہیں اور آپ نے تو بار بار امتحان کر لیا اور آزمایا اور تجربہ (سے معلوم) کیا تو آپ کو نتیجہ قضاء الہی کا خبری ظاہر ہوتا رہا (ہر اکبر) حضرت طلحہؓ بیٹے کے حضرت طلحہؓ کی حدیث حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں آج تک نے زید بن اسلمؓ نے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس بن حضرت عثمانؓ موضع جنازہ میں حضورؐ نے

ابا بکر احق الناس بھا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہ لصاحب الغار وثانی اشہین وانا لعلہ بشر فہ وکبرہ ولقد امرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوۃ بالناس وهو حی۔

ومن مسند طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ
امامنا ابو علی عمر رضی اللہ عنہ
فذاکر المحب الطبری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان عمر شاور الناس فی الترحف الی قتال ملوک فارس النی اجبعت بہما وشد فقہا طلحہ بن عبید اللہ وکان من خطباء اصحابہ تشدد ثم قال اما بعد یا امیر المؤمنین فقد احکمتک الامور وبعثتک البلیا واحثتک التجرای فانک وشانک واینت ورایک الیک هذا الامر فمرنا نطلع ولحمنا محب واحملنا نرکب وقد تانتقد فانک وفی هذا الامور وقد بکوت واختبرت وجربت فکرم ینکشف لک عن شیء من عواقب قضاکم اللہ عزوجل الاعز خیار ثم جلس واما حدیثہ فی فضل عثمان اخبر المعاکم عن زید بن اسلم عن ابیہ قال شہدت عثمان یوم حصرہ فی موضع المحت کثر

تو انہوں نے فرمایا کہ طلحہ! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ رجب کہنا کیا تم کو وہ دن یاد ہے کہ میں اور تم دونوں فلاں جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھ میرے اور تمہارے کوئی دوسرا صحابی نہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے طلحہ! کوئی نبی ایسا نہیں گزرا ہے کہ اس کی امت میں کوئی رفیق اس کے ساتھ جنت میں نہ ہو۔ چنانچہ عثمانؓ جنت میں میرے رفیق ہوں حضرت طلحہؓ نے جواب دیا ہاں (مجھے یاد ہے) اور ابو بکرؓ نے حضرت طلحہؓ بن عبید اللہؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک رفیق ہوگا اور میرے رفیق (جنت میں) عثمانؓ ہوں گے۔

مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۵۔ روایت)

حدیث مالک بن النضر عن حضرت عمرؓ عن شیطان کا بیان (انہم) مسلم نے بروایت ابن شہاب (زہری) نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے مجھے عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زیدؓ نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی اس وقت حضرت نبویؐ میں قریش کی کچھ عورتیں موجود تھیں اور آپؐ بلند آواز میں کچھ باتیں کر رہی تھیں جب حضرت عمرؓ نے اپنے حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو وہ عورتیں (خدمت نبویؐ سے) اٹھ کر جلدی سے پردہ میں ہو گئیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی (وہ اندر شریف لے گئے تو) دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہؐ (آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟) خدا آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنسانے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں (کی گھبراہٹ) سے ہنسی آئی جو (ابھی) میرے پاس تھیں جب تمہاری آواز سنئی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اس کے مجھ سے زیادہ مسخرف تھے کہ وہ آپ کے

فقال اشهدک اللہ یا طلحہ انت کبر یوم کنت انت وانت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مکان کذا وکذا ولیس معہ من اصحابہ غیری وغیرہ فقال لک یا طلحہ اندلیس من نبی الا ولہ رفیق من امت معہ فی الجنۃ وانت عثمان رفیقی معی فی الجنۃ فقال طلحہ اللهم نعم واخرج ابو بکر عن طلحہ بن عبید اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی رفیق ورفیق عثمان۔

ومن مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

امامنا ابو علی عمر رضی اللہ عنہ
فذاکر المحب الطبری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان عمر شاور الناس فی الترحف الی قتال ملوک فارس النی اجبعت بہما وشد فقہا طلحہ بن عبید اللہ وکان من خطباء اصحابہ تشدد ثم قال اما بعد یا امیر المؤمنین فقد احکمتک الامور وبعثتک البلیا واحثتک التجرای فانک وشانک واینت ورایک الیک هذا الامر فمرنا نطلع ولحمنا محب واحملنا نرکب وقد تانتقد فانک وفی هذا الامور وقد بکوت واختبرت وجربت فکرم ینکشف لک عن شیء من عواقب قضاکم اللہ عزوجل الاعز خیار ثم جلس واما حدیثہ فی فضل عثمان اخبر المعاکم عن زید بن اسلم عن ابیہ قال شہدت عثمان یوم حصرہ فی موضع المحت کثر

خوف کرتی۔ پھر حضرت عمرؓ نے (ان عورتوں سے) کہا گوئی اپنی جانوں کی دشمنی کیا تم جو سے دینی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی۔ ان عورتوں نے جواب دیا ہاں (وہ اس کی یہ کہ) تم بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے خدو اور سخت گو ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے (لے کر) جب تمیں شیطان کسی راستہ میں چلتا ہوا دیکھتا ہے تو اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ میں چلنے لگتا ہے اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت ابو سلمہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت سعدؓ نے کہا قسم خدا کی وہ بیٹے حضرت عمرؓ بن خطاب سلام لائے میں ہم سے پہلے نہیں درجرت کرنے میں (بھی) ہم پر مقدم نہیں مگر میں خوب جانتا ہوں کہ کس چیز کے سبب وہ ہم سے افضل ہیں وہ ہم سے زیادہ دنیا سے بے تعلق تھے (حضرت سعدؓ کا حضرت عثمانؓ کی بغاوت سے لوگوں کو روکنا) ابو یعلیٰ نے سر بن سعید سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عثمانؓ کے فتد کے (زمانہ) میں لوگوں سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے حقیر (ایک ایسا) سخت (پیدا) ہوگا کہ اس میں بیٹہ بیٹنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ راوی کا قول ہے کہ حضرت سعدؓ فرماتے تھے یہ سبکی میں نے عرض کیا کہ (لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد ہوگا کہ کوئی شخص اس زمانہ میں میرے گھر کے اندر داخل ہو اور اپنا ہاتھ میرے قتل کے لئے بڑھائے تو میں اس وقت کیا کروں حضرت نے فرمایا کہ تم اس وقت مثل فرزند آدم (علیہ السلام) بیٹھنا کیلئے کے ہو جانا۔ اور ابو یعلیٰ نے روایت عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ نقل کیا ہے کہ جب ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا ایسی اختلاف اور اخراق دیکھا تو انھوں نے بکریوں کا ایک گلو خرید کیا اور اس اپنے اہل و عیال کے (مدینہ سے) بکریوں کی جگہ میں ایک چتر پراکھت اختیار کی۔ ان کے بیٹے کہتے ہیں

ان یکتون شتم قال عمر رضی اللہ عنہ ای عداوات انفسہن اتھبتن ولا تمکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل نعم انت افظ واغلظ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدک ما لیک الشیطان قط ما لکما فجا اکلک فجا غیور فجاک واخرج ابوبکر بن ابی شیبہ من حدیث ابی سلمہ قال قال سعد اما والله ما کان باقدسنا اسلاماً ولا اقدسنا ہجرۃ ولكن قد عرف باقی شئ فضلنا کان اخر هدانا فی الدنیا یعنی عمر بن الخطاب اما منہ من الخروج علی عثمان فقد اخرج ابو یعلیٰ عن بسر بن سعید ان سعد بن ابی وقاص قال عند فتنہ عثمان اشهد لمحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما ستكون فتنۃ القاعد فیہا خیر من القادر والقادر خیر من الماشی والماشی خیر من المتاسی قال ارایت ان دخل علی سبی و بسط یدک لیقتلنی قال کن کا بن آدم واخرج ابو یعلیٰ من حدیث عامر بن سعد بن ابی وقاص ان ابیہا حلی لئی اختلا واصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتفرقہم استلزی لہ ماشیۃ شتم خرج فاعتزل فیہا باہلہ علی ماء قال

حضرت سعدؓ کی نظر بہت تیز تھی چنانچہ ایک روز انھوں نے (بہت دوسرے) ایک چیز آتی ہوئی دیکھی اپنے ہمراہیوں کو اس جانب اشارہ کر کے فرمایا کیا تم کسی چیز کو دیکھتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ (ہاں) ہم کو ایک چیز مثل پرندہ کے نظر آتی ہے آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سوار اوٹ پر آرہا ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد (ان کا بیٹا) عمر بن سعد ایک عربی اونٹ یا اونٹنی پر (سوار) آیا۔ حضرت سعدؓ نے اسے دیکھ کر فرمایا خدا وندا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس کو یہاں لاتی ہے اس کے بعد عمر (مذکور) پہنچ گئے اور انھوں نے سلام کیا اور اپنے والد سے عرض کیا کہ کیا آپ نے اسے بہتر سمجھا ہے کہ آپ اپنے موبیشوں کے پیچھے ان پہاڑوں میں پڑے رہیں اور آپ کے اصحاب (یعنی صحابہ کرام) امت کے کاموں میں جھگڑتے رہیں (میری رائے میں تو ایسی حالت میں آپ کی بادیہ نشینی اچھی نہیں) حضرت بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ حقیر میرے بعد کچھ فتنے ہوں گے یا فرمایا کہ کچھ واقعات پیش آئیں گے اس زمانہ میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا جو الدار ہو اور گھبراہٹ اور برہم گار ہو لہذا (میں نے جب فتد کے آثار دیکھے تو اپنے کو اس حالت میں رکھنا سب سے بہتر جانا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ لے بیٹے اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی ایسا ہی بن جا۔ عمر نے کہا کہ کیا آپ کے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا نہیں لے بیٹے (اور کچھ نہیں ہے) یہ سننے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اونٹ پر سوار ہونے لگا ہنوز اونٹ کا کھادہ اس نے کھولا تھا حضرت سعدؓ نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ ہم تم کو کچھ کہلا دیں۔ اس نے کہا مجھے آپ کے کہانے کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا اچھا ہم تمھارے لئے کچھ دودھ ہی دودھ دیں اور تم کو پلا دیں اس نے کہا مجھے آپ کے پلانے کی بھی کچھ حاجت نہیں۔ اس کے بعد وہ سوار ہو گیا اور اپنے مقام پر لوٹ گیا۔ حضرت سعدؓ کی وہ حدیث جس میں خلافت کا قریش کے ساتھ مخصوص ہونا منہدم ہوتا ہے ابو یعلیٰ نے محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ سے انھوں نے اپنے والد سے

و کان سعد من احد الناس بصرہا فہی اى ذات يوم شیتا یزول فقال لمن معہ ترون شیتا قالوا نری شیتا کالطیر قال اری لکما علی بعیر شتم جاء بعد قليل عمر بن سعد علی غنقی او غنقیۃ شتم قال اللهم ان اعودیک من شر ما جاء بہ فسلم عمر شتم قال لا بیہ اسر ضیت ان تتبع اذ اناب هذا الماشیۃ بین لہذا الجبال واصحابک یستأمنون فی اسرا لکم فقال سعد بن ابی وقاص سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انہا سیکون بعدی فتنۃ او قال امور خیر الناس فیہا الغنۃ الخفۃ الشقی فان استطعت یا بنی ان تكون کذلک فکن فقال لہ عمر اما عندک غیر هذا فقال سعد لا یا بنی فوثب عمر لیوکب ولم یکن خط عن بعیرہ فقال لہ سعد اقبل حتی تغدیک قال لا حاجۃ لی بغد اقلک قال سعد فقول لی فتنۃ فتنۃ قال لا حاجۃ لی بشیئکم شتم سربک فانصرف مکانہ واما ما یستأمن من حدیث علی بن الحنفیہ لقمریش فقد اخرج ابو یعلیٰ عن محمد بن سعد بن ابی وقاص عن ابی

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
يُرِيدُ هَوَانًا قَهْرِيًّا أَهْلَكَ اللَّهُ عَذَابًا

وَمَنْ مَسَّنَا سَعِيدُ بْنُ
نَرِيدُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

إِمَّا حَدِيثُهُ فِي بَشَارَةِ الْعَشْرَةِ بِالْجَنَّةِ فَقَدْ
أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الرَّحَنِ
قَالَ خَطِبْنَا الْمَغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ فَنَالَ مِنْ
عَلِيٍّ فَقَامَ سَعِيدُ بْنُ نَرِيدٍ فَقَالَ مِمَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْبَقِي
فِي الْجَنَّةِ وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ
وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ
فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ
وَسَعْدُ بْنُ ابْنِ الْجَنَّةِ وَلَوْ شِئْتُ لَأَنْتَ أَسْمَى الْعَشْرَةِ
لَمَمِيتُ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ حَمِيدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَعِيدُ بْنُ نَرِيدٍ حَدَّثَهُ
فِي تَفْصِيلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ عَشْرَةٌ فِي الْجَنَّةِ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ
وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ
وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ
وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَسَعْدُ بْنُ ابْنٍ وَقَامَ قَالُ
فَعَدَّ هَؤُلَاءِ التَّسْعَةَ وَسَكَتَ عَزَّالًا
فَقَالَ الْقَوْمُ نَحْنُ لِرَسُولِ اللَّهِ يَا أَبَا الْكَوْثَرِ
وَمَنْ الْعَاشِرُ قَالَ فَتَدْعُوَنِي يَا اللَّهُ
أَبُو الْكَوْثَرِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا بَنَانُ أَبَا بَكْرٍ
صَدِيقٍ وَسَأَلْتُهُمْ شَهْلًا فَقَدْ
أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ حَاضِمٍ عَنْ نَرِيدٍ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ نَرِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَع
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَرْدِ فَلَا اسْتِثْنَاءَ
وَيُحْتَفَلُ بِهِ

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے جو شخص قریش کے ذیل کرنے کا ارادہ کرے اللہ اس کو ذلیل کرے

مسند سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۲۰۰ روایت)

ان کی حدیث جو دس صحابیوں کے لئے بشارت جنت کے متعلق
ہے ابویحییٰ نے عبد الرحمن بن احنس سے روایت کی ہے کہ انھوں
نے کہا ایک عربیہ ہمارے سامنے مغیرہ بن شعبہ نے خطبہ پر حاضریں
انھوں نے حضرت علی کی کچھ بڑائی بیان کی تو حضرت سعید بن
زید اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ نبی جنتی ہیں اور ابو بکر جنتی
ہیں اور عمر جنتی ہیں اور عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں اور
طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور عبد الرحمن بن عوف جنتی
ہیں اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور اگر میں چاہوں تو
دسویں شخص کا نام بھی بتا دوں اور ترمذی نے عبد الرحمن
بن حزم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان سے
سعید بن زید نے نیز اور بہت سے اشخاص نے بیان کیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس آدمی جنتی ہیں ابو بکر
جنتی ہیں اور عمر جنتی ہیں اور عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں
اور طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور عبد الرحمن جنتی ہیں اور
ابو عبیدہ جنتی ہیں اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں رداوی کہتے
ہیں کہ انھوں نے انھیں تو کا نام بتایا اور دسویں کے نام سے
سکوت کیا۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کو خدا کی قسم دلائے ہیں کہ اسے
ابو اور بتا دیجئے دسویں شخص کا کیا نام ہے تو انھوں نے فرمایا کہ
تم نے مجھے خدا کی قسم دلائی ہے تو سنو (دسواں شخص) ابو اور
رہے وہ بھی جنتی ہے۔ حضرت ابو بکر کا صدیق اور ابی قحطافہ
کا شہید ہونا ابویحییٰ نے حاضم سے انھوں نے زید بن زبیر
سے انھوں نے حضرت سعید بن زید سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے
تھے ہم ایک عربیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہ تھرا پر
چھپنے کے لئے چڑھے جب ہم لوگ پہاڑ پہنچ گئے تو پہاڑ پہنچنے لگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا اے جبرائیل
ساکن ہو جا کیونکہ ترے اوپر نبی اور صدیق اور شہید ہیں اور اس
وقت اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابو بکر و عمر
و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد و عبد الرحمن و سعید بن زید
{ جو اس حدیث کے راوی ہیں } تھے۔ اور امام بخاری نے قیس
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے سعید بن زید سے سنا ہے
کہتے تھے قسم خدا کی میں نے اپنے کو اس حال میں دیکھا ہے کہ حضرت
عمر مجھے اسلام پر باندھنے والے تھے قبل اس کے کہ وہ اسلام لائیں
اور اگر کوہ احد اپنی جگہ سے ہٹ جاتا بوجہ اس حرکت کے جو تم نے
عثمان کے ساتھ کی تو بیشک سزاوار تھا۔

مسند سعید بن زید رضی اللہ عنہ

مسند عبد اللہ بن حواری رضی اللہ عنہ بشارت { ترمذی نے علیہ السلام
بن مسعود سے انھوں نے عیدہ سلمانی سے انھوں نے حضرت عبد
بن مسعود سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاضریں
سے) فرمایا کہ ابھی ایک شخص اہل جنت میں سے تمہارے سامنے آتا
چاہتے ہیں چنانچہ ابو بکر سامنے آئے اس کے بعد پھر اپنے فرمایا کہ
ایک شخص اہل جنت میں سے تمہارے سامنے آتا چاہتے ہیں چنانچہ
حضرت عمر سامنے آئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت
کو شیخین کی پیروی کا حکم دینا { ترمذی اور حاکم نے سلم بن
کبیر سے انھوں نے ابو الزعرار سے انھوں نے حضرت عبد اللہ
بن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے (ہم لوگوں سے) فرمایا کہ پیروی کرو ان دونوں کی جو میرے بعد
ہوں گے میرے صحابہ میں سے یعنی ابو بکر و عمر کی اور عمار کی روایت

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَمَّ
قَالَ سَأَلْتُ حَوْلَهُ فَأَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ الْإِنْبَاءُ
صَدِيقٌ أَوْ شَهِيدٌ وَعَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالْأَبُو بَكْرُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ وَ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ لَدَى حَدِيثِ الْخَلِيفَةِ
وَأَخْرَجَ الْبَغَاوِيُّ عَنْ قَيْسٍ قَالَ مِمَّ مَعْتُ سَعِيدُ بْنُ
زَيْدٍ يَقُولُ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنْتَ تَعْلَمُ لَوْ تَقَى عَلَى
الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يَسْلُمَ وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا ارْتَضَى لِلدَّيْنِ
صَنَعْتُمْ عُثْمَانَ لَمَكَانَ

مسند سعید بن زید رضی اللہ عنہ

مسند عبد اللہ بن مسعود
اما بشارة الشيخين بالجنة فقد اخبر
الترمذي عن عبد الله بن مسعود عن عبيد
السماني عن عبد الله بن مسعود ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال يطلم عليكم
رجل من اهل الجنة فاطلم ابو بكر ثم
قال يطلم عليكم رجل من اهل الجنة فاطلم
عمر واما امر صلى الله عليه وسلم اتمته
بالاقتداء بهما فقد اخبر الترمذي والحاكم
من حديث سلم بن اكheil عن ابى الزعرار عن
عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اقتدوا بالذين من بعدي
من اصحابي ابى بكر وعمر واهتدوا

لے یعنی اسلام پر ہم میں سے مدد کرتے تھے مطلب یہ ہوا کہ اس زمانہ میں کافر بھی مسلمان کے ساتھ وہ کام کرتے تھے جو مسلمانوں نے مسلمان کے کام حضرت
عثمان کے ساتھ کیا گئے سوا یہ کہ ہم بہت کثرت و قلت روایت حدیث کے ہیں جن میں کثرت وہ ہیں سے زیادہ حدیثیں مروی ہیں اور متقلین وہ
جس سے کم حدیثیں مروی ہیں اور متوسلین وہ جو درمیانی حالت میں ہوں زیادتی اور کمی کی بھی حد مقرر ہے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگی۔

بہدای عمار و تمسکوا بعد ان مسعود
 و اما جعلہ قول الخلفاء اذا قضاوا
 امضوا فی ترتیب الادلہ بعد حدیث
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قبل القیاس
 فقد اخرج الدارمی عن سفیان عن
 الاعمش عن عمار بن محمد عن حدیث
 بن ظہیر عن عبد اللہ بن مسعود قال
 اتی علینا نمرمان سنا نقضه و سنا
 هنالك وان الله قد قدس من الامر
 ان بائنا ماتون فمن عرض له
 قضاء بعد اليوم فليقض فيه بما في
 كتاب الله تعالى فان جاءه ما ليس في
 كتاب الله تعالى فليقض بما قضيه به
 رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 فان جاءه ما ليس في كتاب الله ولم
 يقض به رسول الله صلی اللہ علیہ
 وسلم فليقض بما قضيه الفضلون
 ولا يقل اني اخاف و اتق اسره
 فان الحلال بين والحرام بين
 وبين ذلك امور مشبهة فقدم
 ما يؤمرك الے ما لا يبرئك و تخبر
 التلوي هذا الحديث من حديث
 شعبه بالاسناد الذي ذكره اذا سلمتم
 عن شيء فانظروا في كتاب الله فان
 لم تجدوا في كتاب الله انظروا في
 سنة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 فان لم تجدوا في سنة رسول الله صلی اللہ
 علیہ وسلم فما اجمع عليه المسلمون

سہ ماہی مسلم جو یہ کہ اصل شریعت لایں چار چیزیں ہیں قرآن و سنت و قیاس و اہل حق میں ہر شے کا جو حکم ہو

فان لم يكن فيما اجمع عليه المسلمون
 فاجتهدوا فيك ولا تقل اني اخاف
 و أخشع الحديث و اخرج الدارمی من
 حدیث ابی عوانة و جرد و کلہما
 عن الاعمش نحواً من ذلك في
 اخرج الدارمی من طريق الاعمش
 عن ابراهيم قال قال عبد الله
 كان عمه اذا سلك بنا طريقاً
 فوجدنا لا سبلاً و اتته قال في
 نه و ج و ابوكين للتزوج النصف و
 لا امر شك ما بيني و اخرج الدارمی
 من هذا الطريق ايضاً قال
 عبد الله كان عمه اذا سلك
 طريقاً ابتعدنا فيه و وجدنا
 سهلاً و اتته قضيه في امر
 و ابوكين من اربعة فاعطى التراخي
 الشرايع و الامم شك ما بيني و
 الابن مهابين اما قوله بافضلية
 ابی بکر رضي الله عنه فقد اخرج
 ابو عمر في الاستيعاب عن ابن
 مسعود اجعلوا ما منكم افضلكم
 فان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 جعل ابابكر امامهم و اماناء على عمر
 و عمر لا سوا يقه فقد اخرج ابو عمر عن
 ابن ابي اسلم مع عمر ساعة خيرة عن ابن عمر
 سنة و اخرج الحاكم من طريق مالك عن ابن
 عن مسروق عن ابن مسعود قال قال
 رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اللهم اعز
 الاسلام بعمر بن الخطاب و ابی جہل بن

اگر مسلمانوں کے اجماعیات میں بھی وہ مسئلہ ملے تو اسی راے سے
 اجتہاد کرو اور کچھ تردد نہ کرو لے آخر وہ بیتر داری نے واسطہ ابو عوانہ
 اور جریر بن دوؤں نے اعمش سے اسی کے قریب روایت کی ہے اور
 دارمی نے اعمش سے انھوں نے ابراہیم (رضی) سے روایت کی ہے کہ
 وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) فرمایا کرتے تھے کہ عمر بن جب
 ہم کو کسی راستہ میں چلائے تھے تو ہم اُس کو آسان پاتے تھے (اس لئے
 میں حضرت عمرؓ کے قول کو ترجیح دیتا ہوں اور) بیشک انھوں نے اس
 صورت میں کہ کوئی عورت شوہر اور ماں باپ کو چھوڑ کر مر جائے یہ
 فتویٰ دیا تھا کہ شوہر کو آدھا مال ملے گا اور ماں کو باقی مال کی ایک
 تہائی (اور باپ کو دو تہائی) اور نیز داری نے اسی سند سے روایت
 کی ہے کہ حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) فرماتے تھے کہ جب حضرت
 عمرؓ کسی راستہ کو اختیار کرتے تھے تو ہم بھی اس میں اُن کے پیچھے
 ہوتے تھے اور ہم اُس کو آسان پاتے تھے اور انھوں نے اس مسئلہ
 میں کہ کوئی شخص ایک زوجہ اور ماں باپ کو چھوڑ کر مر جائے مال کے
 چار حصے کر دیتے تھے (ایک حصہ بیٹے) چوتھائی زوجہ کو دلا تھا اور
 (ایک حصہ بیٹے) باقی کی تہائی اُن کو اور (دو حصے بیٹے) دو تہائی
 باپ کو حضرت ابن مسعود کا قائل بافضلیت حضرت ابو بکر صدیق
 رضی اللہ عنہ ہونا ابو عمر نے استیعاب میں حضرت ابن مسعود سے
 روایت نقل کی ہے کہ (وہ فرماتے تھے کہ لوگو! اپنا امام (نماز)
 اس شخص کو بناؤ جو تم سب میں افضل ہو کیونکہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا امام (نماز) حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بنایا
 تھا جو تمام صحابہ سے افضل تھے) حضرت ابن مسعود کا حضرت
 عمرؓ کی تعریف کرنا اور اُن کے سابق اسلام کا ذکر کرنا ابو عمر نے
 حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میرا
 حضرت عمرؓ کی صحبت میں گھر میں بھر بیٹھا میرے نزدیک ایک سال
 کی عبادت سے بہتر ہے اگر حاکم نے مجاہد سے انھوں نے شعی سے
 انھوں نے مسروق سے حضرت ابن مسعود سے روایت
 کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا
 کرتے تھے کہ یا اللہ! اسلام کو عزت دے عمر بن خطاب یا ابو بکر بن

ہشام فجعل للہ دعویٰ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لعمرہ فبیت
علیہ ملک الاسلام وھدایم بہ
الاکوان و آخری الخاکم من
طریق المسعودی عن القاسم بن
عبد الرحمن عن ابیہ عن عبد اللہ
قال واللہ ما استطعنا ان نصنع
عند الکعبۃ ظاہرین حتی
اسلم عمر و آخری الخاکم من
طریق سفیان عن اسمعیل بن
ابی خالد عن ابی حاتم عن ابن
مسعود قال ما اشرنا ان اخرجہ من
اسلم عمر و آخری الخاکم عن
ابی اسحق عن ابی عیینہ قال
قال عبد اللہ ان اشرنا ان اخرجہ
ثلاثۃ العزیز حین تفرص فی
یوسف فقال لا امرأۃ اخرجی
مشواک والہ آۃ الیہ سرأت موثی
علیہ السلام فقالت لابیہا یا
آبت استأجری و ابوبکر حین
استخلف عمر و آخری الخاکم من
طریق شہید عن یزید ابن ابی
زیاد عن ابی جحیفۃ عن عبد اللہ بن
مسعود قال ان کان عمر یخصنا
حصیناً یدخل الاسلام فیہ
ولا یخرج منہ فلما اصیب عمر انکس
فلا سلام یخرج منہ ولا یدخل فیہ اذا
ذکر النہا عن فیہا بصر و املحکایتہ
دفع الاصل من حدیث امامۃ الصدیق

رضوان اللہ عنہ فقد اخرج الخاکم عن عاصم عن
زید عن عبد اللہ قال لما قبض رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت
الاصل من حدیث امامۃ الصدیق
قال فانا ہم عمر فقال یا معشر
الاصل من السقم تعلیون ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قد اشر ابابکر
ان یؤتم القاس فایتم طیب نفسہ
ان یتفق مر ابابکر فقال لا الاصل من حدیث
باللہ ان تقدم ابابکر و اما استدلالہ
على خلافتہ الصدیق بالاجماع فقد
اخرج الخاکم من حدیث عاصم عن
زید عن عبد اللہ قال ما رأی المسلمون
حسناً فهو عند اللہ حسن و ما رأوا
سیتاً فهو عند اللہ سیئ و قد رأی
اصحابہ جمیعاً ان یتخلف ابابکر
و اما استدلالہ بحظہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قبل وفاتہ بخمس لیل یا بما قبل
الصدیق مملو تعریف ظاہر علی خلافتہ
و علی هذا الطریق اعتمد ابو عمر فی
الاستیعاب فقد اخرج مسلم عن
ابی الاوصی قال سمعت عبد اللہ بن مسعود
یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
لو کنت متخذاً خلیلاً لا اتخذت ابابکر خلیلاً
واللہ اخی و صاتی و قد اتخذ اللہ صاحب خلیلاً
و اما ما استدلل به علی خلافتہ الخلفاء الثلاثہ
من طریق سندۃ الضمیر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لدولہ الی الخ الاسلام و وقوع خلافتہ
فی ملک المذتہ فقد اخرج الخاکم

حدیث میں کہنے انصار کو خلافت سے باز رکھا { حاکم نے زر بن حبیش }
سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے
تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے
(جہازین سے) کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک ہم میں سے ہو
حضرت عمرؓ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے گروہ انصار کیا تم
نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ
دیا تھا کہ لوگوں کے امام (نماز) نہیں ہیں تم میں سے کس کا نفس اس
بات کو گوارا کر سکتا ہے کہ ابوبکرؓ کا پیشوا ہے۔ سب نے کہا ہم اللہ کی پناہ
مانگتے ہیں اس بات سے کہ ابوبکرؓ کا پیشوا نہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ
کا خلافت صدیق پر اجماع سے استدلال کرنا ہے۔ حاکم نے عامشی
انھوں نے زید سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس بات کو سب مسلمان (یعنی صحابہؓ) اچھا
سمجھیں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس بات کو سب
مسلمان برا سمجھیں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی بُری ہے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکرؓ خلیفہ
ہوئے جائیں۔ حضرت ابن مسعودؓ کا بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
خطبہ سے (خلافت صدیق پر) استدلال کرنا جو آپؐ نے اپنی وفات پر
پانچ دن پہلے فرمایا تھا جس میں حضرت صدیقؓ کے مناقب تھے اور
مناقب بھی اس قسم کے جن میں ان کی خلافت پر مکمل تعریف ہے۔ اس
استدلال پر ابوبکرؓ نے استیعاب میں اعتماد کیا ہے { مثلاً فی ابوالاوصی }
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپؐ فرماتے تھے اگر
میں کسی کو اپنا خلیفہ بناؤ تو یقیناً ابوبکرؓ کو بناؤ (لہذا ابوبکرؓ میرے
خلیفہ تو نہیں ہیں) مگر وہ میرے صحابی اور میرے ہم نشین ہیں اور
اللہ نے تمھارے صاحب کو (یعنی مجھے اپنا) خلیفہ بتایا۔ حضرت
ابن مسعودؓ کی وہ حدیث جس سے خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر استدلال
کیا جاتا ہے اس وجہ سے کہ اس حدیث میں اس مدت کا بیان ہے
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی جلی کے گھونٹنے کے بعد
فرمادی تھی اور خلافت ان خلفاء کے (یعنی مسلمانوں کے) واقع ہوئی { حاکم

کے ساتھ ڈول نکالے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے اور انھوں نے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کر لیا اور پانی کے گرد بٹھلا دیا (عندہ کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریف کرنا ان کے فضائل علی المرتضیٰ کیلئے) ابولہیصل نے محمد بن عبدالرحمن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سخت اسلام میں عمرؓ ہیں اور حیا میں سب کا مل عثمان بن عفانؓ ہیں اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں اور قرآن کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابتؓ ہیں اور قرأت میں سب سے بڑے ہوتے ابی بن کعبؓ ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابو عبیدہؓ بن جراحؓ ہیں۔ مسیحینؓ کے لئے یہ بشارت کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبرسے اٹھیں گے، ترمذی اور حاکم نے عاصم بن عمرؓ عمری سے انھوں نے عبداللہ بن دینار سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جس کی قبر شرق ہوگی (یعنی سب سے پہلے قبر سے میں انھوں گا) پھر ابو بکرؓ پھر عمرؓ پھر میں مدفونانِ جنت البقیع کے پاس جاؤں گا (اور ان کو نکالوں گا) تو وہ بھی میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اس کے بعد میں کوفوں کا انتظار کروں گا الغرض میں کے درمیان میں (جس قدر لوگ مدفون ہیں وہ سب اٹھائے جائیں گے۔ اور ابن ماجہ اور حاکم نے اسمعیل بن امیہ سے انھوں نے ناقد سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ و عمرؓ رضی اللہ عنہما کے درمیان میں چلے جاتے تھے پس آپؐ نے فرمایا کہ ہم (قیامت کے دن) اسی طرح (ساتھ ساتھ) مبعوث ہوں گے۔ مناقب صدیق رضی اللہ عنہ بخاری نے موسیٰ بن عقبہؓ سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد (حضرت ابن عمرؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے

عَبْقَرُ بَنِي إِسْرَءِيلَ خَيْرٌ مِنْ خَيْرِهِ حَتَّى رَوَى التَّائِسُ وَصَرَّفَ بَوَّابُ يَعْقِلُ أَمَّا التَّحْرِيفُ لَفْظًا هَرَّ عَلَى خِلَافَتِهِمْ مِنْ جِهَةِ ذِكْرِ فَضَائِلِهِمْ عَلَى التَّرْتِيبِ فَقَدْ أَخْرَجَ أَبُو يَعْقِلُ طَرِيقَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْأَيْتُمْ أُمَّتِي بَاتِقِي أَبُو بَكْرٍ وَأَشَدُّهُمْ فِي الْإِسْلَامِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ شَاهَتٍ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بَنِي جَبَلٍ وَأَفْرَأَهُمْ أَتَى بَرَكَةَ وَلَكِنْ أَمِيَّةُ أَمِينٌ وَأَمِينٌ هَذَا الْإِمَامَةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَوَارِحِ أَمَّا إِشَارَةُ الشَّيْخَيْنِ بَأَهْمَاءِ بَعْثَانِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ مِنْ طَرِيقِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَشَقَّقُ عَنْهُ الْإِسْرَءِيلُ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ أَتَى أَهْلَ الْبَقِيعِ فَيُخْرِجُونَ مَعِي ثُمَّ يَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى أَخْرِجَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ وَأَخْرِجَ ابْنَ مَلْجَةَ وَالْحَاكِمُ مِنْ طَرِيقِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَمِيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخْرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ابْنِ عُمَرَ وَعُمَرَ فَقَالَ هَذَا النَّبِيُّ وَأَمَّا سَنَابِقُ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَدْ أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ مِنْ طَرِيقِ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِيهِ قَالَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ازلا و بجز بجا کھڑا رہے گا اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت (درا بیکار) ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا کپڑا ایک جانب سے نیچے سرک جایا کرتا ہے مگر یہ کہ اس کی خوب احتیاط کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابو بکرؓ) تم ازراہ تبحر اس کو نہیں کرتے۔ ترمذی نے مسیح بن عمیر سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھی ہو خوش (دکھو) پر اور تم میرے ساتھی تھے فارسیں۔ مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بخاری و مسلم وغیرہ نے متعدد مسندوں کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دو دھریا یہاں تک کہ اس کی تازگی میرے ناخنوں میں دوڑنے لگی۔ اس کے بعد (اپنا پس خوردہ) میں نے عمر بن خطابؓ کو دے دیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس کی تعمیر کپڑے فرمایا کہ (دو دھریا تعمیر) علم۔ اور بخاری نے عمر بن محمد سے روایت کی ہے کہ زید ابن اسلم نے اپنے والد سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے مجھے حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کے کچھ حالات پوچھے چنانچہ میں نے بیان کئے پھر وہ خود کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے جب کہ آپ کی وفات ہوئی کسی کو نہیں دیکھا جو عمر بن خطابؓ سے زیادہ نیکی کرنے والا اور سخی ہو۔ اور ترمذی نے خالد بن عبد اللہ انصاری سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ و عمرؓ رضی اللہ عنہما سے جو مجھے محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت دے چنانچہ حضرت کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول ہوئی معلوم ہوا کہ ان دفعہ میں خلافت کو محبوب حضرت عمرؓ تھے۔ اور نیز ترمذی نے اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ عمرؓ کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کیا ہے حضرت ابن عمرؓ یہی فرماتے تھے کہ جب کوئی معاصی

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَزَعَهُ ثَوْبُهُ خِيَلَهُ لَوْ يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ عَنْهُ أَنْ أَحَدٌ شَقَّ ثَوْبِي يَسْتَرْحِي أَلَا أَنْ أَتَّعَاهُ ذَلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خِيَلَهُ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ جَمِيعِ بْنِ عُمَرَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُونُ أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الْخَوْضِ وَصَاحِبِي فِي الْغَارِ وَلَئِنْ مَاتَ ابْنُ عُمَرَ بَيْنَ الْخَطَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَدْ أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَغَيْرُهُمَا بِطَرِيقٍ مُتَعَدِّدَةٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَنَا إِنْ تَامَ شَرْتُ يَعْنِي اللَّيْلُ حَتَّى أَتَى إِلَى الرَّحْمَنِ يَجْعَلِي فِي ظَهْرِي أَوْ فِي أَظْفَارِي شَمًّا تَأْوِلْتُ عُمَرَ قَالُوا فَأَمَّا ذَلِكَ قَالَ الْعِلْمُ وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ مِنْ طَرِيقِ عُمَرَ بْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ اسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَأْنٍ يَعْنِي عُمَرَ فَأَخْبَرَنِي فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِينَ قُبِضَ كَانَ أَحَبُّ وَلَوْ دَخَلْتُ النَّفْسَ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ مِنْ طَرِيقِ خَالِجَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّةِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ احْزَنْكَ لِسْلَامَ بِلَحْتِ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بَابِي جَهْلٍ أَوْ بَعْضِهِمَا بِنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ فَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ يَزِيدِ بْنِ هَذَا الطَّرِيقِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبَهُ عَلَى لِسَانِ أَبِي بَكْرٍ وَمَا نَزَلَ

لوگوں پر پیش آتا تھا اور لوگ اس میں رائے دیتے تھے تو اس معاملہ کے متعلق قرآن حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ اور حاکم نے خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے انھوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ان کے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور تین مرتبہ دعا مانگی کہ یا اللہ! ان کے سینہ میں جس قدر کینہ تھا اس کو ایمان سے بدل دے۔ اور حاکم نے عبید اللہؓ سے انھوں نے نافعؓ سے انھوں نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ یا اللہ! عمر بن خطابؓ سے دین کو قوت دے۔ (ابن بدر کو بشارت) ابو یوسفؒ نے روایت عمر بن عمرؓ سے انھوں نے اپنے والد سے حاکم بن ابی بلتعجہ کا قصہ نقل کیا ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ (ابو اللہ) مجھے حاکم کے متعلق اجازت دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم حاکم کو قتل کرو گے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ہاں بشرطیکہ آپ مجھے اجازت دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ اپنے بند کے انجام کار سے واقف ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ (اے اہل بدر) تم جو چاہو کرو (میں نے تمہیں بخش دیا)۔ حضرت ابن عمرؓ کا حضرت عثمانؓ (دکے اوپر) سے اعتراضات کا دفع کرنا، بخاری نے عثمان بن مویہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص اہل مصر سے آیا اور اس نے کعبہ کا طواف کیا اس کے بعد اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ (کعبہ میں) بیٹھے ہوئے ہیں اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ قریش کے لوگ ہیں پھر اس نے پوچھا کہ یہ نوڑے جوان ہیں بیٹھے ہوئے ہیں کون ہیں؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمرؓ ہیں پھر اس شخص نے کہا اے ابن عمرؓ! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ غزوہ اُحُد سے بھاگے تھے؟

بالتاس اسر قط ففک الوافہ وقال فیہ عمرہ الا نزل فیہ القرآن بنحو ما قال عمرہ و آخرہ الحاکم من طریق خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد بن عمر بن سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرب صدر عمر بن الخطاب بیدہ حین اسلم ثلاث مرّات وهو یقول اللهم اخرج ما فی صدری من غی و ابدلہ ایمانا یعول ذلک ثلاثا و آخرہ الحاکم من حدیث عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللهم ابدل الذین یحسبون انهم امنوا ما بشاۃ اهل بدر فقد اخرج ابو یوسف عن ابن عمر بن حمزہ عن سالم عن ابنہ قصۃ حاکم بن ابی بلتعجہ وفیہ فقال عمر ائذن لی فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کنتم قاتلہ قال نعم ان اذنت لی فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک لعل اللہ اعلم علی اهل بدر فقال اعلوا ما شئتم واما بعد عن عثمان فقد اخرج الحاکم عن عثمان بن مویہ قال جاء رجل من اهل مصر ورجع البیت فرأی قوما یطوفوا فقال من هؤلاء القوم فقالوا هؤلاء قریش قال فماذا فیہم قالوا عبد اللہ بن عمر قال یا ابن عمر انک سالت عن شئ فحدثنی هل تعلم ان عثمان قد کرم

قال نعم قال تعلم انہ تعقیب عن بدر ولم یفہد ما قال نعم قال تعلم انہ تعقیب عن بیعة الرضوان فلم یفہد ما قال نعم قال اللہ اکبر قال ابن عمر تعال ابین لك اما فداک یوم اُحُد فاشہد ان اللہ علقہ وغفر لک واما تعقیبہ عن بدر فانه کان تحتہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت من بیعة فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان ان لک آجر رجل متقن شہد بدرا وھمہ واما تعقیبہ عن بیعة الرضوان فلو کان بطن مکة اعز من حثار لبعثت مکات فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان وکانت بیعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان لک مکہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیدک الیھنہ ہذا ید عثمان فصر بہا علی یدک فقال ہذا لعثمان فقال لہ ابن عمر اذهب بها اکان معک واما روایتہ فی عثمان انہ یقتل مظلوما فقد اخرج ابو تمذی عن کلب بن وائل عن ابن عمر قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحدثہ فقال یقتل فیہما مظلوما عثمان و آخرہ الحاکم عن ابو یوسف عن نافع عن ابن عمر ان عثمان اصمحدث قال

انھوں نے فرمایا کہ ہاں۔ اس شخص نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بدر میں شریک نہ تھے؟ اور غزوہ بدر میں بائز نہیں ہوئے انھوں نے فرمایا ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت الرضوان میں بھی شریک نہ تھے انھوں نے فرمایا ہاں تو اس شخص نے خوش ہو کر کہا اللہ اکبر (اور چلنے لگا) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا آؤ میں تم سے بیان کروں اُحُد سے ان کے بھاگنے کے متعلق تو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ نے ان کو معاف کر دیا اور بخش دیا اور بدر میں ان کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور وہ بیمار تھیں لہذا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (بدر میں نہ شریک ہو بلکہ اپنی زوجہ کی تمار واری کرو) تم کو اس شخص کے برابر ثواب اور مال غنیمت ملے گا جو بدر میں شریک رہا ہو۔ اور بیعت الرضوان میں ان کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سفر پر ناکر لے بھیجا تھا) اگر مکہ میں حضرت عثمانؓ سے زیادہ کسی کی عزت ہوتی تو آپ اُسی کو بجائے حضرت عثمانؓ کے بھیجتے اور بیعت الرضوان حضرت عثمانؓ کے کر جلتے کے بعد ہوئی ہے (اس بیعت الرضوان میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی بیعت فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور اسی کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر بیعت کر لی اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے اس شخص سے فرمایا کہ اب ان باتوں کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ۔ حضرت ابن عمرؓ کی حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ روایت کہ وہ مظلومیت کی حالت میں شہید گئے جابن گئے (ترمدی نے کلب بن وائل سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کو ذکر کیا اور حضرت عثمانؓ کی نسبت فرمایا کہ وہ اس فتنہ میں مظلومیت کے ساتھ شہید گئے جابن گئے۔ اور حاکم نے ابویوسف سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ایک روز صبح کو لوگوں سے بیٹھا کہ

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام الليلة فقال يا عثمان افطر عندنا فاصبح عثمان صائما فقتل في يومه رضي الله عنه وامّا اعوده من القسنة فخرج ابو يعلى من حديث عمر بن محمد بن ابي حنيفة عن عبد الله بن عمر قال كنت احدث في حجة الوداع ورسول الله صلى الله عليه وسلم بين اظهري لا ندرى ما حجة الوداع فحمد الله وحده واشتغل عليه ثم ذكر المسيح الدجال فاطلب في ذكره ثم قال ما بعث الله من نبي الا وانذرا امة لقد انذرا نوح والتيتون من بعده واتهم يخرج فيكم وما خفي عليكم من شأنه فلا يخفي عليكم انه اعور عيّن اليقنة كانتها عتبة طافية ثم قال ان الله حرم عليكم دماءكم واماؤكم محرمات يومكم هذا في بلدكم هذا في شهركم هذا الاصل بلغت قالوا نعم قال اللهم اشهد ثم قال وليكم او يحكم انظر ولا ترجعون بعدى كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض واخرج ابو يعلى عن ابن فضال عن ابيه عن سالم عن ابن عمر قال سمعت رسول الله

میں نے آج شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرماتے تھے کہ اے عثمان! کج افطار ہمارے ساتھ کرنا چنانچہ حضرت عثمان نے اس دن روزہ رکھا اور اسی دن شہید ہوئے رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر کا فتنہ سے علو رہنا ابو یعلیٰ نے بروایت عمر بن محمد نقل کیا ہے کہ ان سے ان کے والد نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ حجر الوداع میں باہم کچھ باتیں کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں موجود تھے ہم اس وقت یہ بھی جانتے تھے کہ حجر الوداع کیا چیز ہے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ پڑھنے کے لیے ہوئے اور آپ نے خلیفے واسطی کے مدد و تقابیان کی اس کے بعد آپ نے مسیح دجال کا ذکر کیا اور اس کے ذکر میں طول دیا اس کے بعد فرمایا کہ اللہ نے جس نبی کو مبعوث کیا ہے اس نے اپنی امت کو مسیح دجال سے ضرور ڈرایا ہے (جسے کہ) قہر نے اور ان کے بعد کے نبیوں نے بھی (اسی امت کو) اس سے ڈرایا ہے حالانکہ وہ (ان کے زمانہ میں نکلنے والا تھا بلکہ) تمہارے زمانہ میں نکلے گا اور جو حالات اس کے تم سے پوشیدہ ہیں وہ پوشیدہ نہ رہیں چاہیں (سنو) اس کی داغی آنکھ پھولی ہوئی (اور ابھری ہوئی) مثل اس انور کے ہے جو اپنے خوش میں سب سے ابھرا ہوا ہو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے اوپر اپنے (بھائی مسلمانوں کے) خون اور اپنے (بھائی مسلمانوں کے) مال (ہمیشہ کے لیے) حرام کر دیئے ہیں جس طرح تمہارے اس دن میں تمہارے اس شہر میں تمہارے اس زمین میں حرام ہیں آگاہ ہو جاؤ اور بتاؤ آیا میں نے حکم خلافت پہنچا دیا (یا نہیں) سب نے عرض کیا ہاں آپ نے پہنچا دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تو گواہ رہے اس کے بعد فرمایا اے لوگو! تمہاری خرابی آنے والی ہے دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ ایک دوسرے کی گردن زنی کرنے لگو۔ اور ابو یعلیٰ نے ابن فضال سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے سالم سے انھوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ فتنہ اس طرف سے آئے گا اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا جہاں سے شیطان کا سینک طلوع ہو گا اور (فرمایا اس فتنہ میں) تم لوگ ایک دوسرے کی گردن زنی کرو گے (کہیں موسیٰ کے فعل سے محسوس نہ کرنا کیونکہ) موسیٰ نے جو آل فرعون میں سے ایک شخص کو قتل کیا تھا وہ انھوں نے غلطی سے کیا تھا (چنانچہ) اللہ تعالیٰ نے (ان سے) فرمایا وقتل کرنا ایسا (ترجمہ) قتل کیا تم نے زلے موسیٰ (ایک شخص کو پھر نجات دی ہم نے تم کو غم (قصاص) سے اور آزمائش کی تمہاری خوب۔

ومن مسند عبد الله بن عباس رضي الله عنه

اما ما يستدل به على خلافة الصديق رضي الله عنه من خطبة النبي صلى الله عليه وسلم قبل وفاته فقد اخرج البخاري من حديث ابي يعلى عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو كنت متخذًا من امتي خليلاً لا اتخذت ثيابكم ولكن اخي وصاحباً واخرج احمد عن حديث جابر بن عبد الله بن جابر عن عكرمة عن ابن عباس قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم في خوخة ففقد مات فيه عاصم بن ربيعة في خوخة ففقد علي بن ابي طالب رضي الله عنه واشتغل عليه ثم قال انه ليس احد آمن علي ونفسه وماله من ابي بكر بن ابي عافرة ولو كنت متخذًا من الناس خليلاً لا اتخذت ابا بكر خليلاً لكن خلة الاسلام منذ ما عني كل خوخة ففقد المسجد غير خوخة ابي بكر واما ما يستدل به على خلافة الصديق رضي الله عنه من حديث الامامة فقد اخرج احمد

مسند عبد الله بن عباس رضي الله عنه | ابن عباس صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جس سے صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے جو آپ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا بخاری نے بروایت ابی عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباس سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں اپنی امت میں کسی کو خلیف بناؤ تو یقیناً ابوبکر بنو بناؤ لیکن ابوبکر میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہیں۔ اور امام احمد نے بروایت جابر بن عبد الله بن جابر سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں (ایک روز) اپنے سر کو کپڑے سے لپیٹ کر باہر تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوئے پھر اپنے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے ابوبکر بن ابی قحافة سے زیادہ اپنی جان اور مال سے مجھ پر اسکا کیا ہوا اور اگر میں کسی آدمی کو اپنا خلیف بناؤ تو بیشک ابوبکر کو خلیف بناؤ مگر ابوبکر کے ساتھ مجھے اسلامی محبت دے کے زیادہ ہے میری مسجد سے سب کی کھڑکیاں بند کرو و سوا ابوبکر کی کھڑکی کے۔ امامت نماز کی حدیث جس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے امام احمد نے شیطان کا سینک طلوع ہونا جو کہ بوقت طلوع و غروب آفتاب کی جلوت چوٹیوں میں سے کسی کسی طرف سے ظہر

من حدیث ابی اہلبی عن ارقم بن
شریحیل عن ابن عباس فی قصۃ
موضیہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجابہ
یوہ نہ بالتلوۃ فقال مولا ابیک یصلی
بالداس الحدیث واما مناقب عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقد اخرج
ابن ماجہ من حدیث عوام بن حوشب
عن جہاد عن ابن عباس قال لکنا
اسلم عمر نزل جبریل فقال یا محمد
لقد استبشر اهل السماء باسلام عمر
واخرج المحاکم عن ابن عباس رضی
اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان قال اللہ عز الاسلام بعمر واخرج الترمذی
من حدیث النضر بن عمار عن ابن
عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
اللہ اعز الاسلام بای جہل بن ہشام
قال فاجبہ فاجابہ علی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فاسلم واخرج البخاری من
حدیث ابی یوسف عن ابی ملیک عن السوری
عن حماد قال لما طعن عمر جہل یا لم فقال لابن
عباس وکان یجیرہ یا امیر المؤمنین و
لا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فاحسنت صحبتہ ثم
فاسرقتہ وهو عنک سارض ثم صحبت
ابابکر فاحسنت صحبتہ ثم فاسرقتہ
وهو عنک سارض ثم صحبت محمد بن
فاحسنت صحبتہ ولئن فارقتم لتفارقنہ
وہم عنک سارضون فقال اماما ذکر من
صحبتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ورضا فان ذلک من من اللہ تعا
من بہ علی واما ما ذکرک من صحبت
ابی بکر ورضا فان ذلک من من
اللہ تعا من بہ علی واما ما ذکرک من
جزئی فهو من اجلک ومن اجل
اصحابک واللہ لوان لی طلاء الارض
ذہب کاف قدایت بہ من عذاب
اللہ عز وجل قبل ان اراد واما
جعلہ قول الشیفین رضی اللہ عنہما
فی ترتیب الادلہ بعد حدیث النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وقبل القیاس
فقد اخرج الدارمی عن عمر بن عبد اللہ
بن یزید قال کان ابن عباس
یذا سئل عن الامر فکان فی القرآن
اخبرہ فان لم یکن فی القرآن
وکان عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اخبرہ فان لم یکن
فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن
قال بولہ واما ما استدلل بہ علی خلافہ
الخلفاء من حدیث سروریا الظلۃ فقد
اخرج احمد وغیرہ من حدیث سفیان
عن الزہری عن عبید اللہ بن عباس
قال رای رجل یرى یاخذا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال انی رأیت کان ظلہ تنطف
خللا وحملا وکان الناس یاخذون منها
فبین مستکثر وہن مستقل وین ذلک
وکان سببا متصلا الی السماء فحسنت فاخذ
بہ فلوکرت فعلاک اللہ ثم جلاء رجل من
بعثک فآخذہ فعلاک اللہ

حکم کیا جائے جائیں تو انصاف کریں اور جب وہ تقسیم کریں تو برابر کریں (قریش میں اس سنت کے ہوتے ہوئے) جو ایسا ذکر کرے (یعنی ان کو خلیفہ نہ بنائے) اس پر لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب کے دلوں کی اس سے نہ کوئی پرہیز گاری قبول ہوگی نہ عبادت۔ یہ خلفاء کے لئے جنت کی بشارت اور ان کی خلافت پر مکمل ہوئی تعریف اور حضرت عثمان کو بلوے سے ڈرانا شیخین دینے بخاری و مسلم وغیرہ نے روایات متعددہ صحیحہ (اس مضمون کو آؤا کیا ہے۔ مثلاً ان کے وہ روایت ہے جو بخاری نے سعید بن مسیب سے انھوں نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ ایک روز وہ وضو کر کے اپنے گھر سے چلے اور (وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ آج میں دن بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہوں گا۔ اس کے بعد وہ مسجد گئے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا لوگوں نے کہا کہ آپ فلاں جانب تشریف لے گئے ہیں (حضرت ابو موسیٰ نے کہتے ہیں کہ میں آپ کے نشان قدم پر آپ کو پوچھا ہوا چلا ہوا تھا کہ (یہ معلوم ہوا کہ) آپ میرا اس (نامی کنوئیں) پر تشریف لے گئے ہیں میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اس کا دروازہ کھولا کی شاخوں کا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قضا حاجت سے فراغت پائی اور آپ وضو کر کے تو میں آپ کے پاس گیا دیکھا کہ آپ میرا پس پر بیٹھے ہوئے اور اس کی جگت کے پیچ میں تشریف رکھتے ہیں اور اپنی دونوں ہڈیاں کھولے ہوئے اور دونوں پر کنوئیں کے اندر لٹکائے ہوئے ہیں میں نے آپ کو سلام کیا اس کے بعد پھر میں کوٹ آیا اور دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور (اپنے دل میں) کہا کہ آج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا اسی اثنا میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کہ کون شخص انھوں نے کہا ابو بکر۔ میں نے کہا اچھا ٹھہرو۔ اس کے بعد میں (حضرت کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابو بکر اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا

حکم کیا جائے اور اذ اقموا اقسطوا من لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل واما بشارته بالخلفاء بالجنة في التعريض الظاهر على خلافتهم وانذار عثمان بالبلوى فقد اخرج الشيخان وغيرهما بروايات فينه العدا والشفقة من ذلك ما أخرجه البخاري من حديث سعيد بن المسيب عن الاموي الاشعري انه توضأ في بيته ثم خرج فقلت لانه من رسول الله صلي الله عليه وسلم لا يكون معه يومئذ هذا قال فجاء المسجد فسأل عن النبي صلي الله عليه وسلم فقالوا خرج وجهه ههنا فخرجت على اثره اسأل عنه حتى دخل بئر اريس فجلست عند الباب وبأبها من جريد حتى قطع رسول الله صلي الله عليه وسلم حليته وضوءاً فقامت اليه فاذا هو جالس على بئر اريس وتوسط قفها وكشف عن ساقيه ولاهما في البئر فسلطت عليهما الصرير فجلست عند الباب فقلت لاكونن يومئذ من رسول الله عليه وسلم اليوم فجاء ابو بكر وضوءه حنه فداق الباب فقلت من هذا فقال ابو بكر فقلت على رسلك ثم ذهبت فقلت يا رسول الله هذا ابو بكر يستأذن فقال

ان کو اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو چنانچہ میں گیا اور میں نے ابو بکر سے کہا کہ اندر آجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ پس ابو بکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب آپ کے ساتھ ہی جگت پر بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکائے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اپنی ہڈیاں بھی انھوں نے کھول دیں اس کے بعد میں جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا میں (گھر میں) اپنے بھائی کو وضو کرنا ہوا چھوڑ آیا تھا اور وہ بھی میرے پاس آئے کا ارادہ رکھتا تھا پس (اس وقت) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اللہ اس کے ساتھ نہ کی کرنا چاہے گا تو اُسے بھی یہاں لے آئے گا (میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی) کہ یکایک شخص (اگر) دروازہ کو ہلکے لگا میں نے پوچھا کہ کون؟ اس نے کہا عمر بن خطاب۔ میں نے کہا اچھا ٹھہریے اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اگو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو چنانچہ میں دروازے کے پاس گیا اور میں نے کہا اندر آجائے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے پھر وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کی جگت پر آپ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے دونوں پر کنوئیں میں لٹکائے اس کے بعد پھر میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا اور پھر میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اللہ میرے بھائی کے ساتھ بھلا کر کرنا چاہے تو اس کو (اس وقت یہاں) بھیجے دے (یہی حالت اس وقت جوش پر ہے اس کو بھی کچھ حصہ مل جائے) یکایک ایک شخص (اگر) دروازے کو ہلکے لگا میں نے پوچھا کہ کون؟ اس نے کہا عثمان بن عفان میں نے کہا اچھا ٹھہریے اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو

اشذن له وبشره بالجنة فاقبلت حتى قلت لاني سكر ادخل رسول الله صلي الله عليه وسلم ببشره بالجنة فدخل ابو بكر فجلس عن يمين رسول الله صلي الله عليه وسلم في القف ودلى رجله في البئر كما صنع النبي صلي الله عليه وسلم وكشف عن ساقيه ثم رجعت فجلست وقد تركت اخي يتوضأ ويلعق فقلت ان يرد الله لفلان يريدا اخاه خيرا يأت به فاذا انسان يحرك الباب فقلت من هذا فقال عمر بن الخطاب فقلت على رسلك ثم جئت ابي رسول الله صلي الله عليه وسلم فسلمت عليه فقلت هذا عمر بن الخطاب يستأذن فقال اشذن له وبشره بالجنة فجلست فقلت ادخل وبشره رسول الله صلي الله عليه وسلم بالجنة فجلس مع رسول الله صلي الله عليه وسلم في القف عن يساره ودلى رجله في البئر ثم رجعت فجلست فقلت ان يرد الله لفلان خيرا يأت به فجاء انسان يحرك الباب فقلت من هذا فقال عثمان بن عفان فقلت على رسلك وجمت الي النبي صلي الله عليه وسلم فخرجه فقال اشذن له وبشره بالجنة

وان امتکم لهذا جعلت عاقبتھا فی اولھا وان اخرھا سیصیبکم بلائ شدید و امور تنکھم عما یجمع فتن یرقن بعضہا بعض فوج الفتنۃ فیقول المؤمن هذا یتلک فی شتم تنکشف شتم تجی الفتنۃ فیقول المؤمن هذا شتم تنکشف فمن سرک منکم ان یترحم عن التار وان یدخل الجنة فلتدرکہ موتک وهو مؤمن باللہ والیوم یحب ان یؤتی اللہ ومن یایح اماما فاعطاک صغفۃ یدک وقرۃ قلبک فلیطعہ ما استطاع فان جاء اخر ینزعہ فاضربوا عنق الاخر قال فادخلت راسی من بین الناس فقلت فانشدک باللہ انت سمعت هذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاشار بیدہ الی اذنیہ فقال سمعته اذ نای ووعاک قلبی قال فقلت هذا ابن عمک معاویہ یا مرنأ باکل اموالنا بیننا بالباطل وان نقول انفسنا وقد قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل

کہتا ہوں سنو اس امت کی عاقبت دور اول میں رکھی ہے اور دور آخر میں لوگ سخت مصیبت میں گرفتار ہونگے اور ایسی باتیں ہوں گی جن کو تم برا سمجھو گے (اور پے درپے) ایسے فتنہ آئیں گے کہ ایک فتنہ کے سامنے دوسرا فتنہ حیر معلوم ہوگا جب ایک فتنہ آئے گا تو مؤمن کہے گا کہ یہ مجھے ہلاک کرے گا پھر وہ دفع ہو جائے گا اور دوسرا فتنہ آئے گا تو مؤمن کہے گا کہ (خیر پہلے فتنہ سے تو میں بچ گیا مگر یہ فتنہ (ضرور مجھے ہلاک کر دے گا) پھر وہ بھی دفع ہو جائے گا لہذا تم میں سے جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہوئی ہو کہ وہ دوزخ سے بچا یا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیے کہ وہ ایسی کوشش کرے کہ موت اس کو اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیے کہ وہ لوگوں سے ایسا معاملہ کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہو اور جو شخص کسی امام (یعنی خلیفہ) کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے اور اس کی اطاعت قبول کرے تو چاہیے کہ جہاں تک اس میں طاقت ہو اس کی اطاعت کرے پھر اگر دوسرا خلیفہ آئے اور پہلے خلیفہ سے جھگڑا کرے تو تم سب لوگ دوسرے خلیفہ کی گردن مار دینا (عبدالرحمن راوی حدیث) کہتے تھے کہ میں نے لوگوں کے درمیان سے اپنا سر نکال دیا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا تو انہوں نے اپنے کان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میرے ان دونوں کانوں نے اس حدیث کو سنا ہے اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے پیچھے بیٹے یعنی معاویہ تو ہمیں مسلمانوں کا مال ناحق کھا جائے اور مسلمانوں کو مار ڈالنے کی ترغیب دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہے یا ایہا الذین امنوا لا تأکلوا اموال الذین امنوا الا بایۃ (ترجمہ) اے مسلمانو! اپنے (بھائیوں) کے مال ناحق نہ کھاؤ (پھر اب بتائیے کہ معاویہ کی اطاعت کیسے

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت معاویہ صاف ایسا ہی کرتے تھے کہ تم ناحق لوگوں کے مال کھا کر دیکھو کہ رادی کے نزدیک ان کا وہ حکم ناحق تھا جس نے اپنے منہم کو ان کی طرف منسوب کیا اور ایسا اکثر جرات ہوتا ہے۔

قال فجمع یکرۃ فوضعهما علی الجحۃ ثم جلس ھیکلۃ ثم رفع رأسہ فقال اطفئ فی طاعة اللہ واعصہ و معصیۃ اللہ واما سواہی الی بکرم الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج البخاری عن عروۃ بن الزبیر قال سالت عبد اللہ بن جہم وعن اسد بن ماصمۃ المشرکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت عقیبۃ بن ابی معیط جالساً علی النبیلۃ اللہ علیہ وسلم وهو یصلی فوضہ رداء فی عنقہ فخنقہ بہا خنقا شديداً فجاء ابوہو رضی اللہ عنہ حتی د فعه عنہ فقال اقتلون رجلاً ان یقول بی اللہ وقد جلد کوا بالینت من تربتکم۔

کرس) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لئے اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے اس کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی معصیت میں ان کی اطاعت چھوڑ دو۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا بقیہ) بخاری نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ کیا زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہو وہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا میں نے عقیبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کے گھونٹے مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ گھونٹنا شروع کیا اتنے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے اس کو آپ کے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کر دو گے جو کتابے کے میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ واضح نشانیاں تمہارے پروردگار کے پاس سے لایا۔

ومن مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

مسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

۲۳ روایت سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس کام میں قریش کے تابع (بنائے گئے) ہیں مسلمان لوگ مسلمان قریش کے اور کافر لوگ کافر قریش کے اور امام احمد نے بروایت ابن ابی ذئب کے سعید مقبری سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قریش کو حق (خلافت کا) ہے جب تک ان میں یہ صفت ہے کہ اگر وہ حاکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور اگر (اگر) امین بنائے جائیں تو (حق طاقت) ادا کریں اور (اگر) ان سے رحم کی خواہش نکالو گی جائے تو رحم کریں۔ (ابوہریرہ) حدیث جس سے خلافت خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے (حضرت ابوہریرہؓ) غیر ہمارے مختلف سندوں سے روایت کیا ہے مجاہد ان کے وہ ہے جو ابوداؤد نے بروایت زبیری عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے

عن ابن عباس قال کان ابوہریرۃ یحدث ان رجلاً اتى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اقم ادری اللیلۃ ظلمۃ ینطف منها السمۃ والعسل فارى لنا من تکفون بائدہم فالمستکثر والمستقل واسرى سبباً واصلاً من السماء الى الارض فاسرك يا رسول اللہ اخذت بہ فعلوت ثم اخذ بہ سرجل اخر فعلا بہ ثم اخذ بہ سرجل اخر فانقطع ثم وصل فعلا بہ قال ابوہریرۃ انی لارى لک عنی فلا تعجز عنہا فقال عجزوا فقال اما القلۃ فظلمۃ الاسلام واما ما ینطف من السمۃ والعسل فهو القرآن لیثہ وحلاوتہ واما المستکثر والمستقل فهو المستکثر من القرآن المستقل منہ واما السبب الواصل من السماء الى الارض فهو الحق الذی انت علیہ تأخذ بہ فیعلیک اللہ ثم یأخذ بہ بعدک سرجل فیعلوا بہ ثم یأخذ بہ اخر فیعلوا بہ سرجل اخر فیقطع ثم یوصل للہ فیعلوا بہ ای رسول اللہ لحدثنی اصبت ام اخطأت فقال اصبت بعضاً واخطأت بعضاً قال اقممت یا رسول اللہ

میں آپ کو قسم دلا ہوں آپ مجھ سے بیان کر دیجئے جو کچھ میں نے غلطی کی ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔ ان کنویں والی حدیث جس سے خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے، بخاری نے ابن شہاب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مجھے سعید نے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو ایک کنویں پر (کھڑا ہوا) دیکھا اور اس کنویں پر ایک ڈول (رکھا ہوا) تھا میں نے اس سے ڈول دبھ کر نکالے جس قدر اللہ نے چاہے پھر اُس ڈول کو (میرے ہاتھ سے) ابن ابی قحاذ نے لیا اور انھوں نے اس سے ایک ڈول یاد ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اس کو معاف کرے پھر وہ ڈول گھس بن گیا اور اُس کو ان کے ہاتھ سے عمر بن خطاب نے لے لیا میں نے کسی زور آور آدمی کو نہیں دیکھا کہ وہ عمر بن طرح (زور و قوت کے ساتھ) ڈول نکالتا یہاں تک کہ (لوگ خود تو سیراب ہو ہی گئے) اپنے اونٹوں کو (بھی) انھوں نے (سیراب کر کے) بٹھالیا۔ اور بخاری نے بروایت معمر بن مہام سے انھوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ میں ایک حوض پر ہوں لوگوں کو اس سے (دبھ کر) پانی پلا رہا ہوں پھر ابوہریرہ میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے آرام دینے کے لئے ڈول میرے ہاتھ سے لے لیا پھر انھوں نے دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ معاف کرے اس کے بعد ابن خطاب نے آئے اور انھوں نے (وہ ڈول) ابوہریرہ سے لے لیا اور (دبھ کر) نکالنا شروع کر دیا یہاں تک کہ لوگ (پانی پی کر) لوٹ گئے اور حوض خالی رہ گیا۔ یہ وہ حدیث جس سے خلافت لغوار پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اس کے کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت خالصہ کا مقام بیان کر دیا ہے کہ وہ مدینہ میں ہوئی، اچانک نے بروایت، ثم عمر بن حویشہ انھوں نے

لحدثنی ما لاذی اخطأت فقال النبۃ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقسم واما ما یستدل بہ من حدیث القلیب فقد اخرج البخاری عن ابن شہاب قال اخبرنی سعید ان اباہریرۃ اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بیما انا نائم رأیت نبی علی قلیب وعلیہا دلو فنزع منها ما شاء اللہ ثم اخذھا ابن ابی قحاذ فی نزع منها ذوباً او ذوبین و فی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم استحالت غریاً فأخذھا عمر بن الخطاب فلم اسر عبقریاً من الناس ینزع من الخطاب حتی ضرب لنا من یحیی و اخرج البخاری من حدیث معمر عن هشام عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیما انا نائم رأیت انی علی حوض السقۃ الذی فاتانی ابوہریرۃ فأخذ الدلو من یدی لی یحیی فنزع ذوبین و فی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ فاتانی الخطاب فأخذ منہ فلم یزل ینزع حتی تولى الناس والحوض ینفجر واما ما یستدل بہ علی خلافتہ من العلقۃ التضرع الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للخلافۃ الخاصۃ من انہا للہ فحدثنا فقد اخرج الحاکم من حدیث ہشیم عن الحاکم بن حویشہ

یہ حدیث صحیح ہے موافق شرط شیخین کے مگر شیخین نے اس کو نہیں لکھا یہ حدیث ایک مکرور سند کے ساتھ بروایت محمد بن فضل بن علیہ مشہور تھی اسی وجہ سے چھوڑ دی گئی (اور شیخین نے اس کو دلیا)۔ قرون ثلاثہ والی حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے { امام احمد نے بسند عزیز عبد اللہ بن یحییٰ سے انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے بہتر کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ (لوگ جو اس) قرن (میں ہیں) جس میں میں ہوں اس کے بعد دوسرا قرن اس کے بعد تیسرا قرن۔ حضرت عائشہ کا قول خلافت شیخین کے متعلق { امام مسلم نے بروایت ابن ابی لیلیٰ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے تو میں نے سنا کہ انھوں نے یہ جواب دیا کہ ابوبکرؓ کو پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ کے بعد کس کو انھوں نے جواب دیا کہ عمرؓ کو۔ پوچھا گیا پھر عمرؓ کے بعد کس کو انھوں نے کہا ابوعبیدہ بن جراح کو۔ یہاں تک پہنچ کر انھوں نے پھر کسی کو نہ بتایا۔ اور ترمذی نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے حضرت کو کون محبوب تر تھا؟ انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ انھوں نے کہا عمرؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ تو انھوں نے سکوت کیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ { حدیث ادعیٰ لی ابابکرؓ جس سے حضرت صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے { مسلم نے ترمذی زہری عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض (وفات) میں فرمایا اے عائشہ! میرے پاس اپنے والدین ابوبکرؓ کو اور اپنے بھائی (یعنی عبد الرحمن) کو لوادیں اور

ہذا حدیث صحیحہ علی شرط الشیخین ولم یغویہا وانما اشتمر باسنادہ واپچ روایت محمد بن فضل بن علیہ فلذلک ہجر واما ما یستدل بہ علی خلافتہم من حدیث القرون فقد اخرج احمد بطریق غریب عن عبد اللہ الیہی عن عائشہ قالت سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الناس خير قال القرن الذي انا فيه ثم الثاني ثم الثالث اما قولها في خلافة الشيخين فقد اخرج مسلم من حديث ابن ابي ليلى قال سمعت عائشة وسئلت من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخلفا لو استخلفه قالت ابوبكر فقبل لها ثم من بعد ابى بكر قالت عمر ثم قبل لها من بعد عمر قالت ابو عبيدة بن الجراح ثم انتهت الى هذا واخرج الترمذى عن عبد الله بن شقيق قال قلت لعائشة ائ اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت ابوبكر قلت ثم من قال عمر قلت ثم من قال ابو عبيدة بن الجراح قال قلت ثم من فسكت واما ما يستدل به على خلافة الصديق من قول النبي صلى الله عليه وسلم ادعى لي ابابكر فقد اخرج مسلم من حديث الزهري عن عروة عن عائشة قالت قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه ادعى لي ابابكر ابائي ولخالك حتى اكتب كتابا

کرتا ہوں کہ کہیں کوئی متنازعہ کرنے والا متنازعہ نہ کرے اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (مسئق خلافت ہوں) حالانکہ وہ (مسئق) نہ ہو گا اور (یہ کہہ کر آپ نے فرمایا اچھا رہنے دو) اللہ اور مسلمان سوا ابوبکرؓ کے کسی سے راضی نہ ہوں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا جس سے خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے { ترمذی نے زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا ابوبکرؓ کے سب کے دروازوں کو مسجد (نبوی) سے بند کر دیا۔ حکم دیا کہ امنیٰ نماز کی حدیث جس سے خلافت حضرت صدیقؓ پر استدلال کیا جاتا ہے { ترمذی نے بروایت (امام) مالک بن انس ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات میں) فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب سے ان کی آواز لوگ نہ سن سکیں گے لہذا آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آپ نے (پھر) فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت سے کہا کہ تم بھی حضرت سے عرض کرو کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگ ان کی آواز نہ سن سکیں گے لہذا آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہ نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو گویا یوسفؑ کی ہمیشیں عورتیں ہو ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت حفصہ نے اپنے کہنے پر بہت بے گمان ہوئیں اور انھوں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ مجھے کہیں تم سے فائدہ نہ پہنچا۔ اور ترمذی نے قائم بن محمد سے انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ

فان اخاف ان يفتنى مقن و يقول قاتل انا ولا يابى الله و المؤمنون الا ابابكر واما ما يستدل به من خطبة النبي صلى الله عليه وسلم قبل وفاته فقد اخرج الترمذى عن الزهري عن عروة عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم امر بسد الابواب الا باب ابى بكر واما ما يستدل به من حديث الامامة فقد اخرج الترمذى من حديث مالك بن انس عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال مروا ابابكر فليصل بالناس فقال عائشة يا رسول الله ان ابابكر اذا قام مقامك لم يسمع الناس من البكاء فامر عمر فليصل قالت فقال مروا ابابكر فليصل بالناس قالت عائشة فقلت لحفصة قولى له يا رسول الله ان ابابكر اذا قام مقامك لم يسمع الناس من البكاء فامر عمر فليصل بالناس ففعلت حفصة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انك لا تدين صواب يوسف مروا ابابكر فليصل بالناس فقال حفصة لعائشة ما كنت لاصيب منك خيلا واخرج الترمذى عن القاسم بن محمد عن عائشة

ان انظر الى شيئا طين ابني والارض
قد فزوا من عمر قالت فجهت
واما مناقب عثمان بن عفان رضي الله
عنه فقد اخرج مسلم عن عطاء وسليمان
ابن يسار والي سلمة ابن عبد الرحمن
ان عائشة قالت قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم مضطجاً في بيته
كاشفاً عن يخذله اوسافه فاستاذن
ابوبكر فاذن له وهو على تلك الحال
فتحدث ثم استاذن عمر فاذن
له وهو كذلك فتحدث ثم استاذن
عثمان فجلس رسول الله صلى الله
عليه وسلم وسوًى ثيابه فدخل
فتحدث فلما اخرج قالت عائشة
دخل ابوبكر فلم تهتئ له و
لو تبا له ثم دخل عمر فلم
تهتئ له ولم تبا له ثم دخل
عثمان فجلس وسوًى ثيابه
فقال الا استقي من رجل استقي
مده الملائكة واخرج الترمذي عن
البحمان بن بشير عن عائشة ان
النبي صلى الله عليه وسلم قال
يا عثمان انه لئن الله يقضيك قبيصاً
فان اسرادوك على خلوة

لے لفظ شیا طین اس لئے نہیں کہ وہ فعل اس وقت میں ناچار ورنہ تھا اگر ایسا ہوتا تو حضرت سے اللہ علیہ وسلم کہیں دیکھتے یا کہتے اصل یہ
ہے اصل ہی اصل کی قبیح جو کہ مرید و غیرہ کے لئے میں شریعت نے نہایت دی ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ دن عبد کا تھا لہذا اباحت عارضی ہو اور
قباحت اصل میں اسی قباحت اصل کے لحاظ سے نہایت ہی ناہم گوئی کا شیعہ کہ اگر ان لوگوں کا حضرت عروہ سے نہ تھا حضرت عمر کی فضیلت
پر دلالت کرتا ہے تو حضرت سے اللہ علیہ وسلم پر حضرت عمر کی فضیلت، محاذ اللہ ثابت ہوگی تاہم یہی ہے باطل مکمل ہوئی بات جو کہ حسب
سے بدعاش لوگ جو قدر کرتے ہیں یا شاہ سے ہیں دیتے۔

فلا تخلعه لهم۔

ومن مسند انس بن مالك

رضي الله عنه

لما ان الخلافة في قریش فقد اخرج احمد
عن بكر بن وهب بن جریري قال قال
انس بن مالك احدثني حديثاً
ما احدثني به كل احد ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال عجل
باب البيت ونحن فيه فقال لا يبعث
من قریش ان لهم عليكم حقاً ولكن
عليهم حقاً مثل ذلك ما ان استجروا
بحموا وان عاهدوا ففوا وان منكم
عدوا ومن لم يفعل ذلك منهم
فعليه لعنة الله والملائكة والناس
اجمعين واخرج احمد عن انس قال
دعا النبي صلى الله عليه وسلم الانصار
ليقطع لهم البحرين فقالوا لا حتى تقطع
لاخواننا من المهاجرين فقال انكم
ستلقون من بعدى اثره فاصبروا وحسن
تلقون واما الدليل على خلافتهم من
جمعة تفويض الصداقات اليهم من بعد
فقد اخرج الحاكم من طريق علي بن حم
عن الخزاز بن فلغل عن انس بن مالك

تم ہرگز ان کی وجہ سے داتا رنا۔
مسند انس بن مالك رضي الله عنه
۱۳۔ روایت
نے بکر بن وهب بن جریري سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
مجھ سے حضرت انس بن مالك نے کہا میں تم سے ایک ایسی
حدیث بیان کرتا ہوں جو میں ہر شخص سے نہیں بیان کرتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے دروازہ پر کھڑے
تھے اور ہم لوگ کعبہ کے اندر تھے پس آپ نے فرمایا کہ خلفا
قریش سے ہوں گے بیشک ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا
بھی ان پر ویسا ہی حق ہے جب تک کہ قریش میں یہ تین
مقیم رہیں، اگر ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم
کریں اور اگر عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور اگر حاکم بنائے
جائیں تو انصاف کریں اور جو ان میں سے ایسا نہ کرے اس
پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت۔
اور امام احمد نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ آپ ان کو بحرین
معافی میں دیدیں۔ انصار نے عرض کیا کہ ہم نہ لیں گے
جب تک کہ آپ ہم سے بھائی بھائی نہ بنیں تو ہمیں حضرت
اس جواب سے خوش ہوئے اور آپ نے فرمایا عنقریب
تم لوگ میرے بعد (اپنے اوپر دو سہروں کو) ترجیح پاتے
ہوئے دیکھو گے تو تم میرا یہاں تک کہ مجھ سے بڑا جانا
حضرت کے بعد خلفاء کو تحصیل زکوٰۃ کا اختیار عنایت
ہوئے ان کی خلافت پر استدلال، حاکم نے یہ روایت
میں ہر مختار بن فلغل سے انھوں نے حضرت انس بن مالك

لے ترجیح پر اور یہ کہ خلافت ان کو ملی ہوگی اور یہی ہے کہ ہر حاکم اس بات پر اذیت نہیں کرے کہ یہ ترجیح ناحق اور نقلی کرے مگر
میں نے طرفہ جہات کے ہر شیعہ کے لئے خود وہ حق ہوتا ہے کسی کی موت پر کچھ اور یہی وہ کیا وہ موت میں یا ظلم میں یا جبراً یا ظلم میں یا جبراً
صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم اپنی معلوم تھا کہ اللہ نے خلافت مساجد میں رکھی ہے انصار کا اس میں کچھ حجب نہیں ہے اس لئے ان کا
نے انصار کی امتی کی ہے اس پر جس کے کلمات اٹھ اٹھ کر جہاد کے لئے اپنے آخری خطبہ میں انصار کی دعا و ثنا اور ان کی حق شناسی
کی کہ یہ بھی اسی مصلحت سے فرمائی ہے۔

واسمعی التواتر و امامزلة الشیخین علیہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقد اخرج
الترمذی عن الحكم بن عطيّة عن ثابت
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان يخرج عن اصحابه من المهاجرين
والانصار وهم جلوس وفيهم ابو بكر
وعمر فلا يرفع اليه احد منهم يقول
الا ابو بكر وعمر فانهما كانا ينظران
اليه وينظر اليهما ويتبسمان اليه ويتبسم اليهما
واما مناقب ابى بكر الصديق فقد
اخرج ابن ماجة من طريق معتمر
بن سليمان عن حميد عن انس قال
قيل يا رسول الله ائى الناس
احب اليك قال عائشة قيل من
الرجال قال ابوها واخرج احمد
من حديث جعفر بن سليمان الضبي
عن ثابت عن انس قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان طير الجنة كما قال البخاري
في شعبه الجنة فقال ابو بكر يا رسول
الله ان هذا الطير ناعمة قال
ايكلها انهم منها ثلثا واني كل من
ان تكون ممن يأكل منها يا ابا بكر
واما مناقب عمر بن الخطاب فقد
اخرج الترمذی من حديث اسمعيل
بن جعفر عن حميد عن انس ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال دخلت
الجنة فاذا انا بقصر من ذهب فقلت
لنخلها القصر قالوا ايها من قریش

فقلت انى انا هو فقلت ومن هو
فقالوا عمر بن الخطاب واما نقرب
النس من الله تعالى يحب الشیخین
فقد اخرج البخاری من حديث حماد
عن ثابت عن انس ان رجلا سأل
النبي صلى الله عليه وسلم عن
الشاعة فقال من الشاعة قال
وماذا اعدت لها قال لا شئ الا انى
احب الله ورسوله قال انت مع
من احببت قال انس فما فرجت
بشئ فرجتا بقول النبي صلى الله عليه
وسلم وانت مع من احببت قال
انس فانا احب النبي صلى الله عليه
وسلم وابا بكر وعمر وارجو انكون
معهم ورجى اياهم وان لواء عمل
بمثل اعمالهم

ومن مسند ابى سعيد الخدري
رضي الله عنه

اما الخطبة اليه خطبها النبي صلى الله
عليه وسلم في مناقب ابى بكر رضي الله عنه
قبل موته فقد اخرج البخاری عن ابن مسعود
عن ابى سعيد الخدري قال خطب رسول
الله صلى الله عليه وسلم الناس وقال
ان الله تبارك وتعالى خير عبد
بين الدنيا وبين ما عندنا

له ان حضرت علي بن ابي طالب رضي الله عنه
ما كان من انبياء الله تعالى من انهم كانوا
كل واحد منهم كان له من الدنيا ما يشاء

میں نے سمجھا کہ شاید وہ میں ہی ہوں البتہ میں نے
پوچھا کہ قریش کے کس شخص کا ہے؟ فرشتوں نے کہا میں خلا
کہا کہ حضرت انس کا صحبت شیخین کو جناب ابی میں وسیلہ
تقریب بنانا ہے بخاری نے براویث حماد ثابت سے انھوں نے
حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے قیامت کو پوچھا کہ کب ہوگی؟ حضرت نے
فرمایا کہ تم نے قیامت کے لئے کیا سامان کیا ہے؟ اس نے عرض
کیا کہ کچھ نہیں سوا اس کے کہ میں اللہ کو اور اس کے رسول کو
دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ تم جس سے محبت کرتے ہو
(قیامت میں) اسی کے ساتھ ہو گے۔ حضرت انس نے یہ
حدیث بیان کر کے کہا کہ ایسی خوشی ہم لوگوں کو کبھی نہیں
ہوئی جیسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوئی
کہ تم اسی شخص کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو
کیونکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابوبکر و عمر رضی
اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور چونکہ میں ان سے محبت
رکھتا ہوں اس لئے امید رکھتا ہوں کہ (قیامت میں) انہی
کے ساتھ ہوں گا گو میں نے ان کے جیسے کام نہیں کئے۔

مسند ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ (۶) روایت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپ نے اپنی وفات
سے (پانچ دن) پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب
میں بیان فرمایا ہے بخاری نے ابن مسعود سے انھوں نے
حضرت ابی سعید خدری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قبل از وفات) خطبہ
پڑھا اور فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر ہے (اپنے) ایک بندہ کو
دنیا اور آخرت میں اختیار دیا کہ چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے

لے ان حضرت علی بن ابي طالب رضي الله عنه
ما كان من انبياء الله تعالى من انهم كانوا
كل واحد منهم كان له من الدنيا ما يشاء

فَاخْتَارَ ذَلِكَ الْعَبْدَ مَا عِنْدَ اللَّهِ
 قَالَ فَبِكَيْ ابُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَعَلْنَا
 لِبُكَاشَةِ أَنْ يُخَيَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ
 فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ هُوَ الْخَيْرُ وَكَانَ ابُو بَكْرٍ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ أَعْلَمُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ
 أَمْرِ النَّاسِ عَلِيٌّ فِي مَحَبَّتِهِ وَمَالُهُ
 ابُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَخَوِّفًا لِأَخِي لَا
 لَأَخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ إِخْوَةُ
 الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّةُ لَا يُبْقِيَنَّ فِي
 الْمَسْجِدِ بَابُ الْأَسَدِ إِلَّا بَابُ
 ابِي بَكْرٍ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلٍ عَنْ ابِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَسَكَرَ جُلُوسَ عَلَى الْمَذْبُوحِ فَقَالَ
 إِنَّ عَبْدًا أَخِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بَيْنَ ابْنَيْهِ
 مِنْ نَهْرٍ هَذِهِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ
 مَا عِنْدَكَ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَكَ ثُمَّ
 ذَكَرَ غَوَا مِمَّا تَقْدِمُ وَأَمَّا مَا قَبِ
 عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَدْ أَخْرَجَ الْخُفَرِيُّ
 عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ ابِي أُمَامَةَ
 بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنْظَلٍ عَنْ ابِي سَعِيدٍ
 الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا
 أَنَا وَنَارُ سَرَايَةِ النَّاسِ عَرَضُوا
 عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قَمِيصٌ فَمِنْهَا مَا يَسْلُمُ
 النَّاسُ مِنْهُ وَمِنْهَا مَا يَسْلُمُ دُونَ ذَلِكَ

وَعَمْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَمْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَدِيمٌ
 يَحْتَجُّونَ قَالُوا فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ قَالَ الدِّينَ وَأَمَّا بَشَاؤُ الْيَتِيمِ
 بِالْجَنَّةِ وَالْأَسْأَرَةِ إِلَى انْجِهَامِ
 النَّسَاقِينَ الْمُقَرَّبِينَ فَقَدْ أَخْرَجَ
 التِّرْمِذِيُّ مِنْ طَرِيقِ سَالِمِ بْنِ
 ابِي حَفْصَةَ وَالْأَعْمَشِ وَجَمَاعَةٍ
 عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ عَنْ ابِي سَعِيدٍ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِنَّ أَهْلَ الدِّيَارِ الْعِلَّةَ لِيُؤْكَلُوا
 مِنْ خُبْزِهِمْ كَمَا تَرُونَ النَّجْمَ
 الطَّالِعَ فِي أَفْقِ السَّمَاءِ وَإِنْ أَبَا بَكْرٍ
 وَعَمْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَأَمَّا مَا سَمِعْتُمُ الْإِسْلَامَ وَالْإِسْلَامَ
 الْمِلَّةَ يَتَمُّ بِهَا فَقَدْ أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ
 حَدِيثِ ابِي الْحَجَّافِ عَنْ عَمْرِو بْنِ ابِي سَعِيدٍ
 الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ بَنِي آدَمَ وَزَيْلِهِ مِنْ أَهْلِ
 السَّمَاءِ وَزَيْلِهِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَا وَزَيْلِي
 مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجَبْرِئِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا
 وَزَيْلِي مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعَمْرُ
 وَأَمَّا الدَّلِيلُ عَلَى خِلَافَتِهِمْ مِنْ حُجَّةٍ وَقَوَاعِدٍ
 خِلَافَتِهِمْ فِي مَوْتِهِ أَمْرًا الْخَيْرِ فَقَدْ
 أَخْرَجَ أَحْمَدُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ
 عَمْرِو بْنِ ابِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ عَلَيْكُمْ أَمْرًا
 يَطْمَئِنُّ عَلَيْهِ الْقُلُوبُ وَتَلِينُ لِحْمُ
 الْحُلُودِ ثُمَّ يَكُونُ عَلَيْكُمْ

لے وزیر کے معنی لغت میں مددگار۔ اور یہاں ہے کہ جو شخص کسی کا کسی کام میں مددگار ہو اس کے بعد اس مددگار سے زیادہ اس کام کا کوئی مستحق ہو سکتا ہے جس پر حق ہے۔

امراء قسما منہم القلوب وتفسر منہ
الجایو فقال رجل افلا تغافلکم یا رسول اللہ
قال لا ما اقاموا الصلوة

ومن مسند جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ عنہ

اما ان الخلافة لقریش فقد اخرج
احمد من حدیث ابن جریج عن ابی الزبیر
عن جابر بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال للناس بیعت لقریش فی الخیر والشر ولانا
الدلیل علی خلافة الخلفاء فقد اخرج
احمد والحاکم من حدیث الزبیدی
عن ابن شہاب عن عمر بن ابیان بن عثمان
عن جابر بن عبد اللہ انه کان یحدث
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
اوری اللیلة سرجا صلیا ان ابابکر
رضی اللہ عنہ ینیط برسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وینطعہما باقی بکر
وینطع عثمان یعمہ قال جابر قلما قمنا
من عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قلنا اما الرجل لصلی اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم واما ما ذکر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من نوط بعضهم ببعض ولانہ
هذا الامر الذی یجوز بہ نبیہ صلی
اللہ علیہ وسلم واما بشارتہم بلیعہ
فقد اخرج احمد من حدیث عبد اللہ
بن محمد بن حقیل بن ابی طالب عن جابر
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطعمکم
علیکم من فیتہ هذا الصور رجل من اهل الجنة

ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن سے دل متغیر ہوں گے اور جن کے
نام سے جسم پرور گئے کھڑے ہوں گے ایک شخص نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم ایسے (ہم سے) حاکموں سے قتال
کریں حضرت نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں۔

مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۸ - روایت)
{ خلافت کا خاص قریش کے لئے (مخصوص) ہونا } (امام
احمد نے بروایت ابن جریر ابی الزبیر سے انھوں نے حضرت
جابر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ لوگ خیر و شر (دونوں) میں قریش کے تابع ہیں۔
{ خلفاء راشدین } کے خلافت کی دلیل { (امام) احمد
اور حاکم نے بروایت زبیدی ابن شہاب (زہری) سے انھوں
نے عمرو بن عیون سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے نقل
کیا ہے کہ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ آج کی شب ایک نیک مرد کو خواب میں دکھایا
گیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عمر ابوبکر (کے دامن)
سے لٹکائے گئے اور عثمان (کے دامن) سے لٹکائے گئے
حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت سے آئے تو ہم نے کہا کہ نیک مرد تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک دوسرے (کے دامن) سے لٹکایا جانا ذکر فرمایا تو
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کام (یعنی دین) کے ساتھ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مجتہد ہوتے ہیں یہ لوگ (آپ کے بعد)
اس کام کے والی (اور حاکم) ہوں گے۔ { خلفاء راشدین }
کے لئے جتنی ہونے کی بشارت { (امام) احمد بروایت عبد اللہ
بن محمد بن حقیل بن ابی طالب حضرت جابر سے نقل کرتے ہیں
وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجوروں کے
اُس جھنڈ کے نیچے سے (ابھی) ایک جتنی مرد تمہارے پاس آئے ہیں

حضرت جابر کہتے ہیں کہ (آپ کے فرمانے کے بعد) حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہم نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے فرمانے (کے بموجب جنت) کی بشارت دی۔ پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ
کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جتنی مرد تمہارے پاس
آئے (اتنے میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے حضرت
جابر کہتے ہیں ہم نے ان کو (ابھی) جو آنحضرت نے فرمایا تھا
اُس کی بشارت دی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جتنی مرد تمہارے
پاس آئے ہیں۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ تشریف لائے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تھا اُس کی بشارت ان کو (ابھی) دی۔ پھر فرمایا کہ کھجوروں
کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جتنی مرد تمہارے پاس آئے ہیں پھر
آپ نے تین مرتبہ دعا مانگی یا اللہ! اگر تو چاہے تو آئے قال
علی بنیوں۔ حضرت جابر کہتے ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ
عنہ تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
مناقب اہل حاکم نے محمد بن مسکد سے انھوں نے حضرت
جابر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ آپ کے پاس
قبیلہ عبد القیس کے وفد آئے ان میں سے بعضوں نے کچھ
گفتگو کی اور عمدہ تقریر کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابوبکر کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوبکر
جو کچھ انھوں نے کہا تم نے سنا۔ حضرت ابوبکر نے جواب
دیا کہ ہاں اے رسول اللہ! میں نے (سب سنا) سمجھ لیا

لے: دفعہ سے قاصدہ تہجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اطراف دیا جبکہ وہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے سنا
تھا کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کو حضرت کو کہا کہ اس کی تعلیم آپ سے حاصل کریں۔ قبیلہ عبد القیس کے وفد میں ابوبکر نے جواب
دیئے تھے ان لوگوں نے سب سے پہلے اپنے استیذان کیا اور ابوبکر نے ان کے بار بار حاضر ہونے سے منع کیا اور اس بات کی درخواست کی کہ آپ
کو کسی خاص اور غرض سے نہ کہ کوئی خاص قوم کو بتادیں اور اس پر ان کے کہنے کے مستحق ہو جائیں چنانچہ حضرت نے ان کو کسی خاص
فرمان سے کام نہ لے کر قبیلہ عبد القیس کا وفد فرمایا تھا وہ تھا اور اس کے سب سے پہلے انہیں بشارت مفیہ معلوم حاصل ہوئے۔

البحر قال ليس عليك منها
يا أسير الموقنين من ان
بيدك وبينهما باباً مغلقاً
قال عمر أيسر الباب ام يغلق
قال لا بل يسر قال عمر
إذا لا يخلق أبداً قلت أجل
قلت الخديفة اكان عمر
يعلمو الباب قال نعم كما
أعلمون دون غيا اللبلة و
ذلك ان حدثت حدیثاً لیس
بالأغلب ليط فجهنم ان سأل
من الباب فاسترنا مسروقاً
فسأله فقال من الباب قال
عمر واخرج الحاکم من حدیث
سفیان عن منصور عن
سری عن حدیث قال کان
الاسلام فی زمان عمر کالجمل
المقبل لا یزداد الا قرباً
فلما قتل عمر کان کالجمل
المؤبد لا یزداد الا بعداً
واما الدلالة علی خلافة
عثمان رضی اللہ عنہ واثبت
اذا قتل لا یتقیہم امر الخلافة
ابداً فقد اخرج الترمذی
عن عبد اللہ بن عبد الرحمن
الا نصاری الا شغل عن حدیث
بن الیمان ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال
والذی نفسہ بید

موج زن ہوگا۔ حضرت خدیفہ کہتے ہیں میں نے کہا اے
امیر المؤمنین! آپ کو اس فتنہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیے
کیونکہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ
(حاصل) ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائیگا
یا کھولا جائے گا۔ حضرت خدیفہؓ نے جواب دیا دھکولا نہیں
بلکہ توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (لوٹ کر) کہیں
بند نہ ہوگا (حضرت خدیفہؓ کا بیان ہے کہ) میں نے کہا ہاں
(بیشک ایسا ہی ہوگا۔ شقیق کہتے ہیں کہ) ہم نے حضرت
خدیفہؓ سے پوچھا کہ حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ دروازہ کون
ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہاں (خوب جانتے تھے) جیسا
کہ میں جانتا ہوں کہ کل (دن) کے بعد رات ضرور (ہوئی) اور
اور یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ میں نے ان سے کوئی بھیجی
بات نہیں کہی تھی (بلکہ صاف صاف حدیث بیان کی تھی)
پھر ہماری جرأت نہ ہوئی کہ حضرت خدیفہؓ سے دریافت
کریں کہ دروازہ (سے) کیا (مراد) ہے لہذا ہم نے مسروق
سے کہا کہ وہ ان سے دریافت کریں۔ چنانچہ انھوں نے حضرت
خدیفہؓ سے پوچھا کہ دروازہ کون تھا؟ انھوں نے جواب دیا
حضرت عمرؓ (ہی دروازہ تھے) اور حاکم بروایت سفیان
منصور سے وہ یہی ہے وہ حضرت خدیفہؓ سے روایت کرتے
ہیں کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام مثل ایک
بائے شخص کے تھا جو سامنے سے آ رہا ہو کہ ہر ساعت اس کا
قرب بڑھتا جاتا ہے پھر جب حضرت عمرؓ نے شہادت پائی تو
اسلام مثل اس شخص کے ہو گیا جو (ہماری طرف سے) پیچھے
چل دیا ہو کہ وہ (ہم سے) دور ہی ہوتا جاتا ہے۔ حضرت
عثمانؓ کی خلافت کی دلیل اور یہ کہ جب وہ شہید ہوئے
تو پھر امر خلافت کبھی سقیم نہ ہوگا (خرذی نے عبد اللہ
بن عبد الرحمن انصاری اشہلی سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت
خدیفہؓ بن یحییٰ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس ذات کی جیکے ہاتھ میں

کو قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم لوگ اپنے امام کو قتل نہ کرو گے
اور یا ہم شمشیر زنی نہ کرو گے اور تمہارے برے لوگ تمہاری
دنیا کے وارث نہ ہوں گے۔ حضرت خدیفہؓ کا قول حضرت
عثمانؓ سے بغاوت کرنے والوں کے حق میں! حاکم نے یہی
بن جراحس سے روایت کی ہے یہی کہتے ہیں کہ جس زمانہ
میں لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر خروج کیا تھا میں ملائیں میں
حضرت خدیفہؓ کے پاس گیا انھوں نے مجھ سے دریافت کیا
کہ لے بیٹے! تمہاری قوم کے لوگوں نے کیا کیا؟ میں نے کہا
آپ ان کے کس مال کے متعلق مجھ سے دریافت کرتے ہیں؟
حضرت خدیفہؓ نے کہا تم میں سے اس شخص (یعنی حضرت
عثمانؓ) پر کس کس شخص نے خروج کیا ہے۔ پھر میں نے ان
لوگوں کے نام لے کر بغاوت پر نکلے تھے تو حضرت خدیفہؓ نے
کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ
فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جدا ہو اور اس نے امارت
(اسلام) کو ذلیل کیا وہ (قیامت میں) اللہ سے اس حال
میں لے گا کہ اس کے پاس اس کے (بچاؤ کے) لئے کوئی جنت
نہ ہوگی۔ اس امر کی دلیل کہ حضرت علیؓ مسیحی خلافت پر
مگر امت ان پر متفق نہ ہوگی اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے انھیں خلیفہ نہیں کیا! حاکم نے یہ روایت شریک بن عبد اللہ
عثمان بن عیمر سے انھوں نے شقیق بن مسلم سے انھوں نے
حضرت خدیفہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے صحابہؓ نے
عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کسی کو ہم پر اپنا جانشین
بنادیتے (تو اچھا تھا) آپ نے فرمایا اگر میں کسی کو تم پر
خلیفہ بنادوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب
(آہی) نازل ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ حضرت
علیؓ کو اپنا خلیفہ کر جائیں (تو بہت مناسب ہے) آپ نے
فرمایا کہ تم (ایسا) نہ کرو گے اور اگر (ایسا) کرو تو تم ان
کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو راہ
ہدایت پر چلا دیں گے۔ (راشدین) کی خلافت کی دلیل

لا تقوم الساعة حتی تقتلوا امامکم
فسقطت دون باسیا فکم ویرث دنیاکم
شارکوا آتوا قولہ فی الخارجین صلے
عثمان فقد اخرج الحاکم عن ریح
بن جراحس قال انطلقت الی
حدیفة بالمداشن لیالی سار
الناکس الی عثمان فقال یا بنی
ما فعل قومک قلت عن امتی کلم
سأل قال من خرج منهم الی
هذا الرجل فسمیت له سجالا
سمن خرج فقال سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
من فاسرق الجماعة واستذل
اکامارہ لے اللہ ولا تحجة له
عد لا واما الدلالة علی ان
علیاً حقیق بالخلافة ولکن
اکامارہ لا یقیم علیہ فلذلک
لو یستخلف فی الشیء صلی اللہ علیہ
وسلم فقد اخرج الحاکم من
طریق شریک بن عبد اللہ عن
عثمان بن عیمر عن شقیق بن مسلم
عن حدیفة قال قالوا یا رسول اللہ
کیا استخلفت علیاً قال ان استخلف
علیکم خلیفۃ فتعضوا ینزل العذاب
قالوا لو استخلف علیاً علیاً
قال استکم لا تفعلون وان
تفعلوا یخذلوا ہذا بالجمہور
یسئلکم سکو الطریق المستقیم
واما ما بدل علی خلافتہم

وضعتن غرسن فتناو لهن العتبه
 صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتن
 فی بید عثمان فسبقن حتی سمعت
 لهن حنیئاً کھنین السخل شتم
 وضعتن غرسن واما ان عمر
 عذرت یقتلہ بہ فیما
 امر و سن فقد اخبر الحاکم
 من حدیث هشام بن الغار
 عن ابن جحلان ومحمد بن
 اسحق عن مکحول عن حفص
 بن الحارث عن ابی ذر قال
 مر فی عکبہ فقال
 نعم نعم الفی قال فی عکبہ
 ابو ذر فقال یا کف استغفر لی
 فقال یا ابا ذر استغفر لک
 وانت صاحب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم قال استغفر
 لی قال لا اؤخذ بک فقال
 انک مررت عکبہ فقال نعم
 ایقظہ وانی سمعت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ
 جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ۔

و من مسند مقداد

ابن الاسود

اما معاویہ اللہ تعالیٰ الظالم
 علی ایدی الخلفاء فقد اخرج
 احمد من حدیث سلیم بن عامر
 قال سمعت ابا عبد اللہ بن اسود

یقول سمعت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم
 یقول لا یبغ علی ظہر
 الا سرج بکث مذکر ولا
 وکبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ
 الاسلام یعنی عزیر او ذل
 ذلیل اما یخرجہم اللہ فیعلم
 من اهلہا او یذلہم ید یقول
 لہا۔

و من مسند خباب
 ابن الارت

اما معاویہ اللہ عز وجل
 الظالم علی ایدی الخلفاء
 فقد اخرج ابو یعلیٰ من
 حدیث اسمعیل عن
 قیس عن خباب قال شکونا
 الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم وهو متوہد ببدن لہ
 فی ظن الکعبہ فقلنا لا شکور
 لنا فخلص منکم او جہہ فقال
 قد کان من قبلکم یؤخذ
 الرجیل فیخفر لہ فی الارض
 شتم یجاء بالمشاہر فیجعل
 فوقی سرائرہ ما یضربہ عن
 دینہ او یضربہ بالمشاہد لہ ما
 دون لحمہ من عظم وخصب ما یضربہ
 عن دینہ ویکفین اللہ لہ الا لمر

وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ
 فرماتے تھے کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا مکان اور کوئی اون کا
 غیر (یعنی ایسا باقی رہے گا کہ اللہ تعالیٰ کسی مستحق عزت کو
 عزت دے کر یا کسی مستحق ذلت کو ذلت کر کے کلمہ اسلام کو
 اس میں داخل نہ کر دے۔ عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ
 ان کو اہل اسلام میں سے کر دے اور ذلیل کرنے کی صورت
 یہ ہے کہ وہ اسلام کے حکوم ہو جائیں (یعنی جبر دینے لگیں)
 مسند خباب بن ارت رضی اللہ عنہ (۱) اللہ عز وجل کے
 وعدے جو خلفاء

(راشدین) کے ہاتھوں پر پورے ہوتے (۲) ابو یعلیٰ بروایت
 اسمعیل نقل کرتے ہیں وہ قیس سے وہ حضرت خباب سے روایت
 کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم نے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے (گفاری ایذا رسانی کی) شکایت کی آپ اس
 وقت کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر سے کچھ لگائے لیٹے تھے ہم نے
 عرض کیا کہ آپ ہماری شہرت کے لئے کیوں نہیں (حق تعالیٰ
 سے) دعا فرماتے (آپ یسک) اٹھ بیٹھے اور (فرما غصبتے)
 چہرہ (مبارک) سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے (اور اتوں
 میں) یہ حال تھا کہ مرد (مومن) پکڑ لیا جاتا تھا پھر اس کے
 لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا (اور وہ اس میں نصف جسم
 تک گاڑ دیا جاتا) پھر اس پر آہ چلتا (دگر وہ آف ذکر)
 اور یہ ظلم شدید) اسے اس کے دین سے منحرف نہ کر سکتا تھا
 یا کسی کے جسم میں (تیز دانتوں والا) لوبے کا لٹکا کرتے تھے
 جس سے اس کا تمام پوست اور گوشت اڑ جاتا اور گھسے کے
 دندانے بڑی اور پٹھے تک پہنچ جاتے (دگر وہ کچھ پروا نہ کرتا
 یہ تشدد بھی) اسے اس کے دین سے منحرف نہ کر سکتا تھا (لہذا
 تم کو بھی لازم ہے کہ گفاری ایذا رسانی پر صبر کرو و کھو ایک
 دن وہ ہوگا) کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کو پورا کرونگا (اور
 ہر جگہ اسلام ہی اسلام نظر آئے گا اور ہر طرح امن ہو جائیگا)
 لے مٹی کے گھر اور ان کے غیر سے یہ راوی کہ ہر قسم کی آادی میں ہر طبقہ کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت ہوگی۔

حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے لے لئے (اور زمین پر رکھ دیئے)
 سنگریزے خاموش ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ان (سنگریزوں) کو (زمین سے) لے کر حضرت
 عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھا وہ پھر تیج پڑھنے لگے اور میں نے
 بدستور سابق ان کی آواز سنی۔ پھر آپ نے وہ سنگریزے
 حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے اٹھائے سنگریزے خاموش ہو گئے
 حضرت عمرؓ محدث ہیں وہ جو حکم کریں یا کوئی سنت دروا
 طریقہ نکالیں اس میں ان کی اقتدا واجب ہے (حاکم نے
 بروایت هشام بن غار نقل کیا ہے وہ ابن جحلان اور محمد
 بن اسحاق سے وہ (دونوں) مکحول سے وہ حفص بن
 حارث سے وہ حضرت ابو ذر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے
 تھے کہ ایک جوان حضرت عمرؓ کے پاس ہو کر گزرا تو حضرت
 عمرؓ نے فرمایا کہ کیا اچھا جوان ہے راوی کہتے ہیں کہ حضرت
 ابو ذرؓ اس جوان کے پیچھے ہوئے اور اس سے کہا کہ اے
 جوان! تم میرے لئے (خدا سے) مغفرت کی دعا کرو۔ اس نے
 جواب دیا کہ اے ابو ذرؓ! میں آپ کے لئے دعا سے مغفرت کر لیا
 حالانکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں
 (مجھے بدرجہا افضل ہیں) حضرت ابو ذرؓ نے (پھر) کہا کہ
 میرے لئے دعا سے مغفرت کرو۔ اس جوان نے کہا کہ میں
 دعا ذکروں گا یہاں تک کہ آپ (اس امر کے سبب سے)
 مجھے آگاہ فرمائیں۔ حضرت ابو ذرؓ نے کہا کہ تم (ابھی) حضرت
 عمرؓ کے پاس ہو کر گزرتے تو حضرت عمرؓ نے تمہارے حق
 میں فرمایا کہ اچھا جوان ہے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور
 دل پر جاری کر دیا ہو (لہذا میں تم سے دعا کا طالب ہوں)۔
 مسند مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ (۱) جو خلفائے راشدین
 کے ہاتھوں پر پورے ہوتے (۲) (الحکم) احمد نے بروایت سلیم
 بن عامر نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت مقداد بن اسودؓ

حتى يسير الكركب من صنعاء الاحضر موت
لا يغضب الا الله عز وجل والذئب
على عظمه ولكنكم تعجلون
ومن مسند بريدك الاسلمى
رضى الله عنه

آمان ابابكر صديق وهاشيدان
فقد اخرج احمد عن الحسين بن واقد
عن عبد الله بن بريد عن ابيه ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان
جالسا على حراء ومعه ابوبكر وعمر
وعثمان فحول الجبل فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ائتوا
فانما عليكم نبأ او صديق او
شهيدان واما حديث القرظ فله
اخرج احمد عن عبد الله بن خولة
قال كنت ايسر مع بريد الاسلمى
فقال سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول خير هذه
الامة القراء الذين يبعث انا
فيه ثم الذين يلوونهم ثم الذين
يلوونهم ثم يكون قوماً سبق شهادتهم
ايما نهم وايما نهم شهادتهم
واما حديث الامامة فقد اخرج
احمد عن عبد الملك بن عمار عن
ابن بريد عن ابيه قال مرض
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
مروا ابابكر يصلي بالناس فقامت
عائشة يا رسول الله ابى سهل فقي

مسند بريدك الاسلمى رضى الله عنه
۵- روایت

عمره اور حضرت عثمان کا شہید ہونا (امام) احمد نے حسین
بن واقد سے روایت کی ہے وہ عبد اللہ بن بريد سے وہ اپنے
والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ایک (مرتبه) رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کوہ) حراء پر بیٹھے تھے اور آپ کے
ساتھ ابوبکر اور عمر اور عثمان تھے ناگاہ پہاڑ نے جنبش کی
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حراء !
ٹھہر جا تجھ پر تو نبی یا صديق یا ہاشید ہیں۔ (حدیث
قرون (ثلث) (امام) احمد نے عبد اللہ بن خولہ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت بريد الاسلمی کے
ساتھ (کہیں) جا رہا تھا انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اس امت
میں بہت لوگ اس زمانے کے ہیں جس میں میں مبعوث ہوا
پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے
بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ ہوں گے کہ جن کی شہادت
ان کی قوموں سے سبقت کرے گی اور ان کی قسمیں ان کی شہادت
سے سبقت کرے گی۔ (حدیث امامت (نماز) (امام) احمد
نے عبد الملك بن عمار سے روایت کی ہے وہ ابن بريد سے
وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا
کہ اے لوگو! ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں
(اس میں) حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے والد
والد (ایک) نرم دل آدمی ہیں (شاید وہ نماز پڑھا سکیں

فقال مروا ابابكر يصلي بالناس
فان كنت صواحبات يوسف
فاقر ابوبكر الناس وامانا فب
عمر رضی اللہ عنہ فقد اخرج
احمد عن حسين بن واقد عن عبد الله
ابن بريد قال سمعت ابي
يقول اصبح رسول الله صلى
الله عليه وسلم فدا عبد الله
فقال اے بلال یم سبقتنی الی الجنة
ما دخلت الجنة قط
الا سمعت حشختك اماري
لاني دخلت الباسحة الجنة
فسمعت حشختك فاني
على قصر من ذهب مرتفع
مشرف فقلت لمن هذا
القصر قالوا لرجل من العرب
قلت انا عري لمن هذا
القصر قالوا لرجل من المسلمين
من امة محمد صلى الله
عليه وسلم قلت فانا محمد
لمن هذا القصر قالوا لعمر بن
الخطاب فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لولا غيرتك لدخلت
القصر فقال يا رسول الله
ما كنت لا غشرا عليك وقال
بلال یم سبقتنی الی الجنة
فقال ما حدثت الا توصات
وصكيت سركتين فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم هذا

۱۰ اس حدیث کی شرح صفحہ (۳۳۰) میں گزر چکی ہے۔

المیزان فقد اخرج الحاکم عن
سعید بن جهمان عن سفینہ مولى
ام سلمة قال كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم اذا صلى الصبح اقبل
على اصحابه فقال ايكم سراي رؤيا
فقال رجل انا يا رسول الله كان
میزان انزل به من السماء فوضعت
في كفتي ووضعت ابوبكر في كفتي
اخرى فزحمت باي بيكر فزحمت
وترك ابوبكر مكانه فجي بعمر
ابن الخطاب فوضع في الكفة الاخرى
فخرج ابوبكر ثم رفع ابوبكر وخرج
عثمان فخرج عمر ثم خرج عمر
ورفع الميزان قال فتغير وجه
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثم قال خلافة النبوة ثلاثون
عاماً ثم يكون ملك قال سعید
بن جهمان فقال لي سفينة امسك
سكتة ابي بكر وعشر اعمرو
ثلاثة عشر عثمان وسبعة اعلی
ورمن مسند عمر باض
بن ساریة

اما وجوب اتباع سنان الخلفاء
الراشدین فقد اخرج ابن ماجه
من حديث عبد الرحمن بن مهدی
عن معاوية بن صالح عن حماد بن
حبیب عن عبد الرحمن بن عمر والسلم
انه سمع العباس بن ساریة يقول

خواب سے [حاکم نے سعید بن جهمان سے روایت کی ہے وہ
سفینہ مولى حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ صبح
کی نماز سے فارغ ہوتے تو صبح کی جانب متوجہ ہو کر ان
سے استفسار فرماتے کہ تم میں سے کسی نے شب کی کوئی خواب
دیکھا ہے (چنانچہ ایک روز آپ کے استفسار پر) ایک شخص
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک
ترازو آسمان سے آتاری گئی پھر اس کے ایک پل میں آپ
رکے گئے اور دوسرے پل میں حضرت ابوبکر تو آپ حضرت ابوبکر
سے وزنی نکلے پھر آپ پر اسے اٹھاتے گئے اور حضرت ابوبکر
اسی جگہ رہنے دیتے گئے پھر حضرت عمر بن خطاب لائے گئے
اور دوسرے پل میں رکھ کر تولے گئے تو حضرت ابوبکر وزنی
نکلے پھر حضرت ابوبکر اٹھاتے گئے اور حضرت عثمان لائے
گئے (اور حضرت عمر کے ساتھ تولے گئے) تو حضرت عمر ان
سے وزنی رہے بعد ازاں حضرت عمر پر اسے اٹھاتے گئے اور
وہ ترازو (بھی) اٹھ گئی۔ (اس خواب کو شکر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا پھر فرمایا
کہ خلافت نبوت تیس برس رہے گی پھر بادشاہت چھ برس
سعید بن جهمان کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سفینہ نے کہا
حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دو برس لو اور دس برس
حضرت عمرؓ کی خلافت اور بارہ برس حضرت عثمانؓ کی
خلافت اور پچھ برس حضرت علیؓ کی خلافت (یہ سب
تیس برس ہوتے۔)

من عبد باض بن ساریة رضى الله عنه
۲- روایت

واجب الاتباع ہونا [ابن ماجہ نے روایت عبد الرحمن بن
مهدی نقل کیا ہے وہ معاویہ بن صالح سے وہ شمرہ بن
حبیب سے وہ عبد الرحمن بن عمرو بنی سے روایت کرتے تھے
وہ کہتے تھے میں نے عباس بن ساریہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ

(ایک مرتبہ) ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا
وعظ سنایا کہ اُسے شکر آنکھیں روئیں اور دلوں میں خوف
الہی پیدا ہوا ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ وعظ تو
رخصت ہونے والی نصیحت معلوم ہوتی ہے آپ ہم کو کیا
وصیت فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایسے صفا
راستہ پر چھوڑا ہے کہ اس کی رات مثل دن کے (روشن)
ہے اس راستہ سے میرے بعد کوئی نہ بٹے گا مگر وہ شخص جو
بلاک ہونے والا ہے میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا
وہ حقیر بہت کچھ اختلاف دیکھے گا۔ پس تم اپنے آپ پر لازم
سمجھو میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین
کی سنت کو جو تم کو معلوم ہو اس کو دانت سے مضبوط کرلو
اور اپنے سرداروں کی اطاعت ضروری جانو اگرچہ (تھکنا)
سردار ایک حقیر حبشی غلام ہو کیونکہ تم مومن (احکام شریعت
کے سامنے) نکیل پڑے ہوئے آؤنٹ کے مثل ہوتا ہے جس
طرف چاہیں اُسے لے جائیں وہ ہر طرح مطیع ہے۔ (اللہ
کے وعدوں کا خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر ظاہر ہونا)
(آمان) احمد نے بروایت اسمعیل بن عیاش نقل کیا ہے
وہ شمس سے وہ شریح بن عبید سے روایت کرتے تھے وہ
کہتے تھے کہ عباس بن ساریہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (اکثر اوقات) تشریف لایا کرتے
تھے (ہم لوگ اُس وقت غریب اور نادار تھے) اور ہم لوگ
خوکیہ پینے ہوتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ اگر تم واقف
ہو جاؤ اس سے جو تمہارے لئے (آخرت میں) ذخیرہ رکھا
گیا ہے تو تم کو دنیا کے عیش نہ ہونے کا اور جو تمہیں
نہیں دیا گیا ہے اُس کے نہ ملنے کا ہرگز غم نہ ہو (اور دنیا
کی یہ تکالیف بھی سہل نہ رہیں گے بلکہ) تمہارے لئے
فارس اور روم (کے بڑے بڑے ملک) فتح ہو جائیں گے۔

اے عجب کہتہ کہ کہہ جتے ہیں یہ کڑہ بہت چھوٹا اور بہت تنگ راستہ داموں کا ہوتا تھا مطلب یہ جو کہ استقامت و جبر
نہ تھا کہ ایک کڑہ بہت چھوٹا اور بہت تنگ راستہ داموں کا ہوتا تھا مطلب یہ جو کہ استقامت و جبر

مُرُوا بِاللَّهِ فَلْيُؤْذَنُوا وَمُرُوا بِالْبَيْتِ
فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَبْ عَلَيْهِ
فَأَقِ فَتَقَالَ احْضَرْتُ الصَّلَاةَ
قَالُوا نَعَمْ قَالَ مُرُوا بِاللَّهِ
فَلْيُؤْذَنُوا وَمُرُوا بِالْبَيْتِ فَلْيُصَلِّ
بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ ابْنِي
سَهْلًا أَسِيفٌ فَإِذَا قَامَ مَقَامَكَ
يَبْكُ لَا يَسْتَطِيعُ فَلَوْ أَمَرْتُ
عَيْنًا لَمْ تَنْصَبْ عَلَيْهِ
فَأَقِ فَتَقَالَ مُرُوا بِاللَّهِ
فَلْيُؤْذَنُوا وَمُرُوا بِالْبَيْتِ فَلْيُصَلِّ
بِالنَّاسِ فَإِنْ كُنْ صَاحِبُ
يُوسُفَ قَالَ فَأَمْرٌ بِلَالٍ
فَأَذَنَ وَأَمْرٌ ابْنِ بَكْرِ فَصَلَّ
بِالنَّاسِ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ
خُفَّهٗ فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى مَنْ
أَشْرَكَ عَلَيَّ بِخُفَّيْ بَرِيَّةٌ
وَسَهْلٌ أَخْرَقَ أَشْرَ عَلَيْهِمَا
فَلَمَّا سَأَلَ ابْنُ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَنْتَقِصَ
فَأَمَّا إِلَيْهِ انْثَبَتْ مَكَانَكَ
ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ بَكْرٍ
حَتَّى قَطَعَ ابْنُ بَكْرٍ صَلَاتَهُ ثُمَّ إِنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى
وَمِنْ مُسْنَدِ عُرْفَةَ الشَّيْخِ
أما حديث الوزن فقد اخرج الشيخان
فَلْيَبْنَ مَالِكٌ عَنْ عُرْفَةَ الرَّجُلِ قَالَ

صَلَّى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْفَجْرَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ
فُتِنَ اصْحَابِي اللَّيْلَةَ فُتِنَ
ابْنُ بَكْرٍ فُتِنَ شَوْزَنُ شَوْزَنُ عَمْرٍ
فُتِنَ شَوْزَنُ شَوْزَنُ عُمَرُ
فُتِنَ وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ
وَمِنْ مُسْنَدِ عِيَّاضِ
بْنِ حَمَارٍ الْمَجَاشِعِيِّ
حَدِيثُهُ فِي أَنَّ اللَّهَ نَظَرَ إِلَى رِجْلِ
الْإِسْرِ فَمَقَّتْهُ عَمْرٍو وَفُتِنَ
فَقَدْ أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عِيَّاضِ
بْنِ حَمَارٍ الْمَجَاشِعِيِّ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ كَلَّا
أَنْ سَرَّيْتُ أَمْرِي أَنْ أَعْلَمَكُمْ
مَالِيَهُمْ مَتَى عِلْمِي يَوْمِي هَذَا
كُلُّ مَالٍ تَحْلَتُهُ عَبْدًا أَحْلَلْتُ
وَأَنْ تَخْلُقَ عِبَادِي خُفَّاءَ
كَلْبَةٍ وَاتَّهَمُوا اتَّهَمُوا
النَّشِيطِينَ فَاحْتَالَتْهُمْ عَنْ
دِيْنِهِمْ وَحَزَمَتْ عَلَيْهِمْ مَا
أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يَشْرَكُوا
بِي مَا لَوْ أُنْزِلَ بِهِ سُلْطَانٌ
وَأَنَّ اللَّهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْإِسْرِ
فَمَقَّتْهُ عَمْرٍو وَفُتِنَ
أَلَا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَ
قَالَ بَعَثْتُكَ لَا يَتَّبِعُكَ وَأَتَّبِعُنِي
بِكَ وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی
پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور فرمایا کہ آج رات کو
(میں نے خواب دیکھا کہ) میرے صحابہؓ وزن کئے گئے (چنانچہ)
ابوبکرؓ وزن کئے گئے وہ (وزن میں) دوسروں سے غالب
ہے پھر عمرؓ وزن کئے گئے وہ (بھی) غالب ہے۔ پھر
عثمانؓ وزن کئے گئے تو وہ بکے رہے اور وہ (ایک) مرد
صالح ہیں (اگرچہ وزن میں ہلکے ہیں)۔
مسند عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت حدیث کہ

اللہ نے اہل زمین پر نظر کی عرب و عجم سب کو ناپسند کیا
(امام) مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت کی ہے
وہ کہتے تھے کہ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے خطبہ میں فرمایا (مے لوگو!) آگاہ رہو کہ میرے پروردگار
نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں سکھا دوں جن
سے تم ناواقف ہو اور وہ باتیں مجھے (میرے خدا نے)
آج ہی تعلیم فرمائی ہیں (وہ باتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمائی
جو مال میں اپنے بندے کو دیتا ہوں وہ حلال ہے اور میں
نے اپنے سب بندوں کو شرک سے خالی پیدا کیا ہے (مگر)
اُن کے پاس شیاطین آئے اور انھوں نے اُن کو اُن
کے دین (حق) سے بہکادیا اور جو چیز کہ میں نے اُن (بندوں)
کے لئے حلال کی تھی شیطانوں نے اُن سے اُن پر حرام کر دیا
اور (شیاطین نے) اُن (بندوں) کو حکم کیا کہ جس کی کوئی
سند میں نے نہیں اتاری اُسے میرا شرک بنائیں۔ اور
اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر کی تو اُن کے عربی عجم
(کو) بیٹے سب کو) ناپسند فرمایا مگر کچھ باقی ماند اہل کتاب
(ایسے ہیں جو اللہ کو ناپسند نہیں ہیں) اور (یہ بھی اللہ
جل شاد نے) فرمایا کہ (مے محمد!) میں نے تم کو اس لئے
(دنیا میں) بھیجا ہے کہ تم کو آزمائوں اور تمہارے ذریعہ
سے (دوسروں کو) آزمائوں۔ اور میں تم پر ایک ایسی کتاب اتاری ہے کہ

لا يغسله الماء تقرا لا نائما و
يقظان وان الله استرقي ان
أحرق قريشا فقلت سرت
أذا يث لغوا سراي فبدعوا
خبري قال استخرجهم كما خرجوا
واغزهم نغزك وانفق فستفق
عليك وابعث جيشا نبعت
خمس مئة مثله وقابل بمن
أطاعك من عصاك الحديث
ومن مسند ربيعة
بن كعب الأسلمي

حديثه في منزلة أبي بكر الصديق
رضي الله عنه عند النبي صلى الله
عليه وسلم واصحابه أخو أحمد
من حديث أبي عمران الجوني عن
ربيعة الأسلمي قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم أعطاني بعد
ذلك أرضا وأعطى أبا بكر أرضا
وجعلت الدنيا فاختلنا في عذق
نخله فقلت أنا في حادي و
قال أبو بكر هي في حادي فكان
بيننا وبين أبي بكر كلام فقال لي أبو بكر
كلية كرهها ونديم فقال لي يا ربيعة
رد علي مثلها حتى تكون قصاصا

لہا ان کا ذکر ہو گا کہ اس بات سے کہ کوئی آفت ارضی و مادی اس کتب کو دنیا سے مدمد کر کے گئی چتا تھا یہی واقعہ ہوا جس کے سبب اس کی
قدت میں مدد انتقامات زمین پر ہو گئے قرآن شریف کے بہت بعد کی کتابیں اپنی اصل حالت پر قائم نہ رہیں مگر یہ کتاب رہا اپنے اپنے حال پر ہے جبر
اس کے مبلغ سے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑا تھا

قال قلت لا افعل فقال
لي ابو بكر لتقولن لي او
لا مستعديا بين عليك رسول
الله صلى الله عليه وسلم
فقلت ما انت بغافل قال
وسريض الاسرهن وانطلق ابو بكر
رضي الله عنه الى النبي
صلى الله عليه وسلم و
انطلقت استلوا بغلاءنا
من اسلم فقالوا لي سرجه
الله ابا بكر في اتي شي يستعدي
عليك رسول الله صلى الله
عليه وسلم وهو قال لك
ما قال قال فقلت انت دون
من هذا هذا ابو بكر الصديق
لهذا اني اثنيت وهذا
ذو شعبة المسلمين اياكم
لا يثقت فداكم تنصروني
عليه في غضب في اتي رسول
الله صلى الله عليه وسلم
في غضب بغضب في غضب الله
عز وجل بغضبها فيهلك
ربيعة قالوا مات امرنا
قال اسرجعوا فانطلق ابو بكر
رضي الله عنه الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم فبعثه وحدا
حتى اتي النبي صلى الله عليه وسلم فحدث
الحديث كما كان فرفع الحق را سعة
فقال يا ربيعة مالك ولصديق

میں نے کہا کہ میں تو نہ کہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے مجھے کہا کہ
تمہیں ضرور کہنا ہوگا ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے تم پر (اس کی بابت) زور دلاؤں گا۔ میں نے کہا کہ میں ہرگز
(وہ بات) نہ کہوں گا حضرت ربيعةؓ کہتے ہیں کہ پھر میں اپنی زمین
پر ٹھہرا رہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے (ان کے جانے کے بعد)
میں بھی ان کے پیچھے روانہ ہوا پھر مجھے چند اشخاص قبیلہ
اسلم کے ملے تو انہوں نے مجھے کہا حضرت ابوبکرؓ پر خدارم
فرمائے (ہم حیران ہیں کہ) وہ کس بنا پر تمہاری شکایت کرنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہے ہیں
حالانکہ خود انہوں نے تم کو یہ کہا ہے۔ میں نے ان کو جواب
دیا کہ تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟ (سنو) یہ ابوبکر صدیقؓ
ہیں یہ ثانی اثنین ہیں اور یہ مسلمانوں کے بڑے (اور بزرگ)
ہیں تم لوگ مجھ سے الگ رہو (مبادا وہ پیچھے پھر کر اور)
ادھر متوجہ ہو کر نظر کریں اور تم کو دیکھیں کہ ان کے مقابلے
پر میری مدد کر رہے ہو اور ان کو غصہ آجائے اور (اسی حالت
سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور
آپ ان کو غضبناک دیکھ کر ان کے غصہ کے سبب (مجھ پر)
غضبناک ہوں اور ان دونوں کے غضب کے سبب سے
اللہ عز وجل غضب فرمائے اور ربيعة ہلاک ہو جائے۔ ان
لوگوں نے (مجھ سے) کہا تو اب تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟
میں نے کہا تم لوگ واپس جاؤ (اور میں تنہا خدمت نبویؐ
میں جاتا ہوں) حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف چلے جا رہے تھے اور میں بھی تنہا ان کے
پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ خدمت نبویؐ
میں پہنچے (اور میں بھی ان کے ساتھ تھا) پھر حضرت ابوبکرؓ
نے آپ کے سامنے سارا قصہ جو مجھ گزرا تھا بیان کیا پھر
آپ نے سر مبارک اٹھا کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ
ربيعة! تمہارے اور صدیقؓ کے درمیان کیا نزاع ہے؟

قلت یا رسول اللہ کان کذا
قال لی کلمۃ کہ ہما فقال
لی قل کما قلت حتی یكون قضا
فایکذ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اجل فلا تکر علیہ
ولکن قل غفر اللہ لک یا ابابکر
فقلت غفر اللہ لک یا ابابکر
قال الحسن فوالی ابوبکر رضی
اللہ عنہ و هو یسبکی۔

ومن مسند ابی بزرۃ الاسلمی

حدیثہ فی امامۃ قریش اخرج احمد
عن سيار بن سلامۃ قال دخلت مع
ابی علی ابی بزرۃ الاسلمی فقال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامراء
من قریش الامراء من قریش الامراء
من قریش لکم علیہم حق ولہم علیکم
حق ما فعلوا ثلثا ما حکوا فعدلوا
وامسوا عما فرحوا وعاهدوا فی قوا
فمن لم یفعل ذلک منهم فعدلیہ
لعنة اللہ والملائکۃ والناس اجمعین
ومن مسند عمرو بن عبسۃ

حدیثہ فی تقدم ابی بکر
الصديق فی الاسلام اخرج
احمد من حدیث سلیم بن عامر وغیرہ
عن عمرو بن عبسۃ قال ائیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وهو یحکظ قلت

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (دور اصل معاملہ تو) اب
ہی تھا (انھوں نے) مجھے ایک ایسا کلمہ کہا کہ جسے خود بڑا
مجھے پھر مجھ سے کہا کہ تم بھی وہی کلمہ میرے حق میں کہو
تاکہ بدلا ادا ہو جائے میں نے (ازراہ ادب اس سے) انکار کیا
(اس پر یہ ناخوش ہو کر آپ کے پاس آئے ہیں یہ سکر) رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (تمہارا کہنا درست
ہے) تم ان کو وہ کلمہ نہ کہو مگر ان سے کہدو کہ اسے ابوبکر
خدا تم کو بخشے (بموجب ارشاد نبوی) میں نے کہا
اسے ابوبکر! خدا آپ کو بخشے۔ حسن کہتے ہیں کہ پھر
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (وہاں سے) پھرے اور وہ
(فرط مسرت سے) روتے تھے۔

مسند ابوبزرۃ اسلمی رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت

(امام) احمد نے سيار بن سلام سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت ابوبزرۃ اسلمی کے
پاس گیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ سردار قریش سے ہیں۔ سردار قریش سے ہیں۔ سردار
قریش سے ہیں۔ تمہارا حق ان پر ہے اور ان کا حق تم پر ہے
تا وقتیکہ وہ تین کام کرتے رہیں۔ جب وہ حاکم بنائے جائیں
عدل کریں۔ اور جب ان سے رحم طلب کیا جائے رحم کریں
اور جب وعدے کریں انھیں پورا کریں اور ان میں سے جو
ایسا نہ کرے اس پر خدا کی لعنت اور فرشتوں اور سب
لوگوں کی لعنت۔

مسند عمرو بن عبسۃ رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت

مقدم الاسلام ہونے میں آ (امام) احمد نے بروایت سلیم
بن عامر وغیرہ نقل کیا ہے وہ عمرو بن عبسہ سے روایت کرتے
تھے وہ کہتے تھے کہ میں بمقام (بازار) عکاظ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا کہ

من تبعک علیٰ هذا الامر
فقال حر و عبد و معہ
ابوبکر و بلال فقال لی اسرج
حتی یمکن اللہ عزوجل لہ سولہ
واخرج احمد من طریق
عبد الرحمن بن ابی عبد الرحمن
عن عمرو بن عبسۃ قال ائیت
الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم
فقلت من تابعک علی امرک
هذا قال حر و عبد یعن
ابابکر و بلال و کان عمرو
یقول بعد ذلک فلقد ائیتنی
واقی لربیع الاسلام۔

ومن مسند سلمان الفارسی

قوله فی فضل عمر رضی اللہ عنہ
اخرج الحاکم من طریق عمران
بن خالد الخزاز عنی البیہاق
عن انس بن مالک قال دخل
سلمان الفارسی علی عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہما
وهو متکی علی وسادۃ فالتقیا
لہ فقال سلمان صدق اللہ
وسولہ فقال عمر حدثنا یا ابی
عبد اللہ قال دخلت علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو
متکی علی وسادۃ فالتقیا
شکر قال لی یا سلمان ما من
مسلم یدخل علی اخیه المسلم فیلقی

(یا رسول اللہ) اس امر میں (کہ) ہر کون کون آپ کے تابع ہو جائے
آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام۔ اس وقت آپ کے
ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت بلال تھے (یہی دونوں اس
وقت تک اسلام لائے تھے) پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ
(فی الحال) تم (اپنے گھر) واپس جاؤ (اور اپنے گھر میں رہو)
یہاں تک کہ اللہ عزوجل اپنے رسول کو قدرت (اور شوکت)
عطا فرمائے۔

(امام) احمد نے بروایت عبد الرحمن بن ابی عبد الرحمن نقل
کیا ہے وہ حضرت عمرو بن عبسہ سے روایت کرتے تھے وہ
کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر
ہوا تو میں نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) آپ کے دین پر
کون کون اشخاص آپ کے تابع ہیں! آپ نے فرمایا کہ ایک
آزاد اور ایک غلام یعنی ابوبکر اور بلال۔ اس کے بعد حضرت
عمرو (بن عبسہ) کہا کرتے تھے میں نے اپنے کو دیکھا کہ میں
اسلام میں چوتھا شخص تھا۔

مسند سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت

ان کا قول؟ حاکم نے بروایت عمران بن خالد الخزاز عنی البیہاق
نقل کیا ہے وہ حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے
تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکیہ لگائے بیٹھ
تھے آپ کے پاس حضرت سلمان فارسی آئے آپ نے ان کی
طرف تکیہ بڑھا دیا تو حضرت سلمان نے کہا کہ اللہ اور اس کے
رسول نے سچ کہا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے ابوبکر اللہ
(پر) جملہ اس وقت آپ کے کیوں کہا) ہم سے بیان کیجئے انھوں
نے کہا کہ میں (ایک رتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے
تھے (مجھے دیکھ کر) آپ نے میری طرف تکیہ بڑھا دیا پھر
مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان! اگر کوئی مسلمان کسی اپنے مسلمان
بھائی کے پاس جائے پھر وہ (بیسے صاحبان) اس کی عزت کے لئے

قال ان لا سرحو ان يجعله الله
منهم قال قلنا قلت
خليفة مستخلف قال قد
استخلفني الله فله ان يعينه
على ما ولا في فلما ان ذكرني
شهيد مستشهد قال اني
لي بالشهادة وانما ائتمركم
تغرون ولا اغن وشق قال
بلى يا الله بها ان شاء الله

ومن مسند عبد الله بن مغفل

حديثه في حب الصحابة
اخرج احمد عن عبد الله
بن عبد الرحمن عن عبد الله
بن مغفل المزني قال
قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم اصحابي لا
تتخذوهم عرضا بعدى
فمن احبهم فحقى احبهم
ومن ابغضهم فبغضى ابغضهم
ومن اذاهم فقد اذان ومن
اذانى فقد اذى الله ومن
اذى الله اوشك ان ياخذاه
ومن مسند حفصة زوج

النبي صلى الله عليه وسلم

حديثها في فضل عثمان اخرج

احمد من حديث ابن جبر عن ابي خالد

توضرت عمر بن الخطاب لما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اترككم في امرين احدهما ان لا يكون منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر والثاني ان لا يكون منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر

مسند عبد الله بن مغفل رضي الله عنه

متعلق ان حديث { امام احمد بن حنبل } عبد الله بن مغفل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اترككم في امرين احدهما ان لا يكون منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر والثاني ان لا يكون منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر

مسند امام المؤمنين حضرت حفصة رضي الله عنها

زوجته رضي الله عنها وسلم { ۲ روایت }

میں ان کی حدیث { امام احمد بن حنبل } عبد الله بن مغفل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اترككم في امرين احدهما ان لا يكون منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر والثاني ان لا يكون منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر

عن عبد الله بن ابي سفيان المزني قال حدثني حفصة بنت عمر بن الخطاب قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اترككم في امرين احدهما ان لا يكون منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر والثاني ان لا يكون منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر

وحديثها في بشاراة اهل

بدر والحديبية اخرج مسلم

عن حفصة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اترككم في امرين احدهما ان لا يكون منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر والثاني ان لا يكون منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر

ان لا يدخل النار ان شاء الله احد

شهد بدرا والحديبية قلت

يا رسول الله اليس قد قال الله

قلن من كنتم زانية

لن لا يكونن منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر

لن لا يكونن منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر

لن لا يكونن منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر

لن لا يكونن منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر

لن لا يكونن منكم من يترك امر الله ورسوله والامر بالمعروف والنهي عن المنكر

افلح من تبعہ یقول شریک الذین
(تَقُوا) فی سہوایہ لای دخل
الناس ان شاء اللہ من اصحاب
الشجرۃ احد الذین یا یأخوختھا

مسند ابی انصار من اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من مسند معاذ بن جبل

فی المشکوٰۃ عن ابی عبیدۃ ومعاذ
بن جبل عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال ان
ہذا الامر بد انبؤۃ ورحمۃ
ثم یرکون خلافۃ ورحمۃ
ثم ملکا عضوضا ثم کائن
جبروتہ وعتوا وفسادا فی
الامم یرتجلون الخویر والفرج
والخویر یرتقون علی ذلک
ویرتقون حتی یلقوا اللہ سوا
الیقین فی شعب الایمان

ومن مسند ابی بن کعب

فی فضل عمر رضی اللہ عنہ
اخرج الحاکم من حدیث بھی
بن سعید عن سعید ابن المسیب
عن ابی بن کعب قال سمعت للنبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من
یعانق الحق یوم القیامۃ عمرو اقل
من یصافح الحق یوم القیامۃ عمر

ہیں سنا کہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے پھر ہم نجات دیں گے
ان لوگوں کو جو (اپنے پروردگار سے) ڈرتے رہے۔ اور ایک
روایت اس طرح ہے۔ اصحاب شجرہ میں سے اپنے جنوں نے
درخت کے نیچے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت
کی بہ کوئی شخص اشارہ درخت میں نہ جائے گا۔

مسند ابی انصار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من مسند معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت ابو عبیدہ اور معاذ

بن جبل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپ نے فرمایا ہے (یعنی دین اسلام) نبوت اور رحمت
(ہو کر) شروع ہوا ہے پھر خلافت اور رحمت ہو جائے گا
پھر کلمتہ والی بادشاہت ہو جائے گی پھر جبر اور سرکشی اور
زمین میں فساد بن جائے گا۔ (اور ایسے لوگ ہوں گے کہ)
ریشی کپڑوں کو اور شرمگاہوں کو اور شرابیوں کو حلال کریں گے
اور اس (شرارت و ظلم پر بھی) غدا کی جانب سے) ان کو نفق
دیا جائے گا اور (منجانب اللہ اپنے مخالفوں پر) نصرت
پاتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملیں گے (پھر وہاں
اپنے اعمال نامہ کی سزا پائیں گے) اس حدیث کو بھی نے
شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

مسند ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت کی فضیلت میں ابی

حدیث الحاکم نے روایت بھی بن سعید انھوں نے سعید بن
مسیب انھوں نے حضرت ابی بن کعب سے نقل
کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت
کے دن سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالیٰ معاملہ
کرے گا وہ عمر ہیں اور سب سے پہلے جس شخص سے
حق تعالیٰ مصافحہ کرے گا وہ عمر ہیں اور

سب سے پہلے (فرشتے) جس شخص کو ہاتھ بکڑ کر جنت میں
لے جائیں گے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

مسند ابی یوسف انصاری رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت متعلق ابی یوسف

حاکم نے عبد الرحمن بن ابی لیلیہ سے انھوں نے ابی یوسف
(انصاری) سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں سنا
بکریوں کے (ایک گروہ) کو دیکھا کہ بن میں کچھ کھیرے رنگ کی
بکریاں اکٹرا کر شامل ہو گئیں (پھر آپ نے حضرت ابوبکر سے
فرمایا، اے ابوبکر! تم اس کی تعبیر بیان کرو۔ حضرت ابوبکر
نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وہ (سیا
بکریاں) عرب ہیں جو آپ کے تابع ہوں گے پھر ان کے بعد
عجم آئیں گے یہاں تک کہ وہ عرب کے بڑے جائیں گے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے (تعبیر سن کر) فرمایا ایسی ہی تعبیر
مج کو فرشتہ نے دی ہے۔

مسند ابی الدرداء رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت (ان کی حدیث تقریریں
خلافت خیفین کے متعلق)

حاکم نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابی الدرداء سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مختصر خطبہ پڑھا جب آپ خطبے سے فارغ ہوئے تو
آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ اے ابوبکر! (اب) تم
خطبہ پڑھو۔ (چنانچہ) حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور انھوں
نے خطبہ پڑھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے
مختصر خطبہ پڑھا۔ جب حضرت ابوبکر اپنے خطبے سے فارغ ہوئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا کہ عمر

۱۔ مسند ابی الدرداء سے ایک روایت منقول ہوئی جو جس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت صدیق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جیسے
پہلے جنت میں داخل ہو گے ان دونوں حدیثوں میں تضاد نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق کے لئے اولیت حقیقہ مادی اور حضرت فاروق کے
لئے اضافی یعنی نہایت پہلے ابوداؤد کے وہ کہتے ہیں کہ اولیت کی صفت میں چند لوگ ہو سکتے ہیں اور ان میں سے ایک کو اول کہہ سکتے ہیں جہاں
قرآن کریم میں ایک جماعت کی ذمہ داری ہے اور ان کی صفت یہ ہے کہ ان کی اولیت کا دعویٰ نہ کرنا چاہیے۔

ومن مسند ام حرام النصارية

حدیثاً فی الودع بنحو و لا یجوز کانت فی
نہم عثمان رضی اللہ عنہ آخری الخاری
عن خالد بن معدان ان یحییٰ بن کلاب
الحنسی حدث انہ ان عباد بن الصامی
رضی اللہ عنہ وهو نازل فی ساحل حص
وهو بناعله ومعه ام حرام قال عمیر
حدثنا ام حرام رضی اللہ عنہا انھا
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول
جیش من اتیت یغزوون العرقدا و یجوزا قلت
ام حرام قلت یا رسول اللہ انا فیہم قال
انہ فیہم قالت ثم قال لیس فیہم صلی اللہ علیہ
وسلم اول جیش من اتیت یغزوون مدینہ
قیصر مغفور لہم فقلت انا فیہم یا رسول
اللہ قال لا

ومن مسند سهل بن سعد الساعدي

حدیث فی اثبات التدیقۃ لا یجوز والتمنا
لہما آخری ابو یحییٰ عن عبد الرزاق
عن مہر عن ابی حاتم عن سہل
بن سعد ان احداً سہل بن سعد وعلیہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر
وعمر وثمان فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اثبت احد
كما علیک الا نبی اوصدین
او شہیدان

وحدیث فی منزلۃ ابوبکر عند النبی صلی اللہ علیہ
وسلم آخری ابو یحییٰ عن حماد بن شریب

من مسند ام حرام النصارية

ان کی حدیث غزوہ بصرہ
روایت کے وعدے کے بیان میں
جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا (۱) امام بخاری
نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں
اسود بنی سے ان سے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عباد
بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور وہ ساحل حص پر
اپنے مکان میں رہتے تھے اور ان کے ہمراہ ام حرام تھیں غیر
کہتے ہیں کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے
میری امت کا پہلا شکر جو مسند میں جہاد کرے گا وہ جنت
کا مستحق ہو گیا۔ ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان میں ہوگی؟ آپ
نے فرمایا تم ان میں ہوگی۔ ام حرام کہتی ہیں پھر نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا پہلا شکر جو کہ قیصر کے
شہر میں جہاد کرے گا وہ سب جنت کے ہیں۔ میں نے عرض کیا
اے رسول اللہ! میں ان میں ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں (۲) تم
ان میں نہ ہوگی

من مسند سهل بن سعد الساعدي

ان کی حدیث
روایت کے وعدے کے بیان میں
جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا (۱) امام بخاری
نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں
اسود بنی سے ان سے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عباد
بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور وہ ساحل حص پر
اپنے مکان میں رہتے تھے اور ان کے ہمراہ ام حرام تھیں غیر
کہتے ہیں کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے
میری امت کا پہلا شکر جو مسند میں جہاد کرے گا وہ جنت
کا مستحق ہو گیا۔ ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان میں ہوگی؟ آپ
نے فرمایا تم ان میں ہوگی۔ ام حرام کہتی ہیں پھر نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا پہلا شکر جو کہ قیصر کے
شہر میں جہاد کرے گا وہ سب جنت کے ہیں۔ میں نے عرض کیا
اے رسول اللہ! میں ان میں ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں (۲) تم
ان میں نہ ہوگی

ان کی حدیث حضرت ابوبکر کی نزول کے بیان میں جو انہی
صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حاصل تھی (۱) ابو یحییٰ نے حماد بن شریب

انہوں نے ابوجازم سے انہوں نے سہل بن سعد سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ قید عمر بن عوف کے درمیان کچھ لڑائی
ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان میں صلح کرنے کے لئے آئے
پس تشریف لے گئے اور آپ (مدینہ سے) ظہر پڑھ کر گئے تھے اور
بلالؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر عصر کا وقت آجائے اور میں نماز
تو ابوبکر سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ جب عصر کا وقت آیا بلال
نے اذان دی اور اقامت بھی اور حضرت ابوبکر نے اس کے
اسے ابوبکرؓ آپ امامت کیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے امامت
کی (ابھی نماز ہو ہی تھی کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور صفوں کو چھڑ کر آگے بڑھے۔ جب لوگوں کی
نظر آپ پر پڑی تو انہوں نے تالی بجانا شروع کی (تاکہ حضرت
ابوبکرؓ کو آپ کا تشریف لانا معلوم ہو جائے) اور حضرت ابوبکرؓ
جب نماز میں مصروف ہوئے تو کسی طرف التفات نہ کرتے
جب کہ انہوں نے دیکھا کہ تالی بجانا موقوف نہیں ہوتا تو
وہ ملتفت ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے
پیچھے کھڑا ہوا دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارے
سے فرمایا کہ نماز پوری کر لو (اور اپنی جگہ سے نہ ہٹو) حضرت
ابوبکرؓ کچھ دیر ٹھہرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس فرمان پر کہ نماز پوری کرو اللہ کی حمد کرتے رہے پھر
حضرت ابوبکرؓ اٹھ بیٹھ پیچھے ہٹ آئے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھانے
پھر نماز پوری کر کے آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! جب کہ میں نے
اشارہ سے تم کو حکم دے دیا تھا کہ نماز پوری کرو تو پھر تم
نے کیوں نہ نماز پوری کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ
ابن ابی قحافہ کو مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا امام بنے۔ پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب
تھیں نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو مرد (اپنی جماعت میں)
سبحان اللہ کہیں اور عورتیں (اپنی جماعت میں) تالی بجا لیں۔

اے ابوبکرؓ! جب کہ میں نے اشارہ سے تم کو حکم دے دیا تھا کہ نماز پوری کر لو تو پھر تم نے کیوں نہ نماز پوری کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ابن ابی قحافہ کو مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بنے۔ پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تھیں نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو مرد (اپنی جماعت میں) سبحان اللہ کہیں اور عورتیں (اپنی جماعت میں) تالی بجا لیں۔

عن ابی حاتم عن سہل بن سعد
قال کان قتال بین بنی عمرو و بن
عوف فاتاہم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لیصلیٰ مینہم وقد صلیٰ الظہر
فقال لبلال ان حضرت صلوات
العصر ولو آت فمرا ابابکر فلیصل
بالتاس قلنا حضرت صلوات العصر
اذن بلال واقام وقال یا ابابکر
تعد مرقدہم ابوبکر فجاء رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فشق الصفوف
فلما سرائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم صفحا یعنی التصفیق قال
وکان ابوبکر اذا دخل فی صلوۃ
لو یلتفت فلما سرائی التصفیق لا
یمسک عنہ التفت فرای رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خلقاً فآوہما الیہ
النجی صلی اللہ علیہ وسلم ان امض
قلبت ابوبکر ہنئئۃ یحمد اللہ علی قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امض ثم
مشہ ابوبکر العقیقی یعنی علی عقبہ قلنا
دلی خالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقدم
صلی بالقوم صلواتہم فلما قضا صلوۃ
قال یا ابابکر ما منعک اذا اومأ الیک
ان تكون مضیبت قال ابوبکر
لہر یکن لابن ابی قحافۃ ان یؤمر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لنأمن اذ انابکم فی صلوۃ تکون فی کلینہ
الرجال ویصیق السماء

اے ابوبکرؓ! جب کہ میں نے اشارہ سے تم کو حکم دے دیا تھا کہ نماز پوری کر لو تو پھر تم نے کیوں نہ نماز پوری کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ابن ابی قحافہ کو مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بنے۔ پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تھیں نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو مرد (اپنی جماعت میں) سبحان اللہ کہیں اور عورتیں (اپنی جماعت میں) تالی بجا لیں۔

ومن مسند نعمان بن بشیر

حدیثہ فی القرون الثلاثة آخرہ احمد
من حدیث عامر بن بھذیل عن خنیثہ و
الشعب عن النعمان بن بشیر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر
الناس قرافی ثو الذین یلوہو ثو
الذین یلوہو ثویات قوم تسبواکم
شہادۃنہم وشہادۃنہم ایما تہم

ومن مسند عویم بن ساعد

حدیثہ فی النسخ عن سب القضاۃ ویان
فصلہم آخرہ الخاکر من حدیث عبد اللہ
بن سائر بن عبد الرحمن بن عویم بن
ساعدا عن ابیہ عن جدہ عن عویم
بن ساعدا عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال ان اللہ تبارک و
تعالی اختارنی واختارنی اصحابی ففعل
لی منہم وذرکاء وانصارا واصحابا فمن
سبکم فلعنہ لعنۃ اللہ والملائکۃ
والناس اجمعین ولا یقبل منہ
یق مر القیمۃ صرف ولا عدل

ومن مسند شداد بن اوس

حدیثہ فی فحوم الامصار آخرہ احمد عن
عبد الرزاق عن معمر بن ابیوب عن ابی الاشعث
عن ابی اسمعہ الرحبی عن شداد بن اوس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ادن
اللہ عز وجل رؤی لی الایمہن کتہ

ومن مسند نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

ازان کی حدیث قرآن
۱۔ روایت
احمد نے بروایت عامر بن بھذیل خنیثہ اور شعبی سے انھوں
نے نعمان بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہتر لوگوں میں میرے زمانہ کے
لوگ ہیں۔ پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہوں گے پھر
لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی
قسمیں ان کی گواہی سے اور ان کی گواہی ان کی قسموں سے
سبقت کرے گی۔

ومن مسند عویم بن ساعد رضی اللہ عنہ

ازان کی حدیث صحابہ
۱۔ روایت
میں اور صحابہ کی فضیلت کے بیان میں ہے حاکم نے بروایت
عبد الرحمن بن سالم بن عبد الرحمن بن عویم بن ساعدہ اُن کے
والد سے انھوں نے اُن کے دادا سے انھوں نے عویم بن
ساعدہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے پسند کیا
اور میرے لئے میرے اصحاب کو منتخب فرمایا پھر ان میں سے
بعض کو میرا وزیر اور بعض کو میرا انصار اور بعض
کو میرا سسرالی رشتہ دار بنادیا۔ لہذا جو میرے صحابہ
کو برا کہے اُس پر خدا کی اور اُس کے فرشتوں کی اور رب
لوگوں کی لعنت ہے اُس سے قیامت کے دن کوئی نفل یا
فرض (عبادت) قبول نہ ہوگی۔

ومن مسند شداد بن اوس رضی اللہ عنہ

ازان کی حدیث فقر
مالک کے متعلق
۱۔ روایت
آام احمد نے عبد الرزاق سے انھوں نے معمر سے انھوں
نے ابوب سے انھوں نے ابوالاشعث سے انھوں نے ابوب
رحبی سے انھوں نے شداد بن اوس سے روایت کی ہے کہ
وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ عز وجل نے میرے لئے ساری زمین لپیٹ دی یہاں تک کہ

میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھا اور (اس کی تعبیر
میں یہ سمجھتا ہوں کہ) میری امت کی حکومت اس مقام تک
پہنچے گی جہاں تک زمین میرے لئے لپیٹی گئی اور مجھے دوڑانے
سفید اور سرخ عطلا کئے گئے اور میں نے اپنے پروردگار عز وجل
سے دعا کی کہ میری امت کو عام فط میں (مبتلا کرے) نہ
ہلاک کرے اور یہ (بھی دعا کی) کہ کسی غیر قوم کے دشمن کو
اُن پر سلطان نہ فرمائے تاکہ وہ ان کو ہلاک کرے اور یہ (بھی
دعا کی) کہ اُن میں اختلاف پیدا نہ کر اور وہ باہم جنگ خور نہ
نہ کر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
میں جب کوئی حکم کرتا ہوں تو وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔
اور میں نے تمہاری امت کے لئے یہ بات تو (تمہاری دعا
کی برکت سے) عطلا کی ہے کہ انہیں عام فط میں (مبتلا کرے)
ہلاک نہ کروں گا اور نہ غیر قوم کے دشمن کو اُن پر سلطان نہ کرے
کہ وہ ان کو بالکل ہلاک کر دے مگر تمہاری امت کے
لوگ آپس میں خور نہ کریں گے اور ایک دوسرے کو قید
کر لیں گے۔ (راوی کا بیان ہے) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مجھے اپنی امت کے حق میں (اُن کے) گمراہ کرنے
والے سرداروں کے سوا اور کچھ خوف نہیں پھر جب میری
امت میں تلوار رکھ دی جائے گی (دیکھئے اُن میں) باہم شہزادی
شروع ہو جائے گی، تو پھر قیامت تک اُن سے ڈانٹائی
جائے گی۔

ومن مسند حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

۳۔ روایت
تعریف میں ان کے اشعار ہے حاکم نے بروایت غالب بن
عبد اللہ اُن کے والد سے انھوں نے اُن کے دادا حبیب بن
حبیب سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا (جب کہ آپ نے حسان
بن ثابت سے ارشاد فرمایا: کیا تم نے ابوبکرؓ کی تعریف میں کچھ
اشعار کہے ہیں وہ مجھے بھی سننا۔ حضرت حسان نے جواب دیا

سرایت مشاہیراً ومغاسرہا وان
ملك امتی سبیلکم ما زوی لی مغا
وان اعطیت الکفرین الا بیض
والاحمر وان سالت سرائی
عز وجل الا بملك امتی حسنی
عامی وان لا یسلط علیہم عدوا
من غیرہم فیہلکہم وان لا
یلبسہم شیعا ولا ینذیر بعضہم
بأس بعض قال یا عمتد ان
اذا قضیت قضاء فاقہ لا یؤد
وان قد اعطیت کامتک
ان لا اہلکہم بسنة عامۃ و
لا اسلط علیہم عدوا من
غیرہم فیہلکہم بعامة
حتی یكون یهلك بعضہم بعضا
یقتل بعضہم بعضا ویسب بعضہم
بعضا قال وقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وان لا اخاف
عنی امة الا الامة المضلین
فاذا وضع السیف فی القبر لورفع
عنہم الی یوم القیمۃ۔

ومن مسند حسان بن ثابت

شعرا فی الشفاء علی ابی بکر رضی اللہ
عنہ آخرہ الخاکر من حدیث
غالب بن عبد اللہ عن ابیہ عن حبیب بن
حبیب بن حبیب قال شہدت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال لحسان بن ثابت قلت
فی ابی بکر شیدا قل حتی اسمع قال

لے سفید خزانہ سے چاندنی اور سرخ سے سونا راہ ہے۔

لے زمین کے پیٹ سے سونے کے کس کے حالات پر مجھے مطلع کیا میرے پیش نظر کر دی۔

قلت ہ
وَأَنَّ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ
طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَعَدَ الْجَبَلَ
وَكَانَ حَتَّى رَسُلَ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا
مَنْ الْخَلِيقِ لَمْ يُحْدِلْ بِهِ بَكَارَ
فَتَكْسِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَإِخْرَجَ الْحَاكِمُ مِنْ حَدِيثِ جَالِدِ
بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبَةَ
مِنْ أَوَّلِ مَنْ أَسْلَمَ فَقَالَ أَمَّا
سَمِعْتُ قَوْلَ حَسَّانَ ه
إِذَا تَذَكَّرْتَ شَيْئًا مِنْ أَخِي ثَقُفَ
فَإِذَا كَرِهْتَ أَنْ يَكُونَ بِمَا فَعَلَا
خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتَقَاهَا وَاعْدُ لَهَا
بَعْدَ الشَّيْءِ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
الثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودُ مُتَّفَقًا
وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَقَ الرَّسُولُ
وَإِخْرَجَ أَبُو عُمَرَ
حَدِيثَ أَبِي بَكْرٍ بَيْنَ
أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْخُ
لَنَا قَالَ حَدَّثَنَا جَالِدُ
عَنِ الشَّعْبَةِ قَالَ سَأَلْتُ
ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ أَوَّلِ
أَيِّ النَّاسِ كَانَ أَقْلَ
إِسْلَامًا قَالَ أَمَّا
سَمِعْتُ قَوْلَ
حَسَّانَ بَنِ
ثَابِتٍ ه
إِذَا تَذَكَّرْتَ شَيْئًا مِنْ أَخِي ثَقُفَ
فَإِذَا كَرِهْتَ أَنْ يَكُونَ بِمَا فَعَلَا

(ہاں) میں نے (کچھ اشعار) کہے ہیں (وہ یہ ہیں)۔
حضرت صدیق فار شریف میں رسول اللہ کے (ساتھ)
ثانی اثنین تھے۔ جب (حضرت صدیق) اور (رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم) دونوں پہاڑ پر چڑھے (اور غار میں غنی
ہوئے) تو دشمنوں نے غار کو گھیر لیا۔ وہ (یعنی حضرت صدیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے محبوب ہیں (اس
بات کو) سب جانتے ہیں اور حضرت نے کسی مخلوق کو ان
کے برابر نہیں سمجھا۔
(یہ اشعار سنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تتم فرمایا۔
اور حاکم نے بروایت جالد بن سعید نقل کیا ہے وہ
کہتے تھے کہ کسی نے شبی سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کون اسلام
لایا انھوں نے جواب دیا کیا تم نے حسان نے کا قول نہیں سنا
(وہ کہتے ہیں)۔
(وہ مخاطب) تو کسی فقرہ (یعنی مقبر شخص) کا غم یاد کرو
تو اپنے بھائی ابوبکر کو ان کے کام کے سبب یاد کر لیا کہ وہ نبی
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے بہتر اور سب سے زیادہ بہتر لوگ
اور سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے اور (باخلاصہ) اٹھائے ہیں
سب سے کامل تھے (مصدق ثانی) اثنین (شریعہ) متبع تھے
ان کی کارگزاری عمدہ ہے اور لوگوں میں سب سے اول دخل کے
رسولوں کی انھوں نے تصدیق کی تھی۔
اور ابو عمر نے بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ نقل کیا ہے
وہ کہتے تھے ہم سے پہلے ایک شیخ (استاد) نے بیان کیا ہے
وہ کہتے تھے ہم سے جالد شعی سے روایت کر کے بیان کرتے
تھے وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا یا کسی اور
شخص نے ان سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے اول کون اسلام لایا تو
انھوں نے جواب دیا کیا تم نے حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا وہ کہتے ہیں
جب تم کسی فقرہ (یعنی مقبر شخص) کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی
ابوبکر کو ان کے کام کے سبب یاد کر لیا کرو (یہ سن کر)

خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتَقَاهَا وَاعْدُ لَهَا
بَعْدَ الشَّيْءِ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
الثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودُ مُتَّفَقًا
وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَقَ الرَّسُولُ
قَالَ أَبُو عُمَرَ وَرَوَى ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لِحَسَّانٍ هَلْ قُلْتَ فِي أَبِي بَكْرٍ
شَيْئًا قَالَ نَعَمْ وَأَشْهَدُ
هَذِهِ الْأَمِّيَّاتُ وَفِيهَا بَيِّنَاتُ
رَابِعٌ وَهُوَ ه
وَأَنَّ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ
طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَعَدَ الْجَبَلَ
فَتَرَى الشَّيْءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ
وَقَالَ أَحْمَدُ يَا حَقَّانَ وَقَدْ
رَوَى فِيهَا بَيِّنَاتُ خَامِسٌ ه
وَكَانَ حَتَّى رَسُلَ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا
خَيْرَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يُحْدِلْ بِهِ رَجُلًا
وَمِنْ مُسْنَدِ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ الْيَتِّهَانِ
قَالَ أَبُو عُمَرَ وَمِمَّا قِيلَ فِي أَبِي بَكْرٍ
قَوْلُ الْهَيْثَمِ بْنِ الْيَتِّهَانِ
فِيمَا ذَكَرُوا ه
وَأَنَّ لَكُمْ جُزْءًا أَنْ يَقُومَ بِأَمْرِنَا
وَيَحْفَظَهُ الصَّدِيقُ وَالْمُؤْمِنُ عَدِي
أَوَّلًا خَيْرَ الْخَلْقِ فَهَذَا مِنْ مَالِكٍ
وَأَصْحَابِ هَذَا الدِّينِ مِنْ كُلِّ مَعْدَنٍ
وَمِنْ مُسْنَدِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ
حَدِيثُهُ فِي ابْنِ عَثْمَانَ عَلَى الْحَقِّ

وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد بہترین خلق سب سے زیادہ
پرہیزگار سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے اور بار (خلافت)
کے اٹھانے میں سب سے کامل تھے (وہ مصداق) ثانی (اثنین)
(شریعہ) کے متبع تھے ان کی کارگزاری عمدہ تھی اور لوگوں
میں سب سے پہلے (دخل کے) رسولوں کی تصدیق انھوں نے
کی تھی۔
ابو عمر کہتے ہیں۔ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حسان سے فرمایا کیا تم نے ابوبکر کی تعریف میں کچھ (اشعار)
کہے ہیں؟ انھوں نے عرض کیا ہاں۔ اور (اشعار) (مترجم بالا)
پڑھے اور ان میں (ایک) چوتھا شعر (بھی) تھا وہ یہ ہے۔
اور غار شریف میں حضرت صدیق ثانی اثنین تھے اور
جب دونوں پہاڑ پر چڑھے (اور غار میں جا کر چپے) تو غار
کو دشمنوں نے گھیر لیا۔
(یہ اشعار سنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے
اور فرمایا اے حسان! تم نے اچھے شعر کہے ہیں۔ اور اس روایت
میں پانچواں شعر بھی منقول ہے (وہ شعر یہ ہے)۔
اور حضرت صدیق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے
محبوب تھے اور اسے سب جانتے ہیں کہ وہ بہترین خلق تھے حضرت
نے ان کی بابت کسی کو نہیں کیا۔
مسند ابوالہیثم بن یزید رضی اللہ عنہ (ابو عمر کہتے ہیں کہ
۱۔ روایت)
متفقیت حضرت ابوبکر کے ابوالہیثم بن یزید کا یہ قول ہے۔
اور میں امید کرتا ہوں کہ حضرت صدیق (اور ایک شخص
قبیلہ عدی سے (یعنی حضرت عمر) ہماری (حکومت کے) کام پر
قائم ہوں اور اس کی حفاظت کریں۔ یہ لوگ خاندانِ ہاشم
مالک میں اشراف (اور معزز) ہیں اور بہتر کرشن (عدی سے
والے) کے (ہاتھ) سے اس دین کے مددگار ہیں۔
مسند کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ (ابن ابی حدیث اس باب
۱۔ روایت) میں کہ حضرت عثمان بن عفان

ولئن طالت بك حيوة لآتينك
بغير ملة كف من ذهب او
فضة يطالب من يقبله منه
فلا يجد احد يقبله منه وليلقين
الله احدا كرم يلقاه وليس
بينه وبينه ترجمان يترجم
فليقولن له الم ابغث اليك
رسولا فليقلنك فيقول بئس
فيقول اكم اعطاك ما لا ولدا
وافضل عليك فيقول بئس
فيظلم عن يمينه فلا يزى الا
بغيره ويظلم عن يساره فلا يزى
الا بغيره قال عدت سمعت النبي
صلى الله عليه وسلم يقول اتقوا
الناس ولو يشق منكم فمروهم
شق تمرة قبل كلمة طيبة قال
عدت فرأيت الطعينة ترحل
من الجيرة حتى تطوف بالكعبة
لا تخاف الا الله تعالى وكنت
من افترق كنوز كسري بن
همز ولئن طالت بك حيوة لآتينك
بغير ملة ما قال النبي ابو القاسم
صلى الله عليه وسلم في قوله
سلا كق

ومن مسند كرم بن
علامة الخزن اعني
حديثه في الفتوح اخبر الحاكم من
طريق سفيان ومنه عن النعمان بن عبد الله

(نیز آپ نے فرمایا، اگر تم زندہ رہے تو (ایک دن) دیکھ لو گے
کہ انسان سونے یا چاندی سے تحصیل بھر کر (صدقہ دینے کیلئے)
باہر نکلے گا اور خواہش کرے گا کہ کوئی اسے قبول کرے مگر
کسی کو (ایسا محتاج) نہ پائے گا کہ وہ اس سے (اس سونے
چاندی کو) لے۔ اور انسان ایک دن اپنے خدا سے اس حال
میں ضرور ملے گا کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی ترجمان
نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کیا میں نے تیری
طرف رسول نہیں بھیجا؟ وہ جواب دے گا بیشک (خداوند!) تو نے
تو نے رسول بھیجا، پھر اللہ فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال
اولاد (دنیا) میں نہیں دیا؟ اور کیا میں نے تجھ پر اپنا فضل
(دور کر) نہیں کیا؟ وہ عرض کرے گا بیشک (خداوند!) تو نے
سب کچھ دیا، پھر وہ شخص اپنے داہنی جانب نظر کرے گا تو
اسے دوزخ ہی نظر آئے گی اور اپنے بائیں جانب نظر کرے گا
(پھر بھی) دوزخ ہی نظر آئے گی۔ عدی کہتے ہیں کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے (صدقہ
دے کر) آگ سے بچو اگرچہ ایک لکڑا کھجور کا سہی پس جسے (صدقہ
دینے کے لئے) ایک لکڑا کھجور بھی نہ ملے تو وہ اچھی بات ہو کہ
(سائل کو خوش کر دے)۔ عدی کہتے ہیں۔ پھر میں نے (وہ زیادہ
پایا اور پیشہ خود) دیکھ لیا کہ عورت (تنہا) میرے چلتی ہے
اور (مازہ) کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اپنے گھر واپس جاتی ہے
اور (اس سفر میں) وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی ہے
اور میں (بھی) اُن لوگوں میں تھا کہ جنہوں نے کسری بن ہرز
کے خیلے فتح کئے اگر تم لوگ (کچھ دنوں اور) زندہ رہے تو
جو نبی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان ہاتھ
بھر کر سونا چاندی لے لے پھرے گا (اور کسی قبول کرنے والے
کو نہ پائے گا) اسے بھی دیکھ لو گے۔

مسند کرم بن علقمہ رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت
بروایت سفیان اور معمر کے زہری سے انہوں نے عروہ بن نقل کیا

قال سمعت كرم بن علقمة يقول
سأل رجل النبي صلى الله عليه
وسلم فقال يا رسول الله هل للاسلام
من منتهى فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم نعم ايها اهل بيت من العرب و
الحمد لله الله بهم خير اذ دخل عليهم
الاسلام ثم وقع الفائق كما نها الظل هذا
حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجه
قال الحاكم سمعت علي بن عمار العاصم
يقول سمعت ابا عبد الله بن عباس بن علي بن
حديث كرم بن علقمة هل للاسلام من منتهى

قال سمعت كرم بن علقمة يقول
سأل رجل النبي صلى الله عليه
وسلم فقال يا رسول الله هل للاسلام
من منتهى فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم نعم ايها اهل بيت من العرب و
الحمد لله الله بهم خير اذ دخل عليهم
الاسلام ثم وقع الفائق كما نها الظل هذا
حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجه
قال الحاكم سمعت علي بن عمار العاصم
يقول سمعت ابا عبد الله بن عباس بن علي بن
حديث كرم بن علقمة هل للاسلام من منتهى

ومن مسند عبد الله بن حوالة
حديثه في خلافة عثمان رضي الله عنه
اخبر الحاكم عن عبد الله بن شقيق عن عبد الله
بن حوالة قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ذات يوم تجمعون على رجل
معتق ببدوة يبايع الناس من اهل
البصرة فاجتمع على عثمان رضي الله
عنه وهي معتق ببدوة لا جبر
يبايع الناس وحديثه في التذيير
من الخروص عليه

آخر جرح الحاكم من حديث اللين بن
يزيد بن ابي حبيب عن ربيعة بن لقيط
عن النبي عن عبد الله بن حوالة القمدي عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من يغفل
تلفظ غفا قالوا ما ذا يا رسول الله

مسند عبد الله بن حوالة رضي الله عنهما
۲۔ روایت
عمران بن عثمان رضي الله عنهما
کی خلافت کے متعلق؟ حاکم نے عبد اللہ بن شقیق سے انہوں
نے عبد اللہ بن حوالة سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ایک روز بیعت
کرنے کے لئے، اس شخص پر هجوم کرو گے جو چادر کا عمامہ باندھے
ہوگا اور لوگوں سے بیعت لے رہا ہوگا دچنانچہ ایسا ہی ہوا کہ
ہم لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گرد هجوم کئے ہوئے
تھے اور وہ اس وقت میرے کچھ چادر اپنے سر سے لپیٹے ہوئے تھے
اور لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اُن کی حدیث حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی ممانعت میں ہے۔

حاکم نے بروایت لیث بن یزید بن ابی حبیبة انہوں نے
ربیع بن لیث بن جحش سے انہوں نے عبد اللہ بن حوالة اسدی
سے نقل کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے میں سے چیزوں
سے غفلت پائی اُس نے نجات پائی لوگوں نے عرض کیا اور رسول اللہ

لہ یعنی ان پر لڑنے کا اس حدیث کو بھی یہی کتاب میں لکھ کر ذکر حدیث ان کے شرائط کے موافق ہے اس لئے ان چیزوں سے نجات پانے کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ
ان چیزوں سے غفلت نہ کرے اور دوسری یہ کہ ان چیزوں سے غفلت نہ کرے اور دوسری یہ کہ ان چیزوں سے غفلت نہ کرے اور دوسری یہ کہ ان چیزوں سے غفلت نہ کرے

قال مؤثقی وقتل خلیفۃ مصططین بالحق یعطیہ ومن الذی جال۔

ومن مسند ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حدثہ فی الفتوح اخراج الحاکم من حدیث عبد الملک بن عبد عن جابر بن سمیر عن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یظہر المسلمون علی فارس و یظہر المسلمون علی الروم و یظہر المسلمون علی الاعور الذی جال۔

ومن مسند نافع بن عتبہ بن ابی وقاص

حدثہ فی الفتوح اخراج الحاکم من حدیث موسیٰ بن عبد الملک بن عبد عن ابیہ عن جابر بن سمیر عن نافع بن عتبہ قال قدیم ناس من العرب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولون علیہم الصوفیۃ فقلت لا ھو لکن بنی ہوازن و بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قلت فی نفسہ ھو بنی القوم ثم ابیت نفسہ الا ان اقوم الیہ قال فسمعتہ یقول تغزون جزیرۃ العرب فیفتحھا اللہ ثم تغزون فارس فیفتحھا اللہ ثم تغزون الروم فیفتحھا اللہ

ومن مسند عبد اللہ بن ہشام بن زہرۃ القرشی

حدثہ فضل عن اخراج البخاری عن عبد اللہ بن

وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا میری موت اور اس فیلد کا قتل جو حق پر مبر کرنے والا ہوگا اور حق پر عمل کرتا ہوگا اور جلال مسند ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت فتوح ممالک کے متعلق؛ حاکم نے بروایت موسیٰ بن عبد الملک بن عبد عن جابر بن سمیر سے انھوں نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مسلمان جزیرہ عرب پر غالب ہوں گے اور مسلمان فارس پر غالب ہوں گے اور مسلمان کانے و قبال پر غالب ہوں گے۔

مسند نافع بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت حاکم نے بروایت موسیٰ بن عبد الملک بن عبد عن ابیہ سے انھوں نے جابر بن سمیر سے انھوں نے نافع بن عتبہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ کچھ لوگ قوم عرب کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور انھوں نے آپ کو سلام کیا وہ لوگ اونی لباس پہنے تھے میں انھیں اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں بیٹھوں گا تاکہ باتیں اچھی طرح سن سکوں، پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو لوگ سرگوشی کیا کرتے ہیں (مجھے علیحدہ رہنا چاہیے شاید یہ لوگ بھی کوئی مخفی بات کہیں) پھر میرے دل سے انکار کیا اور میں آپ کے پاس کھڑا ہی ہو گیا۔ میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے تم لوگ جزیرہ عرب میں جہاد کرو گے اور اے اللہ تعالیٰ تمھارا ہاتھوں پر فتح کرو گے گا۔ پھر تم فارس پر جہاد کرو گے اور اللہ اس کو فتح کر دے گا پھر تم روم پر جہاد کرو گے اے (میں اللہ تعالیٰ کا شکر کروں گا۔)

مسند عبد اللہ بن ہشام بن زہرہ

۱۔ روایت (امام) بخاری نے بروایت ابن وہب نقل کیا ہے وہ کہتے تھے

مجھے حیوۃ نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھ سے ابو عقیل یعنی زہرہ بن عتبہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں نے عبد اللہ بن ہشام سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ اس وقت حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اس سے زیادہ روایت نہیں کیا۔

اور حاکم نے بروایت رشید بن سعد اور ابن ابیہ کے زہرہ بن عبد اللہ سے انھوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن ہشام سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ اس وقت حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے میری جان کے سوا جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے باقی سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے عمرؓ) تم ہرگز مومن نہ کامل، نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ میں تمھارے نزدیک تمھاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قسم اُس کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی آپ بیشک میری جان سے زیادہ جو کہ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے مجھے محبوب ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ! اب (تم مومن کامل ہوئے)۔

مسند عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت قرون ثلاثہ کے ذکر میں از احمد وہ روایت ہے کہ حاکم نے بروایت اعش بن ہلال بن رافع سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں لہرہ میں گیا تو ایک مسجد میں داخل ہوا وہاں ایک شیخ ستون پر کھیر لکھتے بیٹھے تھے اور حدیث بیان کر رہے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ہر میری زندگانی کرنا

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے صحابہ کرام کی باطنی حالتیں کس قدر نہایت کے ساتھ ترقی کرتی تھیں اور ان کی قوت یقین میں آقاؐ کا گہرا اثر ہوتا تھا۔

حتى يَمُوتَ اثنا عشر خليفته ثم قال
كلمة وخَفَضَ بها صوته فقلت
لعق و كان أُنْأى ما قال يا أعم
قال يا بني كلهم من قهريش

وَحَدِيثُهُ فِي غُضِّ الشَّيْخَيْنِ أَخْرَجَ ابْنُ
مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ مَخُولٍ عَنْ
عَوْنِ بْنِ أَبِي حُجَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِبْنُ بَكْرٍ وَعَمْرُو سَيِّدَا أَكْهُولِ أَهْلِ
الْجَنَّةِ مِنَ الْقَوَالِينِ وَالْأَخْرَجِينَ الْإِتْبَاقِينَ
وَالْمُسْلِمِينَ.

ومن مُسند عبد الله بن
نرمكة بن الأسود

حديثه في امامة ابي بكر الصديق
رضي الله عنه اخرج ابو داود والحاكم
عن حديث ابن اسحق عن الزهري
عن عبد الملك بن ابي بكر بن عبد الرحمن
عن ابيه عن عبد الله بن زعفة بن الاسود
قال لما استخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
وانتخبه في نفر من المسلمين دعا بلال
الى الصلوة فقال مروا مني فصل
الناس فخرج عبد الله بن زعفة فلما
عمر في الناس وكان ابو بكر غائبا فقلت
يا عمر قم فصل بالناس فتقدم فكبر
فلما عمر رسول الله صلى الله عليه وسلم
صوته وكان عمر رجلا مجيها قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم فابن ابو بكر ياتي
الله ذلك والمسلمون ياتي الله ذلك

یہاں تک کہ ان میں بارہ خلیفہ ہوں گے پھر آپ نے کچھ آہستہ سے فرمایا جسے میں نے سمجھا تو میں نے اپنے چاچے سے جو میرے آگے تھے پوچھا کہ اے بچا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا! انہوں نے کہا اے بیٹے! آپ نے یہ فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

{اُن کی حدیث فضیلت شیخین میں} ابن ماجہ نے روایت
مالک بن مغول عن ابن ابی حنیفہ سے انھوں نے اپنے والد
سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا علاوہ انبیاء و مرسلین کے سب اچھے اور پچھلے لوگوں
میں ابوبکرؓ اور عمرؓ پر ان اہل جنت کے سردار ہوں گے۔

مسند عبد اللہ بن زمرہ بن اسود رضی اللہ عنہ
۴۰ روایت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت (نماز کے متعلق)
 ابو داؤد اور حاکم نے بروایت ابن اسحاق زہری سے انھوں
 نے عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن سے انھوں نے اپنے
 والد سے انھوں نے عبد اللہ بن زعمہ بن اسود سے نقل
 کیا ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا مرض بہت بڑھ گیا اور میں اُس وقت آپ کے پاس چند
 مسلمانوں کے ساتھ (بیٹھا ہوا) تھا آپ کو حضرت بلالؓ نے
 نماز کے لئے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ کسی شخص سے کہہ دو کہ
 لوگوں کو نماز پڑھا دے (راوی کا بیان ہے کہ) پس عبد اللہ
 بن زعمہ باہر نکل آئے تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ موجود ہیں او
 حضرت ابوبکرؓ آپس ہیں (عبد اللہ بن زعمہ کہتے ہیں) میں
 نے اس عمرؓ اُٹھتے اور لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے۔ چنانچہ وہ
 گئے کھڑے ہو گئے اور انھوں نے تکبیر (تحریم) کہی جیسے ہی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آواز سنی اور وہ
 یک بلند آواز اُڑی تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہیں اللہ اس کو نامنظور کرتا ہے اور بلالؓ
 بھی اس کو نامنظور کرتے ہیں اللہ اس کو نامنظور کرتا ہے

ازالتہ النقصان - مقصود اول

اور مسلمان (بھی اس کو نامعلوم کرتے ہیں) پھر آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو بلوایا مگر وہ اس کے بعد آئے کہ حضرت عمرؓ اس نماز کو ختم کر چکے تھے۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے نماز پڑھائی۔

۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲

۲۔ روایت
مسند البیہقی ثقیفی رضی اللہ عنہ

سے انھوں نے حضرت ابو بکرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز پوچھا کہ کسی نے تم میں سے کوئی خواب دیکھا ہے یا ایک شخص نے عرض کیا میں نے دیکھا ہے۔ کہ کو ایک ترازو آسمان سے اتری پھر آپ اور ابو بکرؓ تو لے گئے تو آپ ابو بکرؓ سے وزنی نیکے پھر عمرؓ اور عثمانؓ تو لے گئے تو عمرؓ وزنی نیکے اسکے بعد ترازو اٹھائی گئی۔ پس ہم نے کراہیت کے آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں دیکھے۔

والمسلمون فبعث الى ابي بكر فأتاه بعد ان
 اصلى ثم تلك الملائكة فصلت بآيات اس-
 تراد الحاكم قال عبد الله بن زبجة
 فقال عمر ويحك ماذا صنعت يا ابن
 زبجة والله ما نطقت حين اترقت الا ان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم امرني اني
 ولا ذاك ما صليت بالناس قلت
 والله ما امرني رسول الله صلى الله
 عليه وسلم ولكن حين لم اذكر انك
 اتيت من حضر بالصلوة بالناس.

قوفي ٢ رواية لابن داود من طريق
ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله
عن عبد الله بن زمرقة في هذا الخبر قال
لما سمع النبي صلى الله عليه وسلم صورته
خرج النبي صلى الله عليه وسلم
رأته من مجزته ثم قال لا لا لا يصح
بالناس ابن ابى عفانة يقول ذلك متصفاً
معدود است

حديثه في الوزن أخرجه أبو داود عن
 الحسن عن أبي بكر أنه قال إن النبي صلى الله
 عليه وسلم قال ذات يوم من سرائي
 منكم سرور فأقبل رجل أن أرايت
 كان من أرائنا نزل من السماء فوزيت
 أنت وأبو بكر فخرت تحت يابتي بكره و
 فزيت من وأبو بكر فخرت أبو بكر وزيت من
 وحمل فخرت عن فخرت فزيت فزيت فزيت
 في وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم
 في رواية لمن طرقت عبد الرحمن بن أبي بكر

فَنَزِعَ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ فَيَمَّا
ضَعُفَ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ
عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرَبًا فَمَلَأَ
الْجَبَابُ وَاسْرُوِي الْوَاوِدَةَ فَلَمَّا
أَسْرَعَ عَقْرُهَا مِنَ النَّاسِ احْسَنَ
نَزْعًا مِثْلَهُ فَذَكَرْتُ أَنَّ
الْخَلْفَةَ السُّودَّ الْعَرَبَ وَالْعَقْرَ الْجَمَّ
وَمِنْ مُسْنَدِ رُكَّةَ بْنِ كَعْبٍ

حدیثہ فی ان عثمان علی ہدی
فی الغنۃ اخبر الیتمذی عن
ابی قلابۃ عن ابی الا شعث
الضنحانی ان خطباء قاصمیا لثام
وفیہم سجال من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقام اخرهم
سجل یقال لہ مِرَّةٌ بن کعب
فقال لو لا حدیث سمعته من رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قمت
وذكر الیوم فقر بها فمتر رجل قنہ فی
ثوب فقال ہذا یوم منذ علی الہتک ففتت
الیہ فاذا هو عثمان بن عفان فاقبلت
علیہ بوجہہ فقلت ہذا قال نعم۔

واخرج احمد من حدیث جابر بن نفیر
قال کنا معہ بن مع معایہ بعد قتل
عثمان رضی اللہ عنہ فقام کعب بن مرہ
او مِرَّةٌ بن کعب فقال لو لا انی سمعت
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما قمت المقام فلما سمعہ بذکر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دول لے کر ایک دول یا دو دول نکالے اور ان کے نکالنے پر
کچھ کمزوری تھی اللہ اس کو معاف کرے اس کے بعد عمر آئے
اور انہوں نے ابو بکرؓ کے ہاتھ سے دول لیا اور دول چرس
بن گیا انہوں نے دول بھرنا شروع کئے یہاں تک کہ حوض
کو انہوں نے پر کر دیا اور جس قدر آدمی اور مویشی پانی
پینے آئے تھے سب کو سیراب کر دیا میں نے کسی زور اور آدمی
کو نہیں دیکھا جو عمرؓ سے زیادہ عمدہ دول نکالنا ہو (اس خواہش
کی) تعبیر میں نے یہ لی کہ سیاہ بکریاں عرب میں اور کھیری بکریاں
عجم میں۔

مسند ابی رستم رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت

فتنہ میں ہدایت پر ہوں گے ؟ ترجمہ نے ابو قلابہ سے
انہوں نے ابو الاشعث صنعاوی سے روایت کی ہے کہ ایک
مرتبہ شام میں کچھ لوگ وعظ کئے کھڑے ہوئے جن میں چند
اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے سب سے آخر میں ابی اشعث
جن کا نام مرہ بن کعب تھا کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ
اگر میں نے ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنی ہوتی تو میں ہرگز نہ کھڑا ہوتا۔ حضرت نے فتوں کا ذکر
کیا اور ان کو بہت قریب بتایا اسی اثناء میں ایک شخص چادر
اٹھائے ہوئے اس طرف سے نکلا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص
اس دن ہدایت پر ہوگا۔ میں نے اٹھ کر اس شخص کو دیکھا
تو وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ میں نے ان کا منہ حضرت کے
سامنے کپکپ چھلکا رہی شخص ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔

اور امام احمد نے بروایت جابر بن نفیر نقل کیا ہے کہ
وہ کہتے تھے ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد
حضرت معاویہؓ کے ہمراہ شکر میں تھے کہ کعب بن مرہ یا مِرَّةٌ بن
کعب کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اگر میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو میں ہرگز نہ کھڑا
ہوتا جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو

جلس الناس فقال بيننا نحن عند
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ مر
عثمان بن عفان مَرَجَلًا فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لنخوض فنتد
من تحت قدمي او من بين رجلي
هذا يومئذ ومن اتبعه على الهدى
قال فقام ابن حوالة الا نردى من
عند النبي فقال انتك لصاحب هذا
قال نعم قال والله اني لحاضر ذلك
الجلس ولوعلى ان لي في الجيش
مصدقا كنت اول من تكلم به

ومن مسند ابی رستم
حدیثہ فی منزلة الشیخین عند النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اخبر الحاكم من
حدیث اشراف بن قیس قال صلی بنا
امامنا یکتبنا ابیقتہ قال صلیت ہذا الصلوة
ومثل ہذا الصلوة مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال وكان ابو بکر وعمر رضی اللہ
عنہما یقومان فی الصف المقدم عنین وکلی
رجل قد شہدا التکبیر الاولی من الصلوة
فصلی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شتر
سلم عن یمینہ وعن یماسلا حتی دلینا
بیاض خد لا شتر انقل کالغزال ابی مہمۃ
یعنی نفسہ فقام الرجل لذی ادھرک معہ
التکبیر الاولی من الصلوة بشغم فوثب
الیہ عمر فأخذ بمنکبہ فخر لا شتر
قال اجلس فانت لہو جلاک اهل الکتاب
الا انتہ لہو یکن بین صلیو تھم

سب بیٹھ گئے (اور متوجہ ہو کر سننے لگے) پس انہوں نے بیان
کیا کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
تھے کہ عثمان بن عفانؓ اپنے بال کھولے ہوئے اس طرف تشریف
لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ایک
فتنہ میرے پیروں کے نیچے یا (فرمایا کہ) میرے پیروں کے درمیان
سے (یعنی اسی مقام مدینہ منورہ سے) پیدا ہوگا یہ شخص اور
جو اس کے ساتھ ہوں گے اس دن ہدایت پر ہوں گے۔ پس
ابن حوالہ آدمی منبر کے پاس سے اٹھے اور انہوں نے کہا کہ (وہ)
مِرَّةٌ بن کعب ! یہ واقعہ تمہارے سامنے کھلے ہو تو انہوں
نے کہا ہاں۔ تو ابن حوالہ نے کہا اللہ کی قسم میں بھی وہاں
موجود تھا اگر میں سمجھتا کہ شکر میں کوئی شخص میری تصدیق
کرے گا تو سب سے پہلے اس حدیث کو میں بیان کرتا۔

مسند ابی رستم رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت

مقرب ہونے کے متعلق ؟ حاکم نے روایت ازرق بن قیس
نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم کو ہمارے امام (مسجد اے نماز
پڑھائی جن کی کنیت ابو رستم تھی اس کے بعد انہوں نے
بیان کیا کہ میں نے ہی نماز یا (دیکھ کر) ایسی ہی نماز رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی تھی۔ انہوں نے یہ بھی
بیان کیا کہ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما پہلی صف میں آپؐ کی
واپسی جانب کھڑے ہو گئے تھے (ایک روز) ایک شخص جو
نماز کی تکبیر اٹھانے میں شریک تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نماز پڑھ چکے اور دونوں جانب سلام پھیر چکے یہاں تک کہ
ہم نے آپؐ کے رخصتوں کی سفیدی دیکھی اس کے بعد آپؐ
اسی طرح (مقتدیوں کی طرف) پھر کر بیٹھ گئے جس طرح میں
(بمختاری طرف) پھر کر بیٹھا تو وہ شخص جو تکبیر اٹھانے میں آپؐ
کے ساتھ شریک تھا اٹھا اور دو رکعت نماز پڑھنے لگا حضرت
عمرؓ نے اٹھ کر اس کے شانے پر کھڑے ہوئے اور اس کو بلایا اور کہا کہ
بیٹھ جا اہل کتاب اسی سبب تو ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں کے

فصل في دفع الشبهة صلى الله عليه وسلم بعد
فقال اصاب الله بك يا ابن الخطاب.

ومن مسند نافع بن عبد الحارث

حديثه في بشارته ابي بكر وعمر و
عثمان بالجنته مثل حديث ابي موسى
اخرج احمد من طريق وهيب عن
موسى بن عبيدة قال سمعت ابا سلمة يحدث
ولا أعلمه الا عن نافع بن عبد الحارث
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل
حائطاً من حواط المدينة فجلس على قفا
البئر فاء ابو بكر يستأذن فقال ثذن
له وشره بالجنة ثم جاء عمر يستأذن
فأذن له وشره بالجنة ثم جاء عثمان
يستأذن فقال ائذن له وبشره
بالجنة وسئل بكتة.

واخرج احمد عن يزيد بن هارون
عن محمد بن عمرو عن ابي سلمة قال
قال نافع بن عبد الحارث فذكره.

ومن مسند جبير بن مطعم

حديثه في الدليل على خلافة ابي بكر
رضي الله عنه اخرج البخاري عن ابراهيم
بن سعد عن ابيه عن جبير بن
مطعم عن ابيه قال ائذ امر ابا
النبي صلى الله عليه وسلم فامر
ان ترجع اليه قالت اسرأيت
ان جئت ولم اجدك كما تقول
الموت قال ان لم تجدني

در بیان میں فصل نہ ہوتا تھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
نظر اٹھائی اور فرمایا کہ اللہ تمہارا بھلا کرے اے ابن خطاب!

مسند نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت حضرت ابو بکر

وعمر و عثمان کے جتنی ہونے کے متعلق دیکھیں حضرت
ابو موسیٰ (کے) امام احمد نے روایت و ترمذی و تہذیب
سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے ابو سلمہ سے سنا وہ بیان
کرتے تھے اور میرے خیال میں نافع بن عبد الحارث سے روایت
کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے کسی مکان میں
تشریف لے گئے اور کنوئیں کی بگلت پر بیٹھ گئے پھر ابو بکر آئے
اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا
اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اس کے بعد حضرت عمر آئے
اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا
اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اس کے بعد حضرت عثمان
آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا
اُن کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اور حق پر یہ وہ ایک
مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔

اور نیز امام احمد نے یزید بن ہارون سے انھوں نے
محمد بن عمرو سے انھوں نے ابو سلمہ سے روایت کی ہے کہ وہ
کہتے تھے نافع بن عبد الحارث نے بیان کیا اور ویس ہی حدیث
انھوں نے ذکر کی۔

مسند جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت

دلیل ہے [بخاری نے ابراہیم بن سعد سے انھوں نے
اپنے والد سے انھوں نے محمد بن جبر بن مطعم سے انھوں نے
اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک عورت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ نے اُس کو حکم دیا کہ
پھر آنا اس عورت نے کہا کہ بتائیے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ
پاؤں اسکا اشارہ موت کی طرف تھا حضرت نے فرمایا اگر مجھ کو پاتا

فانت ابي بكر.

ومن مسند عبد بن التراب

حديثه في فضل ابي بكر الصديق
اخرج البخاري من طريق حماد
بن زيد عن ابي بكر الصديق
بن ابي مكيه قال قال كعب اهل
الكوفة الى ابن التراب في الحديث
فقال ان الذي قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذاً
من هذه الامة خليلاً لاتخذت
انكرا ابايعه ابا بكر رضی اللہ عنہ.

وحديثه في فضل عمر رضی اللہ عنہ
اخرج البخاري من حديث نافع
بن عمر عن ابن ابي مكيه قال
كاد المخزوم يهلك ابا بكر وعمر
رفعوا اصواتهم عند النبي صلى الله
عليه وسلم فحين قدم عليه
وكب بن قيس فاشتموا ابا بكر وعمر
بن حابس ارضى بنى جاشع وامشاس
الاخير بجل اخر قال نافع لا احفظ
اسمه فقال ابو بكر لعمر ما اردت
الاخلا في قال ما اردت خلافة

فلم تقعت اصواتهم في ذلك فانزل
الله يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا
اصواتكم فوق الاية قال ابن التراب
فما كان عمر يجمع رسول الله صلى
الله عليه وسلم بعد هذا الاية
سے اس کا نام یاد نہیں رہا پس حضرت ابو بکر نے حضرت عمر
سے فرمایا کہ تم نے ہمیشہ میری مخالفت ہی کا ارادہ کیا حضرت
عمر نے کہا میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اس کے
متعلق دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں پس اللہ نے یہ آیت
نازل فرمائی یا ایہذا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق
الایۃ فاما کن عمر یجمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بعد ہذا الایۃ

سے اس کا نام یاد نہیں رہا پس حضرت ابو بکر نے حضرت عمر
سے فرمایا کہ تم نے ہمیشہ میری مخالفت ہی کا ارادہ کیا حضرت

و ابو بکر کے پاس جاتا۔

مسند عبد بن التراب رضی اللہ عنہ
۳۔ روایت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

فضیلت میں [بخاری نے روایت حماد بن زید ابو بکر سے
انھوں نے عبد اللہ بن ابی مکیہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے
تھے اہل کوفہ نے حضرت ابن زبیرؓ کو داد (کی میراث) کے
متعلق (استفتاء) کیا کہ یہ کیا تو انھوں نے یہ جواب لکھا کہ
اس شخص نے جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیفہ بنانا تو
انھیں کو بنانا یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فاذا کا وہی حصہ
قائم کیا ہے جواب کا ہے۔

ان کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں [بخاری
نے روایت نافع بن عمر ابن ابی مکیہ سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) دونوں خیر (جمع) یعنی ابو بکر
وعمر قریب تھا کہ (باہم نزاع کے ہلاک ہو جائیں) دونوں
نے اپنی آواز بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند کی جبکہ
آپ کے پاس بنی تیم کا وفد آیا تو (حضرت نے شیخین سے
مشورہ لیا کہ ان پر کس شخص کو حاکم بنایا جائے) ایک نے (یعنی
حضرت عمرؓ) (قرع بن حابس برادر بنی جاشع کی بابت
مشورہ دیا اور دوسرے (یعنی حضرت صدیقؓ) نے ایک شخص
شخص کی بابت مشورہ دیا نافع کہتے تھے کہ مجھے اس دوسری
شخص کا نام یاد نہیں رہا پس حضرت ابو بکر نے حضرت عمرؓ
سے فرمایا کہ تم نے ہمیشہ میری مخالفت ہی کا ارادہ کیا حضرت
عمر نے کہا میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اس کے
متعلق دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں پس اللہ نے یہ آیت
نازل فرمائی یا ایہذا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق
الایۃ (تو محمدؐ) اسے مسلمانوں
دہشت کرو آوازیں اپنی (نبی کی آواز پر) ابن زبیرؓ نے بیان
کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

حقہ يستقر حقه ولو يدرك ذلك عن
ابنه يصح ابابكر

واخرج البخاري من طريق ابن
جريح عن ابن ابي مليكة ان عبد الله
بن الزبير اخبرهم انه قدم ركب
من بني تميم على النبي صلى الله عليه
وسلم وقد كرم غلوا من الحديث المتقدم
ومن مسند عبد الرحمن
بن خباب السلمي

حديثه في فضل عثمان اخرج
احمد من حديث الوليد بن ابي
هشام عن فرقد بن طلحة عن
عبد الرحمن بن خباب السلمي
قال خطب رسول الله صلى الله
عليه وسلم حفص بن غوث على جيش العسرة
فقال عثمان بن عفان علي
ما رآه بعد ابراهيم هاشم
اقتابها قال شرح حص فقال عثمان
علي ما رآه اخبره بالحللها
اقتابها ثم نزل مرقا من المنبر
شرح حص فقال عثمان علي ما رآه
اخرى بالحللها واقتابها قال فأتيت
النبي صلى الله عليه وسلم يقول بيده
هكذا ويخرج كها واخرج عبد الحميد
يداه كما تعجب ما على عثمان
ما عمل بعد هذا

کے سامنے اس قدر آہستہ بولتے تھے کہ آپ کے کان تک پہنچ
آواز نہ پہنچاتے تھے یہاں تک کہ حضرت کو پھر ان سے پوچھنا
پڑا تھا یہ کیفیت ابن زبیر نے اپنے باپ سے حضرت ابو بکر
سے نقل نہیں کی۔

اور بخاری نے روایت ابن جریج ابن ابی ملیکہ سے روایت
کی ہے کہ عبد اللہ بن زبیر نے لوگوں سے بیان کیا کہ کچھ سوار
قبیلہ بنی تميم کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں آئے
پھر گزشتہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

مسند عبد الرحمن بن خباب السلمي رضي الله عنه
۱۔ روایت حضرت عثمان

کی فضیلت میں امام احمد نے روایت ولید بن ابی شامہ
فرقد بن طلحہ سے انھوں نے عبد الرحمن بن خباب سلمی سے
نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے غزوہ تبوک کی تیاری کے وقت خطبہ پڑھا اور جیش العسرة
کے سامان کی تیاری کے لئے مسلمانوں کو ترغیب دی تو
حضرت عثمان بن عفان نے عرض کیا کہ میرے ذمہ سوا و نث
ہیں مع ان کے خوگر اور کہا ہے کہ عبد الرحمن بیان کرتے
ہیں کہ حضرت نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان نے پھر
کہا میرے ذمہ سوا و نث ہیں مع ان کے خوگر اور کہا وہ کہ
اس کے بعد حضرت منبر کے نیچے والے زبیر پر آئے اور آپ
نے پھر ترغیب دی پھر حضرت عثمان نے کہا کہ میرے ذمہ
سوا و نث اور میں مع ان کے خوگر اور کہا ہے کہ عبد الرحمن
بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
آپ نے اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دے کر اس حرکت کی کیفیت
عبد الصمد (راوی حدیث) نے بیان کی جس طرح متعجب آدمی
اپنے ہاتھ کو حرکت دیتا ہے فرمایا کہ عثمان پر کچھ نہیں ہے
اب اس کے بعد جو چاہیں کریں۔

یعنی یہ نہیں ہیں کہ حضرت ابو بکر کی ہر حرکت کو کبھی نہ کہ ان کا آپ سے وہ کہہ گیا کہ وہ اللہ کے واسطے تو میری حضرت مسند ابن زبیر
کے بیٹے یہاں سے ان لوگوں کے قول کا ضعف بھی معلوم ہو گیا وہ ذریعہ اور وہ اللہ کی طرف سے جو خاصا نہیں ہوئی ہے سمجھتے ہیں۔

ومن مسند عبد الرحمن
بن سمرۃ القرشي

حديثه في فضل عثمان اخرج الحاكم من طريق
ابن شاذان عن عبد الله بن القاسم عن كثر بن
مولى عبد الرحمن بن سمرۃ عن عبد الرحمن بن
سمرۃ قال جاء عثمان رضي الله عنه الى
النبي صلى الله عليه وسلم بالف دينار
حين يجمع جيش العسرة ففزعها عثمان في
جها النبي صلى الله عليه وسلم قال فبعل النبي
صلى الله عليه وسلم يقولها ويقول ما فزع
عثمان ما عمل بعد هذا اليوم قالها سوارا

ومن مسند معاوية بن ابی سفيان
رضي الله عنه

حديثه في خلافة قریش اخرج البخاري
من حديث شعيب عن الزهري قال كان
عبد بن جبلة بن مطعم يحدث انه
بلغ معاوية وهو عند ابي وق من
قریش ان عبد الله بن عمر وعبد الله بن مسعود
انهم سيكون ملاق من قحطان فغضب
فقام فالتفت على الله بما هو اهل ثم قال انا بعد
فأبى بلخنة ان سراجا منك بعد عثمان
احاديث ليست في كتاب الله ولا نثر
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
واولئك جهال كفو فأتوا كوا ماني اليه
تصل اهلها فأتى سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول ان هذا الامر
في قریش لا يعادهم احد الا كنه
الله على وجهه ما اقول الدین

مسند عبد الرحمن بن سمرۃ قرشي رضي الله عنه
۱۔ روایت حضرت عثمان

کی فضیلت کے متعلق امام حاکم نے روایت ابن شاذان
بن قاسم سے انھوں نے کثر بن عبد الرحمن بن سمرۃ کے غلام
تھے انھوں نے عبد الرحمن بن سمرۃ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے
تھے حضرت عثمان بن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں
ہزار اشرفیاں لائے جب کہ آپ جیش العسرة کی تیاری کر رہے
تھے اور لاکھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیں حضرت
بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اشرفیوں کو
آلئے ملتے تھے اور بار بار فرماتے تھے کہ آج کے بعد عثمان جو
چاہیں کریں ان کو مضر نہ ہوگا۔

مسند معاوية بن ابی سفيان رضي الله عنه
۲۔ روایت خلافت قریش

کے متعلق امام بخاری نے روایت شعب زہری سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتے تھے محمد بن حیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ
ہم لوگ قریش کے ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہ کے پاس
بیٹھے ہوئے تھے اسی حال میں ان کے پاس یہ خبر آئی کہ
عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ عنقریب ایک بادشاہ قبیلہ
قحطان سے ہوگا۔ یہ سن کر حضرت معاویہ کو غصہ آیا اور وہ کھڑے
ہو گئے اور انھوں نے اللہ کی تعریف بیان کی جیسی کہ اس کے
لائق ہے اس کے بعد کہا انا بعد۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ
تم میں سے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو کتاب خدا میں نہیں
ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں یہ
لوگ جاہل ہیں ایسا خبر دار ایسی باتیں منہ سے نہ نالو جو
لوگوں کو گمراہ کریں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش
میں رہے گا جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اس
کو شتم کرے بل اوعدا گرا دے گا جب تک قریش دین کو
قائم رکھیں۔

فذاكر القصة حتى قال شمر لعقبت
واجمعهم وقتال لي يجرير انكم
لن تزالوا بخير ما اذا هلك اميرت اقم
في اخر واذا كانت بالشيف غصبهم
غصب الملوكة ورضيتهم رضوا الملوكة
وحديثه ان الطلقاء من قریش
ليسوا اطلاقا المهاجرين في الدين -
اتخرج احمد من طريق عاصم عن
ابي واصل عن جرير قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم المهاجرون
والانصار اولياء بعضهم ببعض
الطلاق من قریش العتقاء من
ثقيف بعضهم اولياء بعض ال
يوم القيمة -

ومن مسند جندب بن عبد الله
حديثه في خطبة النبي صلى الله عليه
وسلم بمناقب ابي بكر الصديق
اتخرج مسلم عن جندب بن عبد الله
قال سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم قبل ان يموت بخمس
وهو يقول ابي ابراهيم انا الله
ان يكون لي منكم خليل وان الله قد
اتخذني خليلا كما اتخذ ابراهيم خليلا
ولو كنت متخذا من امتي خليلا لاتخذت
ابا بكر خليلا الا وان من كان قبلكم كانوا
يتخذون قبوسا انبياءهم وصالحهم
مساجدا الا فلا تتخذوا
القبوس مساجدا اتي انما كثر ذلك

بيان کیا ہے کہ میں ذمہ سے بلا تو انھوں نے مجھے کہا کہ
جریر اتم لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہو گے (جب تک تم میں سے
دستور رہے گا) جب ایک خلیفہ میرے تو دوسرے کو تم
(اجماع سے) منتخب کر لو اور جب (تقریباً) تم لوگ
تو تم بھی بادشاہوں کا سامنے کرنے لگو گے اور بادشاہوں
کی سی خوشی کرتے لگو گے۔

ان کی یہ حدیث کہ قریش کے طلقاء دین میں ہمارے
کے برابر نہیں ہیں امام احمد نے بروایت حاتم ابو اہل سے
انھوں نے حضرت جریر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے
باہم ایک دوسرے کے دوست اور ہمیں اور قریش کے
طلاق اور قبیلہ ثقیف کے عتقاء باہم ایک دوسرے کے
دوست و ہمیں قیامت تک یہی حال رہے گا۔

مسند جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان کی حدیث
اروایت

وسلم کے اس خطبہ کے متعلق جس میں ابو بکر صدیق کے
فضائل ہیں مسلم نے جندب بن عبد اللہ سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آپ کی وفات کے پانچ دن پہلے سنا آپ فرماتے تھے
میں خدا کے سامنے اس بات سے برات ظاہر کرتا ہوں کہ
میں نے تم میں سے کسی کو خلیل بنایا ہو اور بیشک اللہ نے
مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح ابراہیم کو خلیل بنایا تھا اگر
میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل
بناتا آگاہ رہو جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے پیغمبروں
اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنالیتے تھے میں تمہیں اس
بات سے منع کرتا ہوں۔

لیہ دو عجمی صحابی ہیں ان کے رسول میں رسول کے نام کو ذکر ہوتا ہے تو میرے
ذوالکلاع قدس قدس بن یزید نے حضرت ابراہیم سے روایت کی کہ ان کے
جس کا حضرت کی وفات ابو بکر صدیق کی خلافت کے بعد جنت میں فرمایا تھا

ومن مسند مجن ابی مجن

حديثه في الشفاء على جماعة من الصحابة منهم
الاميرة اخرج ابو عمر من حديث عبد الحميد
بن عبد الرحمن بن عوف عن ابي سعد مولى النبي
عن شريح من الصحابة يقال له ابو جحش او
مجن بن فلان قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان اشراف امتي
يا ابي بكر واقرها في امر الله عمن
واحد قها حياء عثمان واقضاها علي
واقراها آني واخرضاها زيد بن
اعلمه من جلال والحلم ومعاذ بن
جبل ولكل امير امين وامين هذه
الائمة ابو عبيدة بن الجراح -

وقال ابو عمر في ترجمة ابي بكر الصديق
وقال فيه ابو مجن الثقفي

وتمت صديقا وكل مهاجر
سواله ينفذ باسمه غلام منكم
صفت الى الاسلام والله شاهد
وكنتم جليسا بالعرش المشهور
وبالغار اذا تمت بالغار صلحا
وكنتم رفيقا للنبي المطهر

ومن مسند زرار بن عمرو بن زرار

التخ والد عمرو بن زرار
حديثه في رواية عن ان عثمان بن عفان
قال ابو عمر تعلقا قديم على النبي صلى الله عليه
وسلم في وقت الفتح فقال يا رسول الله اني
رايت في طريق رؤياها النور قال وما هي

مسند مجن ابی مجن رضی اللہ عنہ ان کی حدیث چند
اروایت

جن میں خلفاء اربعہ بھی ہیں ابو عمر نے بروایت عبد الحمید
بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ ان کے
کے غلام تھے انھوں نے ایک شخص سے جو صحابی تھے ان کو
لوگ ابو مجن یا مجن بن فلان کہتے تھے روایت کی ہے کہ وہ کہتے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری
امت میں سب سے زیادہ ہریان میری امت پر ابو بکر ہیں اور
سب سے زیادہ قوی خدا کے کام میں عمر ہیں اور سب سے زیادہ
کامل امیر عثمان ہیں اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے
علی ہیں اور سب سے زیادہ قراہ کے ماہر ابی ہیں اور سب سے
زیادہ علم فرائض کے جانتے والے زید ہیں اور سب سے زیادہ علم
وحرام کا علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کے
لئے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین عبد بن جراح ہیں
اور ابو عمر نے حضرت ابو بکر صدیق کے تذکرہ میں لکھا ہے
کہ ان کے متعلق ابو مجن ثقفی نے یہ اشعار کہے تھے۔

آپ کا نام صدیق رکھا گیا اور دوسرے ہاجرین آپ کے
علاوہ اپنے اپنے لئے ناموں سے پکارے جاتے ہیں خدا کو
ہے آپ کے اسلام کی طرف سبقت کی اور آپ قریش میں
اشکارا (نبی کے) ہمنشین تھے اور غار میں (جی) آپ نبی
کے ہمنشین تھے اسی وجہ سے آپ کا نام یار غار رکھا گیا
آپ نبی مطہر کے رفیق تھے

مسند زرارہ بن عمرو بن زرارہ رضی اللہ عنہ ان کی حدیث
زرارہ رضی اللہ عنہ (اروایت)

جو حضرت عثمان کے برسر حق ہونے پر ولایت کرتے تھے اور
نے تعلیم روایت کی ہے کہ زرارہ بن عمرو قبیلہ غنم کے وفد
کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اٹھائے راہ میں ایک خلیفہ
دیکھا جس سے مجھے خوف طاری ہوا حضرت نے تو مجھے خواب کیا؟

فَنظَرَ اِلَى اِيْمَانٍ فَقَالَ عَلِيُّ اَشْهَدُ اَنَا مَعَكُمْ شَهِيدٌ۔

قول اولاد حسن بن علی

اخبرني عبد الله بن احمد في زوائد المستند عن الحسن بن سعيد بن حسن قال حدثني ابي عن ابيه عن علي قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل ابوبكر وعمر فقال يا علي هذان سيدا اكهول اهل الجنة وشبابة بعد النبيين والمرسلين۔

وقد ذكر المحب الطبري عن علي بن الحسن بن الحسن بن علي بن ابي طالب وقد سئل عن ابوبكر وعمر فقال افضلهما واستغفرهما فقبل له لعل هذا تقيبه وفي نفسك خلافة قال لا نلحقه شفاعا محمد صلى الله عليه وسلم ان كنت اقول خلافي ما في نفسي۔

وعنه وقد سئل عنهما فقال صلى الله عليه وسلم ولا صلى علي من لم يصل عليهما۔ وروى عن الحسن للثلاث اخي عبد الله المذکور انه قال لعجل لعجل من يغلو فيه فغلبكم ارجونا بالله فان اطعنا الله فاجونا

اور اپنی والد کی طرف دیکھنے لگے حضرت علی نے فرمایا کہ تم بھی اس کے گواہ بنو اور میں بھی تمہارے ساتھ (اس کا) گواہ ہوں۔
قول اولاد حسن بن علی رضی اللہ عنہ
ہم۔ روایت میں حسن بن زید بن حسن سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھے میرے والد نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت علی سے روایت کیے بیان کیا وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سامنے سے آئے۔ حضرت نے فرمایا اے علی! یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے جنت کے پورٹوں اور جواہروں کے سردار ہیں۔

اور محب طبری نے عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت ابوبکر و عمر کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو (تمام صحابہ سے) افضل سمجھتا ہوں اور ان کے لئے وہاں مغفرت کیا کرتا ہوں کسی نے ان سے کہا کہ شاید یہ تقيبه آپ کے دل میں اس کے خلاف ہے انھوں نے فرمایا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں اپنے دل کے خلاف کہتا ہوں۔

اور نیز ان سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ صلی اللہ علیہما وسلم اللہ صلواتہ وسلم نازل کرے ان پر اور ان کے لئے طلب رحمت کرے اس پر اللہ رحمہ کرے اور حضرت حسن و ثلث برادر حضرت جبرائیل و میکائیل سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص سے جو نبی فاطمہ کی محبت میں غلو رکھتا تھا فرمایا کہ تمہاری خرابی ہو ہم سے اللہ کے محبت کرو (یعنی) اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت

لے شیعہ بزرگان اہل بیت کے تمام اقوال کو جو خلاف شیعہ ہیں انہیں رد کر دیتے ہیں کہ وہ غلو و کثرت سے کہتے تھے کہ ان کا کھانا اور قتلوان کے گورنر اور کچے ہیں کہ وہ اپنا صلہ نہ ہیں ہم سے تنہائی میں بیان کرتے تھے کہ اس شیعہ قسم کے بعد حضرت عبد اللہ سے کسی اہل سنت کی جرأت نہیں ہے کہ ان کو ٹھوٹا لیں۔

وان عصينا الله فابغضونا فقال له رجل انكم ذوقنا به من رسول الله صلى الله عليه وسلم من اهل بيته فقال ويحك لو كان الله نافعنا بقربا به رسول الله صلى الله عليه وسلم يغرب عن بطولته لنفع بذلك من هو اقرب اليه منا اباءا وامهه والله ان اخاف ان يضاعف الله للعاصي من العذاب ضعفين والله اني استرجون ثواب الحسن مثا اجرنا من مرتين ثم قال لقد اساء بنا اباؤنا واماؤنا ان كان ما تقولون من دين الله ثلوه يغربونا به وليربطوننا عليه و ليربطوننا فيه ونحن كما اقر بتم قراية سنكم وادب عليهم و احسان يرضوننا فيه سنكم ولو كان الامر كما تقولون ان الله جل وعز ورسوله صلى الله عليه وسلم اختارنا عليا لهذا الامر والقيام على الناس بعدا فاني عليا اعظم الناس خطيئة وجنما اذ ترك امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقوم فيه كما امرنا ويخبر الى الناس فقال لا اظنكم يقولون شيئا من الله عليه وسلم لعن

ہم کو اس سے مطلع نہ کیا اور ہم کو اس کی تعظیم نہ دی بل ہم تم سے زیادہ ان کے قریب تھے اور تم سے زیادہ ہمارا حق ان پر تھا کہ وہ ہم کو دین کی تعلیم دیتے اور اگر بقول تمہارے اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو رسول کے بعد خلافت کے لئے منتخب کیا ہوتا تو علیؑ میرے زیادہ خطا کار اور سب سے زیادہ مجرم ہوتے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ترک کر دیا (ان کو) چاہیے تھا کہ خلافت اپنے متعلق کر لیتے جیسا کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور لوگوں کے سامنے (نبی) خدا کی حیثیت رکھ میں مجبور ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی ہے) تو انھوں نے ان سے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے کیا

لے اس قسم کا کہم اہل بیت کے شیعہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو گھڑنے کے متعلق ہیں کہ حضرت امام زید و جعفر و علیؑ نے کیا ہے وہ ان کی کھانا اور قتلوان کے گورنر اور کچے ہیں کہ وہ اپنا صلہ نہ ہیں ہم سے تنہائی میں بیان کرتے تھے کہ اس شیعہ قسم کے بعد حضرت عبد اللہ سے کسی اہل سنت کی جرأت نہیں ہے کہ ان کو ٹھوٹا لیں۔

میں، دونوں مجتہد صواب پر ہیں کیونکہ مقصد (اصلی) ایسی حالت میں شارع کی موافقت کرنا اور اس کے حکم پر گردن رکھنا ہے اور (دوسرے صورت مذکورہ میں) ہر مجتہد اس موافقت کو بجا لایا فقہائے اہل سنت کے مذاہب میں باہم اسی قسم کا اختلاف ہے اور سب مقبول ہیں۔

(ہماری) غرض اس فصل میں بلکہ ان تمام تفصیلات میں
 اس بات کا بیان کرنا ہے کہ خلفاء راشدین کے لئے قریشیت
 اور سوانح اسلام کا اور اہل حقیت ہونے کا اور نیز دوسرے
 فضائل کا ثبوت تسم اول میں (داخل ہے) اور حجت الہی
 ان کے مستکون پر قائم ہے اور ان کے کمزور شبہات نے
 ان کو عند اللہ معذور نہیں بنایا جو شخص ان کا منکر ہے وہ
 بدعتی ہے، حق سے دور ہے، بڑا ن الہی نے اس کو محضین علی
 متکوہہ افضل الصلوٰۃ وایمن الخیات کے مستند
 نکال دیا ہے (یہ بدعت ان کی) بعض (علماء) کے نزدیک
 کافر بنانے والی اور بعض کے نزدیک سخت فاسق بنا دینے
 والی ہے۔ پھر (یہ بھی واضح ہے کہ) قریشیت اور باقی صحابہ
 ہفت گانہ مذکورہ کا خلافت خاصہ میں شرط ہونا آیات اور
 احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے ثابت ہے پھر (یہ بھی واضح
 ہے) کہ خلفاء کی خلافت شریعت میں ثابت ہے۔ صحابہ و
 تابعین نے اس کے ثابت کرنے میں متعدد طریقے اختیار کئے
 ہیں اور ہر طریقہ (حقیقت خلافت پر) دلالت کرتا ہے خواہ
 وہ دلالت قطعی ہو یا ظنی جب ہم ان سب استدلالوں
 کو جمع کرتے ہیں تو وہ متواتر ہوجاتے ہیں اور جب
 ایاتوں کے عموم اور اشارے اور ان کے قرینے ان استدلالوں
 کے ساتھ مل جاتے ہیں تو وہ استدلال قطعی ہوجاتے ہیں۔
 جب یہ مقدم بیان ہو چکا تو اب ہم کہتے ہیں کہ خلفاء کا
 قریش ہونا اور سابقین اسلام سے ہونا اور ہاجرین اولین
 سے ہونا اور بدو حدیث اور دوسرے مشاہیر خیر میں شریعت
 قطعی ہے کسی مخالفت کو انکار کی گنجائش نہیں اس میں زیادہ

پرو مصیب اند زیرا که ارواح النبیین موافقت
شایع است و گردن نهان حکم او بر یک آن موافقت
لایحا آوردن از باب فقهاء اهل سنت با هم همین قسم
دربرویات آفاق اند و چه مقبول اند.

عرقش درین فصل بکده درین فصول بیان آنست
که ثبوت قرشیت و سوابق اسلامیه و ثببات تثبیت
و غیر آن خلقانی را زمین در آن از قسم اول است
جزء الله میسرکنان اینها قائم است و شبهات
و یکیک ایشان عتد الله معذورن ساخت
ایشان را و مستحکم ایشان مبتدع است دور
الحق بران الله اورا از باطل محمد بن علی
محبوبه افضل القبولات و ایمن القیمات
مطروود و موجود و نایده بدین عتد الله میسرکنان
البعض و مفسدیه اشداً اللعق عند
الآخرین باز اشتراط قرشیت و سائر
خصال سبعه مذکوره در خلافت خاصه بآیات
و احادیث صحیره و آثار صحابه ثابت است
باز خلافت خلفاء و در شریعت ثابت است
صحابه و تابعین و در ثببات آن مساک متدعه و لوک
نموده اند و هر مملکه و دولت دار و اناطلیه و اناطلیه
چون هر بار با همه آنان کینیم متواتر با هم میسر گردد و
عیون آیات و اشارات و قرائن آن چوں بآن
باز شود اقاده قطع فرماید.

چون از مقدمه مبدء شد می گوئیم اما بودی خلق
از قریش و یهودن ایشان از سابقین در
اسلام و بودن ایشان از هاجرین اولین
و مشهور ایشان در بدر و حدیبیه و سایر
مشاهد خیر مکتوب بر است مخالف را
مجال انکار نیست و اطاعت کلام و امان

گفت گو کر نامثل لغو (کام) کے معلوم ہوتا ہے تاہم کچھ حصہ ان مباحث کا اختلاف کے آثار میں عمدہ طریقہ سے مذکور ہوگا (شیخین کے متعلق تو کوئی بات تکلیفی ہی نہیں) سوا اس کے کہ ذوالقرنین رضی اللہ عنہ بدر اور بیۃ النضوان میں اور حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تبارک میں حاضر نہ تھے مگر وہ بھی حاضرین کا حکم رکھتے تھے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا (اب اس وقت اُن صفات کا شرط خلافت ہونا اور خلفاء میں پایا جانے کی اہمیت اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے)۔

قرن بیس ہونا یہ اس خلافت کی شرط ہے جو اپنے اختیار پر قائم کی جائے ہماری گفتگو اس خلافت میں نہیں ہے جو بضرورت قائم ہوئی ہو پس (اس کا شرط ہونا) بہت حد تک درست ثابت ہے۔

انجام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی (روایت کی
ہوئی) مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے ہیں اور نیز ان کی
موقوف حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) معلوم نہیں تھا
مگر اسی قبیلہ قریش کے لئے جو بعت بار خاندان کے تمام
عرب سے بہتر ہے۔ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور
سعد بن ابی وقاص کی مرفوع حدیث ہے کہ جو شخص قریش
کو ذلیل کرنا چاہے اللہ اس کو ذلیل کرے اور حضرت زید
کی مرفوع حدیث ہے کہ آگاہ ہو خلفاء قریش میں سے جو نے
چاہیں جب تک کہ ان میں یہ تین صفتیں قائم رہیں۔ اگر
نعم بنے جائیں تو انصاف کریں اور وعدہ کریں تو پورا
کریں اور اگر ان سے رجم کی خواہش کی جائے تو رجم کریں۔
اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش میں
ہے گا جب تک کہ دو قریشی بھی باقی رہیں اور حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ (حضرت نے دعا مانگی) یا اللہ
جس طرح تو نے پہلے قریش کو بلا میں مبتلا کیا اسی طرح آخر
میں ان پر انعام کرتا ہوں اس کو روایت کیا ہے۔ اور
حضرت ابو موسیٰ کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش میں ہے

شعبه بلخغه نماید مع هذا فصله الا ان در
آثار ايشان بالغ دوجه مذکور عوايد شد غير
آنکه ذوالنورين رضی الله عنه در بدويزه
و در تفسیر کرم الله وجهه در توک حاضر نبودند
ليکن حکم حاضرين داشتند چنانکه بايد
اما آنکه فرستيد مشرط خلافت اختيار
است وليس الكلام في الخلافه
الضروريه ليس اماما يثب
ثابت است.

أَرَأَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أُفْوِدُوا إِلَهُكَ
وَمُؤْتَفِقِينَ عَلَيْهِمْ يَصِفُونَ أَوْلِيَاءَهُمْ
لَا يَحْزَنُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ مِنْهُ
وَيَتَّبِعُونَ أَمْرَهُمْ وَهُمْ لَا يَحْزَنُونَ
لَهُمْ فِي الْأَرْضِ حَقْلٌ فِيهِ يَقْتُلُونَ
وَلَهُمْ فِيهَا مَنَازِلُ مُتَتَابِعَةٌ لِمِمَّا
كَنَزُوا وَلَهُمْ فِيهَا مَنَازِلُ مُتَتَابِعَةٌ
لِمِمَّا كَنَزُوا لِيَتَلَذَّطُوا مِنَ الثَّمَرَاتِ
وَهُمْ فِيهَا مُقْبِلُونَ مُتَنَفِّحُونَ لِيُخْرِجَهُمُ
الْفَوْزُ الْأَكْبَرُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ
الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ فِيهَا دَخِرُونَ ثُمَّ
يُعْرَضُونَ عَلَيْهِمْ لِجَنَاحِهِمْ ذَوَائِقُ
الْعَذَابِ الَّتِي كَانُوا يُوعَدُونَ وَلَهُمْ فِيهَا
أَنْجَارٌ مُؤْتَفِقَةٌ فِيهَا لَبِثُوا أَمَّاتٍ
وَبَعْضُهُمْ فِيهَا مُقْبِلٌ وَبَعْضُهُمْ فِيهَا
مُؤَخَّرٌ لِمِيعَاتٍ فَهُمْ فِيهَا شَاكِرُونَ

مدا امو اذا استرحموا فرحموا الخ
وحدیث ابی ہریرۃ مرفوعاً عن النبی
تبع لقریش فی هذا الشأن سلیم
لمسلمهم وکافرهم لکافرهم وایضا
حدیث ابی ہریرۃ مرفوعاً عن لقریش
حقاً ما حکموا فعدلوا واشتقوا
فادوا واسترحموا فاحرموا۔
وایضا حدیث ابی ہریرۃ مرفوعاً
الملك فی قریش والقضاء فی الانصاف
والاذا ان فی الحبشة والامانة
فی الکثره وحدیث جابر مرفوعاً
الناس تبع لقریش فی الخیر
والشر وحدیث انس مرفوعاً الیمه
من قریش ان لهم علیکم حقاً ولکم
علیہم حقاً مثل ذلک ما ان
استرحموا فاحرموا وان فاحدوا وقوا
وان حکموا عدلوا فمن لم یفعل ذلک
منہم فعلیہ لعنة الله والملائکة
والناس اجمعین وحدیث ابی ہریرۃ
الاسلے مرفوعاً الامراء من قریش کم
علیہم حق ولہم علیکم حق ما فعلوا
ثلاثاً کمثل حدیث انس وحدیث
ذی خضر کان هذا الامر فی جہد یوقاۃ
الله منہم فجعلہ فی قریش الخ وحلہ
مغویہ بن ابی سفیان مرفوعاً ان هذا الامر
فی قریش لا یعدو عنہم احد الا کینه الله
علی وجہ ما قاموا الدین وحدیث جابر
بن سمیع وابی حنیفۃ مرفوعاً لیزال
الاسلام عزیراً الی ما یشتہر خلقہ

جب تک کہ (ان میں یہ صفتیں قائم رہیں کہ اگر ان سے رسم کی
خواہش کی جائے تو رسم کریں الخ۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت
حدیث ہے کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں مسلمان
لوگ مسلمان قریشیوں کے اور کافر لوگ کافر قریشیوں کے اور
یز حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ قریش کا حق یہ
جب تک کہ ان میں یہ صفتیں رہیں کہ اگر حکم بنائے جائیں تو
انصاف کریں ان میں بنائے جائیں (حق امانت) ادا کریں اور
ان سے رسم کی خواہش کی جائے تو رسم کریں۔ اور یز حضرت
ابو ہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ منصب خلافت قریش میں
ہے اور عہدہ قضا انصار میں اور عہدہ اذان حبشیوں
میں اور صفت امانت قبیلہ اند میں۔ اور حضرت جابرؓ کی
مرفوع حدیث ہے کہ لوگ قریش کے تابع ہیں نیکی میں بھی
بدی میں بھی۔ اور حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ غزوہ
قریش سے ہیں بیشک (اے لوگو!) قریش کا تم پر حق ہے
اور اسی طرح تمہارا حق بھی قریش رہے جب تک کہ قریش
میں یہ صفتیں رہیں کہ اگر رسم کی خواہش کی جائے تو
رسم کریں اور وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں اور حاکم بنائے
جائیں تو انصاف کریں۔ جو شخص ان میں سے ایسا نہ کرے
اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت
اور ابو ہریرہؓ اسلی کی مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے
ہیں (اے لوگو!) تمہارا حق قریش پر اور قریش کا حق تم پر
ہے جب تک کہ ان میں تین صفتیں باقی رہیں۔ اس کے بعد
حضرت انسؓ کی حدیث کے مثل ہے۔ اور حضرت ذی خضرؓ کی
حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قبیلہ حمیر میں تھا مگر اب
اللہ نے اس سے نکال کر اس کو قریش میں رکھا۔ اور حضرت جابرؓ
بن ابی سفیان کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش
میں ہے جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو سزا دیں
کر دے گا جب تک کہ قریش دین کو تم رکھیں۔ اور حضرت
جابر بن سمیرہؓ اور ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ باہر خلفاء کو وقت تک لایا نہیں

یہ سب خلفاء قریش سے ہوں گے۔ اور حضرت عمرو بن عاصؓ کی
مرفوع حدیث ہے کہ قریش قیامت تک سب لوگوں کے سردار ہیں
نیکی میں بھی اور بدی میں بھی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے
اور امام شافعیؒ نے ابن ابی خدیجہ کے انھوں نے ابن ابی
سے انھوں نے اپنے مشائخ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔
از اجماع ابن شہابؒ روایت ہے کہ ان کو یہ خبر ملی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کو مقدم کرو تیر خوجہ
ان سے مقدم نہ بنو قریش سے علم حاصل کرو تم خود ان کے حکم
نہ بنو اور ان کے حکم میں نہ بنو کہ انھوں نے عمر بن عبد العزیزؓ اور ابن شہابؒ
سے شہادت حاصل کر لی کہ ان کو اس حدیث کے بارے میں خبر ہے۔ اور
از اجماع ابن شہابؒ روایت ہے کہ وہ کہتے تھے ہم کو خبر ہے کہ رسول اللہ صلی
نے فرمایا قریش میں غزیر پیدا ہوا تو میں ان کو اس صفت سے آگاہ کر دیتا ہوں کہ
اللہ عزوجل کے یہاں ہے۔ اور از اجماع ابن شہابؓ کی روایت ہے کہ وہ
قطار بن یسار سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے قریش سے فرمایا تم اس کام کے سبب زیادہ حقدار ہو جب تک تم
حق کے ساتھ رہو۔ ہاں جب تم حق سے ہٹ جاؤ گے تو اس
طرح پھیل کر پھینک دیئے جاؤ گے جس طرح یہ ستر خمر لایا گیا
ستر خمر آپ کے ہاتھ میں تھی اس کی طرف اپنے اشارہ
فرمایا۔ پھیلی جاتی ہے۔ اور امام شافعیؒ نے یحییٰ بن سلمہ سے
انھوں نے عبد اللہ بن عثمان بن غنیؓ سے انھوں نے تنکیل
بن عبید بن رفاعہ انصاری سے انھوں نے اپنے والد سے
انھوں نے ان کے دادا رفاعہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) بلندہاؤان سے بکا کر فرمایا کہ
لوگو! قریش اہل امانت ہیں جو شخص ان پر کوئی حادثہ لانا
چاہے گا اللہ اس کو ناک کے بل گار دے گا (نبی جملہ آپ نے)
تین مرتبہ (فرمایا) اور امام شافعیؒ نے عبد العزیز بن محمد
سے انھوں نے یزید بن ہادی سے روایت کی ہے کہ محمد بن
ابراہیم نے ان سے بیان کیا کہ قتادہ بن نیمان قریش کا ذکر
کرتے تھے اور ان کی بڑائی بیان کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ

مہلایا قتادہ لا تشتم قریشاً فانك لحله
تزی فیہا رجالاً اویاتی منهم رجال
تحقق عملك مع اعمالہم وتخطبہم اذا
سرایہم لولا ان قطع قریش لاخبرہا
بالذی لہا عند اللہ واخرج الشافعی
عن سفیان بن عیینہ عن ابن اویس
عن یحییٰ بن یزید عن یزید بن ابی
لک ولقویہ قال یقال من
الہبل فیقال من العرب فیقال من
ای العرب فیقال من قریش و ذکر
الشافعی عن الحدیث تعلیقاً ثم وصلہ
البیہقی باسناد عن جابر بن مطعم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم للمقرئ مثل قولا الجلیل من
غیرہم فقیل للنہری برفد لك قال
من قبل الرأی ذکر ہذا الاحادیث
كلھا البیہقی فی اوائل سنتہ الصغیرۃ۔
باجملہ جمع کثیر از صحابہ وتابعین اس مدارا
روایت کردہ اند بالفاظ مختلفہ و طرق متعارفہ
بعض ازاں مزید است در خلافت قریش
وبعض اشارہ است بآن وبعض قرینہ
است کہ ذہن را بآن نزدیک میگرداند
بعد ازاں نزدیک وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم انصار گفتند متا
امیر و منکم امیر و ہما برین ہیں حدیث
ایشان از خلافت بازداشتند و برہیں
مضی اجماع منعقد شد و مخالف
ساکت گشت و اس وقتہ راطر قسار
است بعض روایات

اسے قتادہ! چپ رہو۔ قریش کو بڑا کہو کیونکہ اسد کے
تم ان میں کچھ لوگ ایسے دیکھو گے یا ذریعہ کہ ان میں کچھ لوگ
ایسے ہوں گے جن کے اعمال کے سامنے تم اپنے اعمال کو حقیر
سمجھو گے اور جب تم ان کو دیکھو گے تو ان پر غبطہ کرو گے اگر
قریش کے مغرور ہو جائے کا اندیشہ نہ ہو تو بیشک میں ان کو
آگاہ کر دیتا اس نعمت سے جو ان کے لئے اللہ کے یہاں ہے۔
اور امام شافعی نے سفیان بن عیینہ سے انھوں نے ابن ابی
سے انھوں نے جابر سے اللہ تعالیٰ کے قول دانہ لذکر
لک ولقویہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ (قریش کا اس
نام ہو گا کہ پوچھا جائے گا فلاں شخص کس قوم کا ہے
کہا جائے گا عرب کا ہے تو پوچھا جائے گا کہ عرب کے کس قبیلہ
سے تو جواب دیا جائے گا کہ خاندان قریش سے دیکھ کر پوچھو
چپ ہو جائے گا کہ جب قریش ہے تو اس کا کیا کہنا اور امام
شافعی نے تعلیقاً مگر بہت بے موصول اپنی سند کے ساتھ
حضرت جابر بن مطعم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایک قریشی دو غیر قریشیوں کے برابر ہو جائے
سے پوچھا گیا کہ یہ کیوں؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ بوجہ ان کی
عقلندی کے۔ ان تمام حدیثوں کا جو امام شافعی سے نقل کی
گئیں یہی ہے اپنی کتب منصرغی کے شروع میں لکھا ہے۔
المختصر صحابہ وتابعین کی ایک جماعت نے اس مضمون
کو بالفاظ مختلفہ و اسانید متعددہ روایت کیا ہے جن میں
بعض خلافت قریش پر صراحت اور بعض اشارہ دلاتی
اور بعض میں کوئی قرینہ ایسا موجود ہے کہ ذہن خلافت کی
طرف جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے بعد (یہ دیکھو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار نے (ہماجرین
کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ ہماجرین
نے اسی حدیث (خلافت قریش) کے ذریعہ سے ان کو خلافت
سے روک دیا اور اسی پر اجماع ہو گیا اور مخالف چپ ہو گئے
اس واقعہ کی بہت سندیں ہیں جن میں سے چند روایتیں ہم

حضرت صدیقؓ کی خلافت کے منعقد ہونے کے بیان میں ذکر
کرس گئے حاصل یہ کہ بعد ان مناظرہ اجماع ہو گیا کہ خلافت
خیر قریش کو نہیں مل سکتی، اور (وہ) مجلس اسی اجماع پر ختم
ہو گئی۔

ہماجرین اولین میں سے ہونا خلافت خاصہ کے لئے شرط
ہے بدلیل قول حق تعالیٰ لا یستوی منکم من انفق
من قبل الفجر و قاتل اولئک
اعظم ذرۃ من الذین انفقوا
من بعد الا یہ و بقول و قاتل اولئک
الذین انفقوا فی الاسلام
الصلوۃ الا یہ و قول حضرت فاروق
در خطبہ آخرہ چوں خلافت را شورے
ساخت در میان شش کس وانی قد
علمت ان اقواما سید یعون فی
ہذا الامر انضربتم بیدی
ہذا علی الاسلام فان فعلوا فاولئک
اعلاء اللہ الکفاسر الضلال و قول ابن
عمرہ الحق بہذا الامر من قاتلک و
قاتل ابائک علی الاسلام و قول
زید بن ثابت روز انعقاد خلافت حضرت
صدیقؓ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و سلمہ کان من المهاجرین
فان الامر کم یكون من
المہاجرین و نحن انصارہ
کا کہ انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قول رفاعہ بن رافع بدری فقتلہ و خروج
طلحہ والنضیر علی علی و یلوغ الخبر الی علی

اس آیت سے متلاں طرح ہے کہ اس بہت میں ہماجرین اولین کی نسبت یہ طعن ہے کہ انھوں نے کفار و کافروں کو پس خلیفہ
کہا ہماجرین میں سے ہو گا تو انہوں نے اس نسبت کے اس قدر متذکرہ کیا کہ انھیں ان کا ہونا کفار و کافروں کو پس خلیفہ

دوست کو قال لانتہ کان
اولئنا بہ لحوفاً واشدنا
بہ لثوقاً بالجملہ این مدعا
از ہماجرین اولین بودن اعظم
شرف است در اسلام و مطلوب
است در خلافت بآخذ بسیار
ثابت است و در مجلس انعقاد
اجماع بر خلافت صدیق اکبر
ذکور شدہ است۔

قرشیت و ہجریت اولیت
باہم عموم و خصوص میں وجہ ثابت
و صدیق اکبر و نظارہ او مادہ
اجتماع بودند لهذا صرف
انصار بہر دو وصف واقع شد
و در منظر حضرت مرتضیٰ
و معاویہ بن ابی سفیان صفت
ہجرت مدار فرق گشت و اینجا
بجئے است شریف آخر
البحار عن عاصم عن
ابی عثمان التہادی عن
نجاشع بن مسعود قال
انطلقت بآبی معبد الی
المنبہ صلی اللہ علیہ وسلم
لیبایعہ علی الہجرۃ
فقال مضت الہجرۃ
لاہلہا أبایعہ علی
الاسلام والجهاد فلقيت
ابی معبد فسألت
فقال صدق مجاشع

اور آپ لوگ نہ ہوئے۔ قرشیت کہا (علیؑ پچا کے بیٹے ہوئے
کی وجہ سے جانشین نہیں ہوئے بلکہ اس سبب سے کہ وہ ہم
سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گئے تھے
اور ہم سب سے زیادہ آپ کی ملازمت میں رہتے تھے۔
الخصر یہ بات کہ ہماجرین اولین میں سے ہونا (شریعت)
اسلام میں ایک بہت بڑی بزرگی ہے اور خلافت میں
اس کی حاجت ہے بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔ چنانچہ
حضرت صدیق اکبرؑ کی خلافت کے معتقد ہونے کے بیان
میں ان دلائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

**شرف ہجرت کی تکمیل کا دروازہ کھلتا ہوا ہے اور
بعض صحابہ کا انشلا**

قرشیت اور اولیت ہجرت میں باہم عموم و خصوص
میں وجہ (کی نسبت) جو صدیق اکبرؑ اور ان کے مثل دوسرے
حضرات (خصوصاً باقی تین خلفاء) مادہ اجتماع تھے لهذا
انصار کو ان دونوں صفوں کے ذریعہ سے روک دیا گیا اور
حضرت مرتضیٰ و حضرت معاویہ کے منظر میں صرف ہی صفت
مدار فرق ٹھہری (کیونکہ دوسری صفت قرشیت کی مشترک تھی)
اس مقام پر ایک بہت عمدہ بحث ہے ذکر آیا ہجرت تاقیامت
باقی ہے یا کسی زمانہ خاص کے لئے تھی۔ قول صحیح یہ ہے کہ فتح
مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔ بخاری نے عامر بن عبد
لہ ابو عثمان ہمدانی سے انھوں نے مجاشع بن مسعود سے روا
کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں ابو معبد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور میں لے گیا تاکہ وہ آپ سے ہجرت پر بیعت کریں۔ حضرت نے
فرمایا ہجرت تو اب ہماجرین پر ختم ہو چکی ہاں اسلام ہوا و چہا
پر میں ان سے بیعت لے لوں گا۔ (ابو عثمان راوی حدیث) کہتے
تھے کہ پھر مجھ سے ابو معبد کی ملاقات ہو گئی تو میں نے ان سے
اس حدیث کو پوچھا انھوں نے کہا مجاشع نے صحیح بیان کیا۔

وآخر البخاری عن ابن عمر لا ہجرت
اليوم اوبعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و آخر عن جہاد
کان ابن عمر یقول لا ہجرت
بعد الفتح و آخر عن عائشہ
قالت لا ہجرت اليوم کان المؤمن
یغتر احدھو بدینہ الی اللہ و
الی رسولہ مخافة ان یفتن علیہ
فاما اليوم فقد اظهر اللہ الاسلام
فلو من بعد ربہ حیث شاء و لکن جہاد
ونبیہ و آخر الطبرانی فی الصغیر
حدیث ابی ہند یحیی بن عبد اللہ
بن محمد بن عبد الجبار عن ابن
واشل بن حجر الحضرمی الکوفی
بالکوفۃ قال حدثنا شیخ محمد بن
جعفر بن عبد الجبار قال قال حدیث
سعید بن عبد الجبار عن ابن
عبد الجبار عن أمہ یحیی عن وائل
بن حجر بن شاطویہ فی قصۃ وفودہ
عند المنبہ صلی اللہ علیہ وسلم
رجوعہ الی وطنہ ثم اعتراہ الناس
فی فتنہ عثمان بن عفان و مہ عظیم
فقال لہ معاویہ فما منعک من
نصرنا وقد اتخذک عثمان ثقیلاً و جہراً
قلت انک قاتلت سر جلاہو امی
بعثمان منک قال و کیف یكون امی
بعثمان منی و انا اقرب الی عثمان
فی النسب قلت ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کان احب الی علی و عثمان
اور بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے
فرمایا اب یا (فرمایا کہ) بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور نیز بخاری نے مجاہد سے روا
کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ فتح کے بعد ہجرت باقی
نہیں رہی۔ اور نیز بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتی تھیں اب ہجرت باقی نہیں رہی (ہجرت اس
زمانہ میں تھی جب) مؤمن اپنا تین بچا کر اللہ اور رسول کی
طرف بھاگتا تھا اس خوف سے کہ کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہوگا
مگر اب اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے مؤمن جہاں چاہے
لپٹے پروردگار کی عبادت کر سکتے ہیں (لہذا اب ہجرت نہیں رہی)
بلکہ جہاد اور نبیت نیک کا ثواب رہ گیا ہے (ان احادیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت فتح مکہ سے ختم ہو گئی)۔ اور طبرانی نے
(معجم) صغیر میں بروایت ابو ہند یحیی بن عبد الجبار
عن ابن عبد الجبار عن ابن حجر الحضرمی الکوفی نقل کیا ہے کہ وہ کوفہ میں
بیان کرتے تھے کہ مجھ سے میرے چچا محمد بن جعفر بن عبد الجبار سے
بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے سعید بن عبد الجبار سے اپنے والد
عبد الجبار سے انھوں نے اپنی والدہ امہ یحیی سے انھوں نے
واشل بن حجر سے ایک طویل حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں ان کی حاضری اور پھر وطن کی واپسی اور حضرت
عثمانؓ کے فتنہ میں ان کی گوشہ نشینی پھر حضرت معاویہؓ کے پاس
ان کے جانے کی کیفیت کے متعلق روایت کی ہے (اسی روایت
میں ہے) کہ حضرت وائل بن حجرؓ سے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ آپ
ہماری مدد سے کیوں باز رہے حالانکہ حضرت عثمانؓ نے آپ کو
معتد اور اپنا واد بنا لیا تھا (واشل بن حجر کہتے ہیں) میں نے جواب
دیا کہ یہ وجہ تھی کہ آپؓ ایسے شخص سے قال (مشرع) کیا چاہیے
زیادہ حضرت عثمانؓ کا حقدار تھا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا علیؓ
کیونکہ مجھ سے زیادہ عثمانؓ کے حقدار ہو سکتے ہیں حالانکہ میں نبیت
ان کے عثمانؓ سے قریب النسب ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے علیؓ اور عثمانؓ کے درمیان میں مواخاۃ کرائی تھی (لہذا

اصل سبب یہ ہے کہ خلافت خاصہ یا خلافت کاملہ جو کچھ بھی کہو جب ہم اس کے معنی کو متعین کرتے ہیں تو اس کا آل بکرہ ہے کہ خلیفہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہو جو کاملوں اور مقربوں کے ساتھ مخصوص ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت اس کے کہ نبی تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے ان صفات کے ساتھ موصوف ہوں اور خلیفہ سے ایسے افعال صادر ہوں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی مبعوث من اللہ ہونے کے کرتے تھے۔ اور خلیفہ کا ان افعال و صفات کے ساتھ موصوف ہونا یقینی طور پر شریعت سے معلوم ہو گیا جو پھر جب پورا استقراء کرتے ہیں تو ان افعال کی تین قسمیں پاتے ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ جو معاملات اس کے اور اللہ کے درمیان میں اور جو معاملات اس کے اور مخلوق الہی کے درمیان میں ہیں اچھے ہوں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دشمنان خلیفہ سے جہاد کرنے میں اور کلہاڑی کے بلند کرنے میں کی ہو۔ تیسری قسم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس سے وہ افعال صادر ہوں جو جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کا تتمہ ہوں اور جو عدسے (مخالف اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتے تھے وہ عدسے ان افعال سے پورے ہوں۔ مثلاً ملکیت کرنے و قیصر کے برہم کر دینے کا اور محاکم کے فتح ہو جانے کا اور علم دین کے شائع ہونے کا اور اسی کے مثل دوسری چیزوں کا وعدہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا یہ وعدے اُس خلیفہ کے ہاتھ سے پورے ہوں۔

اسی طرح صفات نفسانیہ کی بھی تین قسمیں ہیں اول یہ کہ سابقین اور مقربین میں سے ہونا دیکھو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ فرمایا شَعْرًا وَرَمَاتًا اَلْکُنْبَ الْاَلْبِیْہَ (ترجمہ) پھر تم نے وارث بنایا کتاب (آسمانی) کا ان لوگوں کو جنہیں برگزیدہ کیا ہم نے اپنے بندوں سے

پس سردار انست کہ خلافت خاصہ یا خلافت کاملہ ہر پہ گونی پوں تنفع یعنی آن کشیم راجع شود یا خلیفہ متصف بصفات باشد کہ مخصوص بکاملان و قرب است و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالصفات متصف بودہ اند من حیث انہ بنی مبعوث من اللہ تعالیٰ و مصدر افعالے گردد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن را میگردند من حیث انہ بنی مبعوث من اللہ تعالیٰ و تحقیق اِس خلیفہ بدین افعال و صفات جو جسے تاکہ از شریعت معلوم باشد و چوں استقرار کلی بیکار بریم اِس افعال را بر ستم قسم یا ہم قسم اول حسن جہاد بین و بین اللہ و حسن معاملات باخلق اللہ۔ قسم دوم امانت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در جہاد اعداء اللہ و اعداء کلمۃ اللہ قسم سوم افعالے کہ بعد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم بظہور آید از قبیل تقیم افعال جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و اتمام مثل برہم زدن ملکیت کرنے و قیصر و فتح بلدان و نشر علم و مانند آن۔

و ہجعتان صفات نفسانیہ ہم شہ قسم باشد قسم اول بودن شخص از سابقین و مقربین۔ ثانی تعالیٰ مسلمین را ستم قسم ساخت و قال عتر و جعل کثر اوسر ثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا

توان میں بعض لوگ وہ ہیں جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور بعض لوگ درمیان حالت میں ہیں اور بعض لوگ نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔ اور نیز فرمایا۔ وَ کُنْتُمْ اَشْرَاطًا عَلٰی الْاَلْبِیْہَ (ترجمہ) تم لوگوں کے تین حصے ہو جائیں گے تو اپنے ہاتھ والے کیا ہیں اپنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں بائیں ہاتھ والے اور سبقت کرنے والے (سبکے) آگے بڑھنے والے وہی لوگ مقرب ہیں۔ اور نیز فرمایا۔ وَمَا اَدْرَاکَ مَا عَلَیْکُمْ الْاَلْبِیْہَ (ترجمہ) اے نبی! تم کو کس نے بتایا کہ علیوں کیا چیز ہے؟ وہ ایک کتاب ہے جس کو دیکھیں گے مقرب لوگ۔ اور ہمیں ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم گروی مدنی نے اپنے گھر میں جو مدینہ منورہ کی بلندی پر تھا اس میں خبر دی روایت ان کے سامنے پڑھی جا رہی تھی اور میں سن رہا تھا شیخ مذکور نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد شیخ ابراہیم گروی نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھے شیخ احمد قشاشی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں شمس رملی نے اجازت دین ذکر کیا ہے انھوں نے ابن خرا سے انھوں نے عمر بن حسن مراغی سے انھوں نے فخر بن بخاری سے انھوں نے فضل اللہ بن سعد توقانی سے انھوں نے علی التیمی ابو محمد حسین بن مسعود بغوی سے روایت کر کے خبر دی کہ انھوں نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابو سعید یحییٰ احمد بن ابراہیم شریکی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو اسحاق یحییٰ احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن تقی دینوری نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے قاضی محمد بن علی بن حسین بن قاضی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن محمد وزیری نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو طلحہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عمرو بن حسین بن فضل بن عیبرہ سے انھوں نے میمون گروی سے انھوں نے ابو عثمان ہندی سے روایت کر کے خبر دی کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے منبر پر آیت شَعْرًا وَرَمَاتًا الْکُنْبَ الْاَلْبِیْہَ کو پڑھا اور کہا کہ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
سأبعثنا سائيقاً ومقتصدنا نأج و ناكلنا
مغفوراً له قال ابو قلابه خذ شئ
بم يبعثني بن موحين فجعل يبعثني
بن خليفه من بايدك ان قسم اول باشد
والا شريعت قطعاً معلوم شود كه وے از
سابقين مقرر بن است از صد يقين يا شهداء
يا صالحين وقسم دوم علم بكميت و احكام
الله يوحى كى نائب پيغمبر صلى الله عليه
وسلم در تبليغ شرائع و حكم تواند شد
وقسم سوم اقصاف بحرزم وامور كه
رواست عالم باں ميتر ايد از شجاعت و
كفايت و مرتبه شناسي رحمت و رفق و
تدبير وغيره كان -

باز تحقيق تشبيه بنبياء من حيث النبوة بعد
چيز است اول دادن بشارت آنحضرت صلى
الله عليه وسلم بجهت وى و دوم بيان
فرمودن آنحضرت صلى الله عليه وسلم قولاً و
فعلاً استحقاق اودام خلافت را بكمون و
تصريح آنحضرت صلى الله عليه وسلم بكمون و
امت است بوجوب حى امام ابدات پس لازم معين
است و حسن معامل با خلق الله لازم است
پروردى و ايس هر دو صفت مند بشارت و اول
دوم و اما اعانت آنحضرت صلى الله عليه وسلم
در اعلاي كلمه الله بحضور آنحضرت زيام حيات او
صلى الله عليه وسلم مى است بسوابق اسلاميه
و ايت لا يستوي و لا ينفك من اتفق من
قبيل الفقه و قاتل اشاره باوصت و هجرت
نيز از اين بات است اما شرائط سوابق اسلاميه

پس ثابت است بوجوه بسيار از شريعت
مطهره بالقطع معلوم است كه ملا فضيلت
عند الله و مدار شرف در اسلام سوابق
اسلاميه بود است چندين ايت
ديرس باب نازل شد كه مستوفى
منكم من اتفق من قبل الفقه و
قاتل و در وقت انعقاد خلافت صديق
اكبر چيز را گزشت كه بالقطع ولايت
عنه كند بر امتنا بسوابق اسلاميه قال ابو بكر
رضي الله عنه الست احق الناس
بجا الست اول من اسلم الست
صاحب كذا الست صاحب كذا وقال
عمر رضي الله عنه ان ابابكر صاحب
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثاني
الاشيا و انه اولي المسلمين باؤمركم
فقوموا فبايعوه و علي عثمان رضي الله
عنه سوابقه الاسلاميه حدين
تدعاهي خلافت و اعراضوا عليه و باجلى
بسوابقه في ايام خلافته باقر مایکون
حدين اسناد اثبات خلافت و تجميع نفسه
عليه خلافت و سر وى عن النبي صلى
الله عليه وسلم لعل الله اطلع علي اهل
بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد خفرت
لكم و قال ابو عبیده تاتوني و فيكم
ثالث ثلثه و سر وى ابن عمر ما يديك لعل
الله اطلع علي اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم
و سر وى ابوهريرة اطلع الله علي اهل
بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد خفرت لكم و سر وى حفصه

پس ثابت است بوجوه بسيار از شريعت
مطهره بالقطع معلوم است كه ملا فضيلت
عند الله و مدار شرف در اسلام سوابق
اسلاميه بود است چندين ايت
ديرس باب نازل شد كه مستوفى
منكم من اتفق من قبل الفقه و
قاتل و در وقت انعقاد خلافت صديق
اكبر چيز را گزشت كه بالقطع ولايت
عنه كند بر امتنا بسوابق اسلاميه قال ابو بكر
رضي الله عنه الست احق الناس
بجا الست اول من اسلم الست
صاحب كذا الست صاحب كذا وقال
عمر رضي الله عنه ان ابابكر صاحب
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثاني
الاشيا و انه اولي المسلمين باؤمركم
فقوموا فبايعوه و علي عثمان رضي الله
عنه سوابقه الاسلاميه حدين
تدعاهي خلافت و اعراضوا عليه و باجلى
بسوابقه في ايام خلافته باقر مایکون
حدين اسناد اثبات خلافت و تجميع نفسه
عليه خلافت و سر وى عن النبي صلى
الله عليه وسلم لعل الله اطلع علي اهل
بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد خفرت
لكم و قال ابو عبیده تاتوني و فيكم
ثالث ثلثه و سر وى ابن عمر ما يديك لعل
الله اطلع علي اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم
و سر وى ابوهريرة اطلع الله علي اهل
بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد خفرت لكم و سر وى حفصه

انی لہم جو ان کا داخل النار احد محمد بدر اور الحدیثہ وروی جابر کا یہ دخل النار احد ممن یا یع حق التجر وروی انہ قال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیر اهل الارض وروی رفاعہ بن رافع جاء جبریل علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اعداء اهل بدر فیکو قال من افضل المسلمين او کلمہ غوغا فقال کذاک من محمد بدر من الملیکۃ وروی سہیل بن خالد عن ابن خدیج غوغا من ذلك وقال سعید بن المسیب کان ابوبکر الصديق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوتر یفکون یثا وروی فی جمیع امویہ وکان ثانیہ فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیم علیہ احدا و آخرہ ابوعمر تعلیقاً قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض من لم یشہد بدر اوقد سراجاً فی بئس یدی ابی بکر تمشہ بین یدی من هو خیر منک قال العارف السہروردی فی باب الخافس والخفسین من العارف روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالساً فی صقۃ ضیقۃ فجاءه قوم من البدیین فلم یجدوا موضعاً یجلسون فیہ فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکان من اهل بدر فجلسوا مکانہم فاشعلوا ذلک علیہم

(حضرت نے فرمایا) بیشک میں اسید کرتا ہوں کہ جو لوگ بدر وحید میں شریک تھے ان میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہ ہوگا۔ اور حضرت جابر نے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے بدر کے نیچے بیۃ الرضوان کی تھی ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائے گا اور یہ بھی انھیں نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے (صلی حدیث کے دن) فرمایا کہ آج تم لوگوں نے زمین کے لوگوں سے بہتر ہو۔ اور رفاعہ بن رافع نے روایت کی ہے کہ حضرت جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ (یا رسول اللہ!) آپ اہل بدر کو اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں سے افضل یا اور کوئی بات اسی قسم کی فرمائی تو جبریل نے کہا کہ اسی طرح جو فرشتے بدر میں شریک تھے ان کو ہم لوگ تمام فرشتوں سے افضل سمجھتے ہیں۔ اور رافع بن خدیج نے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے۔ اور سعید بن مسیب کہتے تھے کہ ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بجائے وزیر کے تھے۔ حضرت ان سے اپنے تمام امور میں مشورہ لیا کرتے تھے اور وہ حضرت کے ثانی تھے اسلام میں اور ثانی تھے غار میں اور ثانی تھے عریش میں بروز بدر اور قبر میں بھی ثانی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر کسی کو مقدم نہ رکھتے تھے۔ اور ابوعمر نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو جو بدر میں شریک نہ تھا حضرت ابوبکر کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ تم اس شخص کے آگے چلتے ہو جو تم سے بہتر ہے۔ اور عارف سہروردی نے عوارف کے باوجود میں یہ روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک روز) جنگ مقام میں بیٹھے ہوئے تھے کچھ لوگ اہل بدر میں سے آئے تو ان کو اپنے کی جگہ نہ ملی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جوابل بدر میں سے نہ تھے (اپنے پاس سے) اٹھا دیا اور ان کی جگہ پر اہل بدر بیٹھ گئے یہ بات ان لوگوں کو گوارا گوری

اسی پر یہ آیت اتری اِذَا قُضِلَ الشُّرُوكُ وَالشُّرُكُ مَا فِي الشُّرُوكِ وَارْتَحِبُوا جِبَدًا قَاتِلًا وَالْاَلِيَّةُ بَارَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے چہرہ میں) اہل بدر کو اور ان کے بعد اہل حدیبیہ کو تمام صحابہ پر مقدم رکھا کیا وفتہ مجاہدین میں نام لکھنے کے اعتراف سے اور کیا وظائف کے اعتبار سے اور کیا محفلوں اور مجلسوں میں نشست کے اعتبار سے اور کیا معاملات استحقاق خلافت کے اعتبار سے اور کیا ان سے دعا کرنے اور برکت حاصل کرنے کے اعتبار سے حضرت فاروق کے بعد تمام امت مرحومہ ان تک ان کی تعلیم و توفیق کرتی رہی و اقدی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے عمرو بن عاص کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ اللہ سے ظاہر اور پوشیدہ (ہر حال میں) ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تم کو دیکھتا ہے اور تمھارے کام کو بھی دیکھتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میں نے تم کو ان لوگوں پر مقدم کیا ہے جو تم سے بہتر آگے ہیں اسے عمرو! تمھارے ساتھ مجاہدین و انصار ہیں جو اہل بدر میں سے ہیں تم ان کی عزت کرنا اور ان کا حق سمجھتے رہنا ان پر اپنی حکومت کی وجہ سے دست درازی نہ کرنا دیکھو کہ میں شیطان کی نخوت نہ تم میں پیدا ہو جائے اور تم کو کہہ دے ابوبکر نے اس سبب سے حاکم بنایا کہ میں تم سے بہتر ہوں، خبردار نفس کے فریب سے بچتے رہنا تم مشعل انھیں میں کے ایک شخص کے رہنا اور جو کام کرنا چاہو اس میں ان سے مشورہ لیا کرنا۔ اور بخاری نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اہل بدر کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار روپیہ تھا اور حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کو ان کے بعد والے مسلمانوں سے زیادہ دہل کا (بہاں تک تو ان صفات کا بیان تھا جو خلافت خاصہ کے لئے ضروری ہیں اب دیکھو یہ صفات حلقہ راشدین میں کیسے کامل تھے)۔

حلقہ کے جتنی ہونے کی بشارت دے دے بسا ثابت ہو۔ اول تو قرآن کی وہ عام آیتیں ہیں جو مجاہدین اور مجاہدین

فَاتَزَلِ اللّٰهُ تَعَالٰی وَارَا اَقْبِلَ الشُّرُوكُ وَالْاَلِيَّةُ بَارَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل بدر را بعد ازاں اہل حدیبیہ را مقدم ساخت بر سایر صحابہ چہ باعتبار اثبات در دفتر عزاء و چہ باعتبار اعطاء عطیات و چہ باعتبار تقدم در عیال و مجالس و چہ در امور استحقاق خلافت و چہ در طلب دعا و ایشان و تبرک ایشان بعد ازاں امت مرحومہ در تعلیم و توفیق ایشان گزشت الی الیوم و اخبر الواقدي عن ابی بکر الصديق رضی اللہ عنہ فی وصیتہ عمر بن العاص اتق اللہ فی سترک و علانیتہ فانتہ یزکک و یرزیک عملک فقد رأیت تقدی لک علی من هو اقدم منك سابقاً و اعلو یا حرم ان معک المهاجرین و الانصار من اهل بدر فاکرمهم و احرف لہم حقم ولا تطاول علیہم یسلطانک ولا تدخلک غوغۃ الشیطان فتقول انما وکان ابوبکر لاقی خیر منک وایاک و جاداع النفس فکن کلہم و شاورہم فیما اتیرد من امرہ و اجمع البغاری عن قیس بن ابی حازم قال کان عطاء البدیین خمسۃ الاف خمسۃ الاف وقال عمر لا فضل لہم علی من بعدہم

آبشارت خلافت پیش میں ثابت است بطریق رسا اول عوامیت قرآن در باب مجاہدین و مجاہدین

من مسند عثمان وسعيد بن زيد و
ابن هريرة وابن عباس وابن
سعد بن سعد وحدث ان الشيخين
من البخاري من مسند علي وحدث ان
الدرجات العلية را هم من تحتهم
ابن سعيد وحدث ان جابر بن
من مسند عثمان وحدث ان
الميزان من مسند ابی بکر وعمر
وغيرهما وحدث ان تشبه الشيخين بملاكين
مقربين من حديث ابن مسعود وغيره وحدث
هما سيدا لكل اهل الجنة من مسند علي
وابن سعد وحدث ان من ابواب الجنة
في مناقب ابی بکر وحدث ان كان فيهما
كل قبيلة من بني نضير وحدث ان
انبياء فلان يكن في القصر احد فانه عمر وحدث
فراو الشيطان من ظل عمر وحدث ان في
الجنة عثمان

خلفاء کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بڑا
کرنا جو لیحد کے ساتھ کیا جائے بہت سزاؤں سے مبرا ہے
چنانچہ حضرت سہل بن سعد کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرنے کے لئے
تشریف لے گئے اور امامت نماز حضرت صدیق اکبرؓ کے متعلق
کرتے اور مرض وفات میں بتائے ان کو امام نماز بنایا یہ واقعہ
متواتر المصنف ہے۔ اور امیر مہاجر بن ہانی کی حدیث بھی مشہور
ہے اور حضرت ابوالدرداءؓ کی حدیث میں فرمایا ہے کہ کیا تم لوگ میرے
لئے میکے رفیق (یعنی ابوبکر صدیقؓ) کو نہ چھوڑو گے چنانچہ
اس کے بعد حضرت صدیقؓ کو پھر کسی نے نہیں ستایا۔ اور
حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں شیخینؓ کا وزیر
رسالت) ہونا بیان کیا گیا۔ اور حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ
سے مخاطب ہو کر ان کی وفات کے بعد کہا تھا مجھے (پہلے ہی

سے) یہ امید تھی کہ اللہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت صدیقؓ کے ساتھ کرے گا کیونکہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آیا میں اور ابوبکرؓ
اور عمرؓ اور داخل ہوا میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور نکلا میں اور
ابوبکرؓ و عمرؓ (عرض ہر کام میں آپ دونوں کو اپنے ساتھ
شریک کرتے تھے)۔ اور حضرت علی بن حسین (زین العابدین)
سے پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کا تقرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے یہاں کس قدر تھا؟ انھوں نے کہا جس قدر اب جہاں ہو اور
وہ دونوں اس وقت حضرت کے پاس ہی (قبر میں) لیٹے
ہوتے ہیں۔ اور بہت سی حدیثوں میں حضرت صدیقؓ کو
امت پر سب سے زیادہ ہر بان اور حضرت عمر فاروقؓ کو خدا
کے کام میں سب سے زیادہ سخت اور حضرت ذوالنورینؓ کو سب
زیادہ کامل الحیا اور حضرت مرتضیٰؓ کو سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ
کرنے والا فرمایا ان میں سے ہر صفت اس بات کی طرف اشارہ
کر رہی ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے سردار اعظم بن سکتے
ہیں اور حضرت حذیفہؓ اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں وارد
ہوئے کہ تم لوگ میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتدار کرو۔ اور
مطلب بن ابی وداع کی حدیث میں ہے کہ (حضرت نے فرمایا)
اللہ کا شکر ہے جس نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے میری تائید کی۔ اور
حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا
ہے کہ (حضرت نے فرمایا) مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ سے (کسی وقت)
بے نیازی نہیں ہے کیونکہ وہ دونوں دین میں وہ مرتبہ رکھتے ہیں
جو بدن میں سر کا مرتبہ ہے۔ اور عبد الرحمن بن غنم اشعری کی
روایت میں ہے کہ (حضرت نے شیخینؓ سے فرمایا) اگر تم دونوں کسی
مشورہ میں متفق ہو جاؤ گے تو میں اس کے خلاف نہ کروں گا۔
اور حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لائے تھے تو ہم میں سے کوئی
شخص (ادب سے) اپنا سر نہ اٹھاتا تھا سوا ابوبکرؓ و عمرؓ کے کہ وہ
دونوں آپ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اولیٰ پان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے

لاہجوان يجعلك الله معهما الى
كنت لا تفهم رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول جئت انا وابوبكر وعمر
ودخلت انا وابوبكر وعمر وخرجت
انا وابوبكر وعمر وسئل علي بن الحسين
عن منزلة ابی بکر وعمر من النبي صلى
الله عليه وسلم فقال كما نزلت اليوم
وهما جميعا ودر چندین حدیث حضرت
صدیقؓ را از آف امت و حضرت عمار
را اسناد ہر فی امر اللہ و ذی النورین را
اصدا قہم جہا و مرتضیٰ را افضلہم
گفتہ شد و ہر یکے ازین خصال اشارہ حلبہ
است بانکہ ایشان مستحق ریاست علی
مسلمین دارند و در حدیث حذیفہ و مرتضیٰ
ثابت شد ان فوقہم و ابابکر الحدیث
و در حدیث حذیفہ و ابن مسعود اقتدا
بالذین من بعدی ابی بکر و عمر و در حدیث
حذیفہ و مرتضیٰ ثابت شد ان فوقہم و ابابکر
الحدیث و در حدیث حذیفہ و ابن مسعود
اقتدا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر
و در حدیث مطلب بن ابی وداع
الحمد لله الذي ايدني فيهما و در حدیث
حذیفہ نزدیک حاکم لا غنی عنہما انهما
من الذین کالم آس من الجسد و در حدیث
عبد الرحمن بن غنم اشعری لواجتمعتم في
مشوراة ما خلفكم الله عليه وسلم اذا دخل
المسجد لم يرفع احد راسه غلبي بكم و
فاخما كانا بجمان اليه و يتيم اليهما

فَقَالَ اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِينَا كَقَدْحٍ فِيكَوْ فَقَالَ أَكْرَهُوا اصْحَابِي شَوْالَ دِينَ يَلُونَهُمْ شَرُّ الدِّينِ يَلُونَهُمْ شَوْيَظُهُمُ الْكُذِبُ حَتَّى اِنَّ الرَّجُلَ لِيُحْلِفُ وَلَا يَسْتَحْلِفُ وَيُعْهَدُ وَلَا يَسْتَعْدُّ اَلَا فَمَنْ سَرَّ لَا يُجْبُو حَتَّى الْجَنَّةِ فَيَلْتَمِ الْجَمَاعَةُ فَانَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْغَدِّ وَهُوَ مِنَ الْاَشْيَاءِ اَبَدًا وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِأَمْرٍ اِلَّا فَانَّ الشَّيْطَانَ تَلْتَمِسُهُ وَمَنْ سَرَّ نَهْ حَسَنَةً وَسَلَامَةً سَيَسْتَلِهُهُ فَوْهُومٌ مِنْ قَالِ الشَّلَافَةُ فِي اَشْيَاءِهِ كَلَامُهُ فَلَوْ لَيْكُنَ لِلنَّاسِ وَجَرٌ جَمَاعَتُهُمْ مَعَهُ اَلَا مَا عَلَيْهِ جَمَاعَتُهُمْ مِنَ التَّحْلِيلِ وَالتَّحْرِيمِ وَالْقِلَاعَةِ فِيهِمَا مَنْ قَالَ بَمَا نَقُولُ جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِينَ فَقَدْ اَنَزَمَ جَمَاعَتَهُمْ وَانْتَابُوا فِي الْخَفْلَةِ فِي الْفَرْقَةِ فَاَمَّا الْجَمَاعَةُ فَلَا تَكُنْ فِيهَا حَافَةٌ غَفْلَةً عَنْ مَعْنَى كِتَابِ اللَّهِ وَلَا مَنَاقِبَ وَلَا قِيَّاسَ اِنْ مَشَاءَ اللَّهُ وَاجْرَحَ الْحَاكِمُ مِنْ حَدِيثٍ عَقَرُ بْنُ سَلِيحَانَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عَمْرِو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ هَذَا كَالْاَمَةِ عَلَى الْقِبْلَةِ اَبَدًا وَقَالَ يَا اَللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ قَاتِبُوا السَّوَادَ اَلَا تَعْظُمُ فَاَنَّهُ مِنْ شَرِّ شَيْءٍ فِي النَّارِ وَخَالَفَ الْجَاهِلُ عَلَيْهِ عَقَرُ بْنُ سَلِيحَانَ فِي تَعْمِيقِ الرَّجُلِ الْوَاقِعِ بَيْنَهُ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ بَيْنَ الْحَاكِمِ عَنِ اللَّهِ وَاجْرَحَ الْحَاكِمُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ

اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم لوگوں کے درمیان میں (ایک روز) اسی طرح (خطبہ پڑھتے) کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں تمہارے درمیان میں کھڑا ہوا ہوں اور آپ نے فرمایا تھا کہ میرے صحابہ کی تنظیم کرو پھر ان لوگوں کی جو صلہ کے بعد ہوں پھر ان لوگوں کی جو ان کے بعد ہوں اس کے بعد بھوٹ کا اس قدر رواج ہو جائے گا کہ آدمی بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیا جائے حلف کرے گا اور بغیر اس کے کہ اس سے گواہی دے گا پس جس کو جنت کی خواہش ہو وہ چاہے کو لازم سمجھے کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے اوپر قابو پا لے اور اس سے دور رہتا ہے اور (دیکھو) جو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے گا وہاں میسر شخص شیطان ہوگا (دستی) ہر شخص کو فیک کام کرنے سے خوشی اور بے کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مومن ہے۔ امام شافعی نے اپنے اثبات کے کام میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جماعت کو لازم سمجھنے کا کوئی مطلب سوا اس کے نہیں ہو سکتا کہ جس طریقہ پر جماعت کے لوگ ہوں اور حلال و حرام کے متعلق جو ان کا مذہب ہو (اس مذہب کی پیروی کی جائے) جو شخص اس قول کا قائل ہو جو جماعت اہل اسلام کا قول ہو وہ شخص جماعت اہل اسلام کے ساتھ ہے (خدا و رسول کے احکام سے) غفلت کا اندیشہ تنہائی کی حالت میں ہونا جو کلام سب تو اللہ شہر آن و حدیث و قیاس کے معنی سے غفلت ناممکن ہے۔ اور حاکم نے بسند معتبر بن سلیمان ایک شخص سے اس نے عبد اللہ بن وینار سے انھوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کرے گا اور فرمایا کہ جماعت پر اللہ کا نام ہے لہذا بڑی جماعت کی پیروی کرو جو شخص جماعت سے نکل جائے گا وہ دوزخ میں جائے گا پھر بن سلیمان کے شاگردوں نے اس راوی کے نام میں جو معتبر بن سلیمان کے اور عبد اللہ بن وینار کے درمیان میں ہے اختلاف کیا حاکم نے ان تمام اختلافات کو ذکر کیا ہے اور حاکم نے روایت عبد اللہ

بن طاووس عن ابیہ عن ابن عباس اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ اُمَّتَهُ اَوْ قَالَ هَذَا اَلَا تَعْلَمُ عَلَى الْقِبْلَةِ اَبَدًا وَبِاللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَاجْرَحَ الْحَاكِمُ عَنْ ابْنِ عَزِيزٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَسَائِلَ رِيَّةِ اَنْ لَا يَجْمَعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ فَاَعْطَى ذَلِكَ وَاجْرَحَ الْحَاكِمُ عَنْ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَّقَ الْجَمَاعَةَ قَبْلَ شَيْءٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ وَاجْرَحَ الْحَاكِمُ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قَبْلَ شَيْءٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ حَتَّى يَرْجِعَ وَقَالَ مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ اِمَامٌ جَمَاعَةٍ فَانَّ مَوْتَهُ مِيتَةُ جَاهِلِيَّةٍ وَاجْرَحَ الْحَاكِمُ مِنْ حَدِيثِ الْحَارِثِ الْاَشْعَرِيِّ حَدِيثًا طَوِيلًا فِيْهِ اَخْرَجَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرٌ كَوْفَخْمَسَ كَلِمَاتٍ اَمَرَكَ اللَّهُ بِهِنَ الْجَمَاعَةُ وَالسَّمْعُ وَالْقِلَاعَةُ وَالْهَجْرَةُ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قَبْلَ شَيْءٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ رَأْسِهِ اَلَا اِنْ يَرْجِعْ وَاجْرَحَ الْحَاكِمُ عَنْ معاوية قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَّقَ الْجَمَاعَةَ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَاجْرَحَ الْحَاكِمُ عَنْ ابْنِ عَمْرِو قَالَ سَمِعْتُ

بن طاووس ان کے والد سے انھوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی امت کو (یا فرمایا کہ) اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کرے گا اور اللہ کا نام جماعت پر ہے۔ اور حاکم نے حضرت انس سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ آپ نے خدا سے دعا کی کہ میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہو چنتا پھر یہ دعا قبول ہو گئی۔ اور حاکم نے حضرت ابو ذر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اس نے اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ اور حاکم نے روایت نافع عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی جدا ہوا اس نے اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکال ڈالا یہاں تک کہ وہ پھر جماعت کی طرف رجوع کرے اور فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ امام جماعت کی ماتحتی میں نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور حاکم نے روایت عمار شافعی سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے کہ جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کے ساتھ اللہ نے مجھے مامور فرمایا ہے جماعت کا اتباع لازم سمجھو اور (خلیفہ کا حکم) مستثنیٰ اور اطاعت کرو اور (دارالجمہ سے) ہجرت کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر جدا ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ وہ پھر (جماعت کی طرف) رجوع کرے۔ اور حاکم نے حضرت معاویہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اور حاکم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حدیث لا یجوز علی الفضلۃ برنعت
 ہیں حدیث محمول باشد بر آنکہ طائفہ برحق
 باشد اخذ بسنت و قائم بواجبات ملت
 نہ یعنی حجیت اہل بدعت لکن المصلحة الاول
 هو المشهور الذی حمل علیہ جماہیر
 الفقہاء وادھ اعلمہ وازیر طرق کثیرہ
 معلوم ہے شود کہ احادیث ہی از مفارقت
 جماعت و امر اجتماع سواد اعظم چوں در
 الفاظ آن تامل کنیم ہر دو علت الزام آنہا
 سے تراود و ہر دو مصلحت از اشارات آن
 می شود کہ اقامت خلافت کہ متبع چندین
 فوائد است و دیگر حفظ ملت از اختلاف
 آن پس متلازم ہم آست کہ صریح حکم در ہماں
 عمل است کہ خلیفہ راشد حکم فرماید و شایستگی
 اہل علم و اہل اہل باہر و اہل اہل حکم مکن شود
 دو مسئلہ اما اتفاقیات جمہور فقہاء چوں ملت
 خلافت بآں یا نہ باشد و ہمچنین مذہب خلیفہ
 چوں در فصل مجتہد فیہ قضائے واجب الاتباع
 است ملحق بآں اصل منصوص از حدیث ارتک
 در احد شرطی العلم و این قسم ہماں میماند
 کہ امام شافعی در آیت ولما اخرجہم من الذی
 الکافرون علیک کفر جنک ان
 تقصروا من الصلوة ان جنک
 ان یقتلک الذی گفتہ است کہ مقتول
 آیت اہانت قصہ است و صورت
 اجتماع سفر و خوف ہر دو و سنت و جماع
 امت ملحق کردہ است با و قصر فی التفرغ
 من غیر خوف و متردین مسئلہ آست کہ
 سفر و خوف ہر یکے از اہانت سبب تخفیف است
 چہ حدیث میں امت کا گمراہی پر متفق نہ ہونا بیان کیا گیا ہو
 اس کا مطلب موافق اس حدیث کے یہ لیا جائے کہ امت کا
 ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا سنت پر عمل کرے گا اور واجبات
 ملت کو قائم رکھے گا۔ اجماع کی حجیت کا مفہوم نہ نکالا جائے
 مگر پہلے ہی معنی زیادہ مشہور ہیں اور اسی پر جمہور فقہاء
 نے اس حدیث کو محمول کیا ہے۔ ان احادیث کثیرہ سے معلوم
 ہوتا ہے کہ مفارقت جماعت کی حدیثیں اور سواد اعظم کی
 پیروی کا حکم (جن جن الفاظ میں ہے) ان الفاظ میں جب
 ہم غور کرتے ہیں تو دو علتیں ان سے ظاہر ہوتی ہیں اور یہ
 مصلحتیں ان کے اشارات سے مفہوم ہوتی ہیں ایک اتفاق
 خلافت جس میں اس قدر فوائد ہیں۔ دوسرے شریعت کا
 باہمی اختلاف سے محفوظ رکھنا پس یہ بات سمجھ میں آتی ہے
 کہ صریح حکم تو اسی مقام کے لئے ہے جہاں خلیفہ راشد کوئی
 حکم دے بعد مشورۃ اہل علم کے خواہ سب مشورہ لے یا
 بعض سے اور وہ حکم مسلمانوں میں نافذ ہو جائے۔ باقی ہے
 جمہور فقہاء کے اجماعی مسائل جب کہ صولت خلافت ان کے
 ساتھ نہ ہو اسی طرح خلیفہ کا حکم کسی ایسے مسئلہ میں جماعت
 ان کا اتباع بھی واجب ہے اور اسی اصل منصوص کے ساتھ
 اس کا بھی الحاق کیا گیا ہے کیونکہ یہاں دو ملتوں میں سے
 ایک ملت پائی جاتی ہے یہ تقسیم اسی کے مشابہ ہے کہ امام
 شافعی نے آیت ولما اخرجہم من الذی الکافرون علیک کفر جنک ان
 تقصروا من الصلوة میں توہین ہے مگر کچھ گناہ کہ کم کر دو نماز سے
 اگر خوف کرو تم کہ قتل میں ڈالیں گے تم کو کافر میں کہا
 ہے کہ مطلق آیت سے تو صرف اس صورت میں قصر کی اجازت
 نکلتی ہے جس میں سفر اور خوف دونوں ہوں مگر احادیث
 و اجماع امت نے اس کے ساتھ ہر سفر میں گو بغیر خوف کے جو
 قصر کرنے کو الحاق کر دیا ہے۔ اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ سفر
 اور خوف دونوں میں سے ہر ایک سبب تخفیف بن سکتا ہو
 لے یہ کسی کو خلیفہ مقرر کر سکتا۔

و در احکام خلفائے راشدین ملحق اصابت
 رائے ایشان بآں دو مصلحت جمیع شد
 و امر مت گذشت غایۃ الوکادۃ در ملحق
 اصابت عبداللہ بن مسعود در سنت
 و قرآن و آئی بن کعب در قرأت
 و علی مرتضیٰ در قضایا و زید بن ثابت
 در فرائض یا خلفاء ہم عثمان اند
 از حجیت ثنائے جمیل ایشان کہ
 بر زبان غیب ترجمان آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم گذشت و بامتبار
 دو مصلحت دیگر مختلف و اتفاقیات
 فقہائے اصحاب کے حکم خلیفہ باعتبار
 مصلحت کہ امام شافعی بآں اشارہ
 کردہ حدیث قال انما الغفلة
 فی الفرقة فلتا الجماعة فلا
 یسکن فیہا کاف غفلة عن
 معنی کتاب و کلام و لا حقان
 ملت اصابت است قال عمر
 رضی اللہ عنہ فاقض بما قضی بہ
 القائلون و این نیز معلوم بالقطع
 است کہ اگر دو فصل مجتہد فیہ حکم
 خلیفہ را قبول نہ کنند و ہر یکے بر
 رائے خود رو حکم خلافت مضبوط
 نہ گردد و مصلحت اقامت خلافت متحقق
 نشود بملاحظہ ہمیں مراتب امام شافعی
 گذشت ولما رجعت الی التقلید
 فقول الکلیمة ابی بکر و عمر
 و عثمان قال فی القدیم
 و علی احب الینا
 (لہذا جہاں صرف سفر یا جائے خوف نہ ہو وہاں بھی قصر ہونا
 چاہیے) اسی طرح خلفائے راشدین کے احکام میں ان کی رائے
 کے صائب ہونے کا علم ان دو مصلحتوں (یعنی اقامت خلافت
 و مخالفت شریعت) کے ساتھ جمع ہوا اور یہ علم نہایت مضبوط
 ہو گیا (مگر جس مقام میں صرف ایک ہی مصلحت پائی جائے
 وہاں بھی صائب الرائے ہونے کا علم حاصل ہو جائے گا اور
 اتباع ضروری ہوگا) مراتب الائے ہونے کے خیال میں
 حضرت عبداللہ بن مسعود حدیث و قرأت میں اور حضرت
 ابی بن کعب قرأت میں اور حضرت علی مرتضیٰ قضایا میں۔ اور
 حضرت زید بن ثابت فرائض میں خلفائے راشدین کے ہم پلہ
 ہیں اس لئے کہ ان امور کے متعلق ان کی عمدہ تعریف زبان
 غیب ترجمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرتی ہے
 مگر بامتبار دوسری دو مصلحتوں کے (جن کا ذکر ابھی ہوا
 خلفائے راشدین سے) پیچھے ہیں۔ اور فقہائے بلاد (اسلامیہ)
 کا چن امور پر اتفاق ہو جائے بغیر حکم خلیفہ کے ان میں بھی
 صائب الرائے ہونے کا خیال ہے بامتبار اس مصلحت کے
 جو امام شافعی نے بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ غفلت تو تہائی
 میں ممکن ہے مگر ایک پوری جماعت سے قرآن و حدیث و
 قیاس کے معنی سے غفلت ہو جانا ناممکن ہے (اسی دوسری
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے کہ جو فیصلہ ملے ایک
 لوگ کر گئے ہیں اسی کے موافق فیصلہ کرو۔ اور یہ بھی یقین
 کے ساتھ معلوم ہے کہ اگر اجتہادی مسئلہ میں خلیفہ کے حکم
 کو نہ مانیں اور ہر شخص اپنی رائے پر عمل کرے تو حکم خلافت
 کا مضبوط نہ ہوگا اور اقامت خلافت کی مصلحت فوت ہو جائے گی
 انہی مراتب کے لحاظ سے امام شافعی نے فرمایا کہ اگر ہم تقلید
 کر س تو ائمہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان کا قول ہمیں زیادہ
 محبوب ہے اور مذہب قدیم میں انھوں نے حضرت علیؑ کے
 قول کو بھی خلفائے ثلاثہ کے ساتھ شامل کیا تھا۔
 لہذا یہ صرف اقامت خلیفہ یا صرف مخالفت شریعت

مذہب جدید میں حضرت مرتضیٰ کے قول میں تردد کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کے قول کو تمکین نہیں ملی اور امت ان کے قول پر متفق نہیں ہوئی اور واجب الاتباع ہونے کے لئے یہ بھی ایک ضروری چیز ہے۔

خلفاء کا اپنے اپنے وقت میں تمام امت سے افضل ہونا (بھی بدلائل قطعیہ ثابت ہے) چنانچہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا چرچا کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہتے تھے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابو بکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ اور حضرت مرتضیٰ کی حدیث ہے کہ شیخینؓ پیران اہل جنت کے سردار ہیں اور وزن کی حدیث اور حضرت ابو بکرؓ کے وزن ہونے کی جو روایت ابو بکرؓ ثقفی و عرفہ و غیرہ ثابت ہے۔ اور عمر فاروقؓ نے ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت کو بیان کیا ہے جو ان سے بتواتر منقول ہے۔ اور حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ میں خدا کو یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ! میں نے اس شخص کو خلیفہ بنایا جو سب سے بہتر تھا (یعنی عمرؓ کو) اور حضرت بلالؓ بن عوفؓ نے بوقت عقد خلافت حضرت ذوالنورینؓ فرمایا تھا کہ جس شخص کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دیا جائے اس کو اللہ کی قسم ہے کہ وہ اپنی طرف سے افضل کے انتخاب کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اور حضرت مرتضیٰ نے کوفہ میں برسر منبر فرمایا کہ اس امت میں سب سے بہتر ابو بکرؓ ہیں ان کے بعد عمرؓ سفیان ثوریؓ نے انھیں اجماعیات کے لحاظ سے کہا ہے کہ جس نے ان کا کیا علیؓ شیخینؓ سے زیادہ مستحق خلافت تھے اس نے ابو بکرؓ و عمرؓ اور تمام ہاجرین و انصار کو خطا پر سمجھا اور میں نہیں سمجھتا کہ ان سب کو خطا پر سمجھ کر

و توقف در قول مرتضیٰ بمذہب جدید از جمہیت عدم تمکین است و عدم اجتماع امت بر قول او یکے از اوصاف مؤثرہ است۔

اما آنکہ ہر یکے از خلفاء در وقت خلافت خویش افضل امت بودہ است از حدیث ابن عمرؓ کثرت غلغلہ فی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنقول ابو بکرؓ خیر ہذا الامۃ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ و حدیث مرتضیٰ ہذا سنن کبھول اہل الجنتہ و حدیث وزن و ظہور رحمان ابو بکرؓ بروایت ابو بکرؓ ثقفی و عرفہ و غیرہ ایشان۔ و عمر فاروقؓ فضیلت ابو بکر صدیقؓ را بیان کرد و اں متواتر است از و صدیقؓ لغت اللہ استخلف علیہم خیر خلقک و عبد الرحمن بن عوفؓ در وقت عقد خلافت برائے ذی النورینؓ گفتہ و اللہ علیہ ان لا یکلو عن افضل لہو فی نفسہ و مرتضیٰ بر سر منبر کوفہ فرمود خیر ہذا الامۃ ابو بکرؓ ثم عمرؓ سفیان ثوریؓ بملاحظہ ہمیں اجماعیات گفتہ است من نزعہم ان علیاؓ کان احق بالولایۃ منہما فقد خطاؓ بابکم و عمرؓ و اہل الجنتہ و الانصار و ما اسلمک یرفع مع ہذا

لے حضرت علیؓ کے قول کو تمکین دینا بالکل ناممکن ہے۔ ایک مرتبہ انھوں نے بیعت مہات لہو دے گئے ہائے میں حضرت عمرؓ کے قول کے خلاف بیان فرمایا اور کہا کہ پہلے یہاں ہی قول تھا کہ اب میں نے روج کیا ہے میں نے قاضی ثریبؓ نے کہا کہ قیافۃ الیامین قولہ وحدہ لے آپ کا قول جماعت کے ساتھ تھا میں زیادہ محبوب ہے نسبت آپ کے قول کے میں آپ تہاں ہے۔ ملاحظہ اس کے حضرت مرتضیٰ کے قول میں توقف کی وجہ یہی ہونا کہ ان کے صحابہ اہل کاتبیت ابوبکرؓ سے لے کر شیخینؓ تک ہر ایک پر ازاد لاری ہر ایک کی دشوار ہو گیا تھا۔

اس کا کوئی نیک کام آسمان نہ جاسکے۔ اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ مجبور ہو کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے تو انھوں نے آسمان کے نیچے ابو بکرؓ سے بہتر کسی کو نہ پایا پس ان کو اپنی گردنوں کا مالک بنالیا۔ اور بہت سے صحابہ و تابعین نے کہا ہے کہ صدیق اکبرؓ نے قابل مرتدین میں وہ کام کیا جو انبیاء کے کرنے کا تھا۔

خلفاء کی خلافت کا اثبات بہت طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ از انجملہ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت پر صحابہ کا اجماع کرنا اس مسلک کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اختیار کیا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مسلمان جس کام کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور مسلمان جس کام کو بُرا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بُرا ہے۔ اور تمام صحابہ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابو بکرؓ کو خلیفہ بنائیں۔ اور از انجملہ حضرت صدیق اکبرؓ کا فاروق اعظمؓ کو خلیفہ بنانا حضرت بلالؓ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کامل الفرائض میں آدمی تھے ایک ابو بکرؓ کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا اور مسلمانوں کا حضرت فاروقؓ کی خلافت پر متفق ہو جانا اس طرح کہ کسی کو اس میں کوئی اعتراض نہ رہا اس قدر ظاہر ہے کہ بیان کرنے کی حاجت نہیں پس اجماع کی صورت یہاں بھی پائی گئی لیکن بعد خلیفہ بن جائے اور تسلط حاصل ہو جائے۔ اسی طرح حضرت ذوالنورینؓ کے اوپر لوگوں کا متفق ہونا وہ بھی مشہور ہے۔ متاخرین اشاعرہ نے (خلافت خلافت کے ثبوت میں) اسی مسلک کو اختیار کیا ہے اور انھوں نے اسی مسلک پر قناعت کی ہے۔ از انجملہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے) زاد مرثیٰ حضرت صدیق اکبرؓ کو امامت نماز

لے حضرت سفیان ثوریؓ نے یہی بیعت فرمائی کہ جب کوئی شخص ہاجرین و انصار کو خطا پر سمجھے گا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین نہیں حاصل کر سکتا اس لئے کہ یہی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے لئے اور جماعت کے لئے کافی اور قائل میں اور جب حضرت کی نبوت کا یقین نہ ہو تو عمل صلہ کا مقبول نہ ہونا ظاہر ہے۔ واقعی جو شخص باوجود حوالے اسلام کے حضرت ہاجرین و انصار کی تنقیص کو کرے وہ مسودی علیہ الرحمۃ کے ان اشعار کا مصداق ہے کہ یہی شرع و حق میں برتر ہے و غلو و بدعت الیٰ وغیرہ۔ ہر گز اگر یہ وہ بدعتیں نہ ہوں گے کہ بعض خبیث

وحدیث الشیخین بنو المصطلقین وحدث
محمّد بن ابی حنيفة، یأیام اعراب الخی
صلی اللہ علیہ وسلم وحدث ابو یزید
قریباً من محمّد وآز انجمہ تعریف علی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ثلاث
ثلاث بعض نواص خلافت خاصہ در حق
ایں بزرگان حدیث ابی ذر قصہ تسبیح
الحصیات فی ایدى الخلفاء الثلاث
علی الترتیب وحدث الشیخان
ذالك وحدث ابی الداء فی امر
صلی اللہ علیہ وسلم للقدیم بالخلیفۃ
شر امرا یعمم بالخطبة وحدث
ابی موسیٰ الاشعری فی قصۃ الحاکم
وآز انجمہ فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم خلفائے ثلاثہ را کہ ہوا الخلفاء فی
قصۃ تأسیس المبعود من حدیث
عائشۃ وسغیۃ وآز انجمہ احادیث
والدیر معاملہ منتظر الامارۃ وقتیکہ خلافت
برائے ایشان منعقد شد دلالت نمود
بر صحت خلافت ایشان حدیث علی مرتضیٰ
وحذیفہ ان فوجہم و ابابکر الحدیث
وحدیث حذیفہ وغیرہ لا یغنی لی عنہما
ہما من الذین بمنزلة التسمی
البصرہ وفی لفظ بمنزلة الرأس من
الجسد وحدث ابی سعید خدری واما
وحدث ابی فی الکاسر فی ابوبکر وحدث
وآز انجمہ احادیث وآز انجمہ ترتیب
دولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
طریق خواہ بود کہ بتوجہ و سرحد

اور حضرت انسؓ کی حدیث کہ مجھے بنی المصطلق نے بھیجا۔
اور حضرت سہل بن ابی حمزہؓ کی حدیث ہے کہ بنی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ معاملہ قرض کا کیا اور حضرت
ابو ہریرہؓ نے اسی کے قریب ایسے حدیث روایت کی جو اور
آز انجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلفائے ثلاثہ کی
خلافت پر کھلی ہوئی تعریف کرنا خلافت خاصہ کے بعض
خصوصیات کو ان بزرگوں میں بیان کر کے مثل حضرت ابو ذرؓ
کی اس حدیث کے کہ علی الترتیب خلفائے ثلاثہ کے ہاتھ
میں کسکریوں نے تسبیح پڑھی اور حضرت انسؓ کی حدیث
بھی اسی کے قریب ہے۔ اور حضرت ابوالدرداءؓ کی حدیث
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقؓ کو خطبہ
پڑھنے کا حکم دیا ان کے بعد حضرت عمرؓ کو خطبہ پڑھنے کا حکم
دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث بلغ کے قصہ کے
متعلق اور آزانجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سہرہ
کی بنیاد رکھتے وقت خلفائے ثلاثہ کی نسبت فرمانا کہ لوگ
خلفاء ہیں جس کو حضرت عائشہؓ اور سفیرہؓ نے روایت
کیا ہے۔ اور آزانجمہ وہ حدیث جو خلفاء کے ساتھ ولیدہ
کے بتاؤ پر دلالت کرتی ہیں۔ جب خلافت ان کی منعقد
ہو گئی تو ان حدیثوں نے ان کی صحت خلافت پر دلالت کی
مثل حدیث حضرت مرتضیٰؓ و حضرت حذیفہؓ کے کہ اگر تم لوگ
ابوبکرؓ کو خلیفہ بناؤ آئمہ اور حدیث حضرت حذیفہؓ کے کہ مجھے
ان دونوں سے بے نیازی نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں دین میں
وہ مرتبہ رکھتے ہیں جو (جسم انسان میں) کان اور آنکھ کے) یہ جو
کہ جو ترتیب سر کو جسم میں ہے اور مثل حدیث ابوسعد خدریؓ
کے کہ زمین میں میرے دو وزیر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اور آزانجمہ
وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی دولت اس ترتیب سے ہو گئی پہلے نبوت و رحمت
پہلے جس میں مثل صحابہ کو جنّت کی شہادت دی گئی ہے۔

اس کے بعد خلافت اور رحمت اور ایک روایت میں خلافت پر
منہاج نبوت اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت۔ اور خارج میں
بعد زمانہ نبوت کے خلفاء کی خلافت حاصل ہوئی اور اس کے
بعد کاٹنے والی بادشاہت ہوئی۔ پس معلوم ہوا کہ خلافت ان
بزرگوں کی منہاج نبوت پر تھی اور خلافت و رحمت تھی۔ اس
مضمون کی حدیثیں حضرت ابوعبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ و حضرت
حذیفہؓ وغیرہ سے منقول ہیں۔

شرح حدیث خیر القرون

اور آزانجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات کو
بیان فرمانا کہ سب سے بہتر میرا قرن ہے پھر وہ لوگ جو میرے
قرن کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں اس کے بعد
کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کی قسمیں ان کی شہادت کے گواہوں کی
اور ان کی شہادت ان کی قسم سے آگے چلے گی اس حدیث کو
بہت بڑی جماعت صحابہؓ نے روایت کیا ہے جن میں حضرت
عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور عمرانؓ اور حذیفہؓ وغیرہ ہم ہیں۔
قرن اول تو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بعد
ہجرت کے وفات تک۔ اور قرن دوم زمانہ شیخین کا ہے۔
اور قرن سوم زمانہ حضرت ذوالنورینؓ کا ہے۔ اس کے بعد
اختلاف پیدا ہوئے اور فقہ ظاہر ہوئے۔ تفصیل اس اہمال
کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کو
جو بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے ظاہر ہوا بہت سی حدیثوں
میں جو بہت سندوں کے ساتھ مروی ہیں بیان فرمایا ہے
جیسا کہ عنقریب (فصل آئندہ میں) بیان ہوگا اور اس فتنہ
سے پیش کے زمانہ کو کئی طرح سے علم صفات کے ساتھ مخصوص کیا

شتر خلافت و سرحدہ وفی لفظ خلافت
علیٰ منہاج النبوت شتر یكون ملک
عقروض ودر خارج بعد زمان نبوت
خلافت خلفاء حاصل شد و بعد از ان
ملک عقروض پس دانستہ شد کہ خلافت
ایشان خلافت علیٰ منہاج النبوت است
و خلافت و رحمت است از حدیث ابوعبیدہ
ومعاذ بن جبل وحذیفہ وغیرہ ایشان۔
وآز انجمہ اخبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بأنک خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم
ثم الذین یلونہم ثم یثلاثون فتم
ایمانہم شہادۃ و شہادۃ یثلاثون
بروایۃ جماعۃ عظیمۃ منہم علمہ و
ابن مسعود وعمران وحذیفہ
و غیرہ ہر قرن اول زمان آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم از ہجرت تا وفات ذوالنورین
شیخین و قرن ثالث زمان ذی النورین بعد از ان
اختلاف پیدا شد و فتنہ ظاہر گردید تفصیل
اس اہمال آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فتنہ کہ بعد مقتل حضرت عثمانؓ ظہور
پوشت در احادیث متواترہ مشکوٰۃ الطرق
بیان فرمودند چنانچہ عنقریب
مذکور سے گرد و آفتاب اک راجوہ
مستفادہ از صفات مدح مخصوص
گردانیدند

۱۔ حدیث ذوالنورین کے متعلق مستفاد ہو کہ ظاہر ایک ہر حدیث میں حضرت مصطفیٰؐ کی بڑی تحقیق اور کثرت شہادت صحابہؓ کے ساتھ ۲۸۷ میں خود
مستفاد کیا اس تحقیق کی وجہ سے جن حدیثوں میں زمانہ صحابہؓ کے قتل کی خبر دی گئی ہے ان کی تائید کی تھی کہ جو حدیث میں قرآن
سے نادر صحابہؓ اور قرن دوم زمانہ تابعین اور قرن سوم سے زمانہ تابعین میں روایت ہے ان کو تمام ان احادیث کی تائید کرنی چاہی جو میں صحابہؓ و تابعین کے
زمانہ کے قتل کی حدیثیں گئی جو فصل چہارم میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اور توضیح ہے گی۔

واکثر صحابہ وتابعین بایں نوع سلوک کردہ اند
و حقیقت خلافت خلفاء بایں مسلک شناخت
و ایں آثار محتمل دو وجه است یکے آنکہ بعض
را ذکر کردند و بعض آخر حذف نمودند امتداد
علی ماہو معلوم عدم چنانکہ در بعض اوقات
از مقبولہ دلیل یکے را ذکر کنند و از دیگرے
سکوت ورزند و چنانکہ اصل استدلال تمام
باشد و در تقریر مناسبت بکار برده باشند و دیگرے
آنکہ غرض ایشان استدلال بیک لازم فقط
چون ہر یک مناسب است باصل غرض
و مظنہ مطلوب و چنانکہ دلیل ظنی باشد
یا خطابی پس جمیع از صحابہ بسوابق اسلامیہ
فقط استدلال کردند جمیع بہ بشارت باجندہ
فقط و جمیع آنکہ با حضرت صدیق و فائق
معالم منتظر الامارۃ سے فرمودند و ازیں
قبیل است استدلال بقول حضرت
عائشہ لو کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مستغلفاً لکانت خلف
ابابکر شریعہ و جمیع آنکہ خلفاء را در
شرع و صف سابقین مقررین اثبات
نمودہ اند و ازیں قبیل است استدلال
شیخ محمد الدین بن عربی بر خلافت راشدہ
عمر فاروقؓ بایں مضمون کہ حقیقت
نبوت وحی و عصمت است و حقیقت خلافت
نبوت وجود نمونہ از ہر یکے در خلیفہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چوں فرمودند کہ
فاروقؓ محدث است و مکیمنہ زبان او نطق
میکند فرمودند کہ شیطان از نعل فاروقؓ سے گریزد
اثبات کردند خلافت نبوت اورا

(یہ صورت بھی کافی ہے) اکثر صحابہ و تابعین نے اسی صورت
کو اختیار کیا ہے اور خلافت خلفاء کی حقیقت کو اسی طریقہ
سے پہچانا ہے (صحابہ و تابعین کے) ان آثار میں دو احتمال
ہیں۔ ایک یہ کہ انھوں نے بعض لوازم کو ذکر کیا اور بعض کو
اس خیال سے چھوڑ دیا کہ اوروں کو معلوم ہیں جیسا
کہ بعض اوقات دلیل کے دو مقدموں میں سے ایک
کو ذکر کرتے ہیں اور دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں اس صورت
میں اصل استدلال پورا ہوتا ہے مگر تقریر میں کچھ مسامحہ
ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ غرض ان کی صرف اسی ایک لازم
سے استدلال کرنا ہو کیونکہ ہر لازم اصل غرض اور اصل
مقصد کے لئے مفید ہے۔ اس وقت میں دلیل ظنی
یا خطابی ہو جائے گی۔ پس ایک جماعت صحابہ نے صرف
سوابق اسلامیہ سے استدلال کیا اور ایک جماعت نے
جتنی ہونے کی بشارت ہے۔ اور ایک جماعت نے اسی
بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق
و حضرت فاروقؓ کے ساتھ ولیعہدی کا برتاؤ کیا کرتے
تھے۔ اور اسی قسم میں داخل ہے حضرت عائشہؓ کے اس
قول سے استدلال کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو ابوبکرؓ کو بناتے ان کے بعد عمرؓ کو
اور ایک جماعت نے اس بات سے (استدلال کیا) کہ
خلفاء کے لئے شریعت میں سابقین مقررین کی صفت
ثابت کی ہے اور اسی قبیل سے ہے شیخ محمد الدین بن عربی
کا استدلال حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت راشدہ پر
بایں مضمون کہ نبوت کی حقیقت وحی اور عصمت ہے
اور خلافت نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا
نمونہ خلیفہ موجود ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب فرمایا کہ فاروقؓ محدث ہیں اور سکینہ ان کی زبان
پر ہوتا ہے اور فرمایا کہ شیطان فاروقؓ کے سایہ سے
بھاگتا ہے تو آپؓ نے (اس بیان) اہل خلافت نبوت کو ثابت کر دیا

و جمیع با فضلیت ہر یکے کہ ماخوذ از حدیث
وزن است و از حدیث کتنا تختیرو دیں
مسکخرتے ست کہ در احصائیاید و مطلق لیب
سے تواند از کلام بطرق بسیار راست کردن
فلا نقول الکلام۔
اور ایک جماعت نے خلفائے راشدین کی فضیلت سے جو حدیث
وزن اور حدیث خیر الناس سے ثابت ہے استدلال کیا (انھیں
اس (استدلال) کے بہت طریقے ہیں جو شمار میں نہیں آ سکتے۔
ذہین عقلمند ہمارے کلام سے بہت طریقے نکال سکتے ہیں لہذا ہم
ان کو ذکر کر کے کلام کو طول دینا نہیں چاہتے۔

چوتھی فصل ختم ہو گئی
و الحمد للہ رب العالمین

ضمیمہ متعلق فصل چہارم از مترجم عافہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

چونکہ مصنف نے فصل چہارم میں صحابہ کرام اور چند تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے مسانید متعلق خلافت جمع فرمائے ہیں لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اس فصل کے آخر میں بطور ضمیر کے ان حضرات کے مختصر حالات لکھ دیتے جائیں تاکہ اس فصل کے پڑھنے والے کے لئے موجب مزید بصیرت ہو۔ صحابہ کرام کے حالات اسد الغابہ و الکمال سے لئے گئے ہیں اور تابعین و تبع تابعین کے تہذیب الہندیہ سے۔

وہ صحابہ کرام جن کے نام مسانید از الہ الخلفاء فصل چہارم میں ہیں مع مختصر حالات تعداد و احادیث

ترتیب	نام صحابی	مختصر حالات
۱	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	نام عبد اللہ لقب صدیق اور صیق، کنیت ابو بکر۔ والد کا نام ابو قحافہ۔ قریشی تھے ہیں۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ خود بھی صحابی والدین بھی صحابی اولاد بھی صحابی۔ اسلام لانے ہی اشاعت اسلام میں کوشش شروع کی اور اکابر صحابہ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ دین کے لئے جہاد مصائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے سب میں شریک رہے۔ اور عیسیٰ جان نثاری انھوں نے کی کسی سے ظاہر نہ ہوئی۔ سفر ہجرت میں بھی رفیق تھے جس کا ذکر قرآن شریف میں وارد ہوا کہ تمام مشاہیر میں حصہ وافر لیا ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مومنین تھیں۔ احادیث میں بکثرت اور بے نظیر فضائل وارد ہوئے ہیں خصوصاً وہ خطیب جو وفات سے پانچ دن پہلے

مختصر حالات

آپ نے فرمایا عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور نبی کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ مرض وفات میں حضرت عائشہ نے ان کو اپنی جگہ پر امام کر دیا تھا۔ حضرت کی وفات کے بعد آپ کے ہاتھ میں ہوئے اور فقہ روت میں وہ کام کیا جو ایک نبی اولوالعزم کرتا۔ جمع قرآن کا کام بھی انہی کے ہاتھ میں ہوا۔ دوسری تین بیٹے نو دن سریر خلافت پر بیٹھ کر روزہ افروزہ کر رہے تھے برس کی عمر میں بروز جمعہ تاریخ ۱۲ جمادی الاول ۳۰ھ ہجری وفات پائی حضرت فاروق اعظم نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خاص اسی قبرہ خسر کے اندر مدفون ہوئے۔

لقب فاروق، کنیت ابو حفص، قریشی مدوی ہیں۔ تیس پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے اناتیس آدمی مسلمان ہو چکے تھے ان کے اسلام کے لئے حضرت نے دعا مانگی تھی، ان کے مسلمان ہوئے ہی اسلام کی قوت و شوکت بڑھ کر روز بروز لگتی گئی۔ ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا مومنین تھیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حضرت صدیق کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ احادیث میں بکثرت اور بے نظیر فضائل وارد ہوئے خصوصاً یہ کہ میکے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوئے اور یہ کہ شیطان ان کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ تمام مشاہیر بہرہ وافی لیا۔ حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد خلیفہ ہوئے خلافت کا کام جس خوبی سے کیا امتیاز بیان نہیں جہت قدر و فتوحات ہوئیں اور کس لڑی و قیصر کے ملکوں میں نعرہ توحید بلند ہوا سب انہی کی کوشش تھی، جمع قرآن کا ارادہ سب سے پہلے انہی کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ دس برس چھ مہینے پانچ دن خلافت کر کے ابولولو جو عیسیٰ غلام کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور حکم محرم ۶۳ھ میں ۶۳ سال وفات پائی اور اسی قبرہ خسر میں اپنے صاحبزادے کے ساتھ مدفون ہوئے۔

کنیت ابو عبد اللہ، لقب ذوالنورین، قریشی اموی ہیں۔ پانچویں پشت میں ان کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ سابقین اولین میں سے ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور جمہور امت کے نزدیک حضرت فاروقؓ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ دوسری ہجرت کی اوّل بجانب حبش و دم بجا نبی مدینہ منورہ۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر مشرف اسلام ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثومؓ بچے بعد دیگر بچے

لے حشر و بشارت و شہادت کو کہتے ہیں جن کو حضرت نے بخت کی شہادت دی ان میں سے ایک ہی حدیث میں ان کے علاوہ متقی طور پر ذکر نہیں ہوا بلکہ علی جو سب سے شہادت تمام امت سے انہی صاحبزادوں میں سے کسی کی بات قرآن اولیٰ میں مذکور ہے یا نہ خلاف نہ تھا۔

۳ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

مختصر حالات

نمبر	نام صحابی رضی اللہ عنہ	مختصر حالات
۳۹	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	<p>نکاح میں آئیں اسی سبب سے ان کو ذوالنورین کا لقب ملا۔ تمام مشاہیر میں کامل حصہ پایا۔ حضرت نے ان کی حیاتی بہت تعریف کی اور جنت میں اپنی رفاقت کا مژدہ سنایا۔ ہر روز کا خریدنا سزاوارتہ ہو کر کا سامان کرنا کسی کام سے ایسے ہوئے کہ حضرت نے بار بار ان کو جنت کی بشارت دی۔ ان کی شہادت کی خبر مستفیض حدیثوں میں ہو۔ حضرت فاروقؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ اپنی خلافت میں فتوحات اسلامی کو بڑھایا اور شیخینؓ کے جمع کئے ہوئے قرآن کو شائع کیا اور دوسرے مصاحف کو جن سے اختلاف پھیلنے کا اندیشہ تھا مہدوم کر دیا۔ بارہ دن کم ہجرت میں خلافت کے بعد بروز جمعہ ۱۸۔ یا ۱۷ ذی الحجہ ۴۰ھ میں ظلماً باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے اس وقت آپ کی عمر پچاس سال تھی۔</p> <p>کنیت ابو تراب اور ابو الحسن۔ لقب اسد اللہ قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں۔ تائب اللہ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور اہل حق کے نزدیک حضرت ذوالنورین کے بعد تمام امت کے افضل ہیں سیدۃ النساء خاتون بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سب ان کی نسل سے چلی۔ تمام مشاہیر میں شریک ہے اہل کائنات کے نمایاں تھے۔ احادیث میں بہت فضائل وارد ہوئے۔ حضرت نے ان کو شہادت کی بشارت دی۔ اور ان کے قاتل کو اپنے فرمایا۔ حضرت ذوالنورین کے بعد خلیفہ ہوئے۔ زمانہ خلافت میں فتوحات اور فتلوں سے مقابلہ کرتے ہوئے ہجرت تین دن کم بائیس سال خلافت کے بعد ۸ رمضان ۴۰ھ میں بمقام کوہ عید الرضیٰ بن طیم قادیسی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔</p>
۴۰	ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ	<p>نام عامر کنیت ابو عبیدہ۔ لقب امین الامۃ۔ قریشی فہری۔ سالویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ ان کے والد کا نام عبداللہ ہے۔ جرح دادا کا نام ہے یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ دو مرتبہ ہجرت کی اول بجانب حبش اور دوسری مرتبہ بجانب مدینہ منورہ۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں شریک ہے اور کار ہائے نمایاں کئے۔ حضرت فاروقؓ کی خلافت میں افواج شامی کے سپہ سالار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر بہت فتوحات دیں۔ حضرت فاروقؓ اپنی وفات کے وقت فرماتے تھے کہ ابو عبیدہؓ زندہ ہوئے تو میں ان کو خلیفہ بنانا چاہتا تھا۔</p>

مختصر حالات

نمبر	نام صحابی رضی اللہ عنہ	مختصر حالات
۴۱	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	<p>اب میں کسی کو نہ بتاؤں گا تم لوگ فلاں فلاں چھ آدمیوں میں سے کسی کو منتخب کر لو۔ اٹھاون برس کی عمر میں بڑے طاعون عمواسؓ میں انتقال فرمایا۔ اور مقام یسار علاقہ شام میں مدفون ہوئے۔</p>
۴۲	عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	<p>انصاری حوزی۔ ان سات انصاریوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ اولیٰ میں تھے۔ کل غزوات میں ہم رکاب نبوت ہے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ ابن مسعودؓ ابی بن کعبؓ معاذ بن جبلؓ سلم مولائی ابو ذریفؓ اور ان کو حلال و حرام کا علم بھی فرمایا۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت کے سامنے فتویٰ دیا کرتے تھے۔ حضرت نے ان کو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ شہر ہجر میں بڑے طاعون عمواسؓ بعد وفات حضرت عیبہؓ کے وفات پائی۔</p> <p>قریشی زہری۔ کنیت ابو محمد۔ ہاجرین اولین میں سے ہیں۔ مہملہ ان پانچ آدمیوں کے ہیں جو جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعہ سے ایمان لائے تھے پہلے حبش کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف۔ تمام غزوات میں ہم رکاب سعادت ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور ان چھ شخصوں میں سے ہیں جن کو حضرت فاروقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے تجویز کیا تھا۔ ایک مرتبہ سفر میں حضرت نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ بیٹے مالدار تاجر تھے۔ جب انتقال ہوا تو اس قدر سونا چھوڑا کہ کھالوں سے کاٹ کر درخت میں تقسیم ہوا۔ شہر ہجر میں ۵۷ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔</p>
۴۳	زبیر بن عوف رضی اللہ عنہ	<p>کنیت ابو عبداللہ۔ لقب حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قریشی اسدی۔ ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی تھیں۔ ان کے والد عوام اور ام المؤمنین خدیجہؓ کے بھائی ہیں تھے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ان سے پہلے صرف تین چار آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ بوقت اسلام ان کی عمر ۸ سال تھی۔ دونوں ہجرتیں حبش اور مدینہ کی طرف کی تھیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں ہم رکاب سعادت ہے اور کار ہائے نمایاں کئے۔ فرماتے تھے میرے جسم میں کوئی عضو ایسا نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہ ہو۔ جو اسلام لانے کی وجہ سے ان کے بچانے ان کو دھوکے کے مقام میں بند کر دیا بہت ستایا مگر ثابت قدم ہے۔ حضرت فاروقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے جن چھ آدمیوں کو</p>

نمبر	نام صحابی	مختصر حالات
۹	طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	مقترب کیا تھا ان میں ان کا نام بھی تھا۔ جنگ جمل میں حضرت علی مرتضیٰ سے قتال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا تھا کہ ابن صفیہ کے قاتل کو دروغ کی خبر دینا چنانچہ ابن جرموند نے جس وقت جا کر حضرت علی کو یہ خبر دی کہ میں نے آپ کے دشمن زہیر کو قتل کر دیا اور یہ ان کی تلوار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا واقترب وہی تلوار ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مصائب کو دفع کیا ہے اور تو دوزخی ہے۔ حضرت زہیر کی ہلاکت بروز پنجشنبہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۳۵ سال ہجری میں بعمر ۷ سال واقعہ جمل میں ہوئی۔
۱۰	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	کنیت ابو عمرو۔ لقب ملوۃ الخیر۔ قریشی تھی۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر کی ترغیب مشرفہ اسلام ہوئے عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے خصوصاً احد میں خوب کام کئے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سپرد بنا دیا تھا۔ تیر کو اپنے ہاتھ سے روکنے تھے اس کے سبب سے اس ہاتھ کی انگلی بیکار ہو گئی تھی۔ احد کے دن چوبیس زخم ان کے لگے تھے۔ حضرت فاروق نے جن چھ آدمیوں کو اپنے بعد خلافت کے لئے منتخب کیا تھا ان میں یہ بھی تھے جنگ جمل میں انھوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا تھا اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت علی جب مقتولوں کی لاشیں دیکھ رہے تھے ان کی طرف سے گئے تو پہنچ گئے اور ان کے چہرہ سے مٹی پونجی اور روئے فرمایا کہ اے ابو محمد! مجھ پر بہت شاق ہے کہ تم کو اس حالت میں دیکھوں کاش میں آج سے بیس برس پہلے مر چکا ہوتا۔ بروز پنجشنبہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۳۵ سال واقعہ جمل میں شہید ہوئے۔
۱۱	سعد بن زید رضی اللہ عنہ	قریشی زہری۔ والد کا نام مالک اور کنیت ابو وقاص۔ پانچویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ کلاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے دادا ہیں۔ اور ان کے دادا کے والد حضرت آمنہ سے بہت قریب کا رشتہ ہے۔ حضرت آمنہ اور ان کے والد حمیرہ بھائی ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ پہلے شخص ہیں جنھوں نے فی سبیل اللہ کافروں کا خون بہایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے بڑے مستجاب الدعوتہ ہو گئے تھے جو دُعا مانگتے تھے پوری ہوتی تھی۔ بڑے تیر امتداد تھے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں افواج عراقی کے سپہ سالار تھے۔ ایران کو انھیں نے فتح کیا اور

نمبر	نام صحابی	مختصر حالات
۱۱	سعد بن زید رضی اللہ عنہ	شہر کوذ کو انھیں نے آباد کیا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے جن چھ اصحاب کو اپنے بعد خلافت کے لئے تجویز کیا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فاروق رضی اللہ عنہ نے جو کسی لڑائی میں کسی کی طرف شرکت نہ کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب ان کو اپنی مدد کے لئے بلایا تو مصافحہ کیا کہ جب میں نے علی رضی اللہ عنہ کا کہنا نہ مانا جو تم سے بدتر ہوا افضل ہیں تو تم کو مجھ سے کچھ امید نہ رکھنی چاہیے۔ بوقت وفات انھوں نے ایک پرانا آؤنی جبتہ منگایا اور کہا کہ مجھے اسی میں کفن تانا یہ وہ جبتہ ہے جس کو ہمیں عمر میں بدر کے دن مشرکوں سے لڑا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ شہر مدینہ سے زائد عمر یا کمر شہر ہجری میں اپنے مکان واقع حقیق میں مدینہ منورہ کے قریب وفات پائی وہاں سے ان کی نعش مبارک لوگوں کے کندھوں پر لائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ عشرہ مبشرہ میں سب خیر میں انھیں کی وفات ہوئی۔
۱۲	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	کنیت ابو العز۔ قریشی عدوی۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے چچے بھائی میں اور ان کے بہنوئی بھی فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ہاجرین اولین میں سے ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ مستجاب الدعوتہ تھے۔ انکی زوجہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کا سبب ہوئی۔ شہر مدینہ منورہ سے زائد عمر یا کمر مقام حقیق میں شہر ہجری میں وفات پائی۔ نعش مدینہ منورہ لائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔
۱۳	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	کنیت ابو عبد الرحمن۔ لقب صاحب السواک التعلین۔ یہ لقب اس سبب سے ہوا کہ سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواک اور تعلین وغیرہ انھیں کے پاس رہتی تھیں۔ ان کی والدہ کی کنیت آمنہ بنت عبد شمس اس لئے بعض احادیث میں ان کو ابن ام عبد فرمایا گیا۔ قدیم الاسلام ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف پانچ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ ان کی آمد و رفت حضرت کے یہاں اس قدر تھی کہ لوگ ان کو بھی آپ ہی کے گھر کا ایک آدمی سمجھتے تھے۔ تمام غزوات میں شریک رہے اور کاروائی نمایاں کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امت کا مقتدا بنایا تھا فرمایا کہ جو کچھ ابن ام عبد تم کو حکم دیں اس کو مانو۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں ان کو کوذ بھیجا تھا اور اہل کوذ کو کھانا تھا کہ میں نے عمار بن یاسر کو حاکم اور عبداللہ بن مسعود کو معلم اور زہیر بن کبار بھیجا ہے تم لوگ ان کی پیروی کرو۔ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقترب اصحاب میں سے ہیں۔ بدری ہیں۔ میں تمھارے لئے عبداللہ بن مسعود کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ نیز حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ان کو کہا

بڑا	نام صحابی	مختصر حالات
۱۳	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	<p>کہتے تھے کہ ایک طرف ہے علم سے بھرا ہوا۔ سیرت اور روش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت نے ان کو بھی جنسی ہونے کی بشارت دی تھی۔ انھوں نے اپنے طور پر قرآن شریف کو بھی جمع کیا تھا جس میں بعض تفسیری الفاظ بھی لکھ لے گئے۔ اور بعض نسخہ التلاوة آیتیں بھی۔ حضرت عثمانؓ نے جب اپنی خلافت میں یہ انتظام کیا کہ شیخین کا جمع کیا ہوا مصحف شائع کیا جائے اور دوسرے مصاحف بن سے انہیں واپس لے کر انھیں اپنے گھر میں رکھ دیا۔ حضرت نے اس سے منع فرمایا کہ اس سے اختلاف کیا اور اپنا کسی طرح زد دیتے تھے اسی کے متعلق حضرت عثمانؓ کے غلاموں سے کوئی حرکت خلاف ان کی شان کے نہ ہو اور ان کو حضرت عثمانؓ سے ٹکدر ہو گیا تھا جو آخر میں بھج ہو گیا۔ ۳۳ھ میں بمقام مدینہ منورہ ساٹھ برس سے زائد عمر میں وفات پائی، جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔</p>
۱۳	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	<p>امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے والد کے ساتھ بھیج میں مسلمان ہو گئے تھے۔ بدر اور احد میں لڑ کر کئی برس تک شریک نہیں کئے گئے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خندق ہے اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگ یرموک اور فتح مصر میں بھی شریک تھے۔ اربع سنت اور زہد و تقویٰ میں شریک تھے۔ تمام فتویٰ سے ملوث رہے۔ حضرت علیؓ مرتضیٰ نے جب ان کو اپنے ہمراہ لٹنے کے لئے بلایا تو انھوں نے کہا اے ابوامس اگر آپ مجھے اٹھائے گے تو میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیں تو میں بے تامل ڈال دوں گا مگر مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ کسی مسلمان پر تلوار اٹھاؤں۔ حضرت عثمانؓ کے بعد اہل شام نے بہت جا بجا یہ خلافت قبول کر لیں مگر کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ ۳۳ھ ہجری میں ابن زبیر کی شہادت کے تین ماہ بعد چوداسی برس کی عمر میں حجاج کے اشارہ سے ایک شخص نے زہراؓ لودہ نیزہ ان کے پیروں مارا۔ اسی سے وفات پائی۔ مقام ذی طوی میں مدفون ہوئے۔</p>
۱۳	عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	<p>کنیت ابوالعباس۔ قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچے بھائی ہیں۔ لقب جبر اللہ۔ ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ انھوں نے دو مرتبہ حضرت جبریلؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا تھا۔ حضرت نے ان کو دعا دی تھی کہ یا اللہ! ان کو کتاب اور حکمت کا علم عنایت کر۔ چنانچہ تفسیر قرآن کے بڑے ماہر تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ باوجود اس صداقت و بہادری کے کثر</p>

بڑا	نام صحابی	مختصر حالات
۱۵	ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	<p>مسائل میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کو دفن کر کے محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ واللہ کہ اس امت کا عالم مرگیا۔ شہر یس کی عمر میں بمقام طائف شہر ہجری میں وفات پائی۔</p>
۱۵	ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	<p>نام عبداللہ بن قیس۔ یمن کے رہنے والے ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ قبل از ہجرت مکہ میں جا کر مسلمان ہوئے تھے۔ پھر اپنے وطن کو لوٹ گئے۔ ہجرت کی خبر سنا کر اپنے قبیلہ کے پیاس آدمیوں کو ساتھ لے کر بقصد مدینہ منورہ چلے گئے۔ جو ان کی ناموافقت سے ان کی کشتی حبش میں پہنچی۔ ان دنوں حضرت جعفر طیار حبش ہی میں تھے۔ ان کے ساتھ یہ بھی وہاں ٹھہر گئے۔ پھر انہی کے ساتھ مدینہ آئے جس وقت یہ سب لوگ مدینہ پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر فرح کر چکے تھے غنیمت میں سے ان سب کو بھی قصداً۔ حضرت ابوموسیٰؓ مقام زبید اور عدنان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاکم رہے۔ اور حضرت فاروقؓ نے ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا پھر حضرت عثمانؓ نے ان کو معزول کیا اور حیت روز بعد کو فہ کی حکومت دی۔ پھر حضرت علیؓ نے اپنے عہد میں ان کو معزول کیا۔ ۳۳ھ ہجری میں انھوں نے اصہقان کو فتح کیا۔ اور اس سے پہلے آہواز فتح کر چکے تھے۔ جنگ صفین میں جب لڑائی کو طول ہوا تو حضرت علیؓ نے اپنی طرف سے ان کو اور حضرت معاویہؓ نے اپنی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو جنم مقرر کیا اسی کو واقعہ حکیم کہتے ہیں۔ حکیم میں انھوں نے حضرت علیؓ کو معزول کر دیا مگر حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت معاویہؓ کو معزول نہ کیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے تریسٹھ برس کی عمر میں بمقام کوثر ۳۳ھ ہجری میں وفات پائی۔</p>
۱۶	عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	<p>کنیت ابوعمرو۔ ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ مگر یہ اپنے والد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ احادیث کے لکھنے کی اجازت انھوں نے لی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ احادیث کا کوئی حافظ نہ تھا سوا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کے مگر وہ لکھ کر یاد کرتے تھے اور میں بغیر لکھے ہوئے۔ جنگ صفین میں اپنے والد کے اصرار سے شریک ہوئے مگر لڑنے نہیں۔ ان کے والد حضرت معاویہؓ کے وزیر رہے۔ جنگ صفین کے بعد حضرت حنین بن علیؓ نے ان سے ترک کلام کر دیا تھا یہ بات ان بہت شاق تھی بالآخر انھوں نے جیل پائی مجبوری بیان کی تو باہم صفائی ہو گئی۔ بہتر سال کی عمر میں ۳۳ھ ہجری میں بمقام مصر وفات پائی۔</p>

ترتیب	نام صحابی	مختصر حالات
۱۷	ابو ہریرہ	نام و نسب میں بڑا اختلاف ہے مگر سب زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ قبل از اسلام ان کا نام عکرمہ یا عبد عمرو تھا اور بعد اسلام کے عبد اللہ یا عبد الرحمن نام ہوا۔ قبیلہ دوس کے ہیں۔ ابو ہریرہ ان کی کنیت ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔ یہ کنیت اس سبب ہوئی کہ ہریرہ عربی زبان میں چھوٹی بلی کو کہتے ہیں۔ اور انھوں نے ایک بلی کا بچہ پالا تھا ہر وقت اس کو ساتھ رکھتے تھے غزوہ خیبر کے زمانہ میں اسلام لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے اور برابر حضرت کی خدمت میں رہے۔ حضور و سفر میں کہیں ساتھ نہیں چھوڑا نہ کسی دوسرے کام میں سوا حفظ احادیث کے مشغول ہوئے۔ جتنے حدیثیں ان سے مروی ہیں کسی صحابی سے مروی نہیں۔ خود کہتے تھے کہ جتنے حدیثیں مجھے یاد ہیں کسی کو یاد نہیں سوا عبد اللہ بن عمرو بن عباس کے مگر ان میں وہ مجھ میں فرق ہے کہ وہ کچھ کر یاد کرتے تھے اور میں بغیر کچھ ہوتے۔ اٹھتر برس کی عمر میں مقام مدینہ منورہ منسحب ہجری میں وفات پائی۔
۱۸	ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا	حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ہجرت سے تین برس پہلے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ برس کی تھی اور مدینہ منورہ میں جب کہ ان کی عمر نو برس کی ہوئی خلوت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ حضرت خدیجہ کے بعد تمام ازواج مطہرات سے محبوب تر تھیں۔ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ ۱۷ رمضان ۵۸ھ میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ نماز جنازہ حضرت ابو بکر نے پڑھائی۔
۱۹	انسان بن مالک رضی اللہ عنہ	انصاری خزرجی۔ دس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ ان کی والدہ اُم سلمہؓ یار گاہ نبوت میں بہت اقرب رکھی تھیں۔ حضرت اشؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور اولاد میں برکت کی دعا دی تھی۔ چنانچہ ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا اور ان کی اولاد لڑکے اور لڑکیوں کے لڑکے ہمارے سب ایک سو بیس تھے۔ نوے برس سے زائد عمر پا کر منسحب ہجری میں بصرہ کے قریب مقام طف میں وفات پائی۔ اور وہ مدفون ہوئے۔ بصرہ میں جتنے صحابہ تھے سب آخر میں ان کی وفات ہوئی۔
۲۰	ابو سعید خدری	نام سعد بن مالک ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ سب سے پہلا غزوہ خیبر میں شریک ہو کر خندق میں

ترتیب	نام صحابی	مختصر حالات
۲۱	جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	ان کے والد احد میں شہید ہوئے تھے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں منسحب ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔
۲۲	عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	انصاری خزرجی۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں۔ بحالت صغر سنی اپنے والد کے ہمراہ شریک ہوئے تھے غزوہ بدر و احد میں ان کی شرکت مختلف فیہ ہے۔ بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق محمد بن علی بن حسین (یعنی امام باقر) کی تعلیم و تربیت انھیں نے کی۔ احادیث کے حافظ تھے۔ چوراسی برس کی عمر پا کر منسحب ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی۔ شریک بیعت عقبہ میں سب سے آخر میں انہی کی وفات ہوئی۔
۲۳	عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	کنیت ابو یقظان۔ یہ اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ ثمیمہ۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت عمارؓ سے پہلے صرف تین آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ سمیہ چونکہ لونڈی تھیں اس وجہ سے ان کے مالک نے عمار کو بھی غلام بنالیا تھا۔ یہ تینوں راہِ خدا میں بہت ستارے جلتے تھے۔ کسی ان کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزہ ہوتا تو آپ کو بڑا ملال ہوتا اور فرطے۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل یاسر کو صبر کرو۔ حضرت عمارؓ کو ایک مرتبہ کلماتِ کفر کہنے پر ان لوگوں نے مجبور کیا اور ان کو بکتا پڑے۔ ان کی والدہ کو ستاتے ستاتے مار ڈالا۔ ان کی عمر میں نیزہ مارا گیا جس سے وہ شہید ہو گئیں۔ حضرت عمارؓ یار گاہ نبوت میں بہت مقرب تھے۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ میں نے عمار کو تم پر حاکم اور عبد اللہ بن مسعود کو ان کا وزیر اور تمھارا معلم بنا کر بھیجا ہے۔ یہ دونوں برگزیدہ اصحاب نبی میں سے ہیں تم لوگ ان کی پیروی کرو۔ پھر حضرت فاروقؓ نے جب ان کو معزول کیا تو پوچھا کہ تم معزولی سے ناخوش نہیں ہوئے انھوں نے کہا معزولی سے تو ناخوش نہیں ہوا ہاں البتہ تقریری سے ناخوش ہوا تھا جنگ جمل و صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہلوایا کہ عمار کو تم لوگوں نے شہید کیا اور حضرت فرما چکے ہیں کہ عمار کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ باغی ہو۔ حضرت معاویہؓ نے اس کی تاویل کی۔ حضرت عمارؓ کی شہادت منسحب ہجری میں ۹۳ سال ہوئی۔

نمبر	نام صحابی	تقریبی	مختصر حالات
۲۳	حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ	۹	ان کے والد کا نام مسل یا تحیل ہے۔ ایمان لقب ہے۔ جب ہجرت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوئے تو حضرت نے ان کو اختیار دیا چاہے ہاجرین میں رہیں چاہیں انصار میں شامل ہو جائیں۔ ان کے والد غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے اصرار اور حالات ان کو بتلے تھے۔ حضرت عمرؓ ان سے منافقوں کے اور فتنے کے حالات اکثر پوچھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پوچھا کہ میرے عمال میں کوئی منافق نہیں ہے۔ انھوں نے ایک شخص کو بتایا۔ حضرت فاروقؓ نے فوراً اس کو موقوف کر دیا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کو مدت کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور ان سے بہت راضی رہے۔
۲۴	ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۲	نام ہند بن سناودہ۔ کنیت ابوذر۔ غفار اس قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ہجرت سے پہلے مکہ چاکر اسلام لائے اور پھر کوٹ کاپنے وطن میں مقیم رہے یہاں تک کہ ہجرت کے بعد جب غزوہ بدر و اُحد و خندق ہو چکے یہ مدینہ منورہ میں گئے اور بلایہ وہیں رہے۔ حضرت نے ان کی نسبت فرمایا کہ ان سے زیادہ پراگندہ والا نہ ہوئے زمین پر کوئی نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد شام چلے گئے اور وہاں رہنے لگے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت معاویہؓ نے جو اس وقت شام کے حاکم تھے انکی شکایت کی۔ بات یہ تھی کہ حضرت ابوذرؓ کے مزاج میں زہد غالب تھا اور بعض احادیث سے ان کو ایسا سمجھ میں آیا تھا کہ مال جمع کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ انھوں نے اسی کا وعظ ملک شام میں کیا اور حضرت معاویہؓ پر اعتراض کیا کہ وہ مال جمع کرتے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو شکایت لکھی۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو وہاں سے بلا کر مقدمہ ربذہ میں بھیج دیا باقی عمر ان کی وہیں گزری۔ ربذہ ایک جنگل کا نام تھا۔ وہاں کوئی آبادی تھی نہ کوئی چیمبرہ ملتی تھی۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بی بی روتے گئیں کہ اس جنگل میں تہیز و تکفین کیسے ہوگی۔ کفن کے لئے کپڑا بھی نہ تھا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک شخص کی وفات جنگل میں ہوگی اور اس کی قبر تہیز و تکفین میں مومنوں کی ایک جماعت شریک ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابن مسعودؓ

سے مدائن ہی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ ان کی وفات کا وقت حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چالیس روز بعد تھا۔ میں چش آیا۔ ستر سالہ مسیحیوں نے حضرت ابوذرؓ سے تاراج ہو کر انورہ میں اقامت اختیار کر لی تھی جو مدینہ سے تین روز کی مسافت ہے لیکن یہی جو اس بیسی اہل اہل بیتؑ میں نہ کہے۔

نمبر	نام صحابی	تقریبی	مختصر حالات
۲۵	مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ	۱	اور نیز اور چند لوگ آئے اور انھوں نے تجیز و تکفین کی سلسلہ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ اسود ان کے والد نہ تھے بلکہ اسود نے ان کو متبکی کیا تھا۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف چھ آدمی مشرف باسلام ہوئے تھے۔ حبش کی طرف بھی انھوں نے ہجرت کی تھی۔ پھر حبش سے لوٹ کر مکہ آئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو یہ ہجرت نہ کر سکے چند روز بعد ہجرت کی۔ غزوہ بدر میں شریک تھے اور اس غزوہ میں ان سے کار نمایاں ظاہر ہوئے۔ بہت صاحب مناقب ہیں۔ سلسلہ ہجری میں ہجرت سال مقام ہجرت میں جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے وفات پائی اور وہاں سے ان کی نعش مدینہ منورہ میں آئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔
۲۶	ختاب بن ارت رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو محمد ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے ان کو گرفتار کر کے اہل مکہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر راہ خدا میں سخت مظالم کئے گئے۔ آگ کے انگاروں پر لٹاتے جلتے تھے اور سر پر گرم لوبہ رکھا جاتا تھا۔ ان کی پیٹھ میں داغ پڑ گئے تھے جو اخیر عمر تک رہے۔ تمام مشاہیر خیر میں شریک ہوئے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ اخیر عمر میں ایک سخت اور طویل مرض میں مبتلا ہوئے جس میں ایسی سخت تکلیف ان کو تھی کہ کہتے تھے اگر موت کی دعا مانگنا منع نہ ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام نے ان سے کہا کہ آپ خوش ہوں کہ وہ وقت آ گیا کہ آپ اپنے بھائیوں کے پاس حوض کوثر پر جائیں۔ انھوں نے کہا آپ لوگ میرے ان بھائیوں کا ذکر کرتے ہیں جو گزر چکے جنھوں نے دنیا میں کچھ آرام نہیں پایا۔ میں نے تو بہت نعمتیں پائیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے اعمال کا بدلہ نہ پائیں نہ مل گیا ہو۔ شہادت مرض کی وجہ سے جنگ صفین میں شریک نہیں ہو سکے۔ اور سلسلہ ہجری میں ہجرت ۷ سال وفات پائی۔ اور یہ پہلے صحابی ہیں جو کوفہ میں مدفون ہوئے۔
۲۷	بریدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ	۵	کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ سفر ہجرت کے وقت جب حضرت ان کے یہاں پہنچے ان کا وطن اُتھا رہا۔ ان میں تھا تو یہ سب لوگ جو قریب اتھی گھر کے تھے اسلام لائے۔ پھر غزوہ اُحد کے بعد حاضر خدمت ہوئے اور حدیبیہ اور حبشہ الرضوان میں شرکت کی۔ حضرت کے بعد انھوں نے بصرہ

نہج	نام صحابی	تالیف	مختصر حالات
۲۸	عقبہ	۳	کی سکونت اختیار کی پھر وہاں سے جہاد کے لئے خراسان گئے۔ اس کے بعد مرو میں قیام کیا اور وہیں ۳۲ھ ہجری میں بعد یزید بن معاویہ وفات پائی۔
۲۹	بن عامر	۳	اس نام کے دو صحابی ہیں دونوں کے باپ کا نام بھی ایک ہے دادا کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک کے دادا کا نام عیس ہے اور دوسرے جن کے دادا کا نام ثانی ہے وہ مرتبہ میں افضل و اشرف ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور بدر و احد میں شریک تھے۔ جنگ یمامہ میں بعد حضرت صدیق شہید ہوئے اور وہ عقبہ بن جندبہ کے دادا کا نام عیس ہے بیعت نبوت کے ساتھ مشہور ہیں۔ وہ ہجرت کے بعد اسلام لائے تھے اور حضرت معاویہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ مصر کے والی بنائے گئے تھے اور وہیں رہتے تھے وہیں ۳۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ مصنف نے جو روایتیں نقل کی ہیں وہ عقبہ بن عامر بن عیس ہیں کی ہیں جیسا کہ ایک سند میں اسکی تصریح ہے
۳۰	سفینہ	۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ کورہ غلام ہیں۔ ان کا نام پہلے اور کچھ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سفینہ رکھا جو بعد اس کے کہ یہ بوجہ زیادہ اٹھاتے تھے جب ان سے کوئی ان کا پہلا نام پوچھتا تو نہ بتاتے اور کہتے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے نام کو دوسرے رکھتا ہوں۔ ایک مرتبہ ان کو سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ رشتی پر سوار تھے رشتی ٹوٹ گئی اس کے ایک تختہ پر یہ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تختہ نہ ڈوبا اور کنارے آگیا یہ اترے تو دیکھا کہ ایک شیر کھڑا ہے ایک مصیبت سی ہے تو دوسری سلامتی ہے پس انھوں نے اس وقت کہا کہ اے شیر! میں سفینہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام یہ سنتے ہی شیر روم ہلانے لگا اور ان کو راستہ پر پہنچا گیا۔
۳۱	غیاث بن سالم	۲	کنیت ابو یحییٰ ہے۔ اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ اخیر عمر میں ملک شام چلے گئے تھے وہیں رہتے تھے اور وہیں ۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔
۳۲	عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ	۲	اشعری۔ صحابی نہیں ہیں۔ مختصر میں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہو گئے تھے مگر شرف زیارت سے مشرف نہ ہو سکے جب حضرت معاویہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا یہ حضرت معاویہ کے ساتھ تھے بہت بڑی وقعت تھی۔ اکابر صحابہ سے مثل حضرت فاروق و حضرت معاویہ کے روایت کرتے ہیں ۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔
۱۷			
۱۸			

نہج	نام صحابی	تالیف	مختصر حالات
۳۳	ابو روفی سی	۱	ہجری میں۔ نام ان کا معلوم نہیں ہو سکا۔ ذوالحلیفہ میں رہتے تھے بڑے تیز رفتار تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتا تھا پھر وہاں سے روانہ ہو کر غروب آفتاب پہلے اپنے مقام پر پہنچ جاتا تھا۔
۳۴	ابو امامہ علی رضی اللہ عنہ	۱	نام صدیق بن عثمان ہے۔ مگر کنیت زیادہ مشہور ہے۔ بالبد ایک قبیلہ ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ احادیث نبویہ انھوں نے بہت روایت کی ہیں۔ مقام محض میں جو ملک شام کا ایک شہر ہے رہتے تھے اور وہیں اکیانوے برس کی عمر میں ۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ملک شام میں یہ سب کے بعد وفات پائے والے صحابی ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ شام میں سب کے بعد وفات پائے والے صحابی عبداللہ بن بسر ہیں۔
۳۵	سالم بن عبد الرحمن	۱	اشعری قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ ان کا شمار اہل صفہ میں ہے۔ آخر میں کوفہ کی سکونت اختیار کر لی تھی۔
۳۶	عزیر بن ابی نعیم	۱	ان کے والد کا نام شریح ہے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی۔
۳۷	عیاض بن عامر	۱	باشعری قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ بصرہ میں رہتے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرانے چچے محبت ہیں۔
۳۸	ربیع بن کعب	۱	کنیت ان کی ابو فراس ہے۔ قدیم اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ شب کو حجۃ مقدس کے دروازہ پر رہتے تھے اور تہجد کے وقت وضو کے لئے پانی دیا کرتے تھے۔ واقعہ حترہ کے بعد ہجری میں وفات پائی۔
۳۹	ابو رزہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ	۱	نام فضل بن عبد۔ قدیم الاسلام ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ حضرت کی وفات کے بعد بصرہ چلے گئے پھر خراسان میں جہاد کیا اور مقام مرو میں ۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۰	عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو یحییٰ۔ قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ میں اسلام لانے کے بعد اپنے وطن چلے گئے اور خیر حیرت کے منظر ہے جس وقت یہ مدینہ منورہ پہنچے غزوہ بدر و احد و خندق ہو چکا تھا۔ اخیر میں شام چلے گئے تھے اور وہیں رہے۔
۴۱	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ ملک فارس کے رہنے والے تھے۔ پہلے آتش پرست تھے یکایک ان کو اس مذہب سے نفرت پیدا ہوئی۔ اور وہی حق کی تلاش دل میں جاگ رہی ہوئی۔ چنانچہ یہ نصرانی ہو گئے اور مذہب نصرانیت کا علم خوب حاصل کیا لیکن بعد و گھر سے کئی نصرانی علماء کی خدمت میں رہے۔

نہجہ	نام صحابی	مختصر حالات
۵۱	زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	میں حضرت فاروقؓ کے ہمراہ تھے۔ شعبان منگہ جبری میں بھید حضرت فاروقؓ وفات پائی۔ جنہ البقیع میں دفن ہوئے۔
۵۲	زید بن خاضہ رضی اللہ عنہ	کنیت ابو سعید۔ انصاری خزرجی۔ بوقت ہجرت ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ بدر میں کم ہستی کے سببے شریک نہ ہو سکے اور اُحد میں اختلاف ہے مگر خندق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں بالاتفاق شریک رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف سے خط کتابت کا کام کرتے تھے۔ حضرت کے پاس بعض بعض خطوط سریانی زبان میں آتے تھے لہذا ان کو سریانی زبان سے لکھ کر بھیج دیا جاتا تھا۔ شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں کتابت صحیفہ کی عظیم الشان خدمت انہی سے لی گئی۔ علم قرآن کے خاص کر بہت بڑے ماہر تھے جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا واللہ آج اس امت کا بہت بڑا عالم مر گیا ہے۔
۵۳	رافع بن رافع	انصاری خزرجی ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کا بعد وفات کلام کرنا مروی ہے۔ ان کے والد حضرت خارجہؓ بھی صحابی ہیں وہ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت زید بن جوحہ جعفریؓ کے غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے۔
۵۴	رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ	انصاری خزرجی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ بدر اور اُحد اور تمام مشابہ میں شریک رہے۔ جنگ جمل وصفین میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہمراہ تھے۔
۵۵	ابو سعید بن عبادہ	انصاری اوسی کنیت ابو عبد اللہ۔ بدر میں بوجہ کم ہستی کے شریک نہ ہو سکے۔ اُحد اور خندق اور اکثر مشابہ میں شریک رہے۔ اُحد کے دن ان کی گردن میں تیر لگ گیا تھا تیر تو انھوں نے کا لیا مگر کانی اس کی رہ گئی وہ تمام عمر نہ بھلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں تمھارے لئے شہادت دوں گا۔ ان کا وہ زخم عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں کھل گیا اور پچاسی برس کی عمر میں مسیحہ جبری میں وفات پائی۔
۵۶	برابر بن زب	تمام حارث ہے۔ انصاری ہیں۔ سوس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اسی سال ان کی ولادت ہوئی۔ مسیحہ جبری میں وفات پائی۔
۵۷	رضی اللہ عنہ	انصاری اوسی کنیت ابو عمارہ۔ غزوہ بدر میں بوجہ کم ہستی کے شریک نہ ہو سکے۔ اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ مسیحہ میں انھوں نے زخم کھینچا اور ستر کی لٹائی میں بھی حضرت

نہجہ	نام صحابی	مختصر حالات
۵۸	سہل بن سعدی رضی اللہ عنہ	ابو موسیٰؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ کے ہمراہ جنگ جمل وصفین و نہروان میں شریک ہوئے اور بالاخر کوفہ میں رہ گئے وہیں بھید مصعب بن زبیر وفات پائی۔
۵۹	نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ	انصاری ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ کی سگی خالہ ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے گھر میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں اپنے شوہر کے ہمراہ جہلوروم میں وفات پائی۔ اور قبر میں ان کی قبر ہے۔
۶۰	عوف بن سعد رضی اللہ عنہ	پہلے ان کا نام حزن تھا حضرت نے اس کو بدل کر سہل رکھا۔ کنیت ابو العباس۔ انصاری ہیں۔ بوقت وفات نبویؐ پندرہ برس کے تھے۔ بڑی عمر پائی یہاں تک کہ انھوں نے حجاج بن یوسف کا زمانہ پایا۔ حجاج نے مسیحہ میں ان کو خط لکھا کہ تم نے امیر المؤمنین عثمانؓ کی مدد کیوں نہ کی؟ انھوں نے لکھا میں نے مدد کی تھی۔ حجاج نے لکھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور حاکم مدینہ کو لکھ کہ ان کی گردن میں تیر لگا دی جائے اس قسم کی ہر حضرت انسؓ کی گردن میں اور حضرت خارجہؓ کے ہاتھ میں بھی لگائی گئی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ ان کی تدلیں ہو۔ مدینہ منورہ میں سب صحابہؓ کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ چنانچہ یہ خود کہا کرتے تھے کہ میرے مر جانے کے بعد پھر تم لوگ کسی کو قتال رسول اللہؐ کہتے ہوئے نہ سونو گے۔ چھپاؤں سے برس کی عمر پار شہہ جبری میں وفات پائی۔
۶۱	شاذان بن اسد رضی اللہ عنہ	کنیت ابو عبد اللہ۔ انصاری ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جو ہجرت کے بعد انصار کے یہاں پیدا ہوئے۔ بوقت وفات نبویؐ ان کی عمر آٹھارہ برس تھی۔ ان کے والدین بھی صحابی ہیں۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں وہاں کے حاکم بھی تھے۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے نہاد و عک کے لشکر کے سردار تھے اور اسی جہاد میں مسیحہ جبری میں شہید ہوئے۔
۶۲	شاذان بن اسد رضی اللہ عنہ	انصاری اوسی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ اور بدر و اُحد و خیبر تمام مشابہ میں ہر کا پ بوقت رہے۔ بقول بعض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور بقول بعض حضرت فاروقؓ کی خلافت میں بعد ۶۵ سال وفات پائی۔
۶۳	شاذان بن اسد رضی اللہ عنہ	دو جوانی اس نام کے ہیں۔ والد کے نام میں اختلاف ہے ان کے دادا کا نام ثابت ہے یہ حضرت حسان بن ثابتؓ کے بھتیجے ہیں۔ آخر میں نبیت المقدس کی سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ ان کی نسبت فرماتے تھے کہ یہ اہل علم و فضل سے ہیں۔ ملک شام میں

نہجہ	نام صحابی	تاریخ	مختصر حالات
۶۲	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	۳	بصرہ ۷ سال شہدہ میں وفات پائی۔ کنیت ابو الولید، انصاری خزرجی، لقب شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اعلیٰ درجہ کے شاعروں میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مح اور قتل کی بھڑوں میں ان کے بہت اشعار ہیں۔ حضرت فرماتے تھے کہ ان کا شعر کافروں پر تر سے بھی زیادہ کارگر ہے۔ حضرت مسیح ریف میں ان کے لئے منبر رکھا دیتے تھے یہ اس پر کھڑے ہو کر نعتیہ اشعار پڑھتے تھے۔ سترہ ہجری سے پہلے حضرت ملی مرتضیٰ کی خلافت میں وفات پائی۔
۶۳	ابو البرص بن تہان رضی اللہ عنہ	۱	نام مالک ہے۔ انصاری ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ بدر اور احد میں اور تمام شاہد ہیں ہر کتاب نبوت ہے۔ سترہ ہجری میں بہت خلافت حضرت فاروقی وفات پائی۔
۶۴	کعب بن جراح	۱	انصار کے حلیف تھے۔ متکثر الاسلام ہیں۔ اسلام لانے کے بعد تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ بمقام مدینہ منورہ سترہ سال و وفات پائی۔
۶۵	جابر بن سمرہ	۲	حضرت سعد بن ابی وقاص کی بہن کے بیٹے ہیں۔ بالآخر کوفہ میں رہتے تھے اور وہیں سترہ ہجری میں وفات پائی۔
۶۶	عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	۲	ان کے والد حاتم طائی سخاوت میں ضرب المثل ہیں۔ شعبان سترہ ہجری میں حضور نبوی میں حاضر ہوئے۔ پہلے عیسائی تھے۔ زمانہ اولاد میں ثابت قدم رہے۔ جنگ بل و صفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھے۔ جنگ بل میں ان کی ایک کچھ شہید ہو گئی۔ سترہ ہجری میں وفات پائی۔
۶۷	کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ	۱	فسخ مکہ میں اسلام لائے تھے۔ اور بڑی عمر پائی تھی۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں نشانہ نام کی تجدید لائے کی تھی۔ یہ کرزوی شخص ہیں جنہوں نے شب فار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا تھا مگر جب فار کے منہ پر انہوں نے کھڑکی کا جالادیکھا تو کہا کہ یہیں سے نشانہ گم ہو گیا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے قدم شناس تھے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ قدم اسی قدم کی نسل سے ہے جس کا نشان مقام ابراہیم میں ہے۔
۶۸	عبد اللہ بن جراح رضی اللہ عنہ	۲	ملک شام کے مقام اردن میں رہتے تھے۔ انہوں نے حضرت سے پوچھا تھا کہ آپ فتنہ کے زمانہ میں مجھے کہاں رہنے کا حکم دیتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا ملک شام کا۔ انہوں نے ملک شام میں سترہ ہجری میں وفات پائی۔

نہجہ	نام صحابی	تاریخ	مختصر حالات
۶۹	ہشام بن عتبہ رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عمرو۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے۔ بڑی بہادری سے یزید کے واقعہ میں ان کی ایک آنکھ شہید ہو گئی تھی۔ ملک فارس کا مسو بہ جلا لائے۔ فتح کیا تھا۔ جنگ صفین میں حضرت ملی مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور اسی میں شہید ہوئے۔
۷۰	طلحہ بن عتبہ	۱	حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے۔ ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔ قریش تھی۔ ان کی والدہ زینب بنت حمید صغریٰ بنتی ہیں ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی تھیں حضرت نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور ان کو برکت کی دعا دی تھی مگر یزید صغریٰ بن کے ان سے بیعت نہیں لی۔
۷۱	عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ	۱	فتح خیبر کے سال اسلام لائے تھے۔ فضائل صحابہ میں سے تھے۔ ان کے والد بھی مسلمان ہو گئے تھے۔ آخر میں بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی۔ اور وہیں سترہ سال و وفات پائی۔
۷۲	عمران بن حصین	۱	حضرت صدیق کے صاحبزادے اور ائمہ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے بھائی ہیں۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے۔ حضرت صدیقؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ بڑے ہی تھے۔ سترہ ہجری میں وفات پائی۔
۷۳	عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ	۱	ان کے والد وہابی ارقم بن ارقم ہیں جن کے گھر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت رہے تھے۔ یہ عثمان اہل بد میں سے ہیں۔
۷۴	اسحق بن عروج	۱	نبی سدی ہیں۔ کنیت ابو عبد اللہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہادوں میں شریک ہوئے ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ کی جامع مسجد میں وعظ کیا۔
۷۵	ابو یحییٰ بن عوف رضی اللہ عنہ	۳	ان کا نام وہب بن عبد اللہ ہے۔ صفا صحابی ہیں۔ جب حضرت کی وفات ہوئی تو یہ سین بلوغ کو نہ پہنچے تھے مگر آپؐ احادیث سنیں تھیں۔ اور ان کی روایت کرتے تھے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں سترہ ہجری میں وفات پائی۔
۷۶	عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	۳	قریشی سدی ہیں۔ ان کی والدہ اُمّ المؤمنین ام سلمہؓ کی بہن تھیں۔ کچھ دنوں حضرت کی درباری کی خدمت پر مقرر رہے ہیں۔ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔ یہ عبد اللہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان کے محاصرہ کے زمانہ میں شہید ہوئے۔
۷۷	ابو بکر ثقیفی	۲	ان کا نام نفع بن حارث ہے۔ غزوہ طائف میں اسلام لائے تھے۔ ان کی کنیت ابو بکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں سترہ سال و وفات پائی۔
۷۸	عمرو بن جندبہ	۱	کنیت ابو سعید بصرہ میں رہتے تھے۔ ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کی والدہ ان کو نیکو کردینے

برضا	نام صحابی	مختصر حالات
		<p>میں آئیں۔ اُحد کی لڑائی میں شریک تھے۔ حضرت نے ایک مرتبہ بیان فرمایا: "خو کو موتاؤ النار" کہ تم میں سے سب کے بعد جو شخص مرے گا وہ آگ میں ہوگا۔ اس مجلس میں آٹھ (دس) آدمی تھے جن میں ایک یہ تھے اور ایک حضرت ابو ہریرہؓ۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد ہے۔ چنانچہ اس مجلس کے سب لوگوں کا انتقال ہو گیا۔ صرف یہ اور حضرت ابو ہریرہؓ باقی رہ گئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو بڑی فکر تھی کہ کہیں وہ شخص میں تو نہیں ہوں۔ چنانچہ اکثر سمرہ کی حالت پوچھا کرتے تھے اگر کوئی کہہ دیتا کہ ان کا انتقال ہو گیا تو ان کو غش آجاتا اس خوف کے سبب کہ بعد مرنے والا میں ہی ہوں۔ مگر حضرت ابو ہریرہؓ کا ان سے پہلے انتقال ہو گیا اور شہدہ جبری میں بمقام بصرہ ان کو مرض کزاز لاحق ہوا۔ سردی کی شدت سے یہ گرم پانی دیکوں میں بھر کر ان پر چھینے لگے ایک مرتبہ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ دیک میں گر گئے دیک کا پانی خوب گرم تھا اسی سے وفات پائی۔ اور حضرت کی پیشین گوئی کا مطلب کھل گیا کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد تھی۔</p> <p>۸۸ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ</p> <p>قریش ہاشمی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ عموں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال بڑے تھے۔ کنیت ابو الفضل تھی۔ زادہ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے۔ کعبہ کی خدمت اور حاجیوں کو ایک زمزم پلانا انہی کے متعلق تھا غزوہ بدر میں کافروں کی طرف تھے اور مثل اور کافروں کے یہ بھی قید ہو کر آئے تھے۔ پیدائش ان کی سخت تھی جس سے یہ کراہتے تھے اور ان کے کراہنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چینی تھی۔ ایک صحابی نے اس کیفیت کو محسوس کر کے ان کی بندش ڈھیلی کر دی۔ اس قید سے قہر سے کچھ بڑے اور اس کے بعد اسلام لائے۔ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ قدیم الاسلام ہیں مگر اپنا اسلام مخفی رکھتے تھے۔ بدر میں کافروں کے ساتھ بخوشی نہیں آئے تھے۔ زماہ قحط سالی میں حضرت فاروقؓ نے انہی کا واسطہ دلا کر پانی برسنے کی دعا مانگی تھی اور خوب پانی برسا تھا۔ علاوہ بیٹیوں کے ان کے بیٹے بیٹے تھے اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ بمقام مدینہ منورہ ۱۱ رجب سنہ ہجری کو جمعہ کے دن ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنتہ البقیع میں دفن کیا اس وقت ان کی عمر اٹھاسی برس کی تھی۔</p> <p>۸۹ ابو الطفیل رضی اللہ عنہ</p> <p>ان کا نام عامر بن واہلہ ہے۔ جس سال غزوہ اُحد ہوئی اسی سال ان کی ولادت ہوئی بوقت وفات نبویؐ آٹھ برس کے تھے۔ پہلے کوفہ میں رہتے تھے پھر مکہ میں چلے آئے تھے۔ حضرت کا حلیہ مبارک</p>

برضا	نام صحابی	مختصر حالات
		<p>ان کو یاد تھا کہ تلہ جبری میں اور بھولے سلسلہ ہجری میں انھوں نے وفات پائی۔ تمام صحابیوں کے بعد انہی کی وفات ہوئی تھی۔</p> <p>۸۲ مڑہ بن کعب رضی اللہ عنہ</p> <p>پہلے بصرہ میں رہتے تھے پھر مہملہ چلے گئے۔ ان کا شمار اہل شام میں ہے۔ بمقام اہل ملک شام شہدہ میں وفات پائی۔</p> <p>۸۳ ابو شریحہ رضی اللہ عنہ</p> <p>ان کے نام میں اختلاف ہے مگر مشہور قاضی ہے۔ ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔ یہ اپنے والد کے ہمراہ خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے تھے اور حضرت کی زیارت سے شرف ہوئے تھے۔</p> <p>۸۴ نافع بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ</p> <p>فضلائی صحابی ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے اور کربلا میں مقیم رہے ہجرت نہیں کی حضرت فاروق اعظمؓ نے ان کو مکہ اور طائف کا حاکم بنایا تھا۔</p> <p>۸۵ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ</p> <p>قریشی نوفلی۔ کنیت ابو محمد۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور مدینہ کی سکونت اختیار کی اور وہیں سنہ ہجری میں وفات پائی۔ قریش کے نسب ناموں کے بڑے ماہر تھے۔</p> <p>۸۶ عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ</p> <p>کنیت ابو بکر۔ حضرت زبیر بن عوامؓ کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر صدیقہ ہیں۔ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ہماجرین کے یہاں سب سے پہلے ولادت انہی کی ہے۔ بڑی عبادت گزار تھے کئی دن متواتر روزے رکھتے تھے شب کو بھی انفرادہ کرتے تھے۔ آٹھ برس کی عمر میں انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ کورج تھے یعنی ان کے دائرہ سعی مونیچہ نہ تھی۔ یزید کی بیعت سے انھوں نے انکار کیا اور خود اپنی خلافت کی طرف لوگوں کو بلایا۔ چنانچہ مکہ ہجری میں ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی۔ اور حجاز اور یمن اور عراق و خراسان وغیرہ پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ بالآخر یزید کے ساتھ ان کو لڑنا پڑا۔ یزید کے لشکر نے ان کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ حجاج بن یوسف نے یوم ثلثہ شہر جمادی الاخریٰ سنہ ہجری میں مکہ کے اندر ان کو شہید کیا۔</p> <p>۸۷ عبد الرحمن بن حبان رضی اللہ عنہ</p> <p>ان کے صحابی ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے مگر ترمذی کی روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا میں غزوہ تبوک میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔</p> <p>۸۸ عمرو بن اللہ رضی اللہ عنہ</p> <p>کنیت ابو سعید۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔ زادہ جاہلیت میں ان کا نام عبد اللہ کعب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمن رکھا۔ شہر حسان کو انھوں نے فتح کیا تھا۔ بالآخر بصرہ میں رہتے تھے اور وہیں سنہ ہجری میں وفات پائی۔</p>

نیز	نام صحابی	تاریخ	مختصر حالات
۸۹	معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	۲	قریشی انصاری۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے اور ان کے والدین کو میں مسلمان ہونے پہلے مؤلفہ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں ان کا اسلام اچھا ہو گیا۔ غزوہ حنین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور کچھ دنوں کتابت وحی کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دمشق کے حاکم مقرر ہوئے اور برابر اس عہدہ پر رہے یہاں تک کہ حضرت علی مرتضیٰ کا زمانہ آیا تو پھر انھوں نے مستقل خلافت اپنے لئے چاہی اور حضرت علی مرتضیٰ قاتل کیا جس کا نام جنگ صفین ہے۔ پھر مدینہ ہجری میں حضرت علی مرتضیٰ کے بعد حضرت حسن بن علی نے خلافت ان کے حوالہ کر دی۔ انھوں نے دمشق میں بعمرہ ۷ سال مسند ہجری میں وقت پائی۔ ان کے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص اور آپ کے کچھ ناخن اور منگو مبارک تھے بوقت انتقال وصیت کی تھی کہ اسی قمیص کا مجھے کفن دینا اور ناخن اور منگو مبارک میری آنکھوں میں اور منہ میں رکھ دینا اور مجھے رحم الملائمین کے حوالہ کر دینا۔
۹۰	عمرو بن طلحہ رضی اللہ عنہ	۱	قریشی بھی۔ مسند ہجری میں اسلام لائے۔ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ مصر کو انھوں نے فتح کیا پھر حضرت معاویہ نے ان کو اپنا وزیر بنایا۔ مصر میں بعمرہ ۹ سال مسند ہجری میں وفات پائی۔
۹۱	عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی۔ حضرت جعفر طیار کے بیٹے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ کے سگے بھتیجے تھے جب حضرت جعفر حبش ہجرت کر کے گئے تھے تو یہ وہیں پیدا ہوئے۔ حبش میں مسلمانوں کے یہاں سب سے پہلی ولادت انہی کی ہے۔ مدینہ منورہ میں بعمرہ ۹ سال مسند میں وفات پائی۔
۹۲	جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو عمرو۔ جس سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسی سال شرف اسلام ہوئے اور انہیں کوفہ کی سکونت اختیار کی۔ پھر ایک مدت کے بعد وہاں سے شام چلے گئے اور مقام قرقسیا میں مسند ہجری میں وفات پائی۔
۹۳	جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	۱	صحابی ہیں۔ مگر قدیم الاسلام نہیں ہیں۔ کوفہ میں رہتے تھے۔ اس کے بعد بعمرہ چلے گئے۔ فقہ ابن زبیر کے چچا ہیں بعد وفات پائی۔
۹۴	جعن ابی بن رضی اللہ عنہ	۲	ثقیف نام ان کا عمرو بن حبیب ہے۔ رمضان مسند ہجری میں اپنے قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ اسلام لائے تھے۔ شاعر تھے اور بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ اہل شہور تھے مگر شراب پینے کی عادت تھی کسی طرح ترک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ قلعہ ثقیف ان کو کسی مرتبہ حد لگائی پھر ان کو جلا وطن کیا

نیز	نام صحابی	تاریخ	مختصر حالات
۹۵	زرارہ بن عمرو	۱	یہ جہاک کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس چلے گئے انھوں نے ان کو قید کر دیا یہاں تک کہ ان کے پاس جب جنگ قادسیہ شروع ہوئی تو انھوں نے حضرت سعد کی بیوی سلمیٰ کی خوشامد کی کہ مجھے چھوڑ دو میں میدان میں جا کر لڑوں گا اور زہرہ بیچ گیا تو پھر اپنے کو اسی قید میں داخل کر دوں گا۔ چنانچہ انھوں نے منظور کیا یہ میدان میں گئے اور خوب لڑے حضرت سعد ان کی لڑائی دیکھ کر خوش ہوئے اور ان کو قید سے آزاد کر دیا اور کہا اب شراب نوشی پر تمہیں سزا دوں گا۔ اسی روز سے انھوں نے شراب نوشی ترک کر دی اور کہا اب تک میں نے اس سبب ترک نہ کیا تھا کہ لوگ کہتے حد سے ڈر گیا اب بخوف خدا اس کو ترک کرتا ہوں۔ وفات ان کی آذربائیجان میں بزمار غلاتہ فاروق ہوئی۔
۹۶	سعد بن مسیب رضی اللہ عنہ	۲	گبار تابعین میں سے ہیں کنیت ابو محمد ہے۔ قریشی مخزومی مدنی ہیں۔ حضرت فاروق کی خلافت کے دو سال گزرنے کے بعد پیدا ہوئے۔ فقہ اور حدیث دونوں کے جامع تھے۔ حضرت ابو ہریرہ کی احادیث اور فاروق اعظم کے فیصلوں کا نظم سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کو انھوں نے دیکھا تھا کھول کا بیان ہے کہ میں نے غلبہ علم میں تمام دنیا کی کالی مگر سعید بن مسیب زیادہ عالم کسی کو نہ پایا۔ مسند میں وفات پائی۔
۹۷	عبد اللہ بن عمر	۱	عزیمی تابعی ہیں جیسا کہ ترمذی نے تصریح کی ہے۔ اور انھیں لوگوں نے ان کو صحابی بھی کہا جو کنیت ابو بکر۔ حضرت عائشہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ حضرت انس اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ مشاہیر تابعین میں سے ہیں۔ اور تمام علوم شریعت کے ماہر تھے۔ زائد جامع تھے۔ مورخ عجمی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن سیرین سے زیادہ کسی کو فقیہ اور صاحب ورع نہیں دیکھا۔ ۷۷ برس کی عمر میں مسند ہجری میں وفات پائی۔
۹۹	حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۳	قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ زہرا کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جو انان جنت کا

ترتیب	نام	مختصر حالات	تاریخ
		سرمہ دار فرمایا۔ رمضان مسند ہجری میں پیدا ہوئے۔ صورت اور سیرت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ بڑے کریم اور بڑے صاحب الایمان تھے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسند ہجری میں حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور خلافت ان کے حوالہ کر دی۔ یہ واقعہ ان کے کرم اور سیادت کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ مسند ہجری میں زہریؓ کی شہید کئے گئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ حضرت حسینؓ نے ہر چند ان سے پوچھا کہ آپ کو کس نے زہر دیا مگر انھوں نے بمقتضائے کرم طبعی نہ بتایا۔	
۱۰۰	حسن بن علیؓ	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ ابن اسحق اور امام مالکؒ نے ان سے احادیث کی روایت کی ہے۔ خلیفہ منصور عباسی نے انکو مدینہ کا حاکم بنا دیا تھا۔ پانچ برس تک پر سر پر حکومت رہے۔ اس کے بعد خلیفہ ان سے ناخوش ہوا اور قید کر دیا۔ پھر منصور کے بیٹے ہمدی نے اپنے عہد میں ان کو قید خانے سے نکال دینے سے پانچ میل کے فاصلہ پر مسند ہجری میں بھر ۸ سال وفات پائی۔	
۱۰۱	عبداللہ ابن حسن ابن علیؓ	یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کنیت ان کی بھی ابو محمد ہے۔ والدہ ان کی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے امام مالکؒ نے اور سفیان ثوریؒ نے احادیث کی روایت کی ہے۔ متغیرہ جب ان کی روایت کی ہوئی حدیث بیان کرتے تو کہتے کہ یہ بڑی سچی روایت ہے۔ مصعب زہریؒ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے علماء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ حضرت عبداللہؓ کے برابر کسی کی بزرگی کرتے ہوں۔ ابن معین جو قرن ہرح و قدیر کے امام ہیں ان کی نسبت کہتے ہیں ثقہ مأمون۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے یہاں ان کی بڑی عزت تھی خلیفہ ابو جعفر منصورؒ کے قید خانہ میں بھر ۸ سال اپنے صاحبزادہ کی شہادت سے چند ماہ پہلے وفات پائی۔ ان کے صاحبزادہ کی شہادت رمضان مسند ہجری میں ہوئی۔	
۱۰۲	حسن ثلث رضی اللہ عنہ	ان کو حسن ثلث اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کے نسب میں تین مرتبہ درپے درپے حسن کا نام آیا۔ ان کا نام بھی حسن ہے اور ان کے والد کا نام بھی اور ان کے دادا کا نام بھی حسن ہے۔ ان کے والد کو حسن مثنیٰ کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت عبداللہؓ مذکور کے حقیقی بھائی ہیں۔ حدیث کی روایت بہت کم کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ بنت حسینؓ سے جب ہشامؓ نے ان کی اولاد کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا کہ حسن ہم لوگوں کی زبان ہیں۔	

ترتیب	نام	مختصر حالات	تاریخ
۱۰۳	علی بن حسین رضی اللہ عنہ	۶۸ سال کی عمر میں خلیفہ منصورؒ کے قید خانہ میں مسند ہجری میں وفات پائی۔ لقب زین العابدین۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ شہید کر بلا کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابو الحسن ہے۔ اپنے زمانہ میں اکابر اہل بیت اور اجلہ تابعین اور علمائے دین میں سے تھے۔ زہریؓ نے کہا ہے کہ میں نے خاندان قریش میں ان سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی والدہ شہر بانو تھیں جو بزرگوار شاہ ایران کی بیٹی تھیں۔ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں قید ہو کر مال غنیمت کے ساتھ آئی تھیں۔ اس مضمون کو ایک شاعر نے کیا خوب کہا جو وان غلاماً بین کسب و ہاشم کا فضل من نیطت علیہ التاج ترجمہ ہدایک لو کا ہے کسے اور ہاشم کے درمیان میں۔ وہ تمام ان بچوں سے افضل ہے جن کی گردن میں تعویذ ڈالے گئے ہوں۔ مسند ہجری میں بھر ۵ سال وفات پائی اور جنت البقیع میں اپنے چچا حضرت حسنؓ کی قبر کے پاس دفن کئے گئے۔	
۱۰۴	جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ	حضرت محمد بن علی باقرؓ کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابو عبداللہ اور لقب صادق ہے۔ مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ ان کی والدہ اتم فروہ ہیں جو حضرت صدیقؓ کی پوتی بھی ہیں اور لوسی بھی ہیں۔ مسند ہجری میں سے ہیں اجلہ تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے سفیان ثوریؒ اور سفیان بن عیینہ اور امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ جیسے اکابر نے روایت کی ہے۔ چونکہ ان کے عہد میں ذریت ابن سبا کی قوت کچھ بڑھی ہوئی تھی اور کچھ ایسی صورتیں پیش آئیں کہ ان کو مدح پر اتر کر لے کر بازارِ موقع بلا اور ان میں سے بعض بعض لوگ بطور تنقید کے ان کے یہاں آمد و رفت بھی زیادہ رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ شیعوں نے ان کا عہد اپنے کو جعفری کہتے ہیں اور اپنے مذہب باطل کا شائع کرنے والا ان کو بیان کرتے ہیں اور کتب شیعہ میں جس قدر روایتیں حضرت صادقؓ سے منقول ہیں۔ اس قدر کسی سے منقول نہیں ہند اس زمانے میں بعض اکابر اہل سنت کو جعفر صادقؓ سے سونظرن ہو گیا تھا وہ لوگ یہ سمجھے کہ شاید یہ بھی بد مذہب ہو گئے اور اپنے آبائے کرام کے طریقہ سے جلا ہو کر شیعہ ہو گئے چنانچہ کتب اسماء الرجال میں مذکور ہے کہ مجھے بن سعید قطان سے جو امام جرح و تعدیل ہیں اور امام بخاریؒ کے شیخ ہیں جعفر صادقؓ کے متعلق پوچھا گیا تو	

میں بعض شیعہ مشائخ صاحب اقتدار وغیرہ کے اہل سنت پر جوہر اٹکے انھوں نے حضرت صادقؓ کی طرح کی طس کرتے ہوئے حاکم اور ان کے کاروبار کا ثبوت دیا جو وہی اس سے کوئی طعن اور شک نہیں ہو سکتا۔ بہت وعدہ دیا کہ اگر وہاں ہو گا تو فی الواقع کوئی شخص نہ پوچھے مگر کسی محدث نے اپنے اہل کو غلط ہوا سے بوجھ دیا جو کہ فقہ احمدیہ کی روایت میں ہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے حضرت صادقؓ کو اہل سنت شیعہ کا امام مسموم مفسد طاعت نہیں ہونے والا جلالت و عظمت کا عنوان و جرات دینے میں شام کی جگہ کو کہہ کر عالم نکار جاتے ہیں جیسے کہ اس زمانہ میں خاندان الحبیبیت میں اور دیگر اہل بیت میں اور دیگر صالحین میں کچھ شعلہ و

نقشہ	نام	تصانیف	مختصر حالات
			انہوں نے کہا فی نفسی منہ شیء و جالہ احب الی منہ یعنی میرا دل ان کی طرف سے صاف نہیں ہے اور جالہ مجھے ان سے زیادہ پسند ہیں۔ اور امام ابن سعد نے کہا کہ جعفر کی رعایت قابل اعتبار نہیں۔ اور مصعب نے ہیری نے کہا ہے کہ امام مالک جعفر کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعوں کا انتساب ان کی طرف محض ایک بے بنیاد افتراء ہے اور وہ ٹھیک ٹھیک اپنے آباؤ کے کام کی طرح پابند طریقہ اہل سنت و جماعت ہیں تو وہ سورنن دفع ہو گیا اور ائمہ نے ان سے روایتیں لیں ان کی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا ثقہ کا یہی معنی ہے جعفر معتبر شخص ہیں ان جیسے شخص کا حال پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ ابن عدی اور ابن معین نے کہا ہوں ثقات الناس یعنی وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔ عمرو بن ابی المقدام کہتے ہیں کنت اذ نظرت اقی جعفر بن محمد علمت انہ من سلالة التبتیین یعنی جب میں جعفر بن محمد کو دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیوں کے خاندان سے ہیں ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ان کی روایت کو جانچا تو جس قدر حدیثیں ان سے مستبر راویوں نے نقل کی ہیں ان میں ایک بات بھی خلاف نہ پائی۔ اور یہ محال ہے کہ دوسروں کے گناہ کا بار ان پر رکھا جائے یعنی افتراء پر دمازی شیعوں نے کی اس میں ان کا کچھ قصور نہیں۔ ساجی نے کہا کان صدوقاً ماموناً اذا حدث عنه الثقات محمد بن عیسیٰ مستقیم یعنی جعفر صحیح بولنے والے اور قابل المصیبتان تھے۔ جب معتبر لوگ ان سے کوئی روایت نقل کریں تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہے۔ امام نسائی نے کہا ہے ثقہ یعنی وہ معتبر شخص ہیں۔ ستنے کہ جن ائمہ جمع و تعدیل نے ان پر جمع کی تھی ان میں سے اکثر نے تحقیق کے بعد اپنے قول سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التہذیب میں دو جگہ لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان نے ان سے روایت کی۔ اور امام مالک کی نسبت لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں بہت دنوں تک جعفرؑ کے پاس باٹا کرتا رہا۔ میں نے ان کو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوت قرآن کرتے ہوئے باروزہ رکھے ہوئے پایا اور حدیث بغیر لہارت کے بیان نہ کرتے تھے۔ حضرت صادقؑ میں پیدا ہوئے اور مسئلہ میں وفات پائی۔

نقشہ	نام	تصانیف	مختصر حالات
	محمد بن علی رضی اللہ عنہ	۱۰۵	حضرت زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کینت ابو جعفر اور لقب باقر ہے۔ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے احادیث کی روایت کی ہے۔ ان سے بڑے بڑے اکابر ائمہ نے روایت کی ہے۔ مسئلہ ہجری میں بعمر تریستہ سال وفات پائی۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

ضمیمہ ختم ہوا

قطعه نیت داخت لیکن مقاصد خلافت علی و جهرا
متحقق نگشت و بعد حضرت مرتضی چون معاوی بن
ابی سفیان بنکین شده اتفاق ناس بر وی بمجسول
پیرست و فرقت جماعه مسلمین از میان بر خاست
وی سابقین اسلامیه نداشت و از ازم خلافت خامه دو
متحقق نمود بعد از آن بادشاهان دیگر از مکر حق و قدرت
آفرانده که از اینجس پس خبر از حضرت علی اند شد و سلم
بانتظار خلافت خامه منتظره نافذه ازین جهت
متحقق نگشت

اما آنکه آنحضرت صلی الله علیه و سلم اخبار
 فرمودند بمقتول شدن حضرت عثمان و آنکه
 برحق خواه بود پس ثابت است بطریق
 سیار عن ابن عمر ذکر رسول
 الله صلی الله علیه و سلم فنته فقال
 قتل هذا فيها مظلوماً أخرجه
 الترمذی و عن عائشة ان النبي صلی
 الله علیه و سلم قال یا عثمان لعن الله
 قتلک فیما صافان امر اولک علی خلعه
 لا تخلع لهم اخرجہ الترمذی و عن
 زید بن کعب و عبد الله بن حوالة
 کعب بن عجرة و الفاظهم متعارفة
 کمر رسول الله صلی الله علیه و سلم
 منته فمربها فمن رجل مقتحم رأسه
 قال رسول الله صلی الله علیه
 سلم هذا يومئذ علی النهدي

کوئی غلط نہیں پیدا کیا مگر مقاصد خلافت جیسا کہ چاہئے حاصل نہ ہوئے۔ اور حضرت مرتضیٰ کے بعد جب (حضرت) معاویہ بن ابی سفیان متکبر ہوئے اور لوگوں کا اتفاق اُن (کی خلافت) پر حاصل ہو گیا اور مسلمانوں کی جماعت سے باہمی نا اتفاقیاں اُٹھ گئیں (تو گو اُن کو خلافت میں تمکین حاصل ہوگئی مگر اُن کی خلافت خلافت خاصہ نہ تھی کیونکہ وہ سوا اپنی اسلامیہ نہ رکھتے تھے اور خلافت خاصہ کے لوازم ان میں نہ پائے جاتے تھے۔ اس کے بعد اور بادشاہ تو مرکز حق سے بہت دور رہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خلافت خاصہ منتظر کے ختم ہو جانے کی خبر دی تھی وہ اس طرح ظاہر ہوئی۔ (اب دیکھو اس فتنہ کا بیان کس کس تفصیل کے ساتھ احادیث میں وارد ہوا ہے۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا کہ حضرت عثمان شہید ہو اور وہ حق پر ہوں گے بہت سببوں سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ شخص اس میں غلبا شہید کیا جائے گا۔ اس روایت کو ترمذی نے لکھا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! امید ہے کہ اللہ تم کو ایک فیض پہنچائے گا اگر لوگ اس کے اتارنے کا ارادہ کریں تو اس کو تم نہ اتارنا۔ اس روایت کو بھی ترمذی نے لکھا ہے۔ اور مزید یہ کہ ابن عمرؓ اور عبد اللہ بن حواری اور کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے ان سب کے الفاظ قریب قریب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کو بہت قریب بتایا اسی شمار میں ایک شخص سر پر چادر اوڑھے ہوئے اعرسے بٹھلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شخص اعرسے پر وقت رات رہے گا۔

فَوَدَّعْتُ وَأَخَذْتُ بَعْضُ عِثْمَانَ فَاسْتَقْبَلَتْ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قُلْتُ هَذَا قَالَ هَذَا وَهَذَا لِقَظِ
ابْنِ مَلْجُوءٍ مِنْ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ جَعْفَرٍ
وَأَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمِيُّ مِنْ أَخْرَسِينَ
قَرِيبُ امْتِنَةٍ فِي حَدِيثِ أَبِي مَرْيَمَ
سَيَكُونُ فِتْنَةٌ وَاجْتِلَافٌ وَاجْتِلَافٌ
وَفِتْنَةٌ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ
بِالْمَعْرِضِ وَاصْبِرُوا وَاشَارَ إِلَى عِثْمَانَ
وَمِنْ حَدِيثِ عِثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَدَّ
فِي عَهْدِهِ وَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ وَفِي حَدِيثِ
مِنْ مَوْلَى لِعِثْمَانَ وَبَشَرَهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى
لَوِي تَصْيِيبِهِ

اَلَّتَيْنِ زَانِ اِيْنِ مَقْتَدِيْنِ وَرِ حَدِيْثِ
 مَسْمُوْمَةٍ قَالِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
 سَلَوْنَ اَعْلٰ اِسْلَامِ سَقُوْلٍ بَعْدَ ثَمَرِ ثَلَاثِيْنَ
 سَنَةٍ وَثَلَاثِيْنَ اَوْ سَبْعَ وَثَلَاثِيْنَ سَنَةٍ اِنْ
 لَوْ اَفْسَدِيْلَ مِنْ قَدَرِ هٰذَا اِنْ رَقِيَ اَحَدُ
 مَرْمُومٍ سَبْعُوْنَ سَنَةً اَلْعَرُوفَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
 هُوَ اَيْتُ قَالَ اَلْبَلَّ اَيْتُ ثَمُوْنِ مِنْ حَدِيْثِ وَرِ حَدِيْثِ
 اِيْنِ زَكَرِيَّا مِنْ ثَمُوْنِ حَدِيْثِ ثَمُوْنِ مَقُوْلِ حَدِيْثِ

راوی کہتے ہیں کہ میں اٹھا اور میں نے دونوں شانے حضرت عثمانؓ کے
پکڑے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا اور میں نے
پوچھا کہ وہ بھی شخص ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں یہی ہیں۔ یہ روایت ابن
ماجر کی ہے جو انھوں نے کعب بن عجرہ سے نقل کی ہے اور ترمذی اور
حاکم نے اس روایت کو دوسرے صحابہ سے اسی کے قریب الفاظ میں روایت
کیا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا،
عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف یاد فرمایا، اختلاف اور فتنہ پیدا ہو گا۔
صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا تم
میسرہ اور اس کے صحابہ کے ساتھ رہنا۔ اور آیت سے حضرت عثمانؓ کی
طرف اشارہ فرمایا۔ اور حضرت عثمانؓ نے اپنے زائد محاسروں میں فسرہ یا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک وصیت فرمائی تھی
اور میں اس پر قائم ہوں۔ اور حضرت ابو موسیٰؓ کی روایت میں ہے کہ
حضرت عثمانؓ کی نسبت (حضرت نے فرمایا) ان کو جنت کی بشارت
یعوض اس مصلحت کے حال کہ جو گھر

اس فتنہ کے زمانہ کی تعیین، حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث میں آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی پہلی پیشکش یا (خبر لایا) جنتیں یاد فرمایا، سینچیس برس کے بعد بند ہو جائے گی۔ پھر اگر لوگ ہلاک ہو گئے تو ان کا وہی راستہ ہے جو اب ہلاک ہو نہ والا ہے اور اگر ان کا وہی ان کے لئے قائم رہ گیا تو ستر برس تک قائم رہے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا نبی اللہ! اگر سترہ زمانہ ملکر ستر برس آیا صرف آئندہ کے۔ حضرت نے فرمایا صرف آئندہ کے اس حدیث کے مضمون خارج من ظاہر ہوا کہ اگر سترہ برس حضرت عمرؓ کی پیشکش سے

میں نے یہ روایات میرے پیشانی پر لکھ کر دی ہیں اور بعض روایات میں تیسویں اور چوتھی میں
 کلمہ لکھا ہے اور پھر چوتھی اور پانچویں میں کلمہ لکھا ہے اور دوسرے میں کلمہ لکھا ہے اور
 تیسویں میں کلمہ لکھا ہے اور چوتھی میں کلمہ لکھا ہے اور پانچویں میں کلمہ لکھا ہے اور

اور جہاؤ کا انتظام بگڑ گیا پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں
جہاؤ کا انتظام قائم ہوا اس تاریخ سے شریہ کے بعد یعنی مسیح کی
سلطنت زائل ہو گئی۔

اس سمت کی تعیین جہاں سے یہ فتنہ پیدا ہوگا حضرت ابن عمرؓ اور صحابہ کی ایک جماعت کی روایت میں ہے یہ روایت مستفیض ہو (الفاظ اس کے حسبِ نقل ہیں) آگاہ رہو فتنہ نہاں ہوگا جہاں سے شیطان کا سینک (یعنی آفتاب) نکلے خلیج میں بھی ایسا ہی واقعہ ہوا جو اہل فتنہ کو حضرت عثمانؓ کے شہادت کے بعد پیدا ہوئے سب عراق میں تھے اور عراق مدینے شرقی جانب میں ہے۔

اس فتنہ کی صورت و صفت کی تعیین ترمذی نے حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں میری جان ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم قتل کرو گے اپنے امس کو اور باہم مشیر باہمی کرو گے اور تمہاری دنیا کے حاکم تمہارے بدتر لوگ ہوں گے یہ حدیث حسنہ ہے اور امام احمد نے ابن عوان انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت ابن مسعود سے فرمایا کہ ویکمک میں نے سنا ہے اور مجھے یاد ہے جیسا تم نے سنا وہ صحیح نہیں ہے (میں نے سنا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک امیر قتل کیا جائے گا اور کوئی قتل کرنے والا حملہ کرے گا یہ امیر مقتول میں ہی ہوں حضرت عمرؓ نہیں ہیں حضرت عمرؓ کو تو صرف ایک شخص نے قتل کیا تھا اور میرے اوپر مع ہوگا۔ اور ابو عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ ذرارہ بن عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا کہہا کہ میں نے ایک لڑکھی جو زمین خلی اور میرے اور میرے بیٹے کے درمیان میں چراگاہ میں عمداً قتل ہوئی

و بعد از آنکه بر جم غفیر و باند و زمان معاویه بن ابی سفیان امر
چهارم قائم گشت از آن تاریخ بعد هفتاد و سال دولت بنی امیه
منتهی شد.

اما عين چه کاي فتره آنجا خواب بود پس در صندل بنام عمرو
چرا در صاعقه و هذا حديث مستفيض الا ان الغلبة
ههنا حيث قلتم قرن الشيطان و فوائج همچنان
واقع شود فتره اي که در مثل حضرت عثمان پديد آيد هر دو اتفاق
پيوده است و الا شري قریب است.

وَأَتَايَهُنَّ صَوْرَتٌ وَصَفَتْ فَقَدْ أَخْرَجَ التَّوْرَةَ
عَنْ حَذِيفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِ الْإِنْعَامِ السَّاعَةِ
عَنْ تَقْوَى الْمَأْمُورِ وَتَعْتِلُ الْوَأَسْيَأُ أَفْكَرُ وَيُورَثُ دِيَارَكُمْ
فَإِنْ كُنْهُ لِحَدِيثِ حَسَنِ وَأَخْرَجَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ
عَوْنٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عُمَانَ قَالَ لِبَنِي مُصَرَّةَ
وَيَحْيَا أَتَى قَدْ سَمِعْتُ وَحَفَظْتُ مِنْ
لَيْسَ كَمَا سَمِعْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَقْتُلُ
إِبْرَاهِيمُ وَيُتْرَى مُنْتَزِعٌ وَأَتَى أَنَّ
أَقْتُلُوا وَلَيْسَ عَمْرٍأُ أَقْتُلُ عَمْرٍأُ
وَلَحْدُوا وَاتَّهَمَتْ عَمْرٍأُ عَلَى وَكَرَّابِعَمْرٍأُ أَنَّ زُلْفَةَ
بَنِي مُصَرَّةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى
فَقَالَ رَأَيْتُ نَارًا خَرَجَتْ مِنْ الْأَرْضِ فَخَالَتُ
بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ لَيْقَالُ لَهُ عَمْرٍأُ

[illegible]

هي تقول لظي لظي بصيرا واعص فقال
 ابنه صلى الله عليه وسلم في تعذيبه اما الشاهر
 في فخذك تكون بعدى قال وما الفخذ بيك
 رسول الله قال يقتل الناس اماهم
 وشبهون اشتقا لطباق المراس وخالف بين
 اصابعه دم المؤمن على المؤمن اكل من
 الله يحسب السيئ انه حسن ان مثا لوركة
 ايتك وان مات ابنك ادر كلك قال فادع
 الله ان لا تدر كوك ذر عالمه

آتاقین بمنے کہ تیج ایرفتن خواہند کرد
 نقد الخیر الحاکم من حدیث ابن مسعود
 راجعة أخذوا کم سیم فتن تكون
 من بعدی وعداً ولها فتنه تقیل
 من المدينه قال الراوی فجات فتنه
 لدین من قیل طلیح والزیل باز انحضرت
 علیہ السلام ولم بیان فرمودند کہ بمنے کہ غلام
 شان منتظم شود بعد الاثان منقطع
 گردد چند شخص خواهند بود و اسان
 شان صیبت فی حدیث
 من هریر و ابن عباس
 سر و یا هر جل سرائی فیها
 لک تنطف سماء و عسل و
 بیاً و اصل من السماء

اس آگ سے یہ آواز نکلتی رہی ہے لفظی لفظی بصیرت و اعلمی بنی صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی یہ تعبیر بیان کی کہ آگ سے مراد فتنہ
ہے جو میرے بعد ہوگا۔ زلزلہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! فتنہ
کیا چیز ہے؟ حضرت نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے اور
باہم سر پھول کر دیں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کے درمیان میں
فرق کر کے بتایا کہ اس طرح ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے، ایک
مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک پانی سے بھی زیادہ شیرین
ہوگا (اس فتنہ میں) گنہگار سمجھے گا کہ میں ابھی کام کر رہا ہوں
(لے زلزلہ!) اگر تم مر گئے تو وہ فتنہ تمہارے بیٹے پر آئے گا اور
اگر تمہارا بیٹا مر گیا تو تم پر آئے گا۔ زلزلہ بن عمرو نے عرض کیا کہ
آپ دعا فرمائیے کہ وہ فتنہ مجھ پر نہ آئے۔ پس حضرت نے ان
کے لئے دعا فرمائی۔

اس جماعت کی تعیین جو اس فتنہ کو برپا کریں گے۔ حاکم نے
حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ اس کو اُمّ فروع کے کے بیان
کرتے تھے (کہ حضرت نے فرمایا) میں تم کو سات فتنوں سے خوف
دلاتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے اور آپ نے ان فتنوں کو شمار کیا کہ
بتایا سب سے پہلے وہ فتنہ ہے جو مدینہ سے شروع ہوگا۔ رادی کلیان
ہے کہ مدینہ کا فتنہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی طرف سے ہوگا۔ پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا کہ جن خلفاء
کا خلافت منقطع ہوگی اور ان کے بعد خلافت ختم ہو جائے گی وہ کتنے
شخص ہیں اور ان کے نام کیا کیا ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے انور حضرت
ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا تھا کہ ایک
مرد ہمارے پاس آئے گا اور شمشیر نکالے گا اور کہے گا میں

اس گئے جو اس خانہ میں رہنے کے لئے گئی ہو تو حق تعالیٰ ہر ایک کو جو اس کا مقصد و فیلو کی حالت میں ان کی اور ان کو غیر ملنے پر
حق تعالیٰ کا کیا قصا اس لئے ان کو کوئی الزام نہیں۔

الی الامر من فآخذ به النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وعلا ثم رجل آخر خرجه لآخر ثم انقطع
بالثالث ثم وصل له فعلم الصدوق
بما يدل على ابتلاء الثالث واخبر ابو داود
عن الحسن عن ابی بکر عن ابی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات يوم
من امری مثکوم رؤیا فقال رجل
انما رأیت کان سبباً نزل من السماء
فوزنت انت و ابوبکر فخرجت انت
بائی بکر ووزن ابوبکر وعمر فخرج
ابوبکر ووزن عمر وعثمان فخرج عمر
شرفهم المیزان فرائنا الکلاله
فی وجهه رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم واخرج ابو داود وعمر
بن جندب ان رجلاً قال یا
رسول اللہ کان دلو أدنی من السماء
فجاء ابوبکر فآخذ به فخرجها فشرب
شرباً ضعیفاً ثم جاء عمر فآخذ به فخرجها
فشرب حتى تضلم فخرج عثمان فآخذ
بها فخرجها فشرب حتى تضلم فخرج
علي فآخذ بها فخرجها فآخذ بها
واستغفر علیہ منها ثم وخرج
بن ابی حاتم قال یا بکر اعرأ
النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال
علي لا اعرف

لہ کہایت کہ یہی کہ خواب میں حضرت کو سہل ہو گیا کہ نکلتا تھا کہ اس کا ہاتھ ہر جا سے نکلتا

زمین تک لٹک رہی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رسی کو پکڑا
اور اُپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص (اسی طرح اوپر چڑھ گیا) اس کے
بعد ایک اور شخص (اسی طرح اوپر چڑھ گیا) پھر تیسرے شخص کی
باری میں وہ رسی کٹ گئی پھر اس کے لئے جوڑی گئی۔ اس خواب کی
تفسیر حضرت صدیق نے (آنحضرت کے سامنے) ایسی دی جس کو
تیسرے خلیفہ کا بتلانا مصیبت ہونا سمجھا جاتا ہے۔ اور ابو داود
نے حسن (بصری) سے انھوں نے حضرت ابوبکرؓ سے روایت کی
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز (صحابہ سے) فرمایا کہ تم
میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے (تو بیان کرے) ایک شخص نے
عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری (اس
میں) آپ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپ ابوبکرؓ سے وزنی نکلے پھر
ابوبکرؓ اور عمرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر عمرؓ اور عثمانؓ
تولے گئے تو عمرؓ وزنی نکلے۔ اس کے بعد ترازو اٹھالی گئی تو مجھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں کراہیت کے
آثار دیکھے۔ اور ابو داود نے حضرت عمرؓ بن خطابؓ سے روایت
کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! (میں نے خواب
میں دیکھا کہ) گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا پھر (دیکھا کہ)
ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقہ پکڑ لی اور پانی پیامگو
کمزور طریقہ سے پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقہ پکڑ لی
اور پانی پیامگو تک کہ شکم سیر ہو گئے۔ پھر عثمانؓ آئے اور انھوں
نے اس کی عرقہ پکڑ لی اور پانی پیامگو تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر
علیؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقہ پکڑ لی مگر وہ کھل گئی
اور پانی کی کچھ چھینٹیں بھی ان پر پڑیں۔ اور حضرت سہل بن ابی
سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہاتھ (اونٹ بطور قرض کے) فروخت کیا حضرت علیؓ نے اعرابی سے کہا کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر آپ کو موت
آجائے تو یہ قرض کون دے گا؟ چنانچہ اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا ابوبکرؓ تجھے دیں گے۔
پس وہ اعرابی حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے یہی بیان کر دیا۔ انھوں
نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو یہ
قرض کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور میں گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عمرؓ ادا کریں گے۔
(اعرابی نے یہی جا کر حضرت علیؓ سے بیان کر دیا) حضرت علیؓ نے اس سے
کہا جاؤ آپ سے پوچھو کہ عمرؓ کے بعد کون دے گا؟ (چنانچہ وہ اعرابی
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور آپ سے پوچھا)
آپ نے فرمایا عثمانؓ ادا کریں گے (اعرابی نے یہی جا کر حضرت علیؓ
سے بیان کیا) پھر حضرت علیؓ نے اس سے کہا تم (پھر) نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو
موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کرے گا؟ وہ اعرابی پھر خدمت
نبوی میں کوٹ آیا اور آپ سے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب ابوبکرؓ کو موت آجائے اور عمرؓ کو موت آجائے اور
عثمانؓ کو (بھی) موت آجائے تو اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی مر جانا۔
اور حاکم نے (حضرت انسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے
قبیلہ بنی مصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
یہ بات دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ ہم لوگ آپ کے بدلے زکوٰۃ کا
مال کس کو دیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا
میکر بعد ابوبکرؓ کو دینا۔ پھر میں بنی مصطلق کے پاس گیا اور انھیں
(آنحضرت کے فرمانے سے) خبر دی۔ انھوں نے کہا تم پھر جاؤ اور
آپ سے یہ پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو پھر کس کو دیں؟

فَاتِيَتْهُ فَأَخْبَرَتْهُ فَقَالَ اِلَى عَمْرٍ
فَقَالُوا اِرْجِعْ اِلَيْهِ فَسَلَّهُ فَاِنْ حَدَّثَ
بِعَمْرٍ حَدَّثَ فَاِنْ مَن فَاتِيَتْهُ
فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ اِلَى عَثْمَانَ
فَاتِيَتْهُمْ فَأَخْبَرُوهُمْ فَقَالُوا
اِرْجِعْ فَسَلَّهُ فَاِنْ حَدَّثَ بَعَثَانِ
حَدَّثَ فَاِنْ مَن فَاتِيَتْهُ فَسَأَلَتْهُ
فَقَالَ اِنْ حَدَّثَ بَعَثَانِ حَدَّثَ
فَتَبَّ لَكُمْ الدَّهْرُ فَتَبَّ.

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خبر دادند کہ امت پر حضرت
مرقے جمع نہ شود و تا تم خاطر
مبارک خود تقصیر نہ فرمودند
تخریب الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ
قَالَ اِنْ مَتَاعُ عِدَالِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اَكَلْتُمْ سَتَقْدَرُوْا
بَعْدَ الْاَوْخَرِ الْحَاكِمُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَعَلِّي اِمَّا اَنْتَ سَتَلْقَى بَعْدِي
جُهْدًا اَقَالَ فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِيْنِي
قَالَ فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِيْنِكَ وَخَوِجِ
ابُو بَيْلَةَ عَنْ عَلِي بْنِ ابْنِ طَالِبٍ
قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَخَذَ بِرِدَائِهِ وَنَحْنُ نُنْشِئُ
فِي بَعْضِ سَكَنٍ الْمَدِينَةِ

میں پھر خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا
تو عمرہ کو دینا، یہ حکم پاکر میں بنی مصطلق کے پاس گیا اور ان کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (ارشاد سے خبر دی) انھوں نے
(پھر مجھ سے کہا کہ) تم پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عمرہ کو موت آجائے تو پھر کسے دیں ہیں
(پھر خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا تو آپ نے
فرمایا پھر عثمانؓ کو دینا، میں نے (خدمت نبوی سے واپس ہو کر)
ان لوگوں کو خبر دی انھوں نے پھر مجھ سے کہا کہ تم پھر خدمت
نبوی میں جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو (بھی) موت آجائے
پھر کس کو دیں، پھر آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے پوچھا تو
آپ نے جواب دیا کہ اگر عثمانؓ کو بھی موت آجائے تو پھر تمہارے
لئے ہمیشہ غزائی ہی غزائی ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (وہ بھی خبر دی کہ آپ کی)
امت حضرت مرتضیٰ پر اتفاق ذکر ہے گی اور اس سے آپ نے اپنی
خاطر مبارک کی آزدگی ظاہر فرمائی۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے محمدؐ ان پریموں کے جو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمائیں یہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی
امت مجھ سے نفرت کرے گی۔ اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت
علیؓ سے فرمایا اے علیؓ) تم میرے بعد تکلیف پاؤ گے۔ (حضرت علیؓ
نے کہا) یہ تکلیف میرے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی آپ نے فرمایا
(ہاں) تمہارے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی۔ اور ابویس نے
حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کی روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (اگر تمہارا)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم
(دو لوگ) مدینہ کے کسی کوچے سے گزرے تھے (چنانچہ جی سے بھل کر)

اِذَا اَتَيْنَا عَلَى حَدِّ بَيْتِهِ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا احْسَنُهَا مِنْ حَدِّ بَيْتِهِ قَالَ لَكَ فِي
الْحِجَّةِ احْسَنُ مِنْهَا ثُمَّ مَرَرْنَا بِاَخْرَسَ
فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا احْسَنُهَا مِنْ
حَدِّ بَيْتِهِ قَالَ لَكَ فِي الْحِجَّةِ
احْسَنُ مِنْهَا حَتَّى مَرَرْنَا بِسَبْعٍ
حَكَاثٍ كُلُّ ذَاكَ اَقُولُ مَا احْسَنُهَا
وَيَقُولُ لَكَ فِي الْحِجَّةِ احْسَنُ
مِنْهَا فَلَمَّا اَخْلَلَهُ الطَّرِيقُ احْتَفَقَ
رُثْمَ اَجْهَشٍ بِاَمِيَّا قَالَ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَكِيْمُكَ قَالَ
ضَعَاثِنْ فِي صَدْرٍ اَقْوَامٍ
لَا يَمْدُوْنَهَا لَكَ اِلَّا مِنْ بَعْدِي
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي سَلَامَةٍ
مِنْ دِيْنِي قَالَ فِي سَلَامَةٍ
مِنْ دِيْنِكَ وَخَوِجِ اَحْمَدُ عَنْ
عَلِي حَدَّثَنَا فِي اُخْرَى وَاِنْ تَوَقَّرُوا
عَلَيْكَ وَاَلَا اَسْرَاكُمْ فَاَعْلَيْنِ تَجِدُوْهُ
هَادِيًا مُّهْدِيًا يَأْخُذُ بِكُمُ
الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيْمَ وَخَوِجِ الطَّرِيقَ
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ
علیہ وسلم) یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت
میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم دوسرے باغ میں پہنچے میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے
لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم (دو لوگ) دوسرے
باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ
ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔
(حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اس دن) ہم سات باغوں میں گئے
اور ہر ایک باغ کو دیکھ کر میں کہتا تھا کہ کیا اچھا باغ ہے اور آپ
بھی فرماتے تھے کہ تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر
جب راستہ میں میں اور آپ تنہا رہ گئے تو آپ نے مجھے اپنے
گلے سے لگایا اور زار زار روتے لگے۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ!
آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں کے سبب جو بعض
لوگوں کے دلوں میں ہیں اور وہ لوگ کینٹوں کو میسر بہتر سے
ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں میری کوئی
کی سلامتی ہے۔ آپ نے فرمایا (ہاں) تمہارے دین کی سلامتی رہے گی۔
اور (امام احمدؓ نے حضرت علیؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے
آخر میں یہ مضمون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اگر تم علیؓ کو اپنا سردار بناؤ گے اور میں نہیں جانتا کہ تم ان کو اپنا
سردار بناؤ گے تو ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔
اور وہ تم کو سیدھی راہ پر چلائیں گے۔ اور طبرانی نے (حضرت)
جابر بن سمورہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس حدیث کا مطلب نہیں ہے کہ حضرت علیؓ کو صرف لوگوں کے دل میں
عہد نبویؐ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اگر تم علیؓ کو اپنا سردار بناؤ گے اور میں نہیں جانتا کہ تم ان کو اپنا
سردار بناؤ گے تو ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔
اور وہ تم کو سیدھی راہ پر چلائیں گے۔ اور طبرانی نے (حضرت)
جابر بن سمورہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(حضرت علیؓ نے فرمایا (اے علیؓ) تم سردار اور خلیفہ بنائے جاؤ گے اور تم قتل (ہو) گئے جاؤ گے۔ اور یہ یعنی تمہاری وارسی اس کے لئے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو) اس فتنہ سے بیٹھ رہنے کا حکم دیا اور اس باب میں تاکید تمام کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس فتنہ میں اپنی تلواریں توڑ ڈالنا اور کمانوں کے چلے کاٹ دینا۔ چنانچہ بروایت سعد بن ابی وقاصؓ منقول ہے کہ انھوں نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے زمانہ میں کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب (ایک ایسا فتنہ ہوگا کہ اُس (فتنہ) میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا (اے رسول اللہ) یہ تو فرمائیے کہ اگر کوئی شخص مسکے گھر میں داخل ہو کر میرے قتل کرنے کو اپنا ہاتھ اٹھائے (تو میں کیا کروں) آپ نے فرمایا تم (اُس وقت) اشل آدم (علیہ السلام) کے بیٹے (یعنی بائیل) کے ہو جانا۔ اور بروایت ابو موسیٰ (اشعری) منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کے متعلق فرمایا کہ اس فتنہ میں اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور ان کے چلے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں میں (بیٹھے ہوئے) بیٹھ رہنا۔ اور مثل فرزند آدمؑ کے ہو جانا۔ اور بروایت اُم مالک (منقول ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اُس کا قریب ہونا بیان فرمایا۔ اُم مالک کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (اس فتنہ کے زمانہ میں) سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا (ایک تو) وہ شخص جو اپنے مویشیوں کو لے کر جنگل میں رہے اور ان کی خدمت کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہے اور (دوسرا) وہ شخص کہ اپنے گھوڑے کی باگ بکڑے ہو کہ اپنے دشمن کو ڈراتا ہو

لَعَلَّ اَنَّاكَ مَوْكُورٌ مَسْخُوفٌ وَاَنَّكَ مَقْتُولٌ وَاِنَّ هَٰذَا يَكُونُ لِحَيْثِهِ مِنْ رَأْسِهِ۔

بَارَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے نمودار اُن فتنہ فرمودند و دریں باب تاکید تمام نمودند و فرمودند کہ شمشیر ہارا و راں فتنہ بشکند و زوہ کما ہنا قطع کنید من حدیث سعد بن ابی وقاص قال عند فتنۃ عثمان بن عفان اشہد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہا ستكون فتنۃ القاعد فیہا خیر من القائم والقائم خیر من الماشی والمماشی خیر من السامی قال قلت افہایت ان دخل علی بیتی وبسط یدہ علی لبقیۃ قال کن کابن آدم ومن حدیث ابی موسیٰ انہ قال فی الفتنۃ کثیرا وافیہا قبیح کثر وقطعوا فیہا اوتار کمرہ والنزوا فیہا اجواف بیوتکم وکونوا کابن آدم ومن حدیث اُم مالک البہزنیۃ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقرۃ یھا قالت قلت یا رسول اللہ من خیر الناس فیہا قال جل فی مایشیتہ یتوہی حقہا و یعبد ربہ و مرجل اجند برأس فرسہ یتوہی العدو

اور وہ اُسے ڈالتے ہوں۔ اور بروایت اصحاب بن صبیح منقول ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اُن کو اپنے ساتھ (جنگ صفین) میں چلنے کو فرمایا تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ مسکے خلیل اور آپ کے ابن امیہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ جب مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو تو اُس وقت (اپنے لئے) لکڑی کی تلوار بنالینا۔ اور بروایت خباب بن ارتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فتنہ کو ذکر کیا اور فرمایا کہ اُس میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے اور اُس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اور اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ پس اگر تم اس زلزلے کو اپنا تو تم اللہ کے مقول بندہ بننا قاتل بندہ نہ بننا اور بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (آپ نے فرمایا ایک ایسا فتنہ ہوگا کہ اس فتنہ میں بیٹھ رہنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا پیدل چلنے والے سے بہتر ہوگا اور پیدل چلنے والا سوار ہوگا اور سوار گھوڑا دوڑانے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ (فتنہ) کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا زمانہ گشت و خون میں جب کہ انسان کو اپنے ہمیشین سے امن نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے (اپنے وقت میں) کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ اگر میں اُس زمانہ کو پاؤں (دھکیا کروں) آپ نے فرمایا اپنے نفس کو اور اپنے ہاتھ کو روک کر اپنے گھر بیٹھ رہو۔ ابی انسؓ اور بروایت حضرت ابو ہریرہؓ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے) فرمایا اے لوگو! تم پر عنقریب وہ فتنے آنے والے ہیں جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح (تاریک ہیں) لے کر کسی کی تلوار بنانے کی جوس بات میرے ہمتیادوں کو بکڑ کر دینا چاہا کہ کسی وقت لکڑی بنالیں بھی پیدا ہو تو تمہارا ہونے کے سبب اس لکڑی پر کار بند نہ ہو سکے۔

وَعَنْ قُتَيْبَةَ وَ مِنْ حَدِيثِ اَهْلِي اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِنَّ هَٰذَا يَكُونُ لِحَيْثِهِ مِنْ رَأْسِهِ۔

بدقسمت تہم بنوں دیکے را بمختلف سے کروں
 و دیگرے را بملک مع ما تقدم من حدیث
 ان هذا الامر بعد النبوة ورحمة شریک
 خلافت و مرحمت شریکون ملک عضو
 ومع قوله تعالى وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصالحات ان يجعل لهم اولاد ذلیل است
 برتباين حاليين و تغار منسرتين و در طایف
 چنان واقع شد کہ خلفائے ثلاثہ ہمدینہ
 اقامت نمودند و من بعد بیچ بادشاہے
 ہمدینہ متوطن گشت و اگر حال ملک شام
 را واضح ترے خواہی حدیث دیگر بشنو
 عن عبد الله بن حنظلة قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يا ابن حنظلة اذا ساريت المخلقة
 قبل نزلت الا من من المقدسة فقد
 دنت الشرا لا نزل والبلابل والا مومر
 العظام والشاعة يومئذ اقرب من النيران
 من يدي هذا الى راسك
 سوم نزع امانت از صدور رجال
 آخر جم البغوي من حدیث حدیث
 قال حدثنا رسول الله صلى الله عليه
 وسلم لو حدثني عن ابي احد هذا وانا
 انظركم لخر حدثنا ان الامانة نزلت في
 جد رسلوب الرجال ونزل القرآن
 (مختلف) چندوں پر تقسیم کرنا ایک کامام خلافت اور دوسرے کا
 نام ملک (وسلطن) رکھنا مع اس حدیث کے جو اوپر ہو چکی کہ اس
 (اسلام) نبوت اور رحمت ہو کہ شریعت ہو یا پھر خلافت و رحمت ہو
 پھر کائنات والی سلطنت ہو جائے گا اور مع اس آیت کریمہ کے
 وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا اَلَا يَتَذَكَّرُ لَهَا بَلَدٌ وَّعَدَ رَبِّهِ
 نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور انھوں نے اپنے کام
 کئے کہ ان کو ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا بہت بڑی دلیل اس
 بات کی ہے کہ دونوں حالتوں (یعنی خلافت و سلطنت) میں فرق
 ہے اور دونوں مرتبوں میں مغایرت ہے اور خلیفہ میں (بھی) ایسا
 ہی واقع ہوا کہ خلفائے ثلاثہ نے مدینہ میں سکونت اختیار فرمائی تو
 ان کے بعد کسی بادشاہ نے مدینہ کو اپنا وطن نہیں بنایا اور اگر
 تم سلطنت شام کا حال اس سے بھی زیادہ واضح (دستا) چاہتے
 تو سنو: عبداللہ بن حوالہ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت
 (یعنی حکومت) ارض مقدس (یعنی شام) میں پہنچ گئی تو سمجھو کہ
 اب تم اور مصیبتیں اور بڑے بڑے حوادث قریب آگئے اور قیامت
 اس وقت لوگوں سے اس سے بھی زیادہ نزدیک ہو جائے گی جس قدر
 میرا یہ ہاتھ تمھارے سر سے۔

تیسرے لوگوں سے امانت کا بھل جانا۔ بقوی نے روایت
 حدیث نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے دو باتیں بیان فرمائی تھیں جن میں سے ایک یہ ہے
 کہ ہمیشہ خود دیکھ لی اور اب دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ نے
 ہم سے یہ بیان فرمایا تھا کہ امانت لوگوں کے دلوں میں (ظہر)
 اتری ہے (یعنی خلقی چیز ہے کہ یہ صفت پیدا نہیں ہوتی) اور قرآن اتری
 ہے اسی روایت کے اوپر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا کہ ہمیں ملکہ رکھا۔

فَقَدْ وَاسِن الْقُرْآنَ وَ عَلِمُوا
 من السنّة شئاً حدثنا عن
 رفيعها قال شرف الامانة
 فيمن الرجيل شئاً يستيقظ
 وقد رفعت الامانة من
 قلبه وبقية آخرها كالوكت
 او كالمجل كجهم حرجت
 على رجله فهو يرى ان فيه
 شئاً وليس فيه شئاً
 ترفع حتى يقال ان في بغي
 فلان رجلاً اميناً ولقد
 ساريتني وما أبالي ابيكم ابايع
 لئن كان مسلماً ليردته علي
 اسلامه ولئن كان معاهداً
 ليردته علي ساريت فاما
 اليوم لو اكن ابايع منكم الا
 فلاتا و فلاتا شك يست
 مشاهد کروں حدیث اشتلال امانت
 را بعد ہمیں فتنہ مستطیرہ بودہ است
 چہ سارم لہو کذب خصوصاً در حد
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آثار
 سلف صالح فی خطبہ عمہ
 رضی اللہ عنہما بالجابیۃ عن
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اوصیکم باصحابی شئ الذین
 لوگوں نے (امانت کی فضیلت کو) قرآن سے پڑھا اور حدیث سے
 (اس کا مرتبہ) جانا۔ پھر آپ نے اس امانت کا اٹھ جانا بیان فرمایا کہ
 امانت اٹھ جائے گی (اس طرح) کہ آدمی سوئے گا (تو اس وقت
 اس کے دل میں امانت ہوگی) پھر سو کر اٹھے گا تو یہ حال ہوگا کہ
 امانت اس کے دل سے اٹھ گئی ہوگی اور امانت کا اثر اس کے دل
 میں (مثل ایک نقطہ کے باقی رہ گیا ہوگا مانند گٹے کے (جو کام
 کرنے سے بڑھتا ہے) یا جیسے تمھارے پیر پر لگی کی چنگاری کرنے
 سے (آبلہ) پڑ جائے اور ایسا معلوم ہو کہ اس میں کوئی چیز ہے
 حالانکہ درحقیقت اس میں (جانی کے سوا) کچھ نہیں ہوتا۔ اور امانت
 اس طرح اٹھائی جائے گی (اور دنیا سے ایسی کم ہو جائے گی) کہ
 (لوگوں میں یہ) کہا جائے گا کہ فلاں خاندان میں ایک شخص امانت
 ہے (حضرت خلیفہ کا قول ہے کہ ایک وقت اساتحاد میں نے
 اپنے کو دیکھا کہ مجھے کوئی پروانہ ہوتی تھی بے تامل تم میں سے جس کے
 ساتھ چاہتا معاملہ بیع و شراء کا کر لیتا تھا اور (یہ سمجھتا تھا کہ
 اس وقت تو امانت لوگوں میں ہے) اگر یہ شخص مسلمان ہے تو اس کا
 اسلام میرے پاس سے پھیر لائے گا۔ اور اگر ذمی کا فر ہے تو اس کا
 سامی اس کو میرے پاس پھیر لائے گا مگر آج کے دن میں میں فلاں
 اور فلاں کے ساتھ معاملہ بیع و شراء کا کرتا ہوں۔ اور اس میں شک
 نہیں ہے کہ حضرت خلیفہ کا امانت کو عقل پذیر مشاہدہ کرنا اس عالمگیر
 فتنہ کے بعد ہوا ہے۔

چوتھے (عالم میں) محبوت کا ظاہر ہو (کر پھیل جا) نا بالخصوص
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آثار سلف صالح (کے)
 روایت کرنے میں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (مقام) جابیہ
 خطبہ پڑھا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کی کہ
 (لوگوں) میں تم کو اپنے صحابہ کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں چنان لوگوں کے

یولوہم بشر الذین یلوہم مشر
یَقْسُوا الْكُذْبَ حَتَّى يَخْلَفَ الرَّجُلُ
وَلَا يَسْتَعْلَفُ وَيَشْهَدُ الْجُلَّ وَلَا يَشْهَدُ
أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّةٍ أَنَا فِي أَحَدٍ ثَوْبُكُمْ
بِمَا لَمْ تَعْمَلُوا لَنَا وَلَا أَبَاكُمْ خَلَاكُمْ
وَابْتِغَاهُمْ وَأَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ
قَالِ جَاءَ بَشِيرُ بْنُ كَعْبِ الْعَدَنِيِّ
أَبَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَعَجَلَ يَخْذُلُ وَيَقُولُ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ فَعَجَلَ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا يَأْذُنُ
بِحَدِيثِهِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ
عَبَّاسٍ مَا لَكَ أَرَأَيْتَ تَمَحُّ لِحْدَيْهِ
أَحَدٌ تُكْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمَحُّ فَقَالَ
ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّا كُنَّا مَوَدَّةً إِذَا مَحَّ رَجُلًا
يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَئِنْ رَأَيْتُمُ الْمَعَازِنَ وَأَصْبَغْتُمُ الْيَدِ الْيَمَانَةَ
فَلَا رَكِبَ لِنَاسِ الصُّعْبَةِ وَالَّذِينَ لَوْلَ لَوْلَا تَأْخُذُ
بِالنَّاسِ إِلَّا مَا تَعْرِفُ وَتَكُنْ نَيْتُ
كَ أَوَّلِ عَصْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَبَانَ ثَمَّ صَدَقَ
وَصَفَّ نَمِيحَهُ اسْتَطَرَّ ابْنَ فِتْنَةٍ رُوِيَ
أَنَّ آخِرَ مَنْ رُوِيَ كَرِهُوا الصُّعْبَةَ
الَّذِينَ لَوْلَ بَيَانُ كَرِهَهُ اسْتَ

بعد وقوع اس فتنہ است و اکثر اس کذب
در عراق شیوع یافت و در احادیث حضرت
مرتضیٰ مرقومہا و موقوفہا اخیر مسلم
عن ابی اسحق قال لَمَّا احْدَثُوا
شَلَا الْأَشْيَاءَ بَعْدَ عَلِيٍّ قَالَ جَعَلَ
مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ قَاتِلُوا اللَّهَ أَمَّا عَلِيٌّ
أَفْسَدُوا وَأَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَعْتُ الْمَغْدِيُّ يَقُولُ
لَوْ بَكِي يُصَدِّقُ عَلِيٍّ عَلِيٌّ فَلَمْ يَشْ
عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ مَسْعُودٍ وَأَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ
أَبِي مَلِيكَةَ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ
عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي
كِتَابًا وَخُفَّ عَنْهُ فَقَالَ
وَلَكِنْ لَا أَجِزُ أَنْ أَتُخَذِّلَ لَكَ
الْأُمُورَ اخْتِيارًا وَأَخْفَ عَنْهُ
قَالَ قَدْ عَا بِقَضَاءِ عَلِيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَعَجَلَ يَكْتُبُ
مِنْهُ أَشْيَاءَ وَيَسْمُرُ بِهَا
الشَّيْءُ فَيَقُولُ وَاللَّهِ مَا قَضَيْتُ
بِهَذَا عَلِيٍّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ خَصَمًا
وَأَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ
أُوتِيَ ابْنِ عَبَّاسٍ بَكْتَابٍ فِيهِ
قَضَاءُ عَلِيٍّ فَحَمَلَهُ إِلَّا قَدْرًا وَ
أَشَارَ سَفِيَانُ بْنُ عَيِّنَةَ بِذَوَاعِهِ

فتنہ واقع ہونے کے بعد کاپے اور اس قسم کا جھوٹ اُن روایتوں
میں جو حضرت علی مرتضیٰ کے نام سے بمقام عراق روایت کی گئیں
زیادہ شائع ہوا کیا مرقوم روایتیں اور کیا موقوفہا چنانچہ اسی
بارے میں، امام مسلم نے ابواسحق سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ جب لوگوں نے حضرت علی کے بعد یہ چند باتیں ایجاد کیں
(یعنی خرافات ابن سبا کو حضرت علی کی طرف منسوب کیا،
تو اصحاب علی میں سے ایک شخص نے کہا ان لوگوں کو خدا بلا کر
کیسے (نفس) علم کو انھوں نے خراب کر دیا۔ اور امام مسلم نے
ابوبکر بن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے
حضرت مغیرہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی سے روایت کرتے
میں بجز اصحاب عبداللہ بن مسعود کے کسی دوسرے کا قول صحیح نہ
سمجھا جاتا تھا۔ اور امام مسلم نے ابن ابی ملیک سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عباس کو (خط) لکھا اس
میں اُن سے یہ درخواست کی کہ مجھے ایک کتاب لکھ دیں مگر او لوگوں
پر میرا نام ظاہر نہ کریں۔ حضرت ابن عباس نے (میرا یہ
خط پڑھ کر) فرمایا۔ وہ فرزند سعادت مند میں میں اُن کے لئے مسئل
انتخاب کروں گا اور ان کا نام ظاہر نہ کروں گا۔ راوی کا بیان
ہے کہ پھر حضرت ابن عباس نے حضرت علی کے فیصلے اور احکام
منگولے اور اُن میں سے انتخاب کرنا شروع کیا یعنی احکام و حکم
کہتے تھے قسم خدا کی حضرت علی نے (کہیں) ایسا حکم نہ کیا ہوگا
اور اگر کیا تو انھوں نے غلطی کی۔ اور امام مسلم نے طاووس سے
روایت کی وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباس کے سامنے ایک کتاب
پیش ہوئی جس میں حضرت علی کے فیصلے لکھے تھے تو انھوں نے سب
فیصلے قلم زد کر دیے صرف بقدر اس کے باقی رکھے۔ سفیان بن عیینہ
نے اپنے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا (یعنی تنویر فی فیصلے قائم رکھے

و آخر خرج مسلوم عن سألہ
ابن عبد اللہ بن عمر قال
یا اهل العراق ما سئلکم عن
الشخصیۃ و امرکم بالکبریۃ
سمعت ابی عبد اللہ بن
عمر یقول سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ان الغنۃ تھی من
ھنھا و اوی پیدا نہو
المشرق من حیث یطعم قریبا
الشیطان و انہ یضرب بضم
ر قاتب بعض و انما قتلت
موسی الذی قتل من
ال فرعون خطا فقال عزوجل قتلت
نفسا فقیل لک من الغنۃ و قتلک فقتل
و لہذا ابوا عن سببی و امثال اوامر علیہ کو ذکر
خط احادیث حضرت مرتضیٰ جلیلین دارند
اخذ حدیث تھے کردند از لشکر ابان حضرت
مرتضیٰ بلکہ از اصحاب عبد اللہ بن
مسعود و لہذا بسبب بعید اہل مدینہ
از اہل عراق اخذ نموده قال
مالک لوی یأخذ عنہم
اقلت فلا یأخذ عنہم اخونا
دیں ہمہ بیعت آنت کہ قبل
جمع احادیث بلاد میسر شد

باقی سبک کاٹ دیتے) اور امام مسلم نے سالم بن عبد اللہ بن عمر
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے اہل عراق! میں تم سے چھوٹے
چھوٹے گناہوں کے متعلق کیا باز پرس کروں تم نے تو اپنے اوپر
بڑے بڑے گناہوں کو سوار کر لیا (کیونکہ) میں نے اپنے والد یعنی
عبد اللہ بن عمر سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ قتل اس طرف
سے آئے گا اور آپ اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کرتے تھے
یعنی جس جگہ سے شیطان کے دو سنگ (آفتاب کے ساتھ) طلوع
کرتے ہیں اور تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ (اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے قتل سے تم دھوکا کھاؤ کیونکہ) حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے جو فرعون کے خاندان سے ایک شخص کو قتل کیا تھا
وہ غلطی سے قتل کیا تھا اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا قتل
نفسا الکافیۃ (درجہ) اور قتل کیا تم نے ایک شخص کو پھر تم
تم کو غم سے نجات دی اور تمہاری خوب آزمائش کی) چونکہ اہل عراق
کذب اور ان کی افتراء پر دازی حضرت علی پر مشہور ہو گئی تھی
اسی واسطے ابوا عن سببی اور ان کے ہم عصر علیہ کو ذکر جو حضرت
مرتضیٰ کی حدیث یاد کرنے میں کوشش یلین کرتے تھے حضرت مرتضیٰ
کے اہل شکر سے آپ کی حدیثیں قبول نہ کرتے تھے بلکہ حضرت علیہ
بن مسعود کے اصحاب سے (مرویات حضرت علی) لیتے تھے اور
خاص اسی سبب اہل مدینہ اہل عراق سے روایت نہ کرتے تھے
(امام مالک فرماتے ہیں (ان سے یعنی اہل عراق سے) بلکہ پہلے
لوگوں نے حدیث نہیں لی اسی لئے ہمارے پچھلے لوگ (یعنی ان)
حدیث نہیں لیتے۔ اور یہ سارا اہتمام اس سبب تھا کہ خلف
شہروں کی حدیثوں کے جمع ہونے سے پہلے راویان حدیث کے
درمیان تفریق کرنا اور ان کے احوال کا ضبط کرنا پوری طرح میر د تھا

پس (اس حدیث نے) راہ احتیاط کی اختیار کی اور اہل عراق کی
حدیثیں بالکل ترک کیں اور صرف اہل مدینہ کی حدیثوں اور ان کے
فتوویٰ پر کفایت کی۔ جب امام شافعی اور امام احمد پیدا ہوئے تو
اس وقت مختلف شہروں کی حدیثیں جمع ہو گئیں اور راویوں کے
حالات دریافت کرنے پر ان کو پوری پوری قدرت حاصل ہوئی
لہذا ان لوگوں نے نقد اور قوی الحافظ راویوں کی حدیثیں لیں
مگر اس میں بھی یہ شرط تھی کہ سند متصل ہو اور راویوں کے نام
مذکور ہوں اور جو احادیث مرسل تھیں یا ان کے راوی متعصب یا سہم
تھے ان کی حدیث ترک کی اور تمام اہل حدیث نے اسی راہ ورز
کو اختیار کیا اور اسی سبب اہل حدیث اور اہل رائے ایک دوسرے
سے ممتاز ہو گئے۔

پانچویں تجویذ قرآن کے متعلق جس قدر کہ (اس وقت) زبان
عرب پر جاری تھا اس سے زیادہ لوگوں کا اس میں غور و خوض کرنا
اور قرأت پر قناعت کر کے معنی قرآن کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔ ابوداؤد
نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے (ایک
مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے
ہم لوگ اس وقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے مجمع میں اعرابی
اور عجمی دونوں قسم کے لوگ تھے آپ نے فرمایا تم سب پڑھو تم
سب اچھا پڑھتے ہو اور عنقریب (مجموعے بعد) کچھ ایسے لوگ آئیں گے
کہ قرآن کو تیر کی طرح (قواعد تجوید کے ساتھ) سیدھا کریں گے اور
اسے جلد جلد پڑھیں گے اور اس کے معنی میں کچھ غور و فکر نہ کریں
اور ابوداؤد نے سہل بن سعد مدنی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے
کہ (ایک مرتبہ) ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے اور ہم لوگ قرآن پڑھ رہے تھے آپ نے (مجموعہ قرآن) پڑھتے
دیکھ کر فرمایا الحمد للہ! اللہ کی کتاب ایک ہے (اور پڑھنے والوں کا

تیسرا حال) وضبط احوال رواۃ سلا مایستغنی
پس راہ احتیاط گرفتند و ترک آن
احادیث نمودند بالمرہ و بحديث اہل مدینہ
و فتوا بساۃ ایشان انکشاف کردند چوں امام
شافعی و امام احمد پیدا شدند احادیث
بلاد مجموع گشت و در بحث احوال رواۃ
ممکن شدند پس حدیث ثقاتہ ضالمین
اخذ نمودند بشرط اتصال و تسمیۃ رواۃ
و احادیث مرسلہ و اخبار متہمین و مبہمین
ترک کردند و جمع اہل حدیث ہمال راہ
انتخاب نمودند و بہین سبب اہل حدیث
و اہل رائی انہم ممتاز شدند۔

پنجم تحقیق مردم در تجوید قرآن زیادہ اذاعہ
بر زبان عرب جاری بود و انکشاف بر قرأت و
عدم تفقہ دلائل آخریج ابوداؤد عن جابر
بن عبد اللہ قال خرج علیہنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نحن
نقرأ القرآن و فینا الکاعرابی و الجعفی
فقال اقرأوا فکل حسن و سیئ
اقوام یقیونہ کما یقام القدر یعقلونہ
ولا یتأجلونہ و آخریج ابوداؤد عن
سہل بن سعد الساعدی قال خرج
علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و نحن نقترئ فقال الحمد
للہ کتاب اللہ واحد

دفعہ کو اکامہ و فیکہ اکامہ و فیکہ
اکامہ و فیکہ و فیکہ و فیکہ
اقوامہ یقیمونہ کما یقوم التہم
یَتَجَلَّوْا وَلَا یَسْجُدُوْا وَ اَخْرِج
البغوی عن عبد اللہ بن
مسعود انتہ قال لا ھن انک
فہ نہ مان قلیل قلیل
کثیر فقہاء لا یحفظ فیہ
حدود القرآن و یضیع حروفہ
قلیل من یسأل قلیل من یطیلون
فیہ الصلوۃ و یقصر من فیہ
الخطبۃ یبدون فیہ
بأعمالہم قبل اھولائم و سیاتی
علی الناس نہ مان کثیر فقہاء
قلیل فقہاء لا یحفظ فیہ حروف
القرآن و یضیع حدود کثیر من
یسأل قلیل من یطیلون فیہ
الخطبۃ و یقصر من الصلوۃ و یبدون
بأھولائم قبل اعمالہم
نفسہم تمن مرم در تاویلات متشابہ
قرآن اخراج الدارمی عن عائشہ
رضی اللہ عنہا قالت متلا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ھو الذی اُنزلَ علیک الکتاب
مسنہ آیات موحیات

بہ مختلف ہے جس طرح تم سب بنی آدم ایک نوع ہو اور تم میں بعضے
سرخ ہیں اور بعضے سفید ہیں اور بعضے کالے ہیں۔ تم اسے پڑھو
قبل اس کے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں جو اسے سیدھا تو خوب کریں گے
جیسا کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے (یعنی ظاہری قواعد تجوید کے ساتھ
اور خوش آوازی سے پڑھیں گے) وہ لوگ اسے جلد جلد پڑھیں
اور اس کے معنی میں بالکل غور نہ کریں گے۔ اور بغوی نے حضرت
عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ انھوں نے ایک شخص
سے کہا۔ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اس میں قرآن کے پڑھنے والے
کم ہیں اور فقیر (سمجھدار) بکثرت ہیں اور اس (زمانہ) میں قرآن
کے حدود (اداب) کی حفاظت کی جاتی ہے اور اس کے حروف
(والفاظ) کا چست داں اہتمام نہیں کیا جاتا۔ سائل (اس وقت)
کہ میں اور دینے والے بہت ہیں۔ اس زمانہ میں نمازیں (خوب)
دیر تک پڑھتے ہیں اور خطبہ مختصر پڑھتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں
خواہشوں سے پہلے اعمال کہتے ہیں اور عقرب وہ زمانہ آجائیکا
کہ (اس زمانہ کے برعکس معاملہ ہوگا) اس میں قرآن کے پڑھنے
والے بکثرت اور فقیر قلت کے ساتھ ہوں گے۔ اس وقت قرآن
کے حروف یاد کئے جائیں گے اور اس کے حدود (اداب) ضائع
کر دیئے جائیں گے۔ سائل بہت ہوں گے اور دینے والے کم۔ پڑے
پڑے خطبے پڑھیں گے مگر نماز کو مختصر کریں گے اپنے اعمال سے پہلے
اپنی خواہشیں ظاہر کریں گے۔

چھتے آیات متشابہات قرآنی کی تاویل میں لوگوں کا غور و
خوض کرنا۔ دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
ہے وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیت
پڑھی ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ الْاَنِیۃ (ترجمہ اللہ
ہے جس نے (لے محمد) تم پر کتاب اناری کہ جس میں بعضی آیتیں تو عکس

وہ اصل کتاب ہیں اور بعضی متشابہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو آیات متشابہات
میں بحث کرتے ہیں تو تم ان سے پرہیز کرو۔ اور دارمی نے سلیمان
بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص جس کا نام صبیح تھا
(حضرت عمرؓ کے زمانے میں) مدینہ میں آیا اور لوگوں سے آیات متشابہات
کے معنی پوچھنے لگا حضرت عمرؓ (کو معلوم ہوا تو آپ نے) اسے اپنے
پاس بلا یا اور اس کو سزا دینے کے لئے آپ کے کچھور کی شاخیں منگوا رکھی
تھیں پھر انھوں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب
دیا میں خدا کا بندہ صبیح ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کچھور کی شاخ لے کر
اسے مارا اور فرمایا کہ میں خدا کا بندہ عمر بن ہوں۔ پھر اسے اتنا مارا کہ
اس کے سر کو خون سے رنگ دیا۔ پھر اس شخص نے کہا اور امیر المؤمنین
اب بس کیجئے میرے سر سے وہ خیال دفع ہو گیا ہے میں محسوس
کر رہا تھا۔ اور دارمی نے عمرو بن اشج سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اعتریب ایسے
لوگ آئیں گے کہ تمھارے ساتھ بذریعہ متشابہات قرآنی کے بحث
کریں گے لہذا تم کو مناسب ہو کہ ان کو سنت رسول اللہ کے ساتھ
(جواب دے کر) پکڑنا کیونکہ سنت رسول اللہ کے جاننے والے کتاب اللہ
کو خوب جانتے ہیں۔

ساقیوں لوگوں کا مسائل فقہیہ میں غور و خوض کرنا اور فرضی
صور میں مسئلوں کی جو کہ ابھی واقع نہیں ہوئیں (اپنے ذہن سے
تراش کر لوگوں کے سامنے) بیان کرنا۔ لکھے لوگ اسے جائزہ
دیکھتے تھے۔ اور فقہار کا بلا تاویل فتوے دینے میں جلدی کرنا لکھے
لوگ فتوے دینے سے بہت ڈرتے تھے۔ دارمی نے وہب بن عمرو بنی
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
قبل واقع ہوئے کسی واقعہ کے اس کے احکام معلوم کرنے میں جلدی نہ کرو

ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ الْاَنِیۃ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا سألکم الذین یکتبون ما کتبناہ
منہ فاحذر وھو واخرج الدارمی
عن سلیمان بن یسار ان سرجلا یقال لہ
صبیح قدام المدینۃ فجعل یسأل عن
متشابہ القرآن فاسئل الیہ عرو قد
اعاد لہ عراجین الفضل فقال من انت
قال انا عبد اللہ صبیح فاحذر عرو جونا
من تلك العراجین ضمیر فقال انا عبد اللہ
عمر فجعل لہ ضربا حتی دعی رأسہ فقال
یا امیر المؤمنین حسبتک قد ذهب لک الذی
كنت لجد فی رأی و اخراج الدارمی عن
عمر و بن الا شیم ان عمرو بن الخطاب
رضی اللہ عنہ قال انتہ سیاتی ناہی لک لک
بشیجات القرآن فخذ وھرب بالکسوف
فان اصحاب السنن اعلم
بکتاب اللہ۔

نفسہم تمن مرم در مسائل فقہیہ و کلم بر مرم
مغروضہ کہ ہنوز واقع نشدہ است و سابقین میں
جائز بنی داشتند و اسراع فقہاء در فتوے بغیر
ثبالات و سابق از فتوے ہیبت بسیار
یغورند اخراج الدارمی عن وہب بن
عمرو بنی ان الذی اُنزلَ علیک اللہ علیہ وسلم
قال لا تجعلوا بالیلۃ قبل نزولہا

کیف کنتم تصنعون اذا سئلتم قال
على الخبير وقعت كان لاشغل
الرجل قال لصاحبه افيتم فلا
يزال حتى يرجع الى الاقل واخرج
الداودي عن ابن المنذر قال
ان العالوب دخل فيما بين الله
وبين عباده فليطلب لنفسه الخيرة
واخرج الداودي عن مشعر قال
اخرج النعمان بن عبد الرحمن
كتابا خلف لي بالله انه خط ابيه
فاذنيه قال عبد الله والذي آله
الا هو ما رأيت احدا كان اشد
على المستعملين من رسول الله صلى
الله عليه وسلم ولا رأيت احدا كان
اشد عليه من ابى بكر رضي الله عنه
وان لا سري عمر رضي الله عنه كان
اشد خوفا عليهم اولهم
مستم فاش شدن سوالات
مروم ورايات تا انكره گوسدن
خلق الله وآل من در زمان ابوهريره
مستن شد اخراج مسلم من حديث
محمد بن سيرين عن ابى هريره عن
النبي صلى الله عليه وسلم قال لا
يزال الناس يسئلونكم عن
العلم حتى يقولوا

عنه راوی کا اختلاف ذکر ہے اس نقطہ طہر تھا باہم مطلب دونوں کا ایک ہی۔

هذا الله فمن خلق الله قال وهو
اخذ بيد رجل فقال صدق الله و
رسوله قد سألتك اثنان وهذا
الثالث او قد سألتني واحدا وهذا
الثاني واخرج مسلم من حديث
ابن سلمة عن ابى هريره قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم لا
يزالون يسئلونك يا ابا هريره حتى
يقولوا هذا الله فمن خلق الله قال
فبيننا في المسجد اذ جاءه ناس من
الاعراب فقالوا يا ابا هريره هذا الله
فمن خلق الله قال فاخذ حصاة بيمينه
فراحها ثم قال قوموا صدق الله
نعم فاش شدن اخبار بني اسرائيل
وروايت آل ازابيل كتاب وآل اول علم
بيكان است كر با علوم دينيه مختلط شد
اخرج الداودي عن جابر بن عبد
الله بن الخطاب رضي الله عنه ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم بلغه من
التوراة فقال يا رسول الله هذا
نسخة من التوراة فسكت فجعل
يقرا ووجهه رسول الله صلى الله عليه
وسلم يتغير فقال ابو بكر رضي الله
عنه شككتك الشواكل ما ترى بوجه
رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہ اللہ ہے پس کس نے اللہ کو پیدا کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ حدیث
بیان کرتے وقت حضرت ابوہریرہؓ ایک شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے
تھے پھر انہوں نے (حدیث ختم کر کے) کہا اللہ اور اس کے رسول
نے سچ کہا مجھ سے دو شخص یہ سوال کر چکے ہیں اور اب یہ تیسرا
شخص ہے یا یہ کہا ایک شخص سوال کر چکا ہے اور اب دو سراسر شخص
ہے۔ اور (امام) مسلم نے بروایت ابو سلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے
روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے ابوہریرہؓ! تم سے لوگ (دہی) سوال کرتے رہیں گے کہ فلاں
چیز کو کس نے پیدا کیا فلاں چیز کو کس نے، یہاں تک کہ کہیں گے
اچھا اس کو تو خدا نے پیدا کیا تو خدا کو کس نے پیدا کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ
کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) مسجد (نبوی) میں تھا کہ کچھ دیہاتی
لوگ آئے اور مجھ سے کہا اے ابوہریرہؓ! (یہ تو تم کو معلوم ہو کر)
یہ خدا ہے پھر خدا کو کس نے پیدا کیا؟ حضرت ابوہریرہؓ نے ایک
ٹھٹھی بھر سنگریزے (زمین سے) اٹھائے اور ان پر بارے اور کہا
تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ میرے خلیل نے مجھ سے سچ فرمایا۔
تو میں اخبار بنی اسرائیل کا (لوگوں میں) شائع ہونا اور انکو
اہل کتاب سے روایت کرنا یہ پہلا بیگانہ علم ہے جو علوم دینیہ
کے ساتھ ملا۔ داودی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تورات کی ایک نسخہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ!
یہ تورات کا نسخہ ہے۔ آپؐ یسکر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت عمرؓ
نے اُسے پڑھنا شروع کیا ان کے پڑھنے سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا۔ حضرت ابو بکر
رضی اللہ عنہ نے (یہ دیکھ کر) کہا (اے عمرؓ!) تم روروتے والیاں
رویں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک نہیں دیکھتے

کہ تمہارا پڑھنا حضرت کو کیسا ناگوار گذر رہا ہے حضرت عمرؓ نے رسول اللہ کے چہرہ مبارک پر نظر کی تو کہا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اُس کے غضب سے اور اُس کے رسول کے غضب سے۔ ہم نے اللہ کو اپنا پروردگار اور اسلام کو اپنا دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی پسند کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ اگر موسیٰ تمہارے سامنے آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو بھی یقیناً تم سیدے راستے سے ہلک جاؤ گے اور اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے مسلمانو! مجھے تعجب ہے کہ تم اہل کتاب کی کون باتیں پوچھنا کہتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ تعالیٰ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے وہ بہ نسبت اور کتب سماویہ کے اللہ کے ساتھ قریب الجہد ہے دینے بھی نازل ہوئی ہے اور خالص ہے اس میں (کسی اور کے کلام کی) آمیزش نہیں ہوئی اور تم سے اللہ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں کو بدل دیا اور ان میں تغیر کر دیا اور اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں اور (ان کی نسبت) کہا کہ یہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں ان کی غرض اس (تبدیل و تغیر) سے یہ تھی کہ اس کے بذلت تمہو سے سے وام حاصل کریں اور دیکھا کہ جاتے تعجب ہے کہ جو علم تم کو ملا ہے وہ تم کو ان سے سوال کرنے سے باز نہیں رکھتا حالانکہ قسم خدا کی ہم تو اہل کتاب میں سے کسی کو نہیں دیکھتے کہ وہ تم سے اس علم کی کوئی بات پوچھتے ہوں جو تم پر اتارا گیا ہو۔ دسویں سنت ماثورہ میں جواد زاد و وظائف آگئے ہیں کہ علاوہ اپنی طرف سواد اور وظائف کا بیت تقرب الی اللہ عزوجل

فظم عروالی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ رضینا باللہ ربنا وبآلہ وسلم وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لوید الکرمونی فأتبعہم وکرمونی لصلکم عن سوء التسلیل ولو کان حیا ولذکرہ ثبوت لا یحییہ واخرہ البخاری عن عبد اللہ بن عباس اثنہ قال یا معشر المسلمین کیف تسألون اهل الکتاب عن شئ وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم احدث الاخبار باللہ حصلاً لم یثبت وقد حدثکم اللہ ان اهل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ وغیروا وکتبوا بالیدیم الکتاب قالوا هو عند اللہ لیثابوا بذلک ثمناً قلیلاً ولا یثابوا ما جاءکم من العلم من مسألتهم فلا واللہ ما رأینا احداً منهم یسئلکم عن الذی انزل علیکم دہم اوراد وازاب بیت تقرب الی اللہ عزوجل

زیادہ بر سنت ماثورہ و التزام مستحبات مانند التزام واجبات و تہور و داعی نفس در دعوت مروان کاں۔ آخرہ الذہری عن المحکم بن المہاسن انہ اعلمہ و بن یحیی قال سمعت ابی یحیی عن ابیہ قال کنا نجلس علی باب عبد اللہ بن مسعود قبل صلوة الغلہ فاذا خرج منہ فینا معہ الی المسجد فجاءنا ابو موسیٰ الا شعری فقال اخرہ الیک ابو عبد الرحمن بعد قلنا لا نجلس معاً حتی خرج قلنا اخرہ فمنا الیہ جمیعاً فقال لہ ابو موسیٰ یا ابا عبد الرحمن اقی رأیت فی المسجد انفاً انما افکرہ ولہ امر والحمد للہ الا خیراً قال فما ہو قال ان یحیی فتننا قال رأیت فی المسجد قوماً جلقاً جلوساً ینتظرون الصلوۃ فی کل حلقۃ من کل ایدہم حصلاً فیقول کتبوا مائۃ فیکتوبون مائۃ ویقولون ہیکلوا مائۃ فیکتوبون مائۃ و یقولون سبوحا مائۃ فیکتوبون مائۃ

(یعنی ثواب پانے کی غرض سے) اختراع کرنا اور امور مستحبہ کو مشعل واجبات کے اپنے ذمہ لازم کر لینا۔ اور لوگوں میں ان وظائف کے پھیلانے کی رغبت کا دلوں میں پیدا ہونا۔ قاری نے حکم بن مبارک سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہمیں عمرو بن یحییٰ نے خبر دی وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے نقل کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم نماز فجر سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود کے دروازہ پر جا کر بیٹھ رہتے تھے جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تو ہم ان کے ساتھ ساتھ مسجد میں جاتے تھے (ایک روز حضرت ابن مسعود کے مکان پر وقت مجہود) حضرت ابو موسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے اور ہم سے پوچھا کہ کیا ابو عبد الرحمن (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود) گھر سے نکلے ہم نے جواب دیا کہ (ابھی) نہیں نکلے (یہ سنکر) وہ ہمارے پاس بیٹھ گئے ہر ایک کہ حضرت عبداللہ بن مسعود گھر سے برآمد ہوتے اور ہم لوگ ان کے ساتھ اٹھ کر چلے پھر ان سے حضرت ابو موسیٰ نے کہا اے ابو عبد الرحمن میں نے ابھی مسجد میں ایک نئی بات دیکھی مگر الحمد للہ میں نے ابھی بات دیکھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ حضرت ابو موسیٰ نے کہا کہ اگر (مسجد پہنچے تک) آپ زندہ رہے تو آپ بھی اس کو دیکھ لیں گے۔ پھر کہا کہ میں نے مسجد میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ (جدلاً) حلقے کر کے بیٹھے ہیں اور نماز کا انتظار کر رہے ہیں اور ہر حلقہ میں ایک ایک شخص ہے ان کے ہاتھ میں سنگرزے ہیں وہ کہتا ہے تسمیۃ اللہ اکبر پڑھو سب لوگ توبار اللہ اکبر پڑھتے ہیں (اور ان سنگرزوں پر گنتے جاتے ہیں) پھر وہ کہتا ہے توبار لا الہ الا اللہ پڑھو سب لوگ توبار لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں پھر وہ کہتا ہے توبار سبحان اللہ پڑھو سب لوگ توبار سبحان اللہ پڑھتے ہیں (یہ سنکر) حضرت عبداللہ

قال فماذا قلت لهم قال ما قلت لهم شيئا انتظروا لي وانتظروا امرئ قال افلا امرئ ان يحدوا سبأهم وضمنت لهم ان لا يضيم من حسناتهم شئ مضينا معه حتى نل حلقه من تلك الحلق فوقف عليهم فقال ما هذا الذي امراكم تصنعون قالوا يا ابا عبد الرحمن نحن نعد به التكبير والتعليل والتسبيح قال فعدوا سيئاتكم فانها من ان لا يضيم من حسناتكم شئ ويحكموا يا امة محمد صلى الله عليه وسلم ما امرهم هلكتكم هؤلاء صحابة نبيكم صلى الله عليه وسلم متواضعون وهذا اوثاب لم يقبل واثابه لو تكسر والذي نفسي بيده انكم لعلتم ملة هي اشد من ملة محمد صلى الله عليه وسلم او مفتتح باب ضلالة قالوا والله يا ابا عبد الرحمن ما اسردنا الا الخير قال وكومن مريد للخير لن يصيبه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

بن مسعود نے پوچھا کہ پھر تم نے ان سے کیا کہا؟ حضرت ابو موسیٰ نے جواب دیا آپ کی رائے اور آپ کے حکم کے انتظار میں ہے ان سے کچھ نہیں کہا۔ انھوں نے کہا تم نے ان کو کیوں نہ یہ حکم کیا کہ (ان سنگریزوں پر بجائے تکبیر و تہلیل و تسبیح کے) وہ لوگ اپنے اپنے گناہ گنیں اور تم نے ان سے اس بات کی ذمہ داری کیوں نہ لی کہ ان کی نیکیوں میں کچھ ضائع نہ ہوگا (گننا بیکار ہے۔ یہ کہہ کر) حضرت ابن مسعود چلے اور ہم سب ان کے ساتھ چلے۔ یہاں تک کہ وہ ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس پہنچ کر ٹھہر گئے اور ان لوگوں سے پوچھا کہ تم یہ کیا کہتے ہو انھوں نے جواب دیا اے ابو عبد الرحمن! ہم ان سنگریزوں پر تکبیر اور تہلیل اور تسبیح کو شمار کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کچھ اس کے، تم لوگ اپنے اپنے گناہ شمار کرو اور میں ضامن ہوا ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ اے امیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم و حکم تمہاری ہلاکت کس قدر جلد آگئی ابھی یہ اصحاب تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت (موجود) ہیں اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت پرور نہیں ہوتے اور ان کے برتن نہیں ٹوٹے (مگر تم ابھی سے پتھر اڑھاؤ کرتے لگے) قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یا تو تم ایک ایسے دین پر ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ راہ راست پر ہے یا تم گمراہی کے دروازہ پر پہنچ گئے ہو اور وہ دروازہ کھلنے والا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا اے ابو عبد الرحمن! قسم خدا کی کہ ہم (اس فعل سے) نیکی کا انوار رکھتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود نے کہا بہت سے نیکی کا ارادہ کرنے والے ایسے ہیں کہ انھیں نیکی نہیں ملتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لے تو جس لفظ کا یہ خانی تمہاری گریہ جملہ ان الفاظ کے ہے جو اس سے ملو لے پھر مادہ متعلیٰ ہوا کرتے ہیں۔

حدثنا ان قوماً يقرءون القرآن لا يجاوزون شرافهم واثقهم وأيقظهم الله ما آذ سرى لعل اكله هو منك شقوا لعل عنهم فقال عمر بن سلمة سرأيت عامة اولئك الخلق يطاعوننا يوم اليعزوان مع الخواصر وفي مصنف ابى بكر بن ابى شبيبة قيل لابن عمر قص لي الفصحى قال لا قيل صاها عمر قال لا قيل صاها ابو بكر قال لا قيل صاها رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا اخال وفي شرح السنة كان ابن عمر اذا سئل عن سبحة الفصحى فقال لا امر بها ولا اكل عنها ولقد اصاب عثمان وما ادرى احدا يصليها وانها لمن احب ما احدث الناس اني واخرج الدار عن سر بيعة بن يزيد قال قال معاذ بن جبل رضي الله عنه يفتح القرآن على الناس حتى يقرأوا المراءة والفصحى والجبل فيقول الرجل قد قرأت القرآن فلم أتبعه والله لا قوم من به فيهم لعل أتبع فيقوم به فيهم

ہم سے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گھٹے سے تجاوز نہ کرے گا قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ شاید ایسے اکثر لوگ تم میں ہوں۔ پھر حضرت ابن مسعود ان لوگوں کے پاس سے چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ کہتے ہیں (ان لوگوں کا انجم) ہم نے یہ دیکھا کہ جنگ نہروان میں غولج کے ساتھ ہو کر یہ لوگ ہم پر بچے مار رہے تھے۔ اور مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت (عبداللہ) بن عمر سے سوال کیا کیا آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں (پڑھتا) پھر مائل نے پوچھا کیا حضرت عمر (رہ نماز) پڑھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر ان سے پوچھا کیا ابو بکر (رہ نماز) پڑھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر اُس نے دریافت کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ نماز) پڑھی تھی۔ انھوں نے جواب دیا سیکر خیال میں نہیں پڑھتے تھے۔ اور شرح السنہ میں ہے کہ حضرت (عبداللہ) بن عمر سے جب کوئی شخص نماز چاشت کے بارے میں سوال کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ میں نہ اس نماز کے پڑھنے کا حکم دیتا ہوں اور نہ کسی کو اس کے پڑھنے سے منع کرتا ہوں۔ اور حضرت عثمان کی شہادت تک میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اس نماز کو پڑھتا ہو مگر جو امور کہ لوگوں نے اب ایجاد کر لئے ہیں ان سب میں یہ نماز مجھے محبوب ہے۔ اور داری نے ربیعہ بن زید کو روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبل نے فرمایا قرآن آسان کر دیا جائے گا یہاں تک کہ عورتیں اور لڑکے اور مرد و عورت سب قرآن پڑھنے لگیں گے پھر ایک شخص کے گناہ میں قرآن پڑھا مگر میں (لوگوں کا) مقتدا نہ بناؤ اور میری کچھ قدر و منزلت نہ ہوئی (قسم خدا کی اب میں لوگوں میں قرآن کو قائم کروں گا تاکہ میں مقتدا ہوں۔ پھر وہ لوگوں میں قرآن کو قائم کرے گا مگر

(اس پر بھی) مقتدا بنے گا پھر وہ کہے گا میں نے قرآن پڑھا اور لوگوں میں قرآن کو قائم کیا مگر میں مقتدا بنایا میں گھر میں مسجد بناؤں گا (اور سب کے علاوہ وہ کہ اس میں عبادت کروں گا) تاکہ میں (لوگوں کا) مقتدا بنوں۔ پھر وہ اپنے گھر میں مسجد بنائے گا (اور اس میں عبادت کرے گا) مگر (اس پر بھی) مقتدا بنے گا پھر تو وہ کہے گا میں نے قرآن پڑھا اور مقتدا بنایا اور میں نے لوگوں میں قرآن کو قائم کیا پھر بھی مقتدا بنایا اور میں نے اپنے گھر میں مسجد بنائی (اور سب کے علاوہ وہ کہ عبادت کرتا رہا) (اس پر بھی) مقتدا بنے گا۔ قسم خدا کی اب میں لوگوں کے سامنے ایک ایسی نئی بات پیش کروں گا کہ جس کو وہ کتاب اللہ میں نہ پائیں گے اور نہ انھوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ پھر میں مقتدا بن جاؤں گا۔ حضرت معاذ نے (یہ بیان کر کے) فرمایا (اے لوگو!) تم ایسے شخص سے بچتے رہنا کیونکہ جو کچھ وہ ظاہر کرے گا دوسرا اس پر گمراہی ہوگی۔

گیارہویں لکھے زمانہ میں وعظ گوئی اور فتویٰ دینا خلیفہ کی رائے پر موقوف تھا بدون حکم خلیفہ کے لوگ وعظ نہ کہتے تھے اور نہ فتوے دیتے تھے اور اخیر زمانہ میں بغیر حکم خلیفہ کے وعظ کہنے اور فتوے دینے لگے (البتہ) اس وقت فتویٰ نیک لوگوں کے مشورہ پر موقوف رہا۔ ابوداؤد نے عوف بن مالک شجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وعظ نہ بیان کرے مگر خلیفہ یا وہ شخص جو وعظ گوئی پر مامور ہو یا وہ شخص جو مستکبر اور ریاکار ہے۔ اور داری نے ابن عوف سے انھوں نے محمد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابن مسعود سے فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ تم فتویٰ دیتے ہو حالانکہ تم خلیفہ نہیں ہو (فتوے نہ دیا کرو) خلافت کی مشقت اولیٰ

فلا يتبع فيقول قد قرأت القرآن فلم اتبع وقد قدمت بے فلم اتبع وقد احتظرت في بيته مسجداً فلم اتبع والله لا يتبعهم بحديث كيجوز في كتاب الله ولم يجمعوا عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لعل اتبع قال معاذ فأتاكم فان ملجاء به ضلالة۔

یازدہم سابق وعظ و فتوے موقوف بود بر رائے خلیفہ بدون امر خلیفہ وعظ نے گفتند و فتویٰ نے داوند و آخراً بغیر توقف بر رائے خلیفہ وعظ نے گفتند و فتوے داوند و دریں وقت مشاورہ ہمارے صالحین در فتوے موقوف ماند۔ آخریچ ابوداؤد عن عوف بن مالک الاشجعی قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا یفتی الا امیر او مامور او تحتال و اخریج الدارمی عن عون ابن عون عن محمد قال قال عمر لابن مسعود انک انبأ او انبئت انک تفتی ولست بامیر

(رحمت) کا بار اسی کے اوپر ڈالو جو اس کی راحت کا مالک ہوگا ہے۔ اور داری نے مسیب بن رافع سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ صحابہ کرام کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی واقعہ ان کو پیش آتا اور اس واقعہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہ ملتی تو سب یکجا ہو کر اس کے حکم پر اجماع کر لیتے تھے پس حق وہی ہے جس کو ان لوگوں نے حق سمجھا پس حق وہی ہے جس کو ان لوگوں نے حق سمجھا اور اس باب میں تحقیق یہ ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ تک مسائل فقہیہ میں اختلاف واقع نہ ہوتا تھا (اس وقت) موقع اختلاف میں لوگ خلیفہ کی جانب رجوع کرتے تھے اور خلیفہ مشورہ کے بعد کوئی بات تجویز کر دیتا تھا اور اسی بات پر اجماع ہو جاتا تھا۔ اور فتوے کے بعد بذات خود ہر عالم فتوے دیتے لگا اور اسی زمانہ میں (مسائل کے اندر) اختلاف طبع ہوا اور جو کہ شہرستانی نے (اپنی کتاب مل و مل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی اختلاف پیدا ہو گیا (ان کا یہ کہنا) غلط ہے۔ اختلاف اس کا نام نہیں ہے کہ اثنائے مشورہ میں (چند اشخاص) ایک دوسرے کے مخالف اقوال کہیں اور بالآخر ایک امر منع ہو کہ اسی پر سب اتفاق کر لیں (بلکہ) اختلاف یہ ہے کہ دو (مختلف) قول جو رائج ہو جائیں پیدا ہوں اور ہر شخص (لوگوں کو) اپنی جانب کھینچے اور جو (دعویٰ) اس کے مخالف سے وضع کیا ہے اس کو باطل کرنا چاہے، (الحاصل یہی سنت تسم کا تغیر (یعنی اختلاف مسائل فقہیہ) اس امت کے بہترین اشخاص میں جو کہ عالم اور عابد اور قاری ہیں پیدا ہوا اور اس تغیر پر جو فساد عظیم کہ مرتب ہوا یہ ہے کہ طبقات متاخرین نے اس تغیر کو بایں ہیئت و صفت سنت خیال کر لیا اس وجہ سے کہ اس اختلاف کی اصل سنت رسول ہے

ول حاتم هامن تولى قاترها واخرجه الدارمی عن المسیب بن رافع قال كانوا اذا نزلت فيهم قضية ليس فيها عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اخذوا جميعاً لها واجمعوا فالحق فيما رأوا وافلحق فيما رأوا وتحتقن ان است که تا زمان حضرت عثمان اختلاف مسائل فقہیہ واقع نمی شد و در محل اختلاف بخلیفہ رجوع می کردند و خلیفہ بعد مشاورہ امری اختیار می کرد و وہاں امر جمع علی می شد و بعد وجود فتوہ ہر عالم بر اس خود فتوے می داد و دریں زمانہ اختلاف واقع شد و آنچه شہرستانی در کتاب مل و مل و نعل گفتہ کہ بجز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف پدید آمد خطاست اختلاف آن نیست کہ اثنائے مشاورت اقوال متعارفہ گویند و بالآخر امرے منع شود و برہماں امر اجماع کنند اختلاف آنست کہ ہر دو قول مستقر پیدا شود ہر یکے بجانب خود کشد و ہر دو وضع صحیح خواہد یا ہمہ ہمیں ہفت نوع تغیر و بہترین امت کہ علماء و عباد و قراء اند پیدا شد و مفیدہ علیہم کہ بران مستتب گشت آنست کہ طبقات متاخر این تغیر را ہیئت و صفتا سنت خیال کردند انہیں جہت کہ اصل او ماخوذ از سنت

بود و لاندہ قائم نمودند بر تارک آل یا مقصر
دراں آخر جہ الدارعی عن ابراہیم عن
علقمہ عن عبد اللہ قال کیف
انتم اذا کستم فتنۃ یحرم فیہا
الکبیر ویروی فیہا الصغیر اذا شکر
منہا شیء قیل شکرک التبتہ قالوا
وینتہ ذلک قال اذا ذہبت علوک
وکثرت بھلکھم وکثرت قلوبکم
وقلت فقیہکم وکثرت امرؤکم
وقلت ائمناءکم والتمست الدنیا
بعمل الاخرۃ وتفقہ الخیر الدین
دواؤہم وقوع قتال در میان مسلمین
آخر جہ ابن ماجہ من حدیث اسید
بن المشہس قال حدثنا ابو موسی
حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان بین یدی الساعۃ لھو جہ
قال قلت یا رسول اللہ ما لھو جہ
قال القتل فقال بعض المسلمین
یا رسول اللہ اننا نقتل الذن فی
العام الواحد من المشرکین کذا
وکنہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لو لیس بقتل المشرکین
ولکن یقتل بعضکم بعضا حتی
یقتل الرجل جاسرا و ابن عتبہ
وذا قرابتہ فقال بعض القوم

ماخوذ فی اور (اسی بنا پر) متاخرین نے اپنے اپنے مذہب کے تارک و
مقصر کو کلامت جانا۔ داری نے ابراہیم سے انھوں نے ملکہ سے
انھوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے وہ
کہتے تھے کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کو وہ فتنہ پامال کر ڈالے گا کہ
جس میں جو ان شخص پوڑھا ہو جائے گا۔ جب اس فتنہ کی رنج
کی ہوئی باتوں سے، کوئی چیز متروک ہو جائے گی تو کہا جائیگا
کہ سنت متروک ہوئی۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ کب ہوگا
انھوں نے جواب دیا کہ جب تمہارے علماء (دنیائے) چلے جائیں
اور تم میں جاہل کثرت سے (پیدا) ہو جائیں اور تم میں قاری کثرت
ہوں مگر لوگوں میں دین کے سمجھنے والے کم رہیں اور تمہارے سزاوار
کی کثرت ہو اور تم میں امانت دار اشخاص کم رہ جائیں اور بدلتے
عمل آخرت کے دنیا طلب کی جائے اور دین کے سوا اور کچھ
حاصل کرنے کی غرض سے علوم دینی سیکھے جائیں تو اس وقت
سمجھ لیستہ کہ یہ فتنہ آگیا۔

یا رسول اللہ! (کیا) اس دن ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہوں گی۔
یہ ہماری عقلیں ہم سے سلب کر لی جائیں گی) رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر اشخاص کی عقلیں تو نہ
سلب کر لی جائیں گی (مگر یہ ضرور ہوگا کہ) کینے لوگ جن کو عقلیں
نہ ہوں گی اس وقت اہل عقل کے، جانشین ہوں گے (اور یہ کونست)
کی باگ ایسے ہی اشخاص کے ہاتھ میں ہوں گی، پھر (ابو موسیٰ) اشعری
نے کہا قسم خدا کی میں گمان کرتا ہوں کہ وہ فتنہ مجھ کو اور
تم کو ضرور پائے والا ہے۔ قسم خدا کی اگر فتنہ نے ہم کو پایا تو
میرے اور تمہارے لئے حسب ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس سے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں گریہ کہ ہم اس سے (بچ کر) چل جائیں
جس طرح کہ اس میں داخل ہوئے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت عبد اللہ
بن شداد بن ابیہ حضرت معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے وہ کہتے
تھے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز
پڑھائی اور دیر تک پڑھی پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے ہم
نے یا اور لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج آپ کے خلاف
معمول نماز دیر تک پڑھی۔ آپ نے فرمایا میں نے (آج) رغبت
اور خوف کی نماز پڑھی اور اللہ عزوجل سے یہ سوال کیا کہ میری
امت کو تین چیزیں عطا فرمائے اس نے مجھے دو چیزیں تو عطا
کیں اور تیسری چیز نہیں عطا کی۔ میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا
کہ میری امت کے غیر کو ان پر دشمن کر کے مسلط نہ کرے یہ تو
اللہ نے قبول فرمایا۔ اور میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ ان کو فرق
کر کے ہلاک نہ کرے یہ بھی اس نے قبول فرمایا۔ اور میں نے اس سے
سوال کیا تھا کہ وہ آپس میں نہ لڑیں اس نے اللہ نے قبول نہیں کیا۔
اور ابن ماجہ نے بروایت ابو قتادہ جری، ابو اسماء رحی سے انھوں
ٹوہان سے جو مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے انھوں نے

یا رسول اللہ! معنا عقولنا ذلک الیوم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تزع عقول اکثر ذلک الزمان
ویختلف لہ ہباء من الناس لا
عقول لہم ثم قال ابو موسیٰ الاشعری
وايو اللہ لا ظننا مدسرتی وایا لہ
وايو اللہ مالی واکرم منہا غریبی ان
ادسرتنا فیہا عہد الیئنا نبینا
صلی اللہ علیہ وسلم لکان غریبی
منہا کما دخلنا فیہا واخرجنا لہ
من حدیث عبد اللہ بن شداد
بن الہاد عن معاذ بن جبل قال
صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوما صلوۃ فاطال فیہا فلما انصرف
قلت او قالوا یا رسول اللہ اطلت
الیوم الصلوۃ قال اقی صلیت
صلوۃ سرخبتہ و سرخبتہ سالت
اللہ عزوجل کما متقی ثلث فاعطانی
اثنتین و سرت علی واحدہ سالتہ
ان لا یسلط علیہم عدو امن غایہم فاعطانی
وسالتہ ان لا یملکھم غیر فاعطانی
سالتہ ان لا یجعل بأسا بینہم فخرع علی
واخرج ابن ماجہ من حدیث ابو قتادہ
المجری عن ابی اسماء الرحی عن ثوبان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال شرويت لي الارض حتى رأيت مشاسرها ومغاسرها بها وأعطيت الكثر من ألاك صغرا وألاكهم والبيض يعني الذهب والفضة وقيل لملكك التي حديث شرويت لك واني سألت الله عز وجل ثلثا ان لا يسلط على امتي جوعا فيهلكهم به مائة وان لا يلبسهم شيئا ولا يذلهم لي اذا قضيت قضاها فلا مرد له واني لن اسلط على امتي جوعا فيهلكهم ولن اجمع عليهم من بين اقطارها حتى تقتل بعضهم بعضا و يقتل بعضهم بعضا واذا اوضح السيفي فلن يرفع عنهم الى يوم القيمة وان ماتوا على اثمهم اثمهم مؤمنين واستحق قبائل من اثمى بالمشركين وان بدين يدي الساعة حاكين كتابين قريباً من ثلاثين كلهم يزعم انهم نبى ولا تزال طائفة من امة على الحق منصورين لا يضرهم من خالفهم حتى يأتي امر الله عز وجل و وقوع قتال و شدت آل بعد مقتل حضرت في النورين

رسول الله صلى الله عليه وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے میرے لئے زمین لپیٹ دی گئی یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھ لیا اور مجھے دونوں قسم کے خزانے زرد اور سرخ اور سفید یعنی سونے اور چاندی کے عطا ہوئے اور مجھ سے کہا گیا کہ تمہاری حکومت اس مقام تک پہنچ جائے گی جو تمہارے لئے پسند آگیا ہے۔ اور میں نے خدا سے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت پر بھوک اور فاقہ (کو) اس طرح مسلط نہ کرے کہ وہ سب کے سب اس کے سبب ہلاک ہوں اور ان میں باہم اختلاف پیدا نہ کرے ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں تو مجھ سے (اس کے جواب میں) یہ کہا گیا کہ جب میں حکم کر کے بات مقدّر کرتا ہوں تو وہ عمل نہیں سکتی اور میں تمہاری امت پر بھوک مسلط نہ کروں گا کہ ان کو ہلاک کر دے اور میں ان پر زمین کے اطراف کے غیر کو جمع نہ کروں گا (تاکہ وہ ان کو ہلاک کریں) بلکہ وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو فنا کر دیں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور جب (ان میں) تلوار رکھ دی جائے گی تو قیامت تک ان سے ڈاٹھائی جائے گی اور (فرمایا) مجھے اپنی امت کے حق میں جن امور کا خوف ہے منجملہ ان کے یہ ہے کہ گمراہ کرے دے حاکم ان پر مسلط ہوں گے اور عنقریب میری امت کے کچھ قبیلے بتوں کی پرستش کریں گے اور عنقریب میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے مل جائیں گے اور قیامت کے قریب تقویاتیں دجال کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک دجال کرے گا کہ میں نبی ہوں اور (فرمایا) میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر اور فتنہ زدہ رہے گی ان کا مخالف ان کو کوئی ضرر نہ پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ عز وجل کا حکم آجائے اور جنگ قتال اور اس کی شدت کا حضرت ذوالنورین کی شہادت بعد

انہر است از انکہ بر بیان محتاج باشد۔ نیز درم شیوع سب سلف صالح فی التورہ فی تعدد علامات القيمة وان یسبب اخوہذا الکلمہ اولہا واخرہا ابن ماجہ من حدیث محمد بن المنکدر عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اخوہذا الکلمہ ما انزل الله عز وجل وحتی وناہر است کہ بعد مقتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اہل شام مبتلا شد نہایت حضرت مرتضیٰ در مستر کہ مذکور است کہ در شکر حضرت مرتضیٰ سبب شہین ظاہر شد حضرت مرتضیٰ چندی را کہ نہیں گناہ از شکر خارج گونہ وچنین سبب حضرت عثمان شیوع تمام پیدا کرد۔ یہاں ہم افتراق مسلمین آخر ہم ابن ماجہ من حدیث ابی سلمہ عن ابی ہریرہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تفرقت اليهود على احدى وسبعين فرقة وتفرقت النصارى على ثلث وسبعين فرقة واخرج ابن ماجہ من حدیث راشد بن سعد عن عوف بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افترقت اليهود على احدى وسبعين فرقة فواحدة في الجنة وسبعون في النار واخرت النصارى على ثلث وسبعين فرقة فاحد في الجنة وسبعون في النار وواحدة في الجنة والذی نفس محمد سیدہ

واقع ہونا ظاہر ہے محتاج بیان نہیں ہے۔ نیز درم شیوع سب سلف صالحین کی بدگوئی کا رواج ہونا علامات قیامت کی تعداد میں۔ (جامع) ترمذی میں ہے اور یہ کہ اس امت کے پچھلے لوگ انگوں کو بڑا کہیں۔ اور ابن ماجہ نے بروایت محمد بن منکدر حضرت جابر سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اس امت کے پچھلے لوگ انگوں پر لعنت کریں تو (اس وقت) جس کسی نے کوئی حدیث پچھلے کی (اور انگوں کی) فضیلت نہ ظاہر کی، تو اس نے (گویا) اس (پوری) شریعت کو چھپ لیا جس کو اللہ عز وجل نے آمار ہے اور (یہ بھی) ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل شام حضرت مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے بڑا کہنے میں مبتلا ہوئے اور مستر کہ میں ہے کہ حضرت مرتضیٰ کے لشکر میں شیخین کی بدگوئی ظاہر ہوئی اور حضرت مرتضیٰ نے بہت سے لوگوں کو اسی قصور پر اپنے لشکر نکال دیا اور اسی طرح حضرت عثمان کی بدگوئی بھی خوب شائع ہوئی ہے۔ چودھویں مسلمانوں کا افتراق (اور ان کا مختلف فرقے ہو جانا) ابن ماجہ نے بروایت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیوں میں اکثر فرقے ہوتے تھے اور میری امت میں بہتر فرقے ہو جائیں گے اور ابن ماجہ نے بروایت راشد بن سعد عن عوف بن مالک سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیوں میں اکثر فرقے ہوتے تھے ان میں سے ایک فرقہ توحید میں جائیگا (باقی) شتر (فرقے) دونوں میں بڑیں گے اور نصاریٰ بہتر فرقے ہو گئے تھے (جن میں سے) اکثر فرقے دونوں میں جائیں گے اور ایک جنت میں قسم اس کی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے

لَتَقْتَرِبَنَّ اِتَّقِ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ
فَرَقَةً فَوَاحِدَةً فِي الْجَنَّةِ وَثَلَاثِي
وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ مَنْ هُوَ قَالَ الْجَمَاعَةُ وَالْخَوَارِجُ
مِنْ حَدِيثٍ قَدَّحَهُ عَنْ اَبِي بَنْدَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَنِي إِسْرَائِيلَ اِفْتَرَقَتْ عَلَى اَحَدَاثٍ وَسَبْعِينَ فَرَقَةً
وَالَّذِينَ اَتَقُوا سَبْعِينَ عَلَى ثَلَاثِينَ وَسَبْعِينَ
فَرَقَةً كَتَبَهَا فِي النَّارِ اَلَا وَاحِدٌ هُوَ الْجَمَاعَةُ
يَا زَوْجَ بَنِي إِسْرَائِيلَ خَوَارِجُ اَخْرَجَ اَلْحَقَّ اَذْكُرُوا
مِنْ حَدِيثِ جَمَاعَةٍ عَنِ اَبِي هُرَيْرَةَ وَهَذَا حَدِيثٌ
مُتَوَاتِرٌ يَلْتَمِسُ اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ
زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي الْخَوَارِجِ مَا قَوْمٌ
اَحَادُثُ الْاَشْيَاءِ سَقَطُوا اَلْحَدِيثَ يَقُولُونَ
مِنْ قَوْلِ خَيْرِ النَّاسِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ
لَا يَجِبُ لَوْ شَاءَ اَنْ يَكُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مِنْ اَوَّلِ صَلَاةٍ كَمَا يَمُرُّ مِنَ التَّهْمَةِ مِنَ الْخَوَارِجِ
فَمَنْ لَيْقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ فَإِنْ قَتَلَهُمْ
بِحُزْرٍ عَشْرَةَ اَللَّهُ لَمَنْ قَتَلَ كُفْرًا
وَاخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ
ابْنِ سُلَيْمَةَ قَالَ قُلْتُ لَابْنِ سَعِيدٍ اَلْخَوَارِجُ
هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِمْ وَكَانُوا يَدْعُوْنَ فِي الْحُجُورِ
شَيْئًا فَقَالَ سَمِعْتُ مِنْ يَزِيدٍ كَرَّمَ قَوْمًا

میری امت تیرے فرقے ہو جائے گی (اُن میں سے) ایک (فرقہ)
جنت میں جائے گا اور (باقی) جہنم فرستے دو رخ میں کسی سے
پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون لوگ ہیں آپ نے
فرمایا۔ جماعت (یعنی اہل سنت و جماعت ہیں)۔ اور ابن ماجرہ
نے بروایت قتادہ حضرت انس بن مالک سے نقل کیا ہے وہ
کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی امت
اکثر فرقے ہو گئے تھے اور میری امت میں عنقریب تیرے
فرقے ہو جائیں گے کُل فرقے دو رخ میں جائیں گے سوا ایک کے
اور وہ (نفسِ قرآن) جماعت ہے۔
پندرہویں خواجه کا ظاہر ہونا۔ حفاظ (حدیث) کی ایک
بڑی جماعت نے صحابہ کی روایت سے خواجه کا ذکر نقل کیا
ہے اور یہ حدیث متواتر ماننے سے ہے۔ ابن ماجہ نے بروایت زید
(بن جیش) حضرت عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے وہ کہتے
تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں
کچھ لوگ ہوں گے تو عمر بن کی عقلیں کم ہوں گی باتیں وہ
کریں گے جو لوگوں کی بہترین باتوں میں سے ہوں گی قرآن
پڑھیں گے (مگر) قرآن اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا اسلام
سے ایسے صاف نکل جائیں گے کہ جیسے تیر شکار سے دباؤ نکل
جاتا ہے (تم میں سے) جو کوئی اُن سے ملے تو اُسے چاہیے کہ اُن کو
قتل کر ڈالے کیونکہ اُن کے قتل کرنے میں اُن کے قاتل کیلئے
اللہ کے نزدیک (بڑا) اجر ہے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت بکر
نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو سعید خدری سے پوچھا
کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ
خواجه کے بارے میں کچھ ارشاد فرماتے تھے۔ ابو سعید نے جواب دیا
(ہاں) میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ کچھ لوگوں کا ذکر کرتے تھے کہ

یَتَعْبِدُونَ بِحَقِّ اَحَدٍ كَوْصَلُوكَ مَعَ
صَلَاةٍ وَصَوْمٍ مَعَ صَوْمٍ وَهِيَ كَقَوْلِ
مَنْ الدِّينَ كَمَا يَمُرُّ السُّهْمُ مِنَ التَّهْمَةِ
اَحَدٌ تَهْمُهُ فَنظَرٌ فِي نَصْلِهِ فَلَوْ يَرَى
شَيْئًا فَنظَرٌ فِي مِرْصَافِهِ فَلَوْ يَرَى شَيْئًا
فَنظَرٌ فِي قَدْحِهِ فَلَوْ يَرَى شَيْئًا فَنظَرٌ
فِي الْقَدْحِ فَتَمَارِي هَلْ يَرَى شَيْئًا
اَمْ لَا وَاخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ
ابْنِ قَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ بَعْدِي
مِنْ اَتَقَى اَوْ سَبَّحَ بَعْدِي مِنْ اَتَقَى
قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجِئُوْنَ بِحَقِّهِمْ
يَمُرُّونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمُرُّ
السُّهْمُ مِنَ التَّهْمَةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ
فِيهِ هُمْ شَرُّ اَسْمَاءِ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّامِتِ ثُمَّ كَرِهَ
ذَلِكَ لِمَافِعِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اَخِي الْحَكَمِ
الْخَفَارِيِّ فَقَالَ اَنَا اَيْضًا قَدْ سَمِعْتُهُ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ ابْنِ التَّيْمِيِّ عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَعْفَرِ
وَهُوَ يَقْرَأُ التَّوْبَةَ وَالْعَنَاءَ وَهُوَ
فِي جَعْفَرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اَعْدَلُ يَأْجِدُ

وہ ایسی عبادتیں کریں گے کہ تم لوگ اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں کے
سامنے اور اپنے روزوں کو اُن کے روزوں کے سامنے حقیر سمجھ گے
مگر باوجود اس ریاضت کے وہ لوگ (دین سے) ایسے نکل جائیں گے
کہ جیسے تیر شکار سے (دباؤ) نکل جاتا ہے (شکاری) اپنے تیر کو لے کر
اُس کی گانسی میں نظر کرتا ہے تو کچھ (دشمن خون کا) نہیں دیکھتا
پھر اس کے پھنے کو دیکھتا ہے اُس میں (بھی) کچھ (اثر خون کا) نہیں
پاتا پھر تیر کی گانسی میں نظر کرتا ہے اُس میں (بھی) کچھ (اثر خون کا)
نہیں پاتا۔ پھر گانسی کے سب سے کو دیکھتا ہے تو شک کرتا ہے کہ
کیا (اُس میں) کچھ (اثر خون کا) دیکھا یا نہیں (وہ کچھ اسی طرح
خواجه بھی دین سے بالکل نکل جائیں گے اُن کے دلوں میں کوئی اثر
اسلام کا نہ رہے گا)۔ اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن صامت سے
انھوں نے حضرت ابو ذر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد میری امت سے یا یہ فرمایا
کہ عنقریب میرے بعد میری امت سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ قرآن
پڑھیں گے (مگر) وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا وہ دین کو
اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (دباؤ) نکل جاتا ہے
پھر وہ دین میں کوٹ کر نہ آئیں گے وہ تمام مخلوق میں سب سے بدتر
ہوں گے۔ عبد اللہ بن صامت کہتے کہ پھر میں نے یہ حدیث بافع
بن عمرو یعنی حکم غفاری کے بھائی سے بیان کی تو انھوں نے کہا
میں نے بھی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور
ابن ماجہ نے ابو الزبیر سے انھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ)
جعر از میں (مقیم) تھے اور آپ سونا اور دیگر اموال غنیمت تقسیم
کر رہے تھے مال حضرت بلالؓ کی گود میں تھا (اسی اشارہ میں) ایک
شخص نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ انصاف کے ساتھ تقسیم نہ کیجئے

فَاتَكَ لَمْ تَحْدِلْ فَقَالَ وَبَلَكَ وَ مَنْ
يَعْدِلْ بَعْدِي اَذِلُّمِ اَعْدَالُ فَقَالَ عَمْرُو غِي
يَا رَسُولَ اللَّهِ حَتَّى أَضْرِبَ عَقْبَ هَذَا
الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا فِي أَصْحَابِ وَأَصْحَابِ لَهُ
يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ تَرَاقِيمَ عَرَبٍ
مَنْ السَّيِّئِينَ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الْخَبِيثَةِ
وَ أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَمْنَانُ نُكُوثُ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ
تَرَاقِيمَهُمْ كُلَّمَا أَخْرَجَ قُرْآنٌ قُطِعَ قَالَ ابْنُ
عَمْرٍو مَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ كُلَّمَا أَخْرَجَ قُرْآنٌ قُطِعَ أَكْثَرُ مِنْ عَشْرِينَ
مَرَّةً حَتَّى يَخْرُجَ فِي عَرَائِمِهِمُ الذِّجَالُ وَ أَخْرَجَ
ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ ابْنِ
بَنٍ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي الْخُرَافَاتِ
أَوْ فِي هَذِهِ الْأُمَةِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا
يَجَاوِزُ تَرَاقِيمَهُمْ أَوْ حُلُوقَهُمْ سِوَاهُمُ الْقَلْبِ
إِذَا سَأَلْتَهُمْ هُوَ أَوْ إِذَا قُبِلَتْ مِنْهُمْ
فَأَقْبَلُوا لَهُمْ

شأن دوم و مقدم قدریہ و مجریہ
پیدا شدہ آخری ابن ماجہ من
حدیث جابر بن عبد اللہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان جو یہی ہذا الامۃ

کیونکہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا خرابی جو تیری اگر
میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟ اس شخص
کی گستاخی پر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت
دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص دہس نہیں ہے بلکہ اس کے
بہت سے ساتھی ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں (مگر) وہ ان کے گلوں
سے تجاوز نہیں کرتا وہ دین سے ایسے نکل جاتیں گے جس طرح تیر
شکار سے (پاں) نکل جاتا ہے (تم کس کس کو مارو گے) اور ابن
نے بروایت نافع حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو
قرآن کو پڑھیں گے (مگر) ان کے گلوں سے تجاوز نہ کر سکیں
کوئی جماعت ان کی نگہ کی وہ ہلاک کر دی جائے گی۔ حضرت
ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ
آپ فرماتے تھے جب ان کی (یعنی خوارج کی) کوئی جماعت نکلی
تو وہ ہلاک کر دی جائے گی ایسا واقعہ بیش بہا مرتبہ سے زیادہ ہوگا
یہاں تک کہ اسی اثناء میں وہ بالکل نکل آئے گا۔ اور ابن ماجہ نے
بروایت قتادہ حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ آخر زمانہ میں
یا فرمایا اس امت میں نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے (مگر) وہ ان
گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان کا سر
مٹا ہوا ہوگا جب تم ان کو دیکھو یا فسر مایا جب تم ان سے
ملو تو ان کو قتل کرو۔

سوتھوئیں اور سترھویں قدریہ اور مجریہ پیدا ہوئے۔
ابن ماجہ نے بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ نقل کیا ہے وہ
کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے پانچ

الْمُكَذِّبُونَ بِأَقْدَارِ اللَّهِ ان مَضُوفًا لَعَوْدِهِمْ
وَان مَانُوا فَلَا تَشْهَدُ وَهُمْ وَاِنْ لَقِيتَهُمْ
فَلَا تَسَلِّطُوا عَلَيْهِمْ وَ أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ
حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَغَانُ
مِنْ هَذِهِ الْقِتَّةِ لَيْسَ لَهَا فِي الْإِسْلَامِ
ضَمِيمٌ الْمُؤْتَمَّةُ وَالْقَدِيرَةُ

تیسرہ ویم رافضی پیدا شدہ آخری
الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ قال
دعا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قَالَ يَا عَلِيُّ اِنْ فَيْكَ مِنْ عَيْسَى
عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلًا ابْغَضْتَهُ الْيَهُودُ حَتَّى
يَقْتُلُوهُ امَّا وَ اَحْبَبْتَهُ النَّصَارَى حَتَّى
اسْتَزَلُّوا بِالْمُزَلَّةِ اَسْتَيْسَى لَيْسَ لَهُ قَالَ
وَقَالَ عَلِيُّ اَلَا وَاِنَّهُ يَهْلِكُ فِي عَجْبٍ
مُطْمِئِنَّا لَيْسَ فِي وَ مَبْغُضٌ مَفْطُوحٌ
شَبَّانِي عَلَى اَنْ يَهْتَفِيَ اَلَا وَاِنَّ لِسِتْ
بَغْيِي وَ لَا يُوْحَى اِلَيَّ وَ لَكِنَّ اَعْمَالَ بَكْنَابِ
اللَّهِ وَ سَنَةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمَا اسْتَطَعْتُ فَمَا امْرُؤٌ كَوْبَهُ مِنْ
طَاعَةِ اللَّهِ خَفِيَ عَلَيْهِ كَوْبُ طَاعَةِ مَسْأُ
الْحَبِثِمْ اَوْ كَرِهْتُمْ وَمَا امْرُؤٌ كَوْبُ عَصِيَّةِ
اَنَا وَ غَيْرِي فَلَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ
اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرِوْفِ
وَ اِنْ چہار مذہب باطل

جو اللہ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں اگر وہ لوگ پیار ہوں تو تم
ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو تم ان کے جنازہ کے
ساتھ نہ جاؤ اور اگر تم ان کو (راستہ میں) ملو تو ان کو سلام
نہ کرو۔ اور ابن ماجہ نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں
دو گروہ ایسے ہیں کہ ان کو اسلام سے کوئی حصہ نہیں ہے وہ مجزیہ
اور قدریہ ہیں۔

اٹھارہویں رافضی پیدا ہو گئے۔ حاکم نے حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر فرمایا علیؓ اتم میں حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی ایک مثال ہے ان سے یہود نے بغض رکھا یہاں تک
ان کی والدہ کو بہتان لگایا اور ان کو نصاریٰ نے دوست رکھا
یہاں تک کہ ان کو اس مرتبہ پر پہنچا دیا جو ان کے لائق نہ تھا بارہوی
کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میرے متعلق بھی دو گروہ ہلاک ہوں گے
ایک وہ جو میرے ساتھ محبت رکھے اور مجھ میں اس بات کا قائل ہوگا
جو مجھ میں نہیں ہے۔ اور (دوسرا) وہ جو مجھ سے بغض رکھے اور میرے
اوپر افترا کرے میری عداوت اس کو اس امر پر برا سمجھتے کرے کہ
وہ مجھ پر بہتان باندھے۔ آگاہ رہو میں نہ نبی ہوں اور نہ مجھ پر وہی
نازل ہوتی ہے بلکہ میں کتاب اللہ پر اور اس کے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت پر بقدر طاقت خود عمل کرتا ہوں اگر میں طاعت
ابھی کے متعلق تم کو حکم دوں تو تم پر میری اطاعت فرض ہو
وہ حکم تمہارے موافق ہو یا مخالف اگر تم کو خدا کی نافرمانی کا حکم دیا
جائے خواہ میں دوں یا کوئی اور دے تو اللہ عزوجل کی نافرمانی میں
کسی (بندہ) کی اطاعت نہ کرنا چاہیے۔ اطاعت دین (ہی) کے
کاملوں میں ہے۔ یہی چاروں مذاہب باطل (یعنی مذہب قدریہ۔

و تاج بر سر نہادن یاد کو شک بادشاہان
پیشین اقامت نمودن در اکاسرہ و قیام
علامت بادشاہی بود۔
بست و سوم اختیار تشدد در عبادات و راضی
برخص شرعی نشدن فی المصایم قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین لیسر ولن
یشدک الدین احدًا الا علی فشدک دوا و قلوبا
و ایش و او استعینوا بالحدود و والہ و حہ و حق
من اللہ لیلۃ ذکر البغوی عن حمیر قال من
ادبر کت من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اکثر من سبعین فما رأیت قوما اھو
سلیقہ و لا اقل تشدد انہم قال ابو نعیم
اذا ابغض فی الاسلام امران فخذ ایسرا ھما
و قال الشعبي اذا اختلف علیک فی
امر من فخذ ایسرا ھما و قال الشعبي اذا
اختلف علیک فی امرین فخذ
ایسرا ھما فان ایسرا ھما اقرب ھما من
الحق لان اللہ سبحانہ و تعالیٰ یقول یزید
اللہ یمکو الیسر و لا یزید یمکو العسر۔
و آئین آثار مفہوم می شود کہ تعلق شخص از
مذہب اربعہ بعد از آنکہ نفس قرآن و حدیث
مشہور و اجماع سلف و قیاس علی و
حدیث صحیح از ان باز نمائستہ باشد حسن
است خلافاً للفقہاء المتأخرین بل
شعبہ بعضهم الی العسق۔

بست و چہارم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دو فتنہ را ذکر فرمودہ آخر جہم البغوی
من حدیث حدیفہ قال قلت
یا رسول اللہ! ایکون بعد ھذا
الخیر شر کما کان قبلہ شر قال
نعم قلت فما العصمۃ یا رسول اللہ
قال السیف قلت وھل بعد السیف
بقیۃ قال نعم یکون اما سرہ
علی اقتداء و ھدایت علی
حکمن قال قلت ثم ماذا قال ثم یشتد
دعاہ الضلالة فان کان اللہ فی الارض
خلیفۃ جلد ظہرک و اخذ مالک فاکثر
و لا تموت و انت عاشق علی جلد
شجرہ و فی لفظ قلت یا رسول اللہ ان
کتنا فی جاہلیتہ و شر فھنا نا اللہ
یھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر
من شر قال نعم قلت وھل بعد
ذلک الشر من خیر قال نعم
و فیہ دخن قال قلت و ما
دخنہ قال قوم یھدون بغیر
ھدایتی تعرف منہم و تشکر قلت
فھل بعد ذلک الخیر من
شر قال نعم دعا علی ابواب
جہنم من اجابہم الیھا
قد فولا فیھا قلت

چوبیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو فتنے ذکر فرمائے
نبوی نے بروایت حدیفہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت
نبوی میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس خیر (ویرکت کے زمانہ)
کے بعد شر و فساد بھی ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے شر تھا۔ آپ نے
فرمایا ہاں (ہوگا) میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! پھر
(اُس سے) بچاؤ (کی) کیا (صورت) ہے؟ آپ نے فرمایا تلوار۔
میں نے عرض کیا۔ کیا تلوار کے بعد بھی کچھ فتنہ باقی رہ جائیگا۔
آپ نے فرمایا ہاں امارت ہوگی کہ دولت کے ساتھ اور صلح ہوگی
تیرگی کے ساتھ۔ حدیفہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا پھر اس کے
بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا اگر اسی کی طرف ہٹانے والے پیدا
ہوں گے۔ پس (اس وقت) اگر زمین پر اللہ کا (کوئی) خلیفہ ہو
گو وہ تم کو مانے اور تمھارا مال چھین لے تم اُس کے ساتھ ہی
رہنا ورنہ (در صورت نہ ہونے خلیفہ کے) تم اس حال میں جان
دینا کہ درخت کی جڑ و اتوں سے پکڑے ہو۔ اور ایک روایت میں
(اس طرح) ہے میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! ہم لوگ فطرت
اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ تعالیٰ اس خیر (ویرکت) یعنی
دین اسلام کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد (پھر) شر ہوگا۔ آپ نے
فرمایا ہاں (ہوگا) میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد (بھی) خیر
ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں (ہوگی) مگر تیرگی کے ساتھ۔ میں نے
عرض کیا اُس کی تیرگی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسے لوگ ہوں گے
جو میسر می روش چھوڑ کر دوسری روش پر چلیں گے تم ان میں
نیک و بد (دونوں قسم کی باتیں) دیکھو گے۔ میں نے عرض کیا
کیا اس خیر کے بعد (بھی) شر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں کچھ لوگ
دور شر کے دروازوں پر کھڑے ہوتے (لوگوں کو) ہٹاتے ہوں گے
جن سے ان کا کہنا مانا انھوں نے اُسے دفع میں ڈال دیا میں عرض کیا کہ

یا رسول اللہ! آپ ہم سے ان لوگوں کی پہچان بیان فرمادیں۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ ہمارے ہی ملک کے ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر آپ میرے لئے کیا حکم کرتے ہیں اگر میں ان کا زمانہ پاؤں (نویکیا کروں) آپ نے فرمایا اس کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت جماعت اور امام نہ ہوں (نویکیا کروں) آپ نے فرمایا تو ان تمام فرقوں سے صلحہ رہنا اور اگرچہ تم سب الگ رہ کر کسی درخت کی چڑیاؤں سے مقبوض ہو کر رہو اور اس حال میں تمہاری موت آجائے تو تمہارے حق میں یہ تر ہوگا۔ اور امام مسلم نے عقبہ بن غزوہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ کوئی نبوت ایسی نہیں ہوگی ہے کہ وہ رفتہ رفتہ سلطنت نہ بن گئی ہو۔ اور عنقریب تمہاری آزمائش ہوگی اور تم کو ہمارے بعد سرداروں کا تجربہ ہو جائیگا۔ اور ان دو فتوں کی تفسیر سعید بن مسیب کے کلام سے واضح ہوتی ہے۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ پھیلے تو اس میں حاضرین بدر سے کوئی باقی نہ رہا۔ پھر دوسرا فتنہ ہوا تو حاضرین بدر میں سے ایک بھی نہ رہا اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر اب سیرا فتنہ ہو تو وہ کسی صاحب طہار کے کو باقی نہ رکھے گا۔ بقوی اس قول کی شرح میں کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب پہلے فتنہ سے حضرت عثمان کی شہادت مراد لی اور دوسرے (فتنہ) سے (واقعہ حرہ) جو بزرگ کے زمانہ میں ہوا ہے اور لفظ طہار کے معنی خیر و نفع کے ہیں (عرب کے معاویہ میں) کہا جاتا ہے فلاں شخص کے کو طہار نہیں یعنی اس کو عقل نہیں۔ پس فتنہ اولی (دکھت) حضرت عثمان کی شہادت اور اس کے بعد اس وقت تک کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان کی خلافت قائم ہوئی۔ اور فتنہ ثانیہ

بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان کا استقرار خلافت عبد الملک۔ در روایت اولی واقعہ روت کہ در زمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقع شدہ بود فتنہ شمرہ اند باعتبار شدت بر مسلمین و در روایت ثانیہ روت را فتنہ شمرہ اند نیز کہ اس واقعہ بن المسلمین ہو بلکہ در میان مسلمین و کفار بہشت و جہنم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نشو و نمائی ملت اسلامیہ صورتے معین فرمود کہ تا آخر عہد حضرت عثمان متفق شد و بعد از انزار بقتن نمودند آخر جرح البغوی عن عروہ بن الزبیر عن کتب بن علقمہ الخراعی قال قال اعرابی یا رسول اللہ هل لا سلام منھ قال نعم ایما اهل بیت من العرب والعجم اسماہ الله بهم و خیر الدخل الله علیہم الاسلام قال شتر ماذا یا رسول اللہ قال شتر یقع الغنائن کا تہا الطلل قال فقال الاعرابی کلا یا رسول اللہ فقال النبوی صلی اللہ علیہ وسلم واللہ فی نفسی بید لا شتر لعمودت فیہا اسودہ صیالہ یضرب بھنکم رقاب بعض قولہ اسودہ ای حیات و قولہ صیالہ جمع صبا و صبا اذ مال من دین الی دین۔ بہشت و جہنم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ فتنہ کی ابتدا میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی وفات سے شروع ہوا اور عبد الملک کی خلافت کے قرار پذیر ہونے تک رہا۔ پہلی روایت میں واقعہ روت کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا فتنہ میں شمار کیا ہے اس اعتبار سے کہ (اس فتنہ میں) مسلمانوں پر شدت ہوئی (اور جدال و قتال کے مصائب پیش آئے) اور دوسری روایت میں روت کو فتنہ نہیں شمار کیا کیونکہ یہ واقعہ مسلمانوں کے درمیان نہ تھا بلکہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان میں تھا (اور فتنہ وہی ہے جو مسلمانوں کے درمیان ہو)۔ پچیسویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشو و نما ملت اسلامیہ کے لئے ایک صورت مقرر فرمائی تھی جو آخر عہد حضرت عثمان تک متفق ہوئی۔ پھر اس کے بعد آپ نے فتنہ سے ڈرایا۔ بقوی نے عروہ بن زبیر سے انھوں نے کر بن علقمہ الخراعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے (خدا صحتی میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اسلام کی (ترقی کی) کوئی حد ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں (ہے) عرب ہوں یا عجم جن گھروالوں کے لئے اللہ بہتری چاہے گا ان پر اسلام کو داخل کرے گا۔ اس اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ پھر مثل اہر کے فتنے گھبرائیں گے۔ پھر اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا تو بزرگ نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ایسا تو ضرور ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اسود صبار (یعنی سانپ بن کر) اور بے دین ہو کر، ان فتنوں میں ضرور پڑو گے۔ (اسودہ) اسودہ جمع، یعنی سانپ اور صبار صبا کی جمع ہے۔ عرب کہتے ہیں صبا جب کوئی شخص ایک دین چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف میلان کرے۔ پچیسویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی ابتدا میں

وَجَمِيعُ آيَاتِ إِفْكَرِيَّتِ الشَّاعَةِ وَانْشَقَّ
الْقَتْمُ الَّتِي غَيْرَ ذَلِكَ مِنْ أَحَادِيثِ
وَأَيَّاتِ فِي هَذَا الْمَعْنَى مِمَّا لَا يَحْصِي
وَرَوَّابِشِ أَمْتِ كَ خَرُوجِ دَجَالٍ وَ قِيَامِ
سَاعَتِ يَافِرْتِ كَ مَذْكَورِ شَدِّ
رَبِطِ دَارِ بَانَسِدِ رِبْطِ زَانَدِنِ نِهَالِ
بِسَارِ آوَرْدَنِ آں نِهَالِ گُویَا بَدَنِ
حَرَكَتِ اِیْنِ فِتْنَةِ اسْتِ وَ غَايَتِ
آں خَرُوجِ دَجَالِ وَ قِيَامِ سَاعَتِ وَ لِهَذَا
حَضَرَتِ نُوْحِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنْذَارِ قَوْمِ خُودِ
فَسَدِ مَوَدِدِ بَدَجَالِ بَاوُودِ بَعْدِ حَضَرَتِ
نُوْحِ بَزْمَانِ تَهْوُرِ دَجَالِ وَ قَتْلِ كَ شَخْصِ
نِهَالِ مَ نَشَأَتِ سِیْكَوِدِ كَ عَقِبِ
نَشَأَتِ آں نِهَالِ بَارِ آوَرْدَنِ آں
وَ هَرِ سِیْ كَ مَ كَسَدِ اَزِ شَقِ وَ
سَافَتِ شَرِیْتِ نَخْلِ وَ غَمِیْسِ اَلْ غَاثِشِ
بَارِ آوَرْدَنِ اسْتِ بَنِ بَرِ جَانْتِیْ مِثْوِ اَزْخَالِ
خَرُوجِ دَجَالِ اسْتِ وَ اِنْجَا سَرِ اسْتِ
وَقِتِّ كَ بَدَوِ تَهْمِیْدِ مَقْدَمَاتِ نَوَالِ
زَبَانِ كَشَاوِ وَلِیْسِ لِهَذَا مَقَامُ -

بِسْتِ وَ شَتْمِ حَدِیْثِ عَمِیْدَةِ بِنِ الْبَرَجِ وَ
مَعَاذِ بِنِ جَبَلِ قَالِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْهَ بَدَا لِهَذَا الْاَمْرِ
نُبُوَّةٌ وَ رَحْمَةٌ شَرَّكَائِشِ خِلَافَةُ
رَحْمَتِ شَرَّكَائِشِ مَلِكًا اَعْضُوْضًا

ملی ہوئی ہیں، اور اسی طرح یہ آیت کریمہ (یعنی حیرت پیدا کرتی ہے) کہ
اِفْكَرِيَّتِ الشَّاعَةِ وَ انْشَقَّ الْقَتْمُ (ترجمہ: قریب گئی قیامت
اور پھٹ گیا چاند) علاوہ اس کے اور بھی آیات اور احادیث اس
بابے میں بے شمار ہیں (پھر کیا سبب ہو کہ باوجود ظہور ان جملہ
علامات کے قیامت کا ایک کوئی نشان ہی نہیں) اس کا جواب
یہ ہے کہ دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا یا ہر فتنہ جو نہ کوئی ہمارے
(اس کو قیامت کے ساتھ) ایک قسم کا ربط اور تعلق ہے جیسا کہ
کسی درخت کا لگانا اور اُس کا پھلنا ان دونوں میں باہم ربط ہے
(یعنی درخت لگنے کی غایت اور غرض یہی ہے کہ وہ پھلے) گویا
کہ اس حرکت (یعنی آمد قیامت) کی ابتدا یہ فتنہ ہے اور اس حرکت
کی غایت دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا ہے اسی لئے حضرت
نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا باوجود کہ حضرت
نوح علیہ السلام کے زمانہ کو دجال سے بعد تھا۔ اس کو اس مثال
میں سمجھ لو کہ جب کوئی شخص ایک درخت لگاتا ہے تو کہتا ہے
کہ اس درخت کے لگنے کا نتیجہ اس کا پھلنا ہے اور وہ شخص جو
کچھ کوشش (اور محنت) کرتا ہے اور اس درخت کو پانی دیتا ہے
ان سب کی غایت اُس درخت کا پھلنا ہوتا ہے۔ غرض سلسلہ اس
گفتگو (یعنی ذکر فتنہ) کا اسی وقت ختم ہوگا جب دجال نکل
آئے گا۔ یہاں ایک دقیق راہ ہے جو بدون تہمید (چند مقدمات
کے بیان نہیں ہو سکتا مگر یہ مقام ان مقدمات کے ذکر کرنے کا
نہیں ہے۔

اٹھا اٹھائیں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت معاذ
بن جبلؓ کی حدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
یہ امر (اسلام) نبوت و رحمت (کے ساتھ) شروع ہوا پھر فتنہ
اور رحمت ہونے والا ہے پھر کائنات والی سلطنت ہونے والا ہے

پھر سرکشی اور جبر اور امت کے اندر باعث فساد ہو جائے گا۔
لوگ ریشی لباس اور شرابیں اور شر مگاہیں اور امت میں فساد
کرنا حلال سمجھ لیں گے۔ اور باوجود ان کاموں کے ان کو مدد دی
جائے گی اور ہمیشہ رزق پائے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ سے
مل جائیں۔

بِسْتِ وَ نَسَمِ اخْرَجِ ابْنِ مَاجَةِ مِنْ
حَدِیْثِ خَرِیْدِ بِنِ وَ هَبِ عَنِ عَبْدِ الْمَلِکِ
ابْنِ عَبْدِ رَبِّ الْکَلْبَةِ قَالَ اَسْتَقِیْتُ اَلِی
عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَ هُوَ
جَالِسٌ فِی ظِلِّ الْکَعْبَةِ وَ النَّاسُ یَجْتَمِعُوْنَ
عَلَيْهِ فَمَعَتْهُ یَقُوْلُ بَیْنَا مَعْنِ مَعِ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فِی سَفَرٍ اِذْ نَزَلَ مِنْهُ لَا فِتْنًا مِّنْ بَعْدِ
یَحْیَیَّاءَ وَ مَتَّانٍ مِنْ تَنْقِیْلِ وَ مِثْلَا
مَنْ هُوَ فِی حَکْمِہَا اِذْ نَادَى مَنَادِیْہِ
الصَّلَوةُ جَامِعَةٌ فَاجْتَمَعُوا فَقَامَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ اَفْخَالَ
اِنَّہُ لَوَسِیْکُنِ نَبِیِّ قَبْلِیْ اَلَا کَانَ حَقًّا
عَلَیْکُمْ اِنْ یَدْرَکَ اَمْتِ عَلَیْکُمْ مَایَعْلَمُ
خَیْرًا اَللّٰهُمَّ وَ مَنِّدْ سَہْمَ مَایَعْلَمُ شَرًّا
لِّہُمْ وَ اَنْ اَمْتِ کَ جَعَلَتْ عَافِیَّتُہَا
فِی اَوَّلِہَا وَ اَنْ اَخْرَجَہُ بِصِیْدِہِمِ بِلَاوُ
وَ اَمُوْرَ تَنْکَرُوْہَا شَرَّ یَحْیٰی فِیْنِ
یَرْفُقُ بَعْضُہَا بَعْضًا فَمَقُوْلُ
الْمَوْمِنِ ہَذَا کَ مَہْلَکَتِیْ شَرِّ
تَنْکَشِفُ شَرِّ تَجُوْجِ فِتْنَتِہَا

مجموعہ ہلاک کرنے والا ہے پھر وہ فتنہ دفع ہوگا تو اس کے بعد کوئی فتنہ

فَيَقُولُ الْمَوْتُ مِنْ هَذَا مَا مَهْلِكُنِي ثُمَّ تَنَكَّشُ
فَمِنْ سَرَّاهُ إِنَّ يَكُونُ عَنْ النَّاسِ
وَيَكُونُ خَلَّ الْجَنَّةِ فَلَمَّا رَكَعَ مَوْتَهُ
وَهُوَ مِنْ بَإَدْنِ الْيَوْمِ الْآخِرِ وَلِيَأْتِ
إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يَأْتِيَ إِلَيْهِ
وَمَنْ بَاتَعَ إِمَامًا فَأَعْلَاهُ صَفَقَةً
يَمِينِهِ وَشَمَالَهُ قَلْبُهُ فَلْيُطِئْهُ
مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَاءَ آخِرَتَانِ
فَأَضْمِرْ بَوَاقِي الْآخِرِ قَالَ فَالْخُلُوعُ
سَرَّاهُ مِنْ بَيْنِ النَّاسِ فَقُلْتُ
أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ أَتَى سَمِعْتُ هَذَا
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ فَاشْكُرْ بِيَدِكَ أَلَمْ
أَذْكُرْكَ فَقَالَ سَمِعْتَهُ أَذْكَرُ
وَوَعَاكَ قَبْلَهُ.

تمام اخبر البخاری من حدیث
قیس بن ابی حازم عن مرداس بن سلمی
قال لنبی صلی اللہ علیہ وسلم یدعی
العالمون الاول قال اول ویتفق حقالہ
کحقالہ الشیخ والشیخ لایبالیہو اللہ ہالہ و
مترتفسیر ہذا الحدیث من قول سعید
بن ظبیب وہیں قیس بن ابی بیکہ را آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ اند کہ در باب فتن
و باب تغیر الناس و در باب متفرقہ عیون یافت
لیکن دریں جا ہم بریں قدر اتفاقا کسیم

أَلْعَرَفَةُ تَنَكَّشُ عَنْ الْخَدَّيْنِ وَالْجَفَّةِ تَحْتَلِي
عَنْ الْيَمِينِ الْكَبِيرِ

بآؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
برائے زمان ظہور شرور احکام و مصالح علویہ
تشریح نمودند دور احادیث بسیار فرمودند
کہ چون زمان کذا و کذا ظاہر شود باید کہ
شما چنین کار کنید و چنان
عمل نمائید۔

اول غیر مستحق خلافت چون مسلم
شود واجب است اطاعت او قیام و افاق
الشہر لا فیما خالفہ۔

دوم خروج کردہ نشود بر روی وقت
نمودہ نشود باوے مگر آنکہ کفر صریح از او
ظاہر گردد و ایں مضمون متواتر یا نبی

است فمن حدیث انس ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا یذکر اسمی و ارجع و لو لعبدی
حبشی کان رأسہ زبیبہ و من
حدیث ام المصطفیٰ انہا سمعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب
فی حجة الوداع و هو یقول و لو استعوا علیکم
عبد یقودکم بکتاب اللہ اجمعوا و
اطيعوا و من حدیث عبد اللہ بن عمر عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال السمعة والطاعة
علی الامم المسلمہ فیہما أحب و کما

موافق مثل مشہور کے، ایک چلو سے سائے عوض کا حال معلوم ہوتا
ہے اور ایک مٹھی قد بڑے مکھن کی حالت بتا رہا ہے (یہ مثل
اردو فارسی میں شے نمونہ از خوار کے فقرہ سے مشہور ہے)۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ ظہور شر و فساد
کے (بعض) احکام و مصالح (جو اس وقت کے مناسب ہیں) بیان
بیان فرمادیئے اور اکثر احادیث میں ارشاد فرمایا کہ جب ایسا ایسا
زمانہ ظاہر ہو تو تم کو چاہیئے کہ اس طرح کام کرو اور اس طرح عمل کرو
(مضمون ان احکام زمانہ فتنہ و فساد کے) پہلا (حکم)
یہ کہ جب (تم پر) کوئی شخص غیر مستحق خلافت مسلط ہو جائے
تو ان احکام میں جو شرع کے موافق ہوں تم پر اس کی اطاعت
واجب ہے ذان احکام میں جو شرع کے مخالف ہوں۔

دوسرا (حکم) یہ کہ اس سے بغاوت نہ کی جائے اور نہ اس
جنگ کی جائے ہاں اگر اس سے کفر صریح ظاہر ہو (تو اس حالت
میں بغاوت اور لڑائی درست ہے) یہ مضمون متواتر یا نبی ہے
(چنانچہ) بروایت انس بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
کہ آپ نے حضرت ابوذر سے فرمایا (اپنے حاکم کا) حکم سنو اور
(اس کی) اطاعت کرو اگرچہ وہ (ذلیل) حبشی غلام ہو اور اس کا
سر مثل مویز کے چھوٹا (اور حقیر) ہو۔ اور بروایت ام حصین
منقول ہے (وہ کہتی تھیں کہ) انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھ رہے تھے اس میں
آپ نے فرمایا اگرچہ غلام تمہارا حاکم کر دیا جائے اور وہ تم پر
کتاب اللہ کے ساتھ حکومت کرے تو تم اس کا حکم سنو اطاعت
کرو۔ اور بروایت حضرت عبد اللہ بن عمر بنی صلی اللہ علیہ وسلم
سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا (حاکم وقت کا) حکم سنو اور اطاعت
کرو ہر مرد پر واجب ہے چاہے وہ اُسے پسند کرے یا ناپسند

مَا لَوْ يَدْرِي بِمَعْصِيَةٍ إِذَا أَمَرَ بِهَا
فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ وَمِنْ حَدِيثٍ
عَلَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَاعَةَ فِي
مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْشُورِ
وَمِنْ حَدِيثٍ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ لِلْخَلْقِ
فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ وَمِنْ حَدِيثٍ
عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ دَعَانَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَبَايَعَنَا فَقَالَ فِيمَا اخَذَ عَلَيْنَا
أَنْ بَايَعْنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ
فِي مَنْشُطِنَا وَمَكْرَهَاتِ
عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَشْرَافِ
عَلَيْنَا وَأَنْ لَا نُنَازِعَهُ كَلَامَهُ
أَهْلُهُ أَلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بِإِوَاحَا
عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فَيَنْهَ بَرَهَانُ
وَمِنْ حَدِيثٍ أَمْرُ سَلَمَةَ
قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ عَلَيْكُمْ
أَمْرَاءُ تَعْرِفُونَ وَتَسْكُرُونَ
فَمِنْ أَسْكُمْ فَقَدْ بَرِحُوا وَمِنْ
كِبَرِهِ فَقَدْ سَكُرُوا وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ
تَابِعَ قَالُوا أَفَلَا نَقْتُلُهُمْ

تا وقتیکہ اس کو خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم نہ کیا جائے اور جب
خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم کیا جائے تو اس صورت میں نہ حکم
سننا واجب ہے اور نہ اطاعت اور بروایت حضرت علیؓ
منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی
نافرمانی میں کسی کی اطاعت (واجب) نہیں اطاعت تو
انہی امور میں ہے جو مشروع ہیں۔ اور بروایت نواس بن سمان
منقول ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں
اور بروایت عبادہ بن صامت منقول ہے وہ کہتے تھے کہ
ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور ہم سے بیعت لی تو
میں نے ان باتوں کے جن کا آپ نے ہم سے عہد لیا تھا ایک بات
یہ تھی کہ آپ نے ہم سے اس شرط پر بیعت لی کہ ہم اپنی خوشی
اور ناخوشی میں اور سختی اور آسانی میں اور اپنے اور دوسرے کو
ترجیح دیے جانے میں آپ کا حکم سنیں گے اور آپ کی اطاعت
کریں گے۔ اور یہ کہ کسی اہل (حکومت) سے اس کی حکومت کے
متعلق ہم منازعت نہ کریں گے (پھر فرمایا) مگر یہ کہ تم اس سے
ظاہر کفر دیکھ لو اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل
بھی اس کے (کفر ہونے کے) متعلق ہو اور بروایت ام سلمہ
منقول ہے وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ تمہارے اوپر ایسے حاکم ہوں گے کہ تم ان سے (بغض
امور) پسند کرو گے اور (بغض) ناپسند کرو گے پس جس نے ان
کاموں کو بڑا کھدیا وہ بری الذمہ ہو گیا اور جس نے (بر ملا برانہ
کہا مگر دل سے) بڑا جانا وہ بھی سلامت رہا مگر جو ان کاموں
سے راضی ہوا اور ان کی پیروی کی (وہ بلاک ہوا) لوگوں نے عرض
کیا ذکر یا رسول اللہ! کیا ایسی صورت میں ہم ایسے سردار کو قتل نہ کریں

قَالَ لَا مَصَدُقًا لِمَا صَلُّوا وَمِنْ حَدِيثٍ
الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ بَنِي اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمْرِيحِي بَنِي ذَكْرِيَا
بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهِنَّ
وَأَنْ يَأْمُرَ بِنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا
بِهِنَّ فَكَأَنَّهُ يُبْعَثُ فَقَالَ لَهُ عِيسَى
أَنْتَ قَدْ أَمَرْتَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ
أَنْ تَعْمَلَ بِهِنَّ وَأَنْ تَأْمُرَ
بِنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهِنَّ
فَأَمَّا أَنْ تَبْلُغَهُمْ وَأَمَّا أَنْ
أَبْلُغَهُمْ فَقَالَ يَا اخِي ابْنِي
أَخِي أَنْ سَبَقْتَنِي أَنْ أَعَذَّبَ
أَوْ يُخْصَفَ بِي بِجَمْعِ بَنِي إِسْرَائِيلَ
فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ حَتَّى أَمْتَلَأَ الْمَسْجِدَ
وَقَعْدَ عَلِيٍّ الشَّرَفِ فَحَمْدُ اللَّهِ
وَأَشْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي
بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ تَعْمَلُوا بِهِنَّ
أَوَّلُهُنَّ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا
بِهِ شَيْئًا فَإِنْ مَثَلُ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ
أَشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَاصِّ مَالٍ
بِوَسْطِيٍّ أَوْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ ذَاكَ دَارِي
وَهَذَا عَمَلِي فَأَعْمَلْ وَادِّ الْوَلَدَ
عَمَلِي فَعَمَلِي وَيُؤَدِّي عَمَلَهُ
لَنْ غَيْرِ سَيِّدٍ لَا فَاتَ كَمْ

آپ نے فرمایا۔ نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے ہیں (ان کا قتل
کرنا درست نہیں) اور بروایت حارث اشعری منقول ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ
بن زکریا (علیہ السلام) کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر
عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان کے کرنے کا حکم دیں حضرت
یحییٰ علیہ السلام سے (تعمیل حکم آگئی میں) کچھ تاخیر ہونے لگی
تو ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم کو پانچ باتوں کا
حکم ہوا ہے کہ خود ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر
عمل کرنے کا حکم کرو۔ یا تو تم ان باتوں کو بنی اسرائیل تک پہنچا
یا میں ان تک پہنچا دوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔
اے بھائی میں ڈرتا ہوں کہ اگر ان احکام کے پہنچانے میں تم
مجھ پر سبقت کرو گے تو مجھ پر (آسمان سے کوئی) عذاب نازل ہوگا
یا میں زمین میں دھنس جاؤں گا (اسناد ان احکام کی تبلیغ میں
خود کروں گا) پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں
بنی اسرائیل کو جمع کیا یہاں تک کہ مسجد بھر گئی اور وہ لوگ بلند
مقام پر بیٹھے (تاکہ سب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھیں اور
ان کا کلام سنیں) پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اللہ کی حمد
و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے
کہ تم لوگ ان پر عمل کرو۔ ان میں پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت
کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو پس تحقیق اس کی مثال
ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اپنے خاص مال چاندی یا سونے سے
ایک غلام خرید کیا اور اس سے کہدیا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا
(منصبی) کام ہے (اس کی اجرت مجھے ملتی ہے) اب تو یہ کام کیا
اور کام کی اجرت مجھے دیا کرنا وہ غلام کام کرنے لگا مگر اپنے کام
کی اجرت اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور کو دیدیتا ہے پس (بتاؤ) تم میں سے

کس کو یہ اچھا معلوم ہوگا کہ اُس کا مقام ایسا (نا فرمان) ہو اور بیشک اللہ عزوجل نے تم کو پیدا کیا اور تم کو رزق دیا پس (تم کو چاہیے کہ) تم اس کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میں تمہیں نماز (قائم رکھنے) کا حکم کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی توجہ اپنے بندہ کی طرف رکھتا ہے جب تک کہ وہ بندہ دوسری طرف التفات نہ کرے پس جب تم نماز پڑھا کرو تو کسی طرف التفات نہ کیا کرو اور میں تم کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ روزہ (دوار) کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کسی جماعت میں ہو اور اُس کے پاس مشک کی ایک تھیلی ہو ہر ایک بھی چاہتا ہے کہ مشک کی خوشبو سونگھے (اسی طرح روزہ دالہ کے روزہ کی خوشبو حق تواری اور ملائکہ کو مرغوب ہے) اور میں تم کو زکوٰۃ دینے کا حکم کرتا ہوں کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص کو اس کے دشمنوں نے قید کر لیا اور اُس کے ہاتھ اس کے گردن سے ملا کر باندھ دیئے اور گردن مارنے کے لئے آگے بڑھایا پھر اُس نے اپنے دشمنوں سے کہا کیا تم مجھے میری جان کا فدیہ لوگے (اور میری جان چھوڑ دو گے) دشمنوں نے اُسے منظور کر لیا) پھر اُس نے اپنی جان کا فدیہ دیدیا (اور قتل سے بچ گیا) اسی طرح زکوٰۃ عذاب الہی کا فدیہ ہے) اور میں تم کو حکم کرتا ہوں کہ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص کا اُس کے دشمن نے تعاقب کیا اور اُس کے پیچھے دوڑا پھر وہ شخص ایک مضبوط قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اور اُس میں محفوظ ہو گیا کیونکہ بندہ کے لئے شیطان کے شر سے محفوظ ہونے کا سب سے عمدہ طریقہ یہی ہے کہ اللہ کا ذکر کریں راوی کا بیان ہے کہ یہاں تک بیان فرما کر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (جی) تم کو کافرانوں کا جہنم کا حکم (میرے

یُسرا) ان یکون عیدہ کذا لک وان اللہ عزوجل خلقکم ورازکم فاعبدوا ولا تشکوا بہ شیئاً وامنوکم بالصلوٰۃ فان اللہ ینصب ویمہ لعیبہ ما لہ یرتقت فاذا صلیتم فلا تلتفتوا وامنوکم بالصیام فان مثل الصیام کمثل رجل معہ صرّۃ من وسمک فی عصاۃ کلہو یحب ان یجد رجلاً المسک وامنوکم بالصدقۃ فان مثل ذلک مثل رجل اسرا الحدا فشد واید یہ الے عنقہ فقد مویٰ لیضربوا عنقہ فقال هل لکم الی ان افتدی نفسی فجعل یفتدی نفسہ وامنوکم بذكر اللہ کثیراً فان مثل ذلک کمثل رجل طلبہ العدو وصرعاً فی الشریۃ فاتی حصناً حصیناً فنحصر فیہ فان العبد احسن ما یکون من الشیطان اذا کان فی ذکر اللہ عزوجل قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا امرکم بخمس

امری بہ بالجماعۃ والسمع والطاعۃ والہجرۃ والجهاد فی سبیل اللہ وانہ من خرج من الجماعۃ قیداً شارباً فقد خلع ربقة الاسلام من عنقہ الا ان یرجع ومن حدیث ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من فارق الجماعۃ وخرج من الجماعۃ فمات فمیتۃ جاهلیۃ ومن خرج علی آتۃ سیفہ یضرب بها دفلاً جرحھا لا یحاشی مؤمناً لا یمانہ ولا یف لذلّی عہد یجہد فیہ فلیس من آتۃ ومن حدیث عبد اللہ بن مسعود قال قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون یعدی اشراً واموراً اثنتیکم ونہا قالوا فمات امرت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ادوا الہم حقائقہم وسلوا اللہ حقکم ومن حدیث واصل بن حجو قال سأل سلمۃ بن یزید الجعفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا نبی اللہ ارایت ان قامت علینا امراء یمثلوننا حقہم ویمنعوننا حقنا قال اسمعوا واطیعوا فاستما علیہم خدائے) دیابے حکم دیتا ہوں (مسلمانوں کی) جماعت کے ساتھ رہنا اور اپنے حاکم کا حکم سننا) اور (اُس کی) اطاعت کرنا اور (راہِ خدا میں) ہجرت کرنا اور فی سبیل اللہ جہاد کرنا اور شخص بقدر ایک بالشت کے (جی) جماعت سے جدا ہوا تو اُس نے اپنی گروں سے اسلام کی رسی نکال ڈالی مگر یہ کہ وہ پھر (جماعت کی طرف) رجوع کرے۔ اور بروایت ابو ہریرۃ منقول ہے وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور جماعت سے بکلی گیا پھر مر گیا تو وہ جاہلیت کی سی موت سے مرے گا۔ اور جو شخص میری امت پر تلوار لے کر نکلا اور نیک و بد ہر طرح کے لوگوں کو قتل کرے لگا اور وہ نہ کسی مؤمن (کے قتل) سے بلحاظ اس کے ایمان کے پرمیز کرتا ہے اور نہ کسی ذمی (کے قتل) سے بلحاظ اُس کے عہد کے تو وہ شخص میری امت سے نہیں ہے۔ اور بروایت حضرت عبد اللہ بن مسعود منقول ہے وہ کہتے تھے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عنقریب میرے بعد اپنے سرداروں سے اپنے اوپر دوسروں کو (ترجیح پاتے ہوئے) دیکھو گے اور ایسے امور کو (دیکھو گے) کہ تم اُن سے انکار کرو گے (سوائے ان کے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ایسے وقت میں) آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم ان کے حقوق دیدینا اور اپنے حق کو خدا سے طلب کرنا۔ اور بروایت وائل بن حجر منقول ہے وہ کہتے تھے کہ سلمہ بن یزید جعفی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا او (یہ) کہا کہ یا نبی اللہ! ارشاد فرمائیے کہ اگر ہمارے اوپر ایسے سردار ہو جائیں جو اپنے حق (تو) ہم سے طلب کریں اور ہمارے حق سے ہم کو روکیں تو اس صورت میں ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا تم (اُن کا حکم) سنو اور (اُن کی) اطاعت کرو کیونکہ اُن پر

ما تملکوا وعلیکم ما حُمِلَکم اخرج ہذا الاحادیث کلہا البغوی۔

سوم چل بیعت برائے شخصے منعقد شد و تسلط او مستقر گشت اگر کسی روئے خزیج نماید و قال کند اولامی باید گشت افضل باشد ازوے یا مساوی یا مفضل اخرج البغوی عن عوفی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من خرج علی امتی و هو مجتہون یزید ان یغترق بینهما فاقوا لک کثافتا من کان و اخرج البغوی من حدیث ابی نضرہ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بویع الخلیفتین فاقوا لک الخضر منہما و اخرج البغوی من حدیث ابی حازم عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان بنو اسرائیل تمسوسہم الانبیاء کلمًا ہلک نبی خلقہ نبی و ابنہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فی کثرون قالوا فما تأمرنا قال فوالبیعة الا قول فلا قول اعطوہم حقہم فان اللہ سألہم عما استعانہو

وہ دبار ہے جو ان پر رکھا گیا ہے اور تم پر وہ دبار ہے جو تم پر رکھا گیا ہے۔ ان تمام حدیثوں کو بغوی نے روایت کیا ہے۔ تیسرا حکم جب کسی شخص کے بیعت منعقد ہوگئی اور اس کا تسلط قرار پذیر ہو اگر دوسرا شخص اس پر خزیج کرے اور اس سے لڑے تو اس کو قتل کرنا چاہیے وہ خزیج کرنے والا غلہ پہلے شخص سے افضل ہو یا اس کے برابر ہو اس سے مفضل ہو (پھر حال بعد انتقاد بیعت سب مسلمانوں کو اس باغی کا دفع کرنا واجب ہوگا) بغوی نے عوفی سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے جس نے میری امت پر اس حال میں خزیج کیا کہ وہ متفق ہوں اور وہ (خرزیج کرنے والا) ان کے درمیان تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے تو تم سب اسے قتل کر دیا چاہے کوئی ہو۔ اور بغوی نے روایت ابونضرہ کے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو جو ان میں سے بچھلا ہے اسے قتل کر دالو۔ اور بغوی نے روایت ابو حازم حضرت ابو ہریرہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں تو یہ طریقہ تھا کہ ان کے انبیاء ان کے سردار ہوا کرتے تھے اور جب کوئی نبی ہلاک ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی سردار ہوتا اور مسیح بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عنقریب (میرے بعد خلیفہ ہوں گے اور کثرت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا پھر آپ ہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ سب پہلے جو خلیفہ بنا ہو اس کی بیعت پوری کرو۔ (الغرض) تم اپنے حکام کا حق ادا کر رہو یہ خیال نہ کرو کہ وہ تمہارا حق ادا نہیں کرتے) کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ان سے ان لوگوں کے حق کی باز پرس کیگا پھر اس کا حکم بنایا

اور ابن ابی نے روایت عبد اللہ بن عمرو بن ماس ایک طویل قدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس سے اس مان لیا تو چاہیے کہ تا امکان خود اس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا شخص اس (خلیفہ) سے جھگڑنے کے لئے آئے تو تم لوگ اس دوسرے کی گردن مارو۔

چوتھا حکم جب فتنہ کے زمانہ میں خلفاء نماز (ادا کرنی) میں تاخیر کریں تو کیا کرنا چاہیے؟ (امام) مسلم نے حضرت ابو ذر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسے ابو ذر) تم اس وقت کیا کرو گے جب تمہارے اوپر (ایسے) سردار ہوں گے جو نمازیں خراب کریں گے اور ان کو ان کے وقت سے تاخیر کر کے ادا کریں گے میں عرض کیا۔ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم اپنی نماز اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا۔ اس کے بعد اگر تم کو نماز ان کے ساتھ مل جائے تو (پھر) پڑھ لیا کرنا کیونکہ وہ تمہارے لئے نفل ہوگی۔

پانچواں حکم جب زمانہ فتنہ کے سردار ذکوۃ وصول کرنے میں تادی کریں تو اس کی کیا تدبیر ہے۔ ابو داؤد نے جابر بن عبدی سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس ذکوۃ تحصیل کرنے کے لئے کچھ سوار آئیں گے کہ جن کو لوگ بُرا جائیں گے پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کو مہربان کہو اور ان کے اور اس مال کے درمیان میں جو وہ طلب کرتے ہیں حاصل نہ ہو پس اگر وہ انصاف کریں گے تو اپنی جانوں کے لئے اور اگر ظلم کریں گے تو اس کا وبال ان کی گردنوں پر ہوگا اور ان کو راضی رکھو

و اخرج ابن ماجہ من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص فی قصۃ طویلۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من باہم امانًا فاعطاک صفتہ یمینہ و شمرہ قلبہ فلیطعہ ما استطاع فان جاء اخرین ازہ فاضربوا عنق الاخر۔

پہلے چوں در زمان فتنہ خلفاء مصلوات را تا خیر کنند پر باید کہ اخرج مسلم عن ابی ذر قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انت اذا کان علیک امراء یمینون الصلح و یؤخرون عن وقتہا قلت فاما تأمرنی قال صل الصلح لو قہا فان ادرکتہما معہم فصل فانتہاک نفلہ۔

پنجم چوں از امرائے زمان فتنہ تادی در اخذ ذکوۃ واقع شود تدبیر چیست اخرج ابو داؤد عن جابر بن عبدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبائیہ کذب مبغضون فاذا جاءکم فمرحبتوا و خلوا بینهما و بین ما یبتغون فان عدلوا فلا تنفہم وان ظلموا فعلیہم و انتم ضوہم

کیونکہ تمہاری زکوٰۃ اسی وقت پوری ہوگی جب وہ لوگ تم سے راضی رہیں اور چاہئے کہ وہ تم سے ایسے راضی رہیں کہ تمہارے لئے وعاد کریں۔ اور ابو داؤد نے جریر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کچھ اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! زکوٰۃ لینے والے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو۔ پھر ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ تو ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے (پھر دی) فرمایا کہ اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو اگرچہ تم پر ظلم کیا جائے۔

چھٹا (حکم) زائد اول میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنا منع تھا اور فقہ کے زمانہ میں محبوب اور مطلوب ہو گیا۔ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص کسی گھاٹی میں بیٹھے پانی کے ایک چشمہ پر گزرے وہ چشمہ ان کو مغرب ہوا انھوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر میں لوگوں سے علحدہ ہو کر اس گھاٹی میں رہوں تو عبادت الہی خوب ہی چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا (ایسا) نہ کرنا۔ کیونکہ تم میں سے کسی ایک کا راہ خدا میں قائم ہونا اپنے گھر میں شتر برس نماز پڑھنے سے افضل ہے کیا تم اس بات کو دوست نہیں رکھتے کہ خدا تم کو بخش دے اور تم کو جنت میں بھیجے۔ ناچل میں چسلا کرو دیکھو کہ جس شخص نے بقدر توانائی ناقہ کے راہ خدا میں چھاؤ کیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اور (امام) احمد نے

سے فرق نادر اس وقت کو کہتے ہیں جو اونٹنی کا دو حصہ دو حصے وقت فرق کے بدلے میں لگے۔ اونٹنی چونکہ دو حصہ دو حصے میں لگے ایک طرف بھر جائے تو دوسری طرف بدلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلے طرف کو بھاگ کر دوسری طرف کے لگے میں جو رہا ہوتا ہے اسی کو توانائی ناقہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ شتر قبیل وقت کے لئے بھی راہ خدا میں چھاؤ کرنے کی فضیلت ہے۔

ابو امامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سرے میں (جہاد کرتے) تھے (ہمارے ہمراہیوں میں سے) ایک شخص غار میں گیا کہ وہاں کچھ پانی تھا اور کچھ سبزی تھی وہ مقام دیکھ کر اس شخص کے دل میں آیا کہ اُس غار میں آقا پذیر ہو اور دنیا سے علحدہ رہے اور خدا کی عبادت کرے یہ سچ کی اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اُس غار میں بسنے کی) اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے اور میں یہودیت یا نصرانیت کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا بلکہ (میں شریعت) الہی کے ساتھ جو آسان اور آہل ہے مبعوث ہوا ہوں۔ تبس اُس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اُس کے ہاتھ میں ہے کہ خدا کی راہ میں (بہ نیت جہاد) تھوڑا سا بھی سفر کرنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ اور بیشک تم میں سے کسی ایک کا صُف (مجاہدین) میں خدا کی راہ میں قیام کرنا ساٹھ برس کی نماز سے بہتر ہے (ان حدیثوں سے اول نماز میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور زائد فقہ میں خلوت کا بہتر ہونا احادیث ذیل سے مفہوم ہوتا ہے۔ بغوی نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریب ہو کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ بیکر پر سارونگی چوٹیوں اور گھائیوں میں لے لے اور اپنے دین کو بچاؤ فتوں سے بھاگ جائے۔ اور بغوی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عقریب ایسا فتنہ ہوگا کہ اُس میں بیٹھنے والا کھڑے ہوئے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں کھڑا ہوئے والا (اُس میں) چلنے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں چلنے والا (اُس میں) دوڑنے والے سے بہتر ہوگا

عن ابی امامۃ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریرۃ فمرّ رجل بغار فیه شئ من ماء وبقل فحدث نفسه بان یقلع فینہ ویقلع من الدنیا فاستأذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اق لم أبعث بالیہودیت ولا بالنصرانیت ولکنی بعثت بالحنفۃ السمیمۃ والذی نفس محمد بیدہ لعلہ لعلہ وہ وجہ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیہا ولم مقام احد کورفہ التقی خیر من صلوٰۃ ستین سنۃ اخرج بغوی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یکون خیر مال للمسلم الغنم یموت بہا شحف الجبال ومواقف القطر یقر بدینہ من الفتن واخرج بغوی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستکون فتنۃ القاعد فیہا خیر من القائل والقائل فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساکعی

مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا قَسَمْتُ لَهُ فَمَنْ وَجَدَ حُلْمًا
أَوْ مَعَاذًا فَلْيُعَذِّبْهُ

ہفتم کے کہ بیعت بر جرت کر وہ باشد
تعرب درین زمان جائز باشد آخرم النسل
عن سلمة بن اکوعم انه دخل على
الجاحل فقال يا ابن الاكوع امرتني
على عقبيك وذكر كلمته معناها
وبكذبت قال لا ولكن رسول الله
صلى الله عليه وسلم اخذن لسانا
في البؤرة

ہفتم امر معروف بنی از منکر از واجبات
اسلام بود در زمان فتنہ ساقط شد آخرم
الترمذی وابن ماجہ عن ابی بکر
الصديق رضي الله عنه قال يا ايها
الناس انتم تقرأون هذه الآية
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ
لَا تَهْمِكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ
فَإِذَا سَمِعْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا مَثَلًا
فَلَوْ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ يُؤْمَرُ بِهِ لَمْ يَفْعَلُوا
بَعْقَابَهُ وَ أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ
مَاجَةَ عَنْ ابْنِ ثَعْلَبَةَ أَنَّ النَّاسَ إِذَا
قِيلَ لَهُمْ تَعَالَى عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا
يُضِرُّكُمْ كَرَمٌ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ قَالَ
أَمَّا وَاللَّهِ لَقَدْ سَأَلْتُ

جواس فتنہ کے قریب گیا وہ (فتنہ) اس کو لے لگا پس جو شخص کوئی
پناہ یا بچاؤ کی جگہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہیں پناہ گزین ہو جائے۔
شمال (حکم) جس شخص نے (حضرت کے دست مبارک)
ہجرت کرنے پر (اور مدینہ میں رہنے پر) بیعت کی ہو اس کو اس زمانہ
(فتنہ) میں (مدینہ چھوڑ کر) باویہ نشینی (اختیار کرنا) جائز ہوگی
نسائی نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میرے
پاس جملج (بن یوسف) آیا اس نے (مجھ سے) کہا کہ میں تم کو
تم اپنے پچھلے پیروں کوٹ گئے (یعنی ہار الہجرت سے بھاگ گئے)
اور ایک ہمد کہا جس کے یہ معنی ہیں کہ تم باویہ نشین ہو گئے ہیں
کہا نہیں (میں) پچھلے پیروں نہیں ہوتا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے باویہ نشینی کی اجازت دی تھی۔

آخرم (حکم) (پہلے زمانہ میں) امر معروف اور نبی منکر
مخلفہ واجبات اسلام کے تھا اور فتنہ کے زمانہ میں (وجوب) چلا
رہا۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے وہ فرماتے تھے کہ لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا تَهْمِكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ
اپنے نفسوں کی ہدایت لازم ہے تم کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا
جو گمراہ ہو اور صورتیکہ تم ہدایت پر ہو (اس کا یہ مطلب سمجھنا کہ
امر معروف وہی منکر کی کچھ ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنبھلے کہ آپ فرماتے تھے جب لوگ
کوئی بُرا کام (ہوتا) دیکھیں پھر اسے نہ بدل دیں تو قریب ہے کہ
اس بُرے کام کے عذاب میں (بڑوں کے ساتھ) ان کو بھی اللہ
قائلے شامل کر لے گا اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ
سے اللہ تعالیٰ کے اس قول عَلَيَّكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا تَهْمِكُمْ كَرَمٌ
(کی تفسیر) میں روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ آگاہ رہو کہ میں نے

اس آیت کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو
آپ نے فرمایا (یہ مطلب نہیں ہے کہ امر معروف وہی منکر
ذکر) بلکہ امر معروف اور نبی منکر کرنے رہو یہاں تک کہ
جب تم دیکھو کہ بخل پسندیدہ ہوتا اور خواہش نفسانی کی پیروی
ہونے لگی اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر اہل اللہ
اپنی رائے کو پسند کرنے لگا اور تم کسی امر کو دیکھو کہ تم کو اس
چارہ نہیں تو (اس حالت میں) اپنے نفس کی ہدایت لازم پکڑو
اور عوام کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ تمہارے آگے صبر
(کرنے) کے دن (آنے والے) ہیں جس نے ان دنوں میں صبر کیا
تو گویا اس نے آگ کی چنگاری کو (اپنے ہاتھ میں) لے لیا۔ ان
دنوں میں (شریعت کے احکام پر) عمل کرنے والے کو پچاس
آدمیوں کے عمل کا ثواب ملے گا۔ معاویہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
اس وقت کے پچاس (آدمیوں) کا ثواب ملے گا آپ نے فرمایا نہیں
(بلکہ) تمہارے زمانے کے پچاس آدمیوں کا۔ اور ترمذی نے
حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم ہمارے
لوگوں کے درمیان میں رہ جاؤ گے جن کے عہد و (دیان) اور
جن کی امانتیں برپا ہو گئی ہوں گی اور وہ (باہم) مختلف ہوں
اور اس طرح ایک دوسرے سے لڑیں گے (یہ کہہ کر) آپ نے اپنی
انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو
نے عرض کیا۔ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔
مشرع باتوں کو اپنے اوپر لازم کر لو اور غیر مشرع کو چھوڑ دو
اور تم خاص اپنے ہی نفس کا خیال رکھو اور عوام کو چھوڑ دو۔
اور ایک روایت میں ہے کہ (اس وقت) تم اپنے گھر میں بیٹھو
اور اپنی زبان روک رکھو اور جس بات کو اچھا جائز اسے اختیار کرو۔

ودع ما تنكروا عليكم بأمر خاصه نفسك
ودع امر العامة.

ہشتم چوں قریش بر ملک تجھ
گنہ گندہ از نئے نہ باید گرفت
اتخرج ابوداؤد من حدیثی الزوائد
صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلمہ یقول سمعت رسول اللہ
فی حجة الوداع امر الناس وها هو
ثم قال هل بلغت قالوا اللهم نعم
ثم قال اذا تحاقت قریش الملک
فیما بینہما واعد العطاء او کان
رہما فسد عودہ.

دہم صحبت خلفاء در زمان اول
سعادتی عظیم بود و در عہد فتنہ احتراز
از صحبت ملوک لازم است
المشکوۃ عن عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
تصیب امتی فی آخر الزمان من
سلطانہم مثل ما لا یفوق منہ
الا سرجل عرف دین اللہ فجاہد
علیہ بلسانہ ویدلہ وقلوبہ
فذلک لانی سبقت لہ السوابق و
رجل عرف دین اللہ فصدیق بہ
رجل عرف دین اللہ فسکت علیہ

اور جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دو اور خاص اپنی ہی نفس کا خیال رکھو
عوام کو چھوڑ دو۔

نواں (حکم) جب قریش ملک (دولت) پر آپس میں
لڑیں تو اس وقت مال غنیمت سے حصہ نہ لینا چاہیے۔ ابوداؤد
نے روایت ذوالزوائد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
تھے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے لوگوں کو (نیک موں)
حکم کیا اور (برے کاموں سے) منع کیا پھر فرمایا کیا میں نے
(تم کو خدا کے احکام) پہنچا دیئے سب سے جواب دیا کہ ہاں خدا ہاں۔
(آپ نے پہنچا دیئے) پھر آپ نے فرمایا جب قریش ملک پر باہم
ایک دوسرے سے جنگ و جدال شروع کر دیں اور عطا (یعنی
حصہ مال غنیمت یا ولیفہ از خود) ملے یا بذریعہ رشوت کے ملے تو
اس کو تم نہ لو۔

دسواں (حکم) اول زمان میں خلفاء کی صحبت ایک بڑی
سعادت تھی اور فتنہ کے زمانہ میں بادشاہوں کی صحبت سے
پرہیز کرنا لازم ہے۔ مشکوۃ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ آخر زمان میں میری امت کو ان کے بادشاہوں (کے
باتصلوں) سے (بہت کچھ) تکلیفیں پہنچیں گی ان سے وہی شخص
نجات پائے گا جس نے خدا کے دین کو پہچان لیا۔ پھر دین کے لئے
اپنی زبان سے اول اپنے ہاتھ سے اور اپنے دل سے جہاد کیا پس یہی
وہ شخص ہے جو نیکوں میں سابق القدم ہے اور وہ شخص نجات
پائے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچان لیا اور اس کی سچائی بیان
کی (یعنی زبان سے امر معروف و نہی منکر کرتا رہا) اور وہ
شخص (بہی نجات پائے گا) جس نے اللہ کا دین پہچان لیا اور اس پر سکوت کیا

یعنی امر معروف و نہی منکر زبان سے نہ کیا لیکن اگر اس نے کسی کو
دیکھا کہ عمل خیر کرتا ہے تو اس نے اس کو دوست رکھا اور کسی کو
عمل باطل کرتے دیکھا اُسے (دشمنی سے) بُرا جانا تو یہ شخص باوجود (امر
معروف و نہی منکر کے) پوشیدہ رکھنے سے نجات پائے گا۔

گیارہواں (حکم) پہلے زمانہ میں خلیفہ کے قول پر عمل کرنا
(شرعی) دلیل تھا اور فتنہ کے زمانہ میں یہ بات نہ رہی (یعنی
قول خلیفہ دلیل شرعی نہ رہا) (امام) مسلم نے حضرت ابن مسعود
سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ مجھ سے پہلے اللہ نے کوئی نبی اس کی امت میں ایسا
نہیں بھیجا جس کے لئے اس امت میں سے حواری اور اصحاب
نہ ہوں اور وہ اس کی سنت پر عمل نہ کرتے ہوں اور اس نبی
کے حکم کی اقتداء نہ کرتے ہوں پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا
ہوئے کہ جو (دوسروں سے) کہتے ہیں وہ خود نہیں کرتے اور
ایسے کام کرتے ہیں جن کا حکم (شریعت سے) ان کو نہیں دیا گیا
ان لوگوں کے ساتھ جو شخص اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مؤمن
ہے اور جو ان کے ساتھ اپنی زبان سے جہاد کرے وہ (بھی) مؤمن
ہے اور اس (دور کے بعد) پھر کسی میں (راہی کے برابر بھی) ایسا
نہیں ہے۔ مشکوۃ میں حضرت ابن مسعود سے مروی ہے وہ کہتے
تھے جو شخص سنت پر عمل کرنا چاہے تو وہ ان (اصحاب نبی) کے
طریقہ پر چلے جو دنیا سے جا چکے کیونکہ جو لوگ زندہ ہیں ان کے
فتنہ سے محفوظ رہنے کا الطینان نہیں ہے یہ لوگ (جو دنیا سے
جا چکے حقیقی طور پر) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے
اس امت میں سب سے افضل تھے اور سب سے زیادہ نیک دل تھے اور
ان کا علم سب سے وسیع تھا اور ان میں مختلف بہت کم تھا

فان سرأی من یعمل الخیر احبہ
قلیہ وان سرأی من یعمل بہا طل
ابفضله علیہ فذلک یتجو علی
انفکارتہ ککلمہ۔

یازدہم امضائے قول خلیفہ در زمان
سابق حجۃ بود و در ایام فتنہ این معنی
مقطع شد آخر مجھ سے ابن مسعود
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلمہ ما من نبی بعثہ اللہ فی امتہ
قبلی الا کان لہ من امتہ حواریون
واصحاب یأخذون بسنتہ ویقتدون
بأمرہ ثم انہما تخلف من بعدہم
خلوف یتقولون ما لا یفعلون
ویفعلون ما لا یؤمرون
فمن جاہدہم بیدلہ فہو
مؤمن ومن جاہدہم بلسانہ فہو
مؤمن ومن جاہدہم بقلبہ
فہو مؤمن ولیس وراء ذلک من
الایمان حبۃ خردل و المشکوۃ
عن ابن مسعود قال من کان
مستقناً فلیس بقائم بمن قد مات فان
الحی لا یؤمن علیہ الفتنۃ اولئک
اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کانوا افضل ہذا الامۃ ابرہا قلوباً
واعملہا علماً و اقلہا تکلفاً

اختارہو اللہ لمحبة نبیہ ولا قامۃ
دیمنہ فاعرفوا لہم فضلہم واتبعوہم
وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقہم
وسیرتہم فانہم کانوا علی الہدایۃ
المستقیمہ رواہ لا رزین آخرہ ابن
ماجنہ عن العرباض بن ساریہ یقول
قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ذات یوم فوخطنا موعظۃ بلیغۃ
وجلت منہا القلوب وذہرت منہا العیون
فقیل یا رسول اللہ وعظمتا موعظتہ
مودع فاعقبت الینا بعبید فقال
علیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة
وان عبدًا حبشیًا وسنزون من
بعدی اختلافًا شدیدًا فعلیکم بیعتہ
وسنتہ الخلفاء المشدین المہدیین
عضوا علیہا بالانواجذ واتاکم والامور
المحدثات فان کل بدعة ضلالة
آخرہ الناسی عن الامام شمس قل
قال عبد اللہ ایہا الناس انکم
ستحدثون ویحدث لکم فاعلموا انکم
محدثۃ فعلیکم بالامر الاقل واخرج
الدارقونی عن سفیان عن واصل عن امرأۃ
یقال لہا عاشت قالت رأیت ابن
مسعود یوصی الرجال والنساء یقول و
من احذلہ منکم من امرأۃ اور جیل

اللہ نے ان کو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کے لئے اور
ان کے دین کے قائم کرنے کے لئے منتخب فرمایا تھا لہذا تم لوگ انکی
فضیلت کو جان لو اور ان کی پیروی کرو اور انکا امکان خود ان کے
اخلاق اور عادات سے تمک کرو کیونکہ یہ لوگ راہِ مستقیم پر تھے۔
اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے عراض بن
ساریہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن ہم لوگوں میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خلیفہ پرستے) کھڑے ہوئے اور
ہم کو بڑی نصیحت کی کہ جس سے ہمارے دل ڈر گئے اور ہماری
آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ!
آپ نے ہم کو رخصت ہونے والے کی سی نصیحت فرمائی ہے
اب آپ ہم کو کچھ حکم بھی دیجئے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! اللہ
سے ڈرنے کو اور (اپنے حاکم کا حکم) سننے اور اطاعت کرنے کو
اپنے اوپر لازم سمجھو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو۔ اور عنقریب تم میرے
بعد سخت اختلاف دیکھو گے پس تم میری سنت کو اور میرے
خلفاء راشدین ہدایت یافتہ کی سنت کو اپنے ذمہ لازم سمجھنا اور
اس کو دانتوں سے پکڑنا اور نئی باتوں سے دور رہنا کیونکہ ذہری
بات بدعت ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور داری نے عائشہ
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (حضرت عبداللہ بن مسعود)
نے فرمایا۔ تم لوگ نئی نئی باتیں نکالو گے اور تم کو نئی نئی باتیں
پیش آئیں گی پس جب تم نئی بات دیکھنا تو پڑنے پر طریقت کو اپنے
اوپر لازم سمجھنا۔ اور داری نے سفیان سے انھوں نے واصل
سے انھوں نے ایک عورت سے جس کا نام عائدہ تھا روایت
کی ہے وہ کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود کو دیکھا
وہ (اس وقت) مردوں کو اور عورتوں کو نصیحت کر رہے تھے
اور کہتے تھے کہ جو کوئی تم مردوں یا عورتوں میں (نئی نئی باتیں) نکالے

فالسنت الا اول والسمت الا اول
فانما علی الخطیۃ ومعلوم است
کہ وفات عبداللہ بن مسعود در
آخر ایام خلافت حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ واقع شد۔
دوازدہم در حالت اولے خلای
تعالیٰ فرمودہ است سَتَدْعُونَ
إِلٰی قَوْمٍ أُولٰٓئِکَ مَشْرِی سَتَدِی
تُعَاتِلُوهُمْ أَوْ تُسْلِمُوهُمْ و در
حالت ثانیہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم منع نمودند از قتال و
امر نکردند فرمودند بقعود باید دید
چہ قدر فسق است در انکہ دعوت
خلیفہ سبب وجوب امتثال امر گردد و
تحریم تخلف و آنکہ واجب باشد قعود و
حلم باشد خویش در نصرت۔
شیزدہم تضاعف اجور انکہ
دریں زمان متمسک بسنت باشند
اخرج ابن مزی عن بلال بن الحارث
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من احببت سنتی
سنتی قد امیتکت بعدای
فان لہ من الاجر مثل اجور من
عمل بها من غیر ان ینقص من اجور
شیئًا ومن ابتدع بدعة ضلالة

پہلی روش (اختیار کرے) اور پہلی روش اختیار کرے دیکھو ہم تو
فطرت (اسلام) پر ہیں اور یہ معلوم ہے کہ حضرت ابن مسعود
کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں
واقع ہوئی۔
بارتھواں (حکم) فتنہ سے پہلے جہاد شام کو مطلوب
تھا چنانچہ (اسی) پہلی حالت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ سَتَدْعُونَ إِلٰی قَوْمٍ أُولٰٓئِکَ مَشْرِی سَتَدِی
جاؤ گے ایسے لوگوں (کی لڑائی) کی طرف کہ وہ سخت لڑائی والے
ہوں گے تم ان سے لڑو گے یا وہ اسلام لائیں گے اور دوسری
حالت (یعنی زمانہ فتنہ میں جہاد ممنوع ہو گیا چنانچہ اس
حالت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے
منع کیا اور بہت تاکید کے ساتھ آپ نے فہر میں بیٹھ لینے کا
حکم دیا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ (ان دونوں حالتوں میں) ایک
یہ کہ خلیفہ کا جنگ کے لئے لوگوں کو بلانا اس کے قبیل حکم کے
واجب ہونے اور لڑائی سے بیٹھ لینے کی حرمت کا سبب ہو۔
دوسرے یہ کہ لڑائی سے بیٹھ رہنا واجب ہو اور (خلیفہ کی) مدد
کرنا حرام ہو (دونوں حالتوں میں بڑا فرق ہے پہلی حالت غلط
ثلاثہ کی تھی اور دوسری حالت حضرت علی مرتضیٰ کی)۔
تیرتھواں (حکم) اس زمانہ (فتنہ و فساد) میں جو لوگ
سنت (نبوی) کے عامل ہیں ان کو دو چند ثواب ملنا۔ ترمذی نے
بلال بن حارث سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری ایسی سنت کو
جاری کیا جو میرے بعد متروک ہو گئی ہو تو جس قدر لوگ اس پر
عمل کریں گے ان سب کا ثواب اسے ملے گا بدون اس کے کہ ان کے
ثواب میں سے کچھ کم کر لیا جائے اور جس شخص نے کوئی نئی بدعت نکالی

جس سے اللہ اور اس کا رسول خوش نہیں توجس قدر لوگ اس سے
پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس شخص پر ہوگا بدو ان اس کے کہ
اس کے گناہ سے کچھ کم کر لیا جائے۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
ابو ثعلبہ خثعمی سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے
آگے صبر کرنے کے دن (آگے والے) ہیں جو شخص ان میں صبر کرے گا
تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے آگ کی چنگاری یا تھ میں اٹھالی
ان دنوں میں (ایک نیکی) کہنے والے کو ان پچاس آدمیوں کا
ثواب ملے گا جنہوں نے اس نیکی کو کیا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ! کیا اسی زمانے کے پچاس نیکی کرنے والوں کا
ثواب اس کو ملے گا۔ آپ نے فرمایا اس زمانے کے نہیں) تمہارا
زمانہ کے پچاس (نیکی کرنے والوں کا ثواب اس کو ملے گا) یہ حدیث
مختصر ہے۔

چند سوال (حکم) اس (فتنہ کے) زمانہ میں مہجارت زندہ رہنے
سے بہتر ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تمہارے
پیشین اشخاص تمہارے سردار ہوتے رہیں اور تمہارے والدین
لوگ سخاوت کرتے رہیں اور تمہارے کام تمہارے درمیان
مشوئے سے ہوتے رہیں تو زمین کی پیٹھ تمہارے لئے اس کے
پیٹھ سے بہتر ہے اور جب تمہارے شریک لوگ تمہارے سردار
ہو جائیں اور تمہارے والدین لوگ بخل کرتے لگیں اور تمہارے
کاموں کا اختیار تمہاری عورتوں کو دے دیا جائے تو اس
وقت (زمین کا پیٹھ تمہارے لئے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے)

پندرہ سوال (حکم) ظالم سلطان کے سامنے حق بات کہنا
بہاوت افضل ہے۔ بخاری نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ

لا یرضاهما اللہ ورسولہ کلن علیہ من الاثم مثل
اظم من عمل بما لا یقنع ذلک من اثمہم
شیئاً واخرج الترمذی وابن ماجہ عن
ابی ثعلبہ الخثعمی عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فان ولاءکم
ایام القبر فمن صلی فیہم کان
کمن قبض علی الجنس للعامل فیہم
اجر خمسمین سرجلہ یعملون مثل عملہ
قالوا یا رسول اللہ اجر خمسمین ہم
قال اجر خمسمین منکم مختصر وخروج
البغوی عن معقل بن یسار ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال العبادة فی الہجر کجرة الی۔

پہلوی ہم مرگ دلال ایام ہجرت شد
از زندگانی عن ابی ہریرہؓ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا کان امراء کم خیارکم و اغنیاءکم
اسخیاکم و امورکم شوریہ
بینکم فظہرکم الاہل خیر
لکم من یظہرکم و اذا کان امراء کم شرارکم
واغنیاءکم کم یخلفکم و امورکم الی
نساءکم فظہرکم الاہل خیر لکم من یظہرکم
پانچویں اہل کفر حق نزدیک سلطان
جابر افضل از جہلو باشد آخر
البغوی عن ابی امامہ

ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ! کون سا جہاد افضل ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہجرت اولی کی رمی
فرمایا ہے تھے آپ نے اس سائل سے اعراض کیا۔ پھر اس نے
ہجرت وسطی کے پاس ہی سوال کیا۔ آپ نے پھر اس سے اعراض کیا۔
پھر جب آپ ہجرت عقبہ کی رمی سے فارغ ہوئے اور آپ نے اپنا
پائے مبارک (اونٹ کے) پالان میں رکھا (اور اونٹ پر سوار ہو
لگے) تو آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا
یا رسول اللہ! میں یہ (دکھڑا) ہوں۔ آپ نے فرمایا افضل جہاد
یہ ہے کہ حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہدے (یہ احکام تو وہ
تھے جو احادیث میں زمانہ فتنہ کے متعلق وارد ہوئے ہیں)۔

پھر اس کے بعد کچھ واقعات عجیبہ پیش آئے جو بیان
حال اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ اس فتنہ کے ہوتے ہی زمانہ
نبوت کی برکتیں چھپ گئیں۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے
روایت ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ!
آپ ان میں برکت کے واسطے خدے دے دے کیجئے۔ آپ نے انکو
یکجا کیا پھر میرے لئے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور مجھ سے
فسر لیا کہ ان کو لے لو اور اپنے گوشہ دان میں رکھو جب ان میں
سے کچھ کھجوریں لیٹنا ہوں تو گوشہ دان میں اپنا ہاتھ ڈال کر
نمال لیا کرنا اور ان سب کو کھا کر (گوشہ دان سے) نکال لینا
(حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ) میں نے ان کھجوروں میں سولہ
لے لئے و سقی راہ خدا میں (دعوت جوگ) دیئے اور خود اس میں سے
کھاتیں اور دوستوں کو کھاتیں اور وہ گوشہ دان (کسی وقت
حضر و سفر میں) میری کمرے جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت عثمان
کی شہادت کا دن آیا تو وہ گوشہ دان (کہیں) کٹ (کر گیا)

ان سرجلہ قال یا رسول اللہ! اجماع الجہاد
افضل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یرد الجہاد الاولی فاعرض
عنه ثم قال عند الجہاد الوسطی
فاعرض عنه فلما رآی جہاد عقبہ
ووضع راسہ فی الخوض قال این
التامل قال آت فایما رسول اللہ
قال افضل الجہاد من قل کلمۃ
حق عند سلطان جائز۔

باز وقائع عجیبہ واقع شد کہ بیان
حال دلالت کردہ برکت بعد از نبوت
برکات ایام نبوت معنی شدہ
المشکوٰۃ عن ابی ہریرہؓ قال
اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بمہر ایت فقلت یا رسول اللہ
ادع اللہ فیہم بالبرکۃ ففہم
شرد علی فیہم بالبرکۃ قال
خذ من فاجعلہم فی برکۃ
حکمما اسودت ان تأخذ منہ شیئاً
فکادخل فیہ یدک فخذ و
لا تتکلم ثم قال فقد حدثت من
ذلک السورۃ وکذا من وشی
فی سبیل اللہ فکنت اکل منہ و
وکان لا یفایر فی حقوی حتی کان
یوم قتیل عثمان فانہ انقطع

جاء (میں) گزر گئے اور دو باقی رہے فتنے آپ نے اور تو ہی ضعیف کو کھالیا اور قیامت قائم ہوئی اور عقرب تمھارے پاس چاہا اریس کی خیر رائیگی اور کیا ہے چاہا اریس۔ پھر اُن کے بعد ایک اور شخص نے قبیلہ بنی حنظل میں سے وفات پائی اور اُن پر ایک چادر ڈال دی گئی تو اُن کے سینے سے گھنے کی جیسی آواز کسی گئی پھر وہ بولے اور انھوں نے کہا۔ بنی حارث ابن خزرج کے بھائی (یعنی حضرت زید بن حارث) نے حج کہا حج کہا۔ اور سعید بن مسیب کا یہ قول کہ نیک لوگ فتنہ میں (دنیا سے) کوچ کر جائیں گے قریب ہی گزر چکا ہے۔

پھر ملے اہل کتاب نے اسی مضمون (یعنی وقوع فتنہ کی خبر) دی۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کو جب احبار سے فرمایا کہ تم میری صفت تو ریت میں کس طرح پلے ہو انھوں نے جواب دیا۔ (توریت میں) آپ کا ذکر ان اوصاف کے ساتھ ہے ایک خلیفہ ہوگا (مضبوطی میں) لوہے کا سینک سردار ہوگا سخت (مضبوط) اللہ (کے کام) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے گا۔ پھر آپ کے بعد (جو) خلیفہ ہوگا (اس کے متعلق تو ریت میں ہے کہ اس کو ایک گروہ ظالم قتل کرے گا پھر اُس کے بعد بلا نازل ہوگی۔ اور ریاض النضرہ) میں کوہی منقول ہے وہ کہتے تھے قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ کی کتاب (یعنی توریت) میں (اس طرح) ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عثمانؓ امینؓ (ان تین کے بعد کسی چوتھے کا نام نہیں ہے) پس اسے معاویہ تم اس امت کی حکومت (کے بارے) میں اللہ سے ڈرو (اور اپنے لئے خلافت راشدہ کا دعویٰ نہ کرو) پھر کہتے دوبارہ پکار کر کہا کہ اللہ کی آٹاری ہوئی کتابیں ہر پچھترہویں یا چھترہویں

مَصْنُوعَاتِ اسْرِیِّ وَ یَقِیْتُ سَكَنَ اَمَّتِ الفتن واکل الشدید الضعیف و قامت الساعة و سیأتیکم خبر بیدار میں و ما بیدار میں شمر هلك سرجل من بنی حنظل فنبی بثوب فمعهوا جملته فصدرة شمر تكلو فقال ان اخابی الحارث بن الخزرج صدق صدق و مؤ قول سعید بن المسیب قریباً فی ذهاب الصالحین بسبب الفتن۔

باز احبار اہل کتاب باری مضمون خبر رواند آخر الطبری ان عمر بن الخطاب قال لکعب الاحبار کیف تجد نفعی فی التوریه قال خلیفۃ قرن من حدیدی امیر شدید لا یخاف فی اللہ لومۃ لا یشر شر یكون من بعدک خلیفۃ تقتله امة ظالمون ثم یقع البلاء بعدک و فی الریاض عن کعب قال والذی نفسی بیدک ان فی کتاب اللہ المنزل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیقؓ عمر الفاروقؓ عثمانؓ الامینؓ فאלلہ اللہ یا معویۃ فی امر هذه الامة ثم نادى الثانية ان فی کتاب اللہ المنزل ثم اعادة انشالته

ابو عمر نے استیعاب میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ بیشک لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر کے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا جو اب قیامت تک اُن پر بند نہ ہوگا۔ اور ابوبکرؓ (بن ابی شیبہ) نے یوسف بن عبداللہ بن سلامؓ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ (وہ حضرت عثمانؓ کے) محاصرہ کے وقت کہتے تھے (اے لوگو!) اپنی تلواریں (میان سے) نہ نکالو کیونکہ اگر تم تلواریں نکال لو گے تو (باد رکھو) گے پھر وہ قیامت تک میان میں نہ جائیں گی۔ (انام، احمد) تے جریر سے اُس قصہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا تھا نقل کیا ہے وہ اوپر کا قصہ بیان کر کے کہنے لگے کہ پھر میں ذو عمرو سے بلا تو انھوں نے مجھے کہا اے جریر! تم لوگ ہمیشہ خیر و (و قلیل) کے ساتھ رہو گے اُس وقت تک کہ تم اپنے ایک سردار کے مرنے کے بعد دوسرے کو (مشورہ اور انتخاب سے) سردار بننے لے رہو اور جب یہ حکومت تلوار کے زور سے ملنے لگے (مشورہ اور انتخاب پر نہ ہے) تو تمھارا غمخوار اور خوشی بادشاہوں کے غمخوار اور خوشی کے شعل ہو جائے گا (پھر خیر نہ ہے گی)۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس واقعہ (شہادت حضرت عثمانؓ) کی اہمیت بیان کی اور اس پر انھوں نے ظاہر کیا۔ ابوبکرؓ (بن ابی شیبہ) نے حضرت ابن مسعودؓ کے مولے ابوسعیدؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ قسم خدا کی اگر لوگ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیں گے تو پھر ان کا مثل نہ پائیں گے۔ بقوی نے نقل کیا ہے کہ ابوالدرداءؓ کہتے تھے (فتنہ سے پہلے) لوگ مثل برگ (گل) کے تھے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو پھر (فتنہ کے بعد) وہ سرتاپا کانٹا

اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن عبد اللہ بن سلام قال لقد فتح الناس علی انفسهم یقتل عثمان باب فتن لا یتخلق علیہم الی قیام الساعة واخرج ابوبکر عن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ قال لا تکلوا سیوفکم فلیکن مسلکوا بالحق الی یوم القیمۃ اخرج احمد عن جریر فی قصۃ بحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایت الی الیمین حتی قال ثم لقیتم ذاعمر و فقال لی یا جریر انکم لن تنزلوا بخیر ما اذا هلك امیرکم ثم اکرتم فی آخر و اذا کانت بالشیف غضبتم غضب الملوک و سخطتم ریح الملوک۔

باز اصحاب آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر داود بن عظیم اس قضیہ و رقت نمودند اخرج ابوبکر عن ابی سعید مولی ابی ترسعو قال قال عبد اللہ و اللہ لئن قتلتوا عثمان لا یصیبوامنہ خلفاً اخرج البخوی قال ابوالدرداء ان الناس کانوا کما لا شوك فیه فاصبحوا شوکاً

لاورق فیہ آخرہ ابوہریرہ ثامۃ ابن عدی امیر عثمان علی الصنعاء خطب یوم بلغ موت عثمان فاطال للمکاء ثم قال هذا حین انزلت خلافت النبوة من امیر محلی صلی اللہ علیہ وسلم وصارت ملکاً وجلیت من غلب علی شئ اکلہ۔

سخن در بیان اختلاف زمان سابق ولاحق بطول انجالیہ و نزدیک مہر کہ رشتہ ترتیبی ہر گز شوق سخن از حد خود گذشت ہر کن نفس شد آتشین ضبط نفس کن

اکون باصل مقصد خود کنیم بنقل متواتر کرد شریعت نقل معتد ترازاں یافتہ نمی شود ثبوت پیوستہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ را کہ نزدیک مقل حضرت عثمان پیدا شد مطلع اشارہ سائنہ اندوآں را بہ تفصیل کہ زیادہ ازالہ در شرائع یافتہ نشود بیان فرمودہ اندوآں را حد فاصل نہادہ اند در میان زمان خیر و زمان شر و گواہی دادہ اند کہ دریں وقت خلافت علی مہاجر النبوة منقطع شود ملک عضو ضعیف پدید آید و معنی لفظ عضو ضعیف دلالت می کند بر حروب و مقاتلات و جہیدن یکے بر دیگرے و تازہت یکے با دیگرے در ملک و قسدا و احادیث بسیار خلفائے ثلاثہ را در یک حکم جمع کردند تا آنکہ ظن قوی بہم رسید کہ

جس میں (کوئی) سچی نہ ہو۔ ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ ثامہ بن عدی (کوچو) حضرت عثمان کی جانب سے صنعاء کے حاکم تھے۔ جب حضرت عثمان کی شہادت خبر پہنچی تو وہ غلیہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور بہت روئے پھر کہا۔ یہ وہ وقت ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت نبوت نکال لی گئی اور سلطنت بہر و تعدی والی ہو گئی جو جس چیز پر قابو پائے گا اُسے کھائے گا۔

زمانہ سابق ولاحق کا اختلاف بیان کرنے میں بات کو بہت طویل ہو گیا اور قریب ہو کہ ترتیب (مضامین) کا سلسلہ ٹوٹ جائے۔ سخن از حد خود گذشت ہر کن + نفس شد آتشین ضبط نفس کن + ہذا باب ہم اصل مقصد کی جانب ہوجو کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) نقل متواتر ہے کہ جس سے زیادہ معتبر شریعت میں کوئی نقل نہیں ہے۔ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جو فتنہ حضرت عثمان کی شہادت کے قریب پیدا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب اشارہ کیا اور ایسی (واضح) تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جس سے زیادہ تفصیل دوسرے احکام شرعیہ میں نہیں پائی جاتی اور آپ نے حضرت عثمان کی شہادت کو زمانہ خیر اور زمانہ شر کے درمیان میں حد فاصل قرار دیا ہے اور فرمایا کہ بعد شہادت حضرت عثمان کے خلافت بر طریق نبوت نہ لے گی اور کائنات والی سلطنت ظاہر ہوگی۔ کائنات والی کے لفظ سے واقعات حرب و قتال کا پیش آنا اور ایک کا دوسرے پر حملہ کرنا اور سلطنت کے لئے ایک کا دوسرے کے ساتھ جھگڑنا بخوبی معلوم ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کہ پہلی خلافتیں بر طریق نبوت تھیں اور فتنہ سے محفوظ تھیں، اکثر احادیث میں خلفائے ثلاثہ کو ایک ہی حکم میں جمع کیا ہے یہاں تک کہ ظن قوی کے ساتھ معلوم ہوا کہ

ہر سہ بزرگ فی مرتبہ من المراتب متفق اند و غیر ایشان دران مرتبہ شریک ایشان نیست و در بعض احادیث لفظ کہ مشعر بالنقار خلافت باشد ارشاد فرمودند و در حدیث تحرک جبل بروایت حضرت عثمان و انس ذکر ہر سہ بزرگ رفت و در قصہ حاطہ بروایت ابوہریرہ مذکور ہر سہ فقط و در حدیث وزن با امت بروایت جمع ذکر ہر سہ و در بعض الفاظ بشریہ المیزان و در روایات ظہر بچمنال و در حدیث ابن عمر گنا تخبطو المحدثات بیان ہمیں سہ بزرگ بعد ازاں ابن عمر گفتہ است شکک و در روایاتے کوٹ بعضہم ببعض ذکر ہمیں ہر سہ و در روایاتے دلی حلی من السماء مذکور ہر سہ و در مرتبہ چہلدم انشاط عرفوہ ظاہر گردید۔ و در قصہ سوال بنی مصطلق بعد ذکر ہر سہ فتنہ ثلاثہ و در قصہ تاسیس مسجد

یہ تینوں بزرگ کسی نہ کسی مرتبہ میں (یعنی خلافت کے طریق نبوت ہونے اور فتنہ سے محفوظ رہنے میں) باہم برابر ہیں اور ان کے ساتھ اُس مرتبہ میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) بعض حدیثوں میں (صاف) صاف ایسے الفاظ فرمائیے جن سے (بعد شہادت حضرت عثمان) خلافت (بر مہاجر نبوت) کا ختم ہو جانا مفہوم ہوتا ہے (چنانچہ) اُس حدیث میں پہاڑ کا حرکت کرنا بیان ہوا ہے (جو) بروایت حضرت عثمان اور انس منقول ہے غلط ثلاثہ کا (ایک ساتھ) ذکر ہے اور باغ والے قصہ میں (جو) بروایت ابوہریرہ (اشعری) منقول ہے انہی تین حضرات کا ذکر ہے اور اس حدیث میں جس میں امت کے ساتھ وزن کیا جانا مذکور ہے جو ایک جماعت صحابہ کی روایت سے (مروی ہے) یہی تین حضرات مذکور ہیں۔ (اس حدیث کی) بعض روایتوں میں (صاف صاف یہ لفظ بھی ہے پھر ترازو اٹھالی گئی۔ اور بار والے خواب میں گناہی تینوں کا ذکر ہے اور حضرت ابن عمر کی اس حدیث میں کہ ہم لوگ حضرت صدیق کو سب سے بہتر سمجھتے تھے تا آخر حدیث، انہی تین صاحبوں کا نام مذکور ہے۔ بعد ذکر حدیث کے ابن عمر کہتے ہیں کہ پھر ان کے بعد ہم سکوت کرتے تھے اور اُس خواب میں جس میں ایک کا دوسرے کے دامن سے لگنا بیان ہوا ہے انہی تینوں کا ذکر ہے۔ اور اُس خواب میں کہ جس میں کہ آسمان سے ڈول کا لگنا مذکور ہے یہی تینوں مذکور ہیں اور (اس حدیث میں خلافت ختم ہو جانے کے صاف صاف الفاظ بھی ہیں۔ چنانچہ مروی ہے) کچھ تھے مرتبہ میں عرفہ کھل گئی اور قصہ سوال بنی مصطلق میں (بھی) ان تینوں کے ذکر کے بعد مذکور ہے کہ پھر تمھاری ہلاکت ہو۔ اور مسجد کی بنیاد

وضع اجماع بلفظ حصر کہ ہو الخلفاء وارو شد دور قصہ اشتراک قلاتر بعد ذکر ہر سہ عزیز گفت شد فتبنا لک و در قصہ تسبیح حق بر زمین سہ کس الکفارت و در قصہ نزول سہی اکلا سلام زمانے معین گشت کہ بالغ وجہ بریں فتہ دلات نمودند بعد ازاں فرمودند فان یفیکوا فبیل من هلاک وان یقوم لهم دینہم یقوم لهم سبعین عامًا قال البغوی اذاد بالذین الملک قال ابوسلیمان و فیضہ ان یكون اسید بھلا ملک بغی امیہ و انتقالہ عظم الی بغی العباس و کان مابین ان استقر الملک لبغی امیہ الی ان ظهرت الدعاء بخلاسان و ضعیف امر بغی امیہ و دخل الوھن فیہم غوا من سبعین سنہ و در حدیث الخلاۃ بالسنہ و الملک بالتمام تعین مکان واقع شد الی غیر ذلک مما لا یحیط

باقی ماند آن کہ در حدیث الی بکرہ ثقی وارو شد الخلافہ بعدی سکتون سکتہ

قائم کرنے کے قصہ میں اور (اس کی بنیادیں) پتھر رکھنے کے بیان میں بطور حصر کے بیان کیا گیا کہ یہی (تینوں) خلیفہ ہیں۔ اور اونٹوں کے خریدنے کے قصہ میں ان تینوں کے ذکر کے بعد ہے کہ پھر تجھے ہلاکی ہو۔ اور کتکریوں کی تسبیح کے قصہ میں انہی تین (خلفاء) پر اکتفا کی گئی ہے۔ اور اسلام کی پکلی چلنے کے قصہ میں (خاص) ایک زمانہ (خلافت کے لئے) مقرر کر دیا گیا جس نے پورے اس فتنہ پر دلات کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ پھر اگر وہ ہلاک ہوئے تو اسی کی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا۔ اور ان کے لئے دین قائم ہو گیا تو شریکس قائم رہے گا بغوی کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ دین سے مراد سلطنت ہے۔ اور ابوسلیمان کہتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں سلطنت کا بنی امیہ میں آنا اور پھر بنی امیہ سے بنی عباس میں آنا مراد ہو اور (قرینہ اس مراد کا یہ ہے کہ) بنی امیہ کی حکومت قرار پذیر ہونے سے اس زمانہ تک کہ مدعیان حکومت خراسان میں ظاہر ہوئے اور بنی امیہ کی حکومت ضعیف ہو گئی اور ان کی حکومت میں سستی آگئی قریب قریب شریکس کے (فاصلہ) ہے اور اس حدیث سے کہ خلافت مدینہ میں ہو گئی اور حکومت شام میں (خلافت کے لئے) مقام مقرر کر دیا گیا۔ علاوہ ان روایات کے اور احادیث (اس مضمون کے متعلق) پیشا رہیں۔

باقی رہا یہ کہ ابوبکرہ ثقی کی حدیث میں ہے کہ حضرت نے فرمایا (خلافت میرے بعد تیس برس رہے گی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت خاصہ حضرت عثمان کی شہادت سے ختم نہیں ہوئی بلکہ حضرت مرتضیٰ کا زمانہ بھی اس میں داخل ہے کیونکہ ان کا زمانہ لئے بغیر تیس برس پورے نہیں ہوتے لہذا

اس حدیث کے معنی کی تحقیق بھی سب سے پہلے (اصل یہ ہے) کہ خلافت خاصہ دو وصف مرکب ہے۔ پہلا وصف خلیفہ خاص کا ہو جانا۔ دوسرا وصف اس کے تصرف (یعنی احکام) کا جاری ہونا۔ اور سب مسلمانوں کا اس پر متفق ہونا ناگو اس مجموعہ کا انتظام دو وصفوں میں سے کسی ایک کی نفی سے بھی ہو سکتا ہے اور دو کی نفی سے بھی مگر حکمت الہی چونکہ دو وصفوں کے درمیان میں تعلق کو چاہتی ہے لہذا (خلفائے ثلاثہ کے بعد) اول اول اس مجموعہ (یعنی خلافت خاصہ) کا منتقلہ صرف ایک وصف کف کیلئے مسلمانوں کے باہمی اتفاق اور انتظام سلطنت کے ٹھیک نہ رہنے سے ہوا چنانچہ حضرت مرتضیٰ خلافت خاصہ کے اوصاف سے موصوف تھے اور ان کی خلافت شرعاً منعقد بھی ہوئی (لہذا) خلافت خاصہ کا ایک جز تو پایا گیا، لیکن (دوسرا جز نہیں پایا گیا یعنی) مسلمانوں میں باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور ان کا تصرف اطراف ملک میں نافذ نہ ہوا۔ (لیکن پھر اس کے کہ خلافت خاصہ کا ایک وصف متفق ہو چکا تھا احادیث سابقہ کا یہ مضمون صحیح ہوا کہ خلافت خاصہ بعد حضرت عثمان کے نہ رہی اور پھر اس کے کہ خلافت خاصہ کا ایک وصف باقی تھا اس حدیث کا یہ مضمون بھی صحیح ہوا کہ خلافت خاصہ حضرت مرتضیٰ کے وقت تک باقی تھی انہی دونوں وصفوں کے مجموعہ کا نام خلافت خاصہ ہے) جیسے ایک بادشاہ عادل کسی مدرسہ میں ایک مدرس کو مقرر کر دے اور طلبہ کو حکم دے کہ اس مدرس سے پڑھیں لیکن طلبہ کو پھر چند اتفاقات کے جن میں سے کچھ

حقیقت معنی آن نیز بساید و انتہت کہ خلافت خاصہ منظرہ مرکب است از دو وصف و صفت اول وجود طلبہ خاص و وصف ثانی نفاذ تصرف و اجتماع کلمہ مسلمین و انتفاء مجموعہ حاصل سے شود یعنی یکے و حکمت الہی مقتضی تسبیح است بین کل ضمدین پس در عبارت اول اس مجموعہ مفقود شد بقصد وصف اجتماع کلمہ مسلمین و عدم انتظام ملک پس حضرت مرتضیٰ بصفات کاملہ خلافت خاصہ القیاف داشتند و خلافت ایشان شرعاً منعقد شد لیکن فرقت مسلمین پدیدار گشت و تصرف ایشان در اختیار ارض نفاذ نیافت چنانکہ بادشاہ عادل مدرسہ را در مدرسہ نصب می فرماید و طلبہ علم را اہم کہ جناب از جناب او استفادہ کنند لیکن طلبہ علم را باتفاقیت بسیار کہ بعض آن

یعنی حکمت الہی کا یہ مقتضی ہے کہ بعد و سرے ضد دفعہ موجود نہ ہو جائے بلکہ پہلے کچھ درمیان کے درجہ موجود ہوں اسکے بعد ضد موجود ہو۔ لہذا خلافت خاصہ کاملہ کے بعد دفعہ سلطنت جاریہ کا ظہور نہ ہوا بلکہ ایک ایسی چیز کا ظہور ہوگا کہ خلافت خاصہ کا لفظ نہ سلطنت جاریہ۔

اختیار ایشان باشد و بعضی بغیر اختیار وجود متغیرو
بالفعل صورت نگرفت در وقت ہر دو
استعمال صحیح باشد میتوان گفت درین
مدرسہ مدرس ہست امام مردم بروے
نئے خوانند و جمع نئے شوند و نیز میتوان
گفت کہ درین مدرسہ مدرسہ نیست
یعنی متصف بدرس بالفعل فیما
نحن فیہ ہم چنان خلیفہ خاص
متصف باوصاف کاملہ موجود است
و خلافت او بالفعل نیست ثانیاً
مردم مجتمع شدند و فرقت از
میان برخاست لیکن خلیفہ باوصاف
مستبرہ در خلیفہ خاص متصف نبود
ہذا نہ علیٰ دکن ہمیں معنی دارد
و در فرقہ ثانیہ نہ اتصاف باوصاف
خلافت خاصہ بود و نہ اجتماع سلین
مردم شدند و نہ در رفتند و ہر یکے
دعوی خلافت نمود و جنود مجتہد
پیدا شدند دُعَاة عَلٰی اِہْوَابِہُمْ
حکایت ایں فرقہ است بعد از
چون عبد الملک تسلط یافت فرقت
از میان رفت و احکام خلافت جاری
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در چندین
احادیث تشریح آن فرمودہ بودند بر
منصبہ ظہور آمد ایں مسئلہ

کے را کہ جملہ سالہ از احادیث یاد دارد و سلیقہ
تطبیق بعضی بعضی و فروہ آوردن ہر چیز
در عمل آن داشتہ باشد مقطوع بہست
و اگر شخص سلیقہ استنباط احکام از احادیث
متفرقہ داشتہ باشد می باید کہ خود را
از دخول در معارک استنباط معذور
دارد و کہے کہ دانستہ را نادانستہ می نماید
و دیدہ را نادیدہ و شنیدہ را ناشنیدہ
بسبب وار خفی کہ یصحف الکحوال
بالہجاء و لا یعرف التہجاء
بالکحوال بحث مابا او نیست و خطاب
مستوجہ باوند۔

چون ایں بحث تمام شد تنبیہات چند
بنویسیم و مقصد را بران ختم نماییم۔
تنبیہ اول سبب حقیقی در تغیر احوال
عالم و اختلاف زمان سابق و لاحق
نمودہ حضرت مبداء است کہ ہر لقبہ
را بوصف مخصوص ساختہ است و
در ہر زمانہ حکے جاری فرمودہ کہ
کُنْ یَوْمَہُ هُوَ فِی شَأْنِیْ
اِذَا لَازَلْ سِلْسِلَہٗ کَانَ سَاتِ
عِلَّیَّتِ اَوَّلَ مَبْسُوطِ سَاخِہٖ اِنَّہٗ
در ہر موضع وصف خاص و وصف
معین نبادہ اند و اَلْاَصْلُ
تفسیر و تبدیل نتواند بود

ہم نے کی) اس شخص کے نزدیک قطعی ہے جس کو احادیث کا ایک
مستند بہ حصہ یاد ہو اور اس کو تطبیق فیہ کا سلیقہ (بھی حاصل)
ہو اور وہ ہر حدیث کو اس کے موقع پر آثار کتا ہو۔ اور اگر کوئی
شخص احادیث متفرقہ سے استنباط احکام کا سلیقہ نہ رکھتا ہو تو
اس کو چاہیے کہ معرکہ استنباط میں داخل ہونے سے اپنے کو محفوظ
رکھے اور اگر کوئی شخص کسی حالی مرض کے سبب سے (موافق دستور)
ہمال کے) کہ بات (کی خوبی) کہنے والے کے عالی مرتبہ ہونے سے
معلوم کر لے نہ کہ کہنے والے (کی خوبی) کو بات (کی عمدگی)
سے سمجھے دانستہ کو نادانستہ اور دیدہ کو نادیدہ اور شنیدہ کو
ناشنیدہ بنائے (یعنی جان بوجھ کر حق پوشی کرے) تو بہراخطا
اس شخص سے نہیں ہے۔

جب یہ بحث ختم ہو گیا تو اب ہم چند تنبیہات لکھتے ہیں
اور (فصل پنجم کے) مقصد (اول کی) ان پر ختم کرتے ہیں۔
پہلی تنبیہ (کچھ جانتے ہو کہ) دنیا کی حالتوں میں تغیر کا
(سبب) اور زمانہ سابق و لاحق میں اختلاف کا (باعث کیا
ہوتا ہے) اصلی سبب (اس کا) حضرت مبداء یعنی حق تعالیٰ
کا ارادہ ہے کہ اس نے (اپنے ارادہ کے موافق) ہر طبقہ کو ایک
صفت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور ہر زمانہ میں ایک جداگانہ
حکم جاری فرمایا ہے (بہی مطلب جو اس آیت کا) کہ کلّ یومیر
ہو فی شَأْنِیْ۔ یعنی ہر روز وہ (ذات پاک) ایک نئے کام میں
ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ کارکنان قضا و قدر نے (ازل لالزال
میں کائنات کے سلسلہ کو (مثل ایک فرش کے) (حق تعالیٰ کی)
عنایت اولیٰ دینے پہلی توجہ کے میلان) میں بجا دیا ہے اور
(اس فرش کے) ہر مقام میں ایک خاص وضع اور ایک خاص صفت
قائم کر دی جس میں بالکل تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا (بہی مطلب جو

مَا يَسْتَدِلُّ الْقَوْلَ لَدَيْ وَمَا أَنْتَ بِطَائِفٍ
لِلْعَبِيدِ.

و تشریح عبارت اناں است کہ نظام عالم در افراد بشر شائع شود لہجے کہ انتظام عالم بر ہم خورد و اعمال ستیہ و اخلاق رذیلہ در میان ایشان فاش گردد بخوے کہ اگر ہمیں کیفیت از عالم انتقال کنند ہم معذب شویم الا ماشاء اللہ و غیر اللہ را عبادت نمایند تا آنکہ غیرت الہی بخورش و بدتر السعوات والارض رست در حق ایشان ارادہ میفرماید و در قلب آنکے خلق اللہ و اھل ایشان داعیہ ارشاد انا و قوائیہ مبسوط سازد کہ موجب صلاح ایشان گردد باجمد حکم این عنایت مؤثر بر احوال غالب تر است بر حکم تشریح پس اگر اصلاح عالم خواہند ببعث پیغامبر یا نصب خلیفہ راشدے آل را موقوف میگذارند تا آل اجزلے زمان کہ مناسب بعث و نصب باشد لیکن آجلی بکتاب و اگر عقوبت کفار خواہند این نیست کہ بغیر تافعی عقوبت کنند بلکہ انتقام آجلی موعود نمایند قبلے بایست تا غن شیر شد باز عقوبت گوناگون سے باشد بر قواعد عنایت مؤثرہ باحوال

اس آیت کا، مَا يَسْتَدِلُّ الْقَوْلَ لَدَيْ (ترجمہ) نہیں بدل جاتی بات میرے یہاں اور نہیں ہوں میں ظلم کرنے والا بندوں پر اور تشریح اس کو کہتے ہیں کہ افراد بشر میں باہم ایک دوسرے پر ظلم اس طرح شائع ہو جائے کہ انتظام عالم برہم ہو جائے اور برے اعمال اور رذیلہ عادتیں لوگوں میں اس طرح پھیل جائیں کہ اگر وہ اسی حالت پر دنیا سے چل بسیں تو صوبہ مبتلائے خدا ہوں سوا محد و دے چند کے اور (لوگوں کی حالت یہ کہ کئی ہو جائے کہ) غیر اللہ کی عبادت کرنے لگیں یہاں تک کہ غیرت الہی جوش میں آئے اور بدتر السعوات والارض ان کے حق میں ہربانی کا ارادہ فرمائے اور مخلوق الہی میں جو سب سے زیادہ پاکیزہ اور سب سے زیادہ معتدل (الخلق) جو اس کے دل میں (لوگوں کے) ہدایت کرنے کا داعیہ پیدا کرے اور ایسے قواعد بناد جو ان کی صلاحیت کا سبب بنیں۔ المختصر اس عنایت کا اثر جو کہ ہر زمانے کے ساتھ جداگانہ تعلق رکھتی ہے تشریح کے اثر پر غالب ہے۔ چنانچہ اگر اصلاح عالم کی بذریعہ کسی پیغمبر کے یعنی یا کسی خلیفہ راشد کے مقرر کرنے کے منظور ہوتی ہے تو اس کو (کارہ و از ان قضا و قدر) اس زمانے تک موقوف رکھتے ہیں جو بعثت (پیغمبر) اور تقرر (خلیفہ راشد) کے مناسب ہو دیکھا کہ ارشاد ہوتا کہ لیکن آجلی بکتاب (یعنی ہر زمانے کے لئے ایک ہوشیہ) اور اگر کافروں کو عذاب کرنا منظور ہوتا ہے تو بھی یہ نہیں ہوتا کہ (کارہ و از ان قضا و قدر) فوراً عذاب کریں بلکہ اسی وقت کا انتظار کرتے ہیں جو (عنایت اعلیٰ) میں اس عذاب کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔ رع قبلے بایست تا غن شیر شد پھر عذاب بھی کئی قسم کا ہوتا ہے موافق ان قواعد کے جو اس عنایت نے مقرر کئے ہیں جس کا تعلق ہر زمانہ سے جدا گانہ ہے۔

(جس زمانہ میں قاعدہ عنایت جس قسم کے عذاب کو چاہتا ہے اس زمانہ میں اسی قسم کا عذاب ہوتا ہے) اور اگر کچھ ایسے قاعدہ جاری کرنا منظور ہوتا ہے جو افراد بنی آدم کے درمیان میں انصاف سبب بنیں تو (بھی کارکنان قضا و قدر) اس قوم کی جبلت پر اور اس زمانہ کے لئے جو امور (عنایت اولیٰ) میں مقرر ہو چکے ہیں ان پر نظر کرتے ہیں پھر (بنی آدم کی) بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح اسی طریقہ کے ساتھ کرتے ہیں جو مقتضائے عنایت باہر نہ جائے (الغرض) دنیا کے تغیرات اور انبیاء کا بھیجا اور خلفائے راشدین کا مقرر کرنا اور نظام بادشاہوں کا مسئلہ کرنا سب اسی عنایت (اولیٰ) کا کرشمہ ہے جو ہر زمانے کے ساتھ متعلق ہے اور قرون و طبقات پر تقسیم ہے۔ تشریح (عنایت اولیٰ) کی اس حکمت کو بٹا نہیں سکتی نہ اس کے انتظام کو توڑ سکتی ہے ہاں جب زمانہ بعثت کا آجزلے کا تو بدتر الہی پیغمبر کو اپنے فیوض کا ذریعہ بنادے گی اور ہر زمانے میں جو طریقہ اس کے مناسب ہوگا مقرر کرے گی اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے طریقے کو بھی بیان فرمایا اور زمانہ فقہ کے حکم بھی ارشاد فرمائیے۔ یہ مسئلہ ہیست دقیق ہے اگرچہ (کارکنان قضا و قدر) یہ مسئلہ کسی بندہ کے دل میں ڈال دیا تو وہ ہیست سی مشکلات کو حل کر سکتا ہے ورنہ ایسی گویں پڑ جاتی ہیں جن کا کھولنا سخت مشکل ہے۔ اور بظاہر نظر اس تغیر کی تدبیر جس حالت کے (پیدا ہو جائے) پر موقوف ہو وہ ہے کہ خلیفہ راشد دنیا میں نہ رہے کیونکہ خلیفہ راشد کو زمانہ کی گردشیں اور تغیر کے لئے اور اس کا سبب اور اس کا علاج کہ جس کے سبب رسوم و اوضاع (حالات) بدل سکتے ہیں اور پیغمبر کہ جس کے ترک کسی اس قدر اراض زمانہ (پیدا) ہوتے ہیں (چنانچہ تعلیم فرماتے ہیں

و چون تشریح ضوابطی خواہند کہ سبب مل باشد در میان افراد بنی آدم نظر کنند بجبلت این قوم و بمقتضائے مقدرات آن زمان پس اصلاح ہیست فاسدہ بوجہ فرماید کہ از مقتضای عنایت بیرون ز رود تغیرات عالم و بعثت انبیاء و نصب خلفاء راشدین و تسلیط ملوک و بدتر الہی ہمہ رنگ ہماں عنایت است کہ منبسط است بر اجزاء زمان و موقوف است بر قرون و طبقات تشریح ابطال آل حکمت نخواہد کرد و نہ ختم آل نظام آدمی چون زمان بعثت آمد تدبیر الہی پیغامبر را جاری فیوض خواہد ساخت و چون نصب خلیفہ راشد رسید تدبیر الہی آن خلیفہ را جاریہ خود و تمام مواہب پیغامبر خواہد گردانید و ہر زمانے میں شریعت کے مصلحت آن زمان است معین خواہد فرمود لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان شریعت زمان خود فرمود و بعد از ان حکم ایام فقہ نیز ارشاد نمودند و آں مسالیت بن قیق اگر از ادول بندہ افتد حل بسیاری از مشکلات خواہد شد و لا عقدا افتاد کہ حل آن بس مشکل گشت و وضع کتب نظام تدبیر این تغیر براں داز است فقہ خلیفہ راشد ہیست زیرا کہ خلیفہ را گردشہائے زمان و معنی تغیر و سبب آن و معاویہ کہ سبب آن تغیر رسوم و اوضاع خواند شد و ہمہ کہ ترک آن موجب چندین مرض زمان خواہد بود تعلیم میفرمایند

و دست اور کٹاؤد میا زند در تصرف
تاریاست عالم بروئے راست شود چنانکه
طبییب حاذق تدبیر صحت مریض و ازالہ مواد
مرض اوی می نماید و همیشه میفرماید بچنان
از خلیفہ راشد جلب صحت طبیعت
عالم می کند و ازالہ ماده مرض می سازد
و ارشد و همیشه می نماید و این همه
از کلام خلیفہ راشد و اشارات اوی جزو
کلی است که گوئیم پستایه
غیر خلیفہ ہر چند ولی باشد از اولیاء اللہ باین
تدبیر غلط نمی کند و اگر بکند تصرف در خلق
بر وفق آن نئے تواند

ہر کس را بہر کالے ساختند
میل آن را در ولش انداختند
داشتند اما رزمے از سخن مرد و حرکات
و سکناات او سے شناسد کہ این ہر
از کجاست و شخص نادان علمے را
بعلے مخلوط میگرداند و رزم را بر رزمے
و منصبے را بنصبے و بعد ازاں وجود اخلاقی
شہویہ و سببیہ کہ در نفوس غیر معتدلہ
مخلوق شدہ و کثرت مال آن رزاق
را از قوت بنعل آوردہ کہ از آن قوت
لیطے آن شراب استغنی یا اعجاب کل ذی قلبی
بویا اگر حق طلب در خاطر او متحول شد
باشد جنس اول را

فتنہ مال گویند و جنس ثانی را بہر تمسید
غایت خدا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
در بیابانے از احادیث ازاں دو جنس
خبر دادند آخر جہ ابن ماجہ عن انس
بن مالک قال قال قبیل یا رسول اللہ
میتے نزلوا الامر بالمعروف والنہی
عن المنکر قال اذا ظہر فیہ کو
ما ظہر فی الامر قبلہم قلنا
یا رسول اللہ و ما ظہر فی الامر
قبلنا قال الملك فی صغیر کم
والفاختہ فی کبار کم والعلم
فی سذالت کم قال نہید تصدیر
معنی قول النبی صلے اللہ علیہ
وسلم والعلم فی الفساق
واخرج الذاری عن حیة بدت
ابی حنیفہ عن ابی بکر الصدیق
فی قصۃ طویلۃ قالت فذکرت
غزونا خضعاً وغزونا بعضنا
بعضاً فی الجاهلیۃ و ما جاء
اللہ بہ من الالفۃ و اطناب
العساطیط فقلنا یا عبد اللہ حنیفہ
مقے قری امر القاس هذا قال
ما استقامت الاثمۃ قلت ما
الاثمۃ قال ما سأت التیذ بکون
فی الحوائج فیتبعونہ و طبیعتہ

فتنہ مال کہتے ہیں اور جنس ثانی دینے خود رانی اور خود پرستی کا پیدا ہونا اس کو (فتنہ) ہوا کہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر حدیثوں میں ان دو قسم (کی حالتوں) کی خبر دی ہے (چنانچہ) ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کبھی شخص نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کس حالت میں امر معروف اور نہی کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تمہارے اندر وہ بات ظاہر ہو جو تم سے پہلے دوسری امتوں میں ظاہر ہوئی تھی۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم سے پہلے دوسری امتوں میں کیا ظاہر ہوا تھا؟ آپ نے فرمایا۔ تمہارے ذلیل لوگوں میں حکومت۔ اور تمہارے بڑوں میں گناہ اور تمہارے کمینے لوگوں میں علم۔ زید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول (دینے تمہارے کمینے لوگوں میں علم) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ فاسق لوگوں میں علم ظاہر ہو۔ اور داری سے حیہ بدت بانی حیہ سے انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث قصہ میں روایت کی ہے وہ (دیگر حالات) بیان کرنے کے بعد (بقیہ حدیثیں) کہ پھر میں نے غزوہ ختم کو اور ان لڑائیوں کو جو ہمارے درمیان زمانہ جاہلیت میں ہوا کرتی تھیں ذکر کیا اور اس (اسلام کی وجہ سے) ہمارے اندر جو باہمی الفت اللہ قلم نے پیدا کر دی اور ہم کو اسلام میں فراخی عطا فرمائی (اس کا بھی ذکر کیا) پھر میں نے پوچھا اے عبد اللہ! لوگوں میں یہ کیفیت (الفت و محبت کی) آپ کے نزدیک کب تک رہیگی۔ انھوں نے جواب دیا جب تک (مسلمانوں کے) سردار سیدھی راہ پر چلیں۔ میں نے پوچھا سردار کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا تم نے سرداروں کو نہیں دیکھا۔ سردار وہ ہیں جو اپنی خرگاہ میں رہتے ہیں اور لوگ ان کی پیروی اور ان کی اطاعت کرتے ہیں (پھر حضرت صدیق نے فرمایا)

فَتَهْلِكُ كَمَا أَهْلَكْتَهُمْ فِي الْمَشْكُوتِ
أَنَّهُ سَمِعَ جِ فِي أَمْتِ أَقْوَامِ تَجَارِي
بِهِمْ تِلْكَ أَلْهَوَاءُ كَمَا تَجَارِي لَحْلِبِ
لَمْ يَكُنْ لَهَا كَلِمَتٌ مِّنْهُ عَرَفْتُ وَلَا
مُقَصِّلٌ إِلَّا دَخَلَهُ.

تنبیہ دوم گمان میر کہ در زبان ضرور
چہ کس شریک بودہ اند و غایت ہائی
آہی در تہذیب نفوس بیکار افتاد
بلکہ ایضا اسرار عجیب است
عجیب ہی جملہ بقی ہنر شریک نیز گو
نوی حکمت کن از ہرول مای چند

در ہر زمان طائفہ را بہط الوار و برکات
ساختہ اند آخر ہم مسلک بروایت
بیاعتقادہ است از طائفہ من ائمتہ
قائمہ باموال اللہ کا یستہو من
خَدَّ لَهُمْ اَوْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ اِسْرَ
اَللّٰہِ وَ هُمْ ذُلَّ اَمْرٍ عَلَ النَّاسِ اُخْرِج
اِبْنِ مَاجَہَ عَنْ ابْنِ ہُرَیْرَہُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
اٰتِہٖ وَسَلَّمَ بَکَا غَرِیْبًا وَّ سَیْعُوْ
غَرِیْبًا فَطَلُوْنِیْ لَیْلًا وَاَخْرِجَ اِبْنِ
مَاجَہَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ
اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَّ سَیْعُوْ
غَرِیْبًا فَطَلُوْنِیْ لَیْلًا

پھر تم کو دنیا ہلاک کرے جیسا کہ انھیں ہلاک کر دیا اور مشکوٰۃ
میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، مغرب
میری امت میں (ان کے رگ ریشہ میں) یہ خواہش نفسانی اس
طرح سما جائے گی جس طرح (باولے گتے کے کاٹنے کا اثر ہے وہ
کاٹے اس کے تمام جسم میں اس طرح سما جائے کہ کوئی رگ
اور پوڑ ایسا نہیں رہتا کہ اس میں داخل نہ ہو۔

دوسری تنبیہ۔ گمان نہ کرنا چاہیے کہ مجھے زمانے میں
سب لوگ برے تھے اور غیایات آہی (اس زمانے کے لوگوں کی)
تہذیب نفوس میں بیکار ثابت ہوئی (یہ بات نہیں ہو سکتی)
بلکہ یہاں اسرار عجیب ہیں

عجیب ہی جملہ بقی ہنر شریک نیز گوئی حکمت کن از ہرول مای چند
ہر زمانہ میں (ہند گان خد کے) ایک گروہ کو بہط الوار و برکات
ہیں۔ (امام) مسلم نے بروایت ایک جماعت کے نقل کیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت ہر ایک
گروہ ہمیشہ خدا کے دین پر قائم رہے گا جو ان کو ذلیل کرنا چاہے
یا ان کی مخالفت کا قصد کرے گا وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا
سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم دینے روز قیامت (آجائے گا
اور وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ بیشک (یہ دین) اسلام غربت دینے کیسی کی حالت
میں شروع ہوا ہے ہولے عنقریب پھر غریب (یعنی بیکس) ہو جائیگا
پس خوشخبری ہے غریب دینے بیکسوں کے لئے۔ اور ابن ماجہ
حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اسلام غربت کی حالت میں شروع
ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہو جائیگا پس خوشخبری ہے غریب کے لئے

وَاَخْرِجَ اِبْنِ مَاجَہَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ
غَرِیْبًا وَّ سَیْعُوْ غَرِیْبًا فَطَلُوْنِیْ لَیْلًا
قَالَ قَبِیْلٌ وَمِنْ الْغُرَبَاءِ قَالَ لَقَدْ کُنْتُ
مِنْ الْقَبَائِلِ وَاَخْرِجَ اِبْنِ مَاجَہَ عَنْ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ خَرَجَ یَوْمًا اِلَى
مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعًا
عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَبِیْئُ فَقَالَ مَا یَبِیْئُکَ قَالَ یَبِیْئُکَ
شَیْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ یَسَدَ
الْمَرْءِ شَرُّهُ اِنْ مِّنْ عَادِیٍّ لَّہٗ
وَلِیًّا فَقَدْ بَاسَ رَاسُ اللّٰہِ بِالْحَارِیَةِ اِنَّ
اللّٰہَ یَحِبُّ الْاِسْرَ اَلَا تَقْبَلُ اَلَا خَفِیَاءُ
اَلَّذِیْنَ اِذَا غَابُوا لَمْ یُتَّقَدَّ وَاِذَا
حَضَرُوا لَمْ یُذْخَرُوا وَلَمْ یُعْرَفُوا
قُلُوْہُمْ مِّمَّا یُعْطِی الْہٰذِیْ یَخْرُجُوْنَ
مِنْ کُلِّ غُلُوْءٍ مُّظْلَمٍ وَّ ہر چند درین
زمانہ میں مردم کیسیاں اند ابوہریرہ
از وجہ ہستہ اند از اشخاص
بسیارے از زبان سابق اخراج
القومندی و ابن ماجہ

اور ابن ماجہ نے عبد اللہ (بن مسعود) سے روایت کی ہے وہ
کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام
غربت کی حالت میں شروع ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہو جائیگا
پس خوشخبری ہے غریب کے لئے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے
تھے کسی نے سوال کیا غریب کون ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ وہ لوگ
(جو) (لپٹے) قبائل کو چھوڑے ہوئے (رسول) کی خدمت میں
رہتے ہیں (یعنی ہاجرین) اور ابن ماجہ نے حضرت عمر بن خطاب
سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں حضرت معاذ بن
جبل کو دکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھے
ہوئے روئے ہیں۔ حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہ تم کیوں بیٹھے
انھوں نے جواب دیا میں نے ایک بات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنی تھی اسے یاد کر کے رو رہا ہوں۔ میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ تم کو
ریا بھی مشرک ہو اور جس نے اللہ کے کسی دوست سے عداوت
کی تو (دگوا) وہ اللہ کے مقابلہ میں (لوٹے کو) بھلا بیشک اللہ
تعالیٰ (لپٹے) نیک بندوں پر ہرگز گاروں کو دوست رکھتا ہو اور
اس کے یہ بندے ایسے مخفی ہوتے ہیں کہ اگر وہ (لوگوں سے)
غائب ہو جائیں تو کوئی ان کو نہ ڈھونڈے اور اگر وہ کسی جمع
میں آئیں تو ان کو کوئی بھی نہ بلائے اور نہ ان کو کوئی پہچان
سکے (کہ یہ کون ہیں اور کس مرتبہ کے ہیں؟) ان کے دل چراغ
ہدایت ہیں وہ ہر زمین تیرہ و تاریک سے پیدا ہوتے ہیں (اور گمنامی
کے ساتھ بھر کرتے ہیں) اگرچہ اس زمانہ (یعنی زمانہ فتنہ) میں
ایسے لوگ (ذلیل) کیساں ہیں لیکن بعض اعتبارات سے زمانہ
سابق کے بھی اکثر اشخاص سے بہتر ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ اور

و اُن را غنیمت گیرے داشتن و از همه گسستن و بجان او متوجه شدن و اہل دین و ہر آنست کہ قبل مبعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم بکفر و جہالت مملو شدہ بود و اوضاع فاسدہ ظاہر و باطن ایشاں را در گرفتہ و ہیأت و نہیہ خسیہ دل ایشاں را مشغوف ساختہ ناگہاں مہر الملوک و الارض داعیہ ہدایت در قلب شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرو ریخت و علوی کہ اہتدا باں تواند بود ہر قلب مبارک فی صلہ اللہ علیہ وسلم نازل فرمود ہر کرا فطرت سلیمہ بود آں داعیہ در دل او منطبق شدہ و آں علم در عقل او منعکس گشت و آں جہاد سلیم الفطرۃ بر مثال شے بودہ اند طالع مخلوق بر استعدادی کہ شبہی با استعداد انبیاء بود و نمونہ از نبوت در جوہر طبیعت ایشاں نمودار ایشاں سر و دست امت آمدند و بشہادت دل آں داعیہ و آں علوم را تلقی نمودہ اند و پارہ از تحقیق نصیب ایشاں شدہ و طائفہ استعداد تقلید تمام داشتند و قبول انکس آں داعیہ و آں علوم نمودند

اُس کے یاد رکھنے میں اہتمام ملین کرنا اور اسی کو غنیمت کہل جان کر اور دیگر امور سے منقطع ہو کر اسی کی جانب (دل سے) متوجہ رہنا اور اس وجہ میں اصل (بات) یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پیشتر عالم کفر و جہالت سے بھرا ہوا تھا اور خراب حالتوں نے اہل عالم کے ظاہر و باطن پر (پورا پورا) غلبہ کر لیا تھا اور خیس اور کم درجہ کی حالتوں نے ان کے دلوں کو (اپنا) فریضہ کر رکھا تھا (سارا چہاں اسی ظلمت میں مبتلا تھا) یکایک آسمان و زمین کے تدبیر کرنے والے (یعنی حق جل و علا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف کے اندر ہدایت پیدا فرمایا اور جن علوم کے ذریعہ سے ہدایت ناممکن تھا وہ علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمائے (پھر بدولت صحبت نبوی کے آپ کے صحابہ میں سے) جس کی فطرت سلیمہ تھی وہی داعیہ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں پیدا ہوا تھا) اس شخص کے دل میں اُتر گیا اور اسی علم کا عکس (جو آنحضرت کو عطا ہوا تھا) اس کی عقل میں حاصل ہو گیا۔ پھر یہ فطرت سلیمہ والے بھی مختلف مراتب پر تھے بعضے تو ایسی استعداد کے ساتھ مخلوق ہوئے تھے کہ وہ (استعداد) انبیاء کی استعداد سے مشابہ تھے اور ان کی جوہر طبیعت کے اندر نبوت کا نمودار امانت لکھا گیا تھا (جیسے حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ) یہ لوگ امت (معدت) کے سرور تھے۔ ان لوگوں نے اپنے دل کی شہادت سے اُس داعیہ کو اور ان علوم کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) لیا اور تحقیق کا ایک حصہ ان کو نصیب ہوا۔ اور بعضے (تحقیق کی استعداد تو درگت تھے مگر تقلید کی استعداد کامل رکھتے تھے اور انھوں نے اس تقلید کے ذریعہ سے) اُس داعیہ اور ان علوم کے عکس کو قبول کیا

و حصہ از سعادت یافتند و کلاً وعد اللہ الحسنی ہر کہ از انطباع دور تر ازین رحمت کاملہ محروم تر ازین اعمال و اخلاق مقصود بالشیع بود و لمحوظ بالعرض و در طبقہ ثانیہ وہ قرب عمل بشرائع اسلامیہ بود و فرائض آں و نوافل آں واجب تبار از محرمات و مکروہات و دل ایشاں از ہر گشتہ بایں اعمال متوجہ شدہ ایزیں اعمال نوبے برخواست و در دل ایشاں متولی گشت براں نور بود و ہمراہ آں نور گذشتند و ہو اھل البدن التقوی و در طبقہ ثالثہ اعمال خیر بر سبیل عادت و ریا فاش شد و ہر کس و ناکس یہ صور اعمال متلبہر گشت و فرق در میان نجی و مشعل باعتبار صورت اعمال نماد ہر کہ بر حسن اخلاق و لین جانب و صفائی دل مفسود بود نور ایں اعمال تنویر و تہذیب او نمود و ہر کہ چنین نبود صرف اعمال اورا بایں قرب نہ رسانید زیرا کہ اعمال ایشاں از نیست قویہ برخواست و نور آں اعمال بقلب آں جہاد مانہ شد و ہر کہ بایں صفت بود اور سعادت سی ایک (مقتد) حصہ پایا۔ اور سب کے لئے اللہ نے نیکی (اور ثواب) کا وعدہ کیا ہے۔ اور جو شخص (اس داعیہ و علوم کا) عکس قبول کرنے سے زیادہ دور ہے وہی اس رحمت کاملہ سے زیادہ محروم ہے (خلاصہ یہ ہے کہ) اس طبقہ میں اعمال و اخلاق مقصود بالتبع اور لمحوظ بالعرض تھے (مقصد اصلی اسی داعیہ و علم کا قبول کرنا تھا جو او پر بیان ہوا) اور وہ اس طبقہ میں سبب قرب الہی کا احکام شریعت اسلامیہ یعنی فرائض و نوافل پر عمل کرنا اور مکروہ سے پرہیز کرنا ہے۔ اس طبقہ والوں کے دل (دنیا کے) سب کاموں سے پرہیز کرنا ہو کر انہی اعمال کی جانب متوجہ ہو گئے اور ان اعمال کے (دکھنے) سے ایک نور پیدا ہوا اور ان کے دلوں پر غالب ہو گیا (لہذا یہ لوگ) تاحیات خود اُس نور پر قائم رہے اور اسی نور کے ساتھ (دنیا سے) گزر گئے اور (یہ) وہ لوگ (ہیں جن کو حد میں) نیک اور پرہیزگار کہا گیا ہے۔ اور تیسرے طبقہ میں اعمال خیر بطور عادت و ریا کے رائج ہو گئے اور ہر کس و ناکس ان اعمال کی صورتوں کو ادا کرنے لگا ان کی حقیقت سے کچھ واسطہ نہ رہا اور صورت اعمال ادا کرنے کے لحاظ سے اہل حق و اہل باطل میں کوئی فرق نہ رہا (البتہ) جو شخص حسن اخلاق اور عجز و انکسار اور صفائی قلب کے ساتھ باعتبار فطرت کے پیدا ہوا تھا تو ان اعمال کے نور سے اُس کو نورانی اور جذبہ کر دیا (اور مرتبہ قرب پر فائز ہو گیا) اور جو در اعتبار خلقت کے (ایسا نہ تھا تو صرف ان (ظاہری) اعمال نے ان کو اس (قرب الہی) تک پہنچایا۔ (اور وہ بساط قرب بہت دور رہا) کیونکہ ان لوگوں کے اعمال قوی نیت کے ساتھ صادر نہیں ہوئے اور ان اعمال کا نور ان لوگوں کے دل کی جانب نہیں نہ تھا اور جو لوگ تھے

موانع قبول اعمال را نتوانست از خود دفع
کروں بخلاف طبقہ پیشین کہ ممانعت
در نیت عادت آن قوم نبود و زیادہ اعمال
رسم ایشان از وہم اہل التواضع
والترحم دور طبقہ رابعہ اوضاع
فاسدہ ذنبت کا سدہ ظاہر تر شد نور
اعمال بدون گوشہ گیری و خلوت نشینی
وانقطاع از قبائل و عشائر و از صحبت
خلق دور شدن میسر نگشت ہر کہ
درین طبقہ قرارے حاصل کرد بغیر
اعتزال و ترک صحبت با تمام دش
نما و وہم اہل التواضع و انقطاع
و دور طبقہ خامد دورہ برگشت و نظر
اہلی بر ملکات نفس افتاد کہ با اعمال و
اذکار کسوب میگردود و در جہد لطیفہ
عقل و نفس و قلب پائی حکمی کند و وہم
اہل المقامات و الاحوال و بچہیں در بر
طبقہ وضع کہ مدار نظر اہلی ہماں میباش
علیحدہ است و الکلام فی خدا بطول
و لنتقصہ ہر قدر علی تسمیہ الطبقات
الخمیس آریں محبت میتوان شناخت کہ
عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن عباس و
عائشہ صدیقہ و امثال ایشان رضی اللہ
عنہم در کدام منزلت بودہ اند و سید بن لبیب
و قہائے سید و معاصر ایشان

در کدام مرتبہ
تنبیہ سوم باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان
رضی اللہ عنہ کی از اصحاب آنحضرت بود صلے
اللہ علیہ وسلم و صاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین در جن او سور
ظن کنی و در ورطہ سبت اونیاقی تا مرکب حرام
نشوی آخر جہ ابوداؤد عن ابی سعید
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تلبثوا اھل ابی قریظہ فی نفسی بیدہ
لو انفق احدکم مثل اھل ذھب
ما بلغ من احدھم ولا نصف و اخرج
ابوداؤد عن ابی بکرہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
للحسن بن علی ان ابی ہذا سید
و انی آنہ جو ان صلے اللہ بہین فہذین
من اھل فی روایہ لھل اللہ ان یصل بہین
فہذین من المسلمین عظیمین و اخرج الترمذی
منجد بن عبد اللہ بن بن عمرہ و کان من اھل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویہ انک

کس کس مرتبہ کے ہیں دیکھ دو لوگوں اقسام کے مراتب میں کیا فرق ہے۔
تیسری تنبیہ۔ جاننا چاہیے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی
اللہ عنہ ایک شخص تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں سے اور زمرہ رضوان اللہ علیہم میں بڑے صاحب فضیلت تھے
تم بھی ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگونی میں مبتلا
نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہو گے۔ ابوداؤد نے ابوسعید سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میرے صحابہ کو بڑا بکو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص (کوہ) احد
کے برابر سونا (راہ خدا میں) خرچ کرے تو ان کے ایک مد بیکر
انصاف مد (خرچ کرنے کے ثواب) کو نہ پہنچے گا۔ اور ابوداؤد نے
ابوبکر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کی نسبت فرمایا
یہ میرا بیٹا سر دار ہے اور میں امیر کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
اس کے سبب میری امت کے دو بڑے گروہوں میں صلح کر دے گا
اور ایک روایت میں ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے
مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کر دے۔ اور ترمذی نے
بروایت عبدالرحمن بن عمرہ جو بخلف اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے
کہ آپ نے (حضرت) معاویہ کے واسطے (یہ) دعا فرمائی یا اللہ!

ملہ نذر کا یہ واقعہ حضرت معاویہ کے صحابی ہونے سے پہلے ہی کہ با اعتبار لفت کے ان مصاحبت کا اطلاق نہیں ہو سکتا اعتبار مطلق عین برکت کا تو وہ
قال قتادہ و وجہ فضیلت ہیں تمام و صل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح بخاری کہ با اعتبار لفت کے ان مصاحبت کا اطلاق نہیں ہو سکتا اعتبار مطلق عین برکت کا تو وہ
کہ انظار روایت یہ ہیں قائد قدس سرہ اللہ علیہ وسلم۔ جہاں حضرت عباس مطلق عین کے موانع کیسے کہ صحابی کہتے اصطلاح عین قرن حملہ کے بعد واقع
ہوتی ہیں صلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں موانع لکھتے ہیں کہ وہ میں اولیٰ رد انھیں چھوڑنا چاہتے تھے کہ وہ صلے حضرت معاویہ سے سرزنس
لیکھتے ہیں کہ اصل تہمت جو یہ ایک ہی نہیں و قہار اللہ ان موانع موقوف چھوڑتے ہیں کہ عین کی محبت کا کلمہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بدگونی کو لکھتے ہیں کہ لو لکھتے کو
تھی کہ میں گرد و غبار نہ صرف اس میں بلکہ ہر بات و کلام رسول، فرشتہ میں اہل سنت کا لفظ اور فقہاء شیعہ میں اہل حق میں تیسرا گروہ اس ذات کے منکر اہل باطل کا ہر شخص
روایت میں حضرت معاویہ کے ملامت اہل نظر گروہ و نور ظاہر کی اہل مایل ملکات ہیں کی روایتی ہوتی ان میں سے حضرت معاویہ و ہر گروہ پر تیسرا گروہ و ہر گروہ پر تیسرا گروہ

میت و صورت مباح است معقول
مرح و ذم نے تواند شد و یحتمل کہ
بعض مفاسد برآں التزام مستحب
شود و در قرن ثانی آن ہمہ سنت
انکارند و تحریف شریعت حقہ
لازم آید اما این شخص شعور بال مفاسد
ندارد و خطا گونہ است سوم آنکہ
لازم گیرد ہر فریق مباح را کہ
شعار خویش ساختہ است و بچنین
دور زلے سے فاش شود و وضع راجح
گردد و آل ہمہ باقی را بر اہانت خود
است قوم و مہج بران عائد نیست الا
بالعرض کہ تعصب و زبان آید
و ترجیح وضع بر وضع دیگر متحقق
گردد یا قسرن تالی آن را سنت
حاضرند و در ورطہ تحریف افتند
باز قبیح اشیا قبیحہ گاہے بنص
کتاب اللہ یا احادیث مشہورہ یا
قیاس جلی یا اجماع امت مرحومہ
خصوصاً ایام خلافت خاصہ کہ بقایا
برکات نبوت است ثابت مے
شود و عشت کھڑن اللہ یوہان
ہیں اقسام صادق است درین
صورت ہا شے بچل آن
اصول معذور نیست

و استدلال بشبہ واپسہ یا تقلید عالمی
در خلاف آن غیر مسموع و عند اللہ
آن مخالف را مفاز نہ و گاہے
قباحت این اشیا بخبر واحد صحیح
بنسبہ معارض ثابت شود و درین
صورت تا وقتیکہ آن حدیث نہ رسیدہ
است و پردہ از روئے کار مرتفع
نگشتہ بسبب چہل خود معذور
است چوں پردہ برخاست و پردگی
متجلی شد جائے گفت و شنید نماید
و گاہے قبح آن بادرہ ظنیہ متعارضہ
ثابت گردد و آنجا اختلاف سلف
کہ المجتہدان مصیبان اول المصیب
واحد و اکثر مختلط معذور
جاری است۔

چوں این مقدمات معلوم
شد مے باید کہ در مبحث تخییر
اوضاع رسوم و در اختلاف امت
کہ درین ایام پیدا شد بیک عصا
جسمہ را سوق نہ کنی و در یک مرتبہ
نازل نہ گردانی ع
ہر سخن و قہ و ہر نکتہ مکالتہ دارہ

اور اس کی مخالفت پر کسی کمزور شبہ کے ساتھ یا کسی عالم کی
تقلید کے ساتھ استدلال کرنا ہرگز مسموع نہ ہوگا اور اس خلاف
(حکم شرع) کو خلع کے نزدیک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اور کبھی
(ایسا ہوتا ہے کہ) ان افعال کی قباحت (کسی) خبر واحد سے
بلا معارضہ (کسی دوسری خبر واحد) کے ثابت ہوتی ہے اس
صورت میں تا وقتیکہ وہ حدیث نہ پہنچے اور اصل حقیقت بخوبی
عیان نہ ہو جائے (اس کا خلاف کرنے والا اپنے) چہل کے سبب
سے معذور ہے اور جب (اصل حقیقت) پردہ اٹھ گیا اور وہ با
صاف ہو گئی (اور اس کا) حسن یا قبح خبر واحد سے معلوم ہو گیا
(اب کسی کے) کہنے شننے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ اور (کبھی ایسا
ہوتا ہے) کسی فعل کی قباحت ایسے دلائل ظنیہ سے ثابت ہوتی
ہے کہ وہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہوتی ہیں۔ ایسے موقعوں
میں جو حکم اختلاف سلف کا ہی وہی حکم جاری ہوگا یعنی دونوں
مختلف اجتہاد کرنے والے حق پر ہوں گے یا ایک حق پر اور دوسرا
خطا پر گروہ (یعنی) معذور (اور گنہگار نہیں)۔

جب تم کو یہ مقدمات معلوم ہو گئے تو اب تم کو لازم ہے
کہ مبحث تخییر حالات (یعنی وضع) اور رسوم میں اور اختلاف امت
میں جو کہ اس زمانہ میں پیدا ہو گیا ہے سب کو ایک ہی گڑھی سے
سے نہ ٹھکنے اور (جملہ اقسام اختلاف کا) ایک حکم نہ سمجھنا بلکہ
بعض اختلاف میں ایک جانب حق اور دوسرے جانب خطا ہوتی
ہے اور بعض میں دونوں جانب حق دائر رہتا ہے (یعنی)
ہر سخن و قہ و ہر نکتہ مکالتہ دارہ

مقصد دوم

اول دو مقصد فیصلہ پنجم راہل مؤرخ گروانی زندہ و پیرا
تغیر کتب کثیرہ کہ در امت فاضل شریف ان تغیر معلوم کرد
مقصد اول تقریر نمودیم۔

و ایں بحث بغایت طویل الذیل است و استدلال
آن در موضع مقصود نیست مقصود ما در فصل شرح
بعض احادیث متعلقہ بحث است مانند حدیث قرون
ثلاث و حدیث فان یقولہم دینکم یقولہ سبعین سنۃ
و حدیث اثنا عشر خلیفۃ و حدیث خمس مائۃ سنۃ
آل تغیر کہ در امت واقع شد انتقال حضرت
امت مسلم علیہ وسلم از دار دنیا رفیق اعلیٰ و کرامت
جائگہ ترو تغیر ہونا کہ ترازاں خواہد بود کہ وی الہی
بل شاذ منقطع گردد و بر کثرت متواترہ سائے کہ حدیث
تواتر است و با ستارہ و خروج الدار عن الدار
فی الخ و حدیث طویل فی وفاتہ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم و جعل امر ایمن تسبیح
فقیل لہا یا ام ایمن اتبکی علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قالت اقی واللہ ما ابکی
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا
اکنون اعلم ان قد ذهب الی ما هو خیر لہ
من الدنیا و کف علیہ علی خیر السماۃ انقطع
و اخروج الدار عن الدار و ذکر النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال شہدۃ یوم دخل المدیۃ
فما رأیت یوماً قط کان احسن ولا افسد

فصل پنجم کا مقصد دوم

ان تغیرات کثیرہ کے بیان میں جو اس امت میں واقع ہوئے
علاوہ اس تغیر عظیم کے جس کو ہم نے مقصد اول میں بیان کیا
یہ بحث بہت بڑی ہے اس کا پورا کرنا اس مقام پر ممکن نہیں ہمارا
مقصود اس مقام میں ان بعض احادیث کی شرح کرنا ہے جو ہمارے
بحث سے تعلق رکھتی ہیں مثل حدیث قرون ثلاث کے اور اس حد
کے جس میں یہ ہے کہ اگر ان کا دین قائم رہ گیا تو تشریں تک
قائم رہے گا اور مثل بارہ خلیفہ والی حدیث کے اور مثل پانچ سو
برس والی حدیث کے۔

پہلا تغیر جو اس امت میں واقع ہوا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا نبیست رفتی اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانا ہے۔ اور کونسا
حادثہ اس سے جائگاہ اور کونسا تغیر اس سے زیادہ ہونا کہ جو کاکہ
جل شانہ کی وحی بند ہو گئی اور متواتر آسمانی برکتیں جو نبوت کے
ساتھ ساتھ ہیں چھپ گئیں۔ داری نے عکرمہ سے ایک بڑی حد
کے ذیل میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق ہے
روایت کی کہ کہ ائمہ امین رشتہ لگیں ان سے کسی نے کہا کہ کیا تم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روتی ہو۔ انھوں نے کہا واللہ! میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں روتی۔ کیا میں نہیں جانتی کہ
وہ ایسی جگہ گئے ہیں جو ان کے لئے دنیا سے بہتر ہے بلکہ میں اس
بات پر روتی ہوں کہ آسمان کی خبریں بند ہو گئیں۔ اور داری نے
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اس دن موجود تھا جب آپ (جو کتب کے)
مدینہ آئے میں نے کوئی دن اس دن سے زیادہ اچھا اور روشن نہیں دیکھا

من یوم دخل علینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور میں اس دن بھی موجود تھا جب آپ کی وفات
ہوئی میں نے اس دن سے زیادہ کوئی دن برا اور تاریک نہیں
دیکھا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔
اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے
مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی تھی اور جس دن آپ کی وفات
ہوئی ہر چیز مدینہ کی تاریک تھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے مٹی بھی
نہیں بھاڑی تھی بلکہ ہم آپ کے دفن میں مشغول تھے کہ ہم کو
اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور داری نے
کھول سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میرے کسی کو مصیبت پہنچے تو اس کو چاہیے کہ میرے لڑائی
کی مصیبت یا وکے کی تک وہ سب بڑی مصیبت ہے۔

دوسرا تغیر حضرت فاروق اعظم کی وفات ہے۔ بہت سی
حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ عمرہ فتنہ کے دروازہ کے قتل ہیں۔ آزاد
ہمد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ (انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا
یا امیر المؤمنین! آپ کو فتنہ کے کچھ بھی اندیشہ نہ کرنا چاہیے
جس کو ہم کئی بار لکھ چکے ہیں) دوسرا تغیر حضرت صدیق کی وفات
کو اس سبب سے نہیں قرار دیا کہ شیخین کی روش قریب قریب تھی
اور ان کے مناقب بھی یکساں اور ملتے جلتے ہیں اور ان کے سوابق
بھی ایک طرح کے ہیں اور جو غزوات ان کے زمانہ میں واقع ہوئے
وہ بھی ایک ٹک کے ہیں۔ نقش اول حضرت صدیق نے بنایا اور
تکمیل اس کی حضرت فاروق سے ہوئی مان دونوں کے زمانہ میں
مسلمان باہم ایک دوسرے سے متفق اور ایک دوسرے پر ہر مان
اور کافروں پر سخت اور ہر مان میں یکدل تھے مخالفت کا نام بھی ان کے

من یوم دخل علینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور میں اس دن بھی موجود تھا جب آپ کی وفات
ہوئی میں نے اس دن سے زیادہ کوئی دن برا اور تاریک نہیں
دیکھا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔
اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے
مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی تھی اور جس دن آپ کی وفات
ہوئی ہر چیز مدینہ کی تاریک تھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے مٹی بھی
نہیں بھاڑی تھی بلکہ ہم آپ کے دفن میں مشغول تھے کہ ہم کو
اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور داری نے
کھول سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میرے کسی کو مصیبت پہنچے تو اس کو چاہیے کہ میرے لڑائی
کی مصیبت یا وکے کی تک وہ سب بڑی مصیبت ہے۔

دوسرا تغیر حضرت فاروق اعظم کی وفات ہے۔ بہت سی
حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ عمرہ فتنہ کے دروازہ کے قتل ہیں۔ آزاد
ہمد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ (انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا
یا امیر المؤمنین! آپ کو فتنہ کے کچھ بھی اندیشہ نہ کرنا چاہیے
جس کو ہم کئی بار لکھ چکے ہیں) دوسرا تغیر حضرت صدیق کی وفات
کو اس سبب سے نہیں قرار دیا کہ شیخین کی روش قریب قریب تھی
اور ان کے مناقب بھی یکساں اور ملتے جلتے ہیں اور ان کے سوابق
بھی ایک طرح کے ہیں اور جو غزوات ان کے زمانہ میں واقع ہوئے
وہ بھی ایک ٹک کے ہیں۔ نقش اول حضرت صدیق نے بنایا اور
تکمیل اس کی حضرت فاروق سے ہوئی مان دونوں کے زمانہ میں
مسلمان باہم ایک دوسرے سے متفق اور ایک دوسرے پر ہر مان
اور کافروں پر سخت اور ہر مان میں یکدل تھے مخالفت کا نام بھی ان کے

وقال هذان السهم والبصر وقال اما وزيراي
من اهل السماء فجايشيل وديكاشيل واما وزيراي
من اهل الارض فابوكرو وعروة قال الحمد لله الذي
ايدى فيهما وادى رسول الله صلى الله عليه وسلم
في رفا العليب شاهما وادى سرخا غما في
سراة الرحمان في لوزن فعبر النبي صلى
الله عليه وسلم بالخلقة واخبر ان حسنة
عمر بعد ثوبير السماء شوقا جميع حسنة
كحسنة واحدة من حسنة ابى بكر وفي
حديث الا اشفعي من يستقي مش
الملافة في منقبة عثمان ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم عامل الصديق
الفاوق معامل واحدة وفي حديث ابي
انه بشرهما بشار واحدة بخلاف عثمان
ثمهما فجيحاه صلى الله عليه وسلم
وقال علي بن الحسين من قوله فحيات
كما نزل منهما بعد موته الى احاديث
كثيره على هذا الاسلوب لا جرم هر دو
در يك قرن بودند و قرن ثانی بالقراض بود
منقرض شد اینجا مناسب دیده می شود
که خطبه ابن اتم خطیب شام را که او فصاحت
داود بزرگوارم اخبر الداری من حدیث خالد
بن معدان قال دخل عبد الله بن اتم على
بن عبد الرحمن العاصم فلم يجبه الا وهو يذبح
يشكر فحمد الله تعالى واشتبه عليه

ثم قال اما بعد فان الله خلق الخلق غنيا
عن طاعتهم اما لمصيبةهم والناس يومئذ
في المنازل والمنازل مختلفون والعرب بشر
تلك المنازل اهل الحجرة واهل البويعتاز
دونهم طبقات الدنيا وخوا عيشها لا يستلوا
الله جماعة ولا يتلون كتابهم في النار
حجرا اعي نخس ممالا يحسن من الخروب
عد والمزهوة فيه فلما اراد الله تعالى ان يشهد
عليه رحمة بعث اليهم رسولا من
انفسهم عزير عليه ما عنتم حوص
عليكم بالموثقتين سر وفت رحيم
صلى الله عليه وسلم وعليه السلام
ورحمته الله وبركاته فلو ينعهم
ذلك ان جرحوا في حصة ونفينا
في رسمه ومعه كتاب من الله
لا يقتدر الا باذنه ولا يؤخر اذنه
بأذنه قلنا ائتم بالعزمة وحمل
على الجهاد انسط الله لونه فافلم
الله جحده واجاز كلمته واظهر دعوته
وقهرق الدنيا نقيا نقيا فقام
بعك ابو بكر رضي الله عنه فملك
سنته واخذ سبيله وارتدت
العرب او من فعل ذلك منهم فاني
ان يقبل منهم بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
عليه وسلم الا الذي كان قابلا

اندرم التوب من اعلموا و قد انزلنا في
شعنا ثم تكب باهل الحق اهل الباطل فليدبر
يقطع اوصالهم و يقطع اوصالهم
من اهل الباطل في الذي خرجوا منه و
قد رهم بالذي نغروا عنه و قد كان اصلا
من مال الله بكم ان تروى عليه و حبشته
ارضعت و لداله فرأى ذلك عند موت
نفسه في حلقه فذلى الى الخليفة
من بعده و فارق الدنيا تقيا نقيًا على
مخاج صاحبها ثم كمر بعد عمر
ابن الخطاب رضي الله عنه فمصر
الامصار و خلط الشدة بالدين و حسر
على رعيه و شعر عن سابقه و أعد
للموراقم نها و لالحرب التي فلما
اصابه قتل المغيرة بن شعبه امر
ابن عباس يسأل الناس هل يشبون
قائل فلما قيل قين للمغيرة بن شعبه
استعمل محمد بن عبد الله ان يكون اصابه ذوق
في التقى فيجوز عليه بانته انتما
استعمل دمه بما استعمل من حقه و
قد كان قد اصاب من مال الله بضعة
و ثمانين الف فكمسها لهما ماء و كبرها
بها كمالها او لا ولا فاشها الى
الخليفة من بعده و فارق الدنيا تقيا نقيًا
على مخاج صاحبها ثم انك يا عمر

بق الدنيا و ولدك ملوكها و القعتك ثديها
و تبت فيها تلتفها مظانها فلما و كتبت
القيمة لمحيث القاها الله تعالى هجرتها
و جفوتها و قد سهرتها اكلما تزودت مسها
فالحمد لله الذي جلا بك حوبتنا و كشف
بك كبرنا فامض و لا تلتفت فاته
لا يعثر على الحق شق و لا يذل على الباطل
شق اقول قولي هذا و استغفر الله لي و
للمؤمنين و المؤمنات قآ ابواب و كان
عمر بن عبد العزيز يقول في الشق قال لي
ابن ابي عمير امض و لا تلتفت
تغيرت قل حضرت ذي النورين و انچه
براس مرتب شد و این اعظم تغییرات است
آنحضرت صلی الله علیه و سلم آن واحد فاصل
بناد و در میان زمان خیر و زمان شر و مطلع
اشارت همان تغییر را ساختند در احادیث
بسیار که همه بیست و اتمامیه متواتر باشد
و آنجا خلافت خاصه منتظمه منقطع شد
کما انقض النبی صلی الله علیه و سلم
على ذلك في احادیث کثیره و آنحضرت
صلی الله علیه و سلم در بیاض از احادیث هر
مشترک را جمع فرموده اند چنانکه در مقصد
اول و ششم و اگر بچشم تأمل در نگری
هر جا ذکر خلافت خاصه منتظمه بالفعل
ذکور شد ذکر هر سه بزرگ

دنيا کے بیٹے ہو دنیا کے بادشاہوں سے پیدا ہوئے ہو دنیا کے پسران
سے تمہاری پرورش ہوئی ہے اور دنیا ہی میں تم بڑے اور تم
دنیا کو اس کے لئے کی جگہ میں تلاش کرتے تھے مگر جب تم اس
مالک بنائے گئے (یعنی خلیفہ ہوئے) تو تم نے دنیا کو وہیں ڈال دیا
جہاں اس کو اللہ نے ڈالا تھا اور اس کو چھوڑ دیا اور اس سے
بے مروتی کی اور اسے کروہ سمجھا مگر بقدر ضرورت۔ پس اللہ کا
فکر ہے جس نے تمہارے ذریعہ سے ہمارے ظلم دور کئے اور تمہارا
ذریعہ سے ہماری مصیبت دفع کی۔ پس (اے عمر!) تم (اپنی راہ)
چلے جاؤ اور ادھر ادھر نہ دیکھو کیونکہ حق پر کوئی چیز غالب نہیں
ہوتی اور باطل سے کوئی چیز پست نہیں ہوتی۔ میں اس کلام کو
بیان کرنے کے بعد اللہ سے استغفار کرتا ہوں اپنے لئے اور تمام
مؤمنین و مؤمنات کے لئے۔ (ابوایوب کہتے تھے کہ عمر بن عبد العزیز
جب کبھی بات نکلتی تھی تو کہا کرتے تھے کہ مجھ سے ابن اہسقم
کہہ چکے کہ تم (اپنی راہ) چلے جاؤ اور ادھر ادھر نہ دیکھو۔
تفسیر الغیر حضرت ذوالنورین کی شہادت ہو اور وہ (مفسر)
جو اس پر مرتب ہوئے۔ یہ تقریباً سب تغییرات سے بڑھا ہوا ہے۔
آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے اس تغییر کو زمانہ خیر و زمانہ شر
میں حد فاصل قرار دیا ہے اور (اپنے) اشارہ کا مرجع اسی تغییر کو
بنایا ہے بہت سی حدیثوں میں جو بیہات مجموعی متواتر ہیں
اور اس تغییر سے خلافت خاصہ منتظمہ ختم ہو گئی جیسا کہ نبی صلی
الله علیه و سلم نے بہت سی حدیثوں میں اس کو صاف بیان فرمایا
ہے۔ اور آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے بہت سی حدیثوں
میں تینوں خلفاء کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ہم (اس فصل
کے) مقصد اول میں بیان کر چکے۔ اور اگر تم غور سے دیکھو تو جہاں
کہیں خلافت خاصہ منتظمہ بالفعل کا ذکر ہے وہاں تینوں بزرگوں کا

پس تین ہجرت خمس وثلاثین و تعین بہ بودن خلافت در مدینہ مصداق آن ہر دو یکے ست ہر دو نشان یک دعاست و ہر دو متوجہ یک گئی باز این را بگذار و حدیث ابی عبیدہ و معاذ بن جبل بخوان ان هذا الامیر انبؤ و رجاء ثم یكون خلافة و سجدۃ شرف یكون ملکا مخصوصا و باحدیث قرون ثلاثہ و حدیث قبول رحی الاسلام و حدیث الخلافة بالمدینۃ و الملک بالثکمر بسج شک ندیم کہ خلافت و رحمت با منہ خیریت ہم سنگ است و مخصوص یافتہ ہم ترازد۔

باز این را بگذار و حدیث کز بن علقمہ را بخوان کہ اسلام را شیوے خواہد بود شہر یعودون آساکو و صیبا نیک تامل نما روز افزونی تا کلام وقت بوزہ است و فتنہ اسود صہارہ در کلام زمان متحقق شد و این را باخیریت قرون درمی الاسلام و خلافت و رحمت بسج شک ندیم کہ ہمہ متوازن است۔

باز اسود صہارہ با حدیث ہرج و مرج و یفشوا الکذب و یہلکوا و ملکا مخصوصا بسج یقین داریم کہ ہمہ بیک نفع خواہی یافت۔

باز این را نیز بگذار و حدیث حذیفہ بخوان لا تقوم اللہ اعدی تقبلوا الملک و یخلفا باسما فکم و یرث دنیا کما یرث زکوة و تامل کن کہ

پھر اس سے بھی آگے بڑھو اور حضرت حذیفہ کی حدیث دیکھو جس میں یہ مضمون ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اپنے امام کو قتل کرو گے اور باہم شمشیر بازی کرو گے اور تمہاری دنیا کے وارث تمہارے بدترین لوگ ہوں گے اور غور کرو کہ

یہ کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور وہ واقعہ کس زمانہ میں ہوا۔

المختصر اپنے ذہن کو کدورتوں کی آسیر نش سے صاف کرو اور بعض حدیثوں کو بعض حدیثوں کو بعض پر منطبق کرو تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا مقصد تم پر واضح ہو جائے۔ اس کے بعد غلامت اہل کتاب کی خبروں کو دیکھو اور صحابہ کرام کے آثار کو یاد کرو تاکہ پورا اطمینان حاصل ہو جائے اور اگر اس طریقہ کے بعد بھی کچھ کام نہ نکلے اور حدیث کے معنی منفع نہ ہوں تو احادیث کے معنی سمجھنے سے اپنے آپ کو معذور سمجھنا چاہیے کیونکہ اس بحث میں اس سے بہتر کوئی طریقہ نکلے گا اور کسی مسئلہ میں اس سے زیادہ کثرت سے روایتیں نہ دیں گی جسے کہ نماز اور زکوٰۃ کے مسائل میں بھی۔ (ترجمہ شعر) جب تم کسی کام کو نہ کر سکو تو اس کو چھوڑ دو اور وہ کام اختیار کرو جو کر سکتے ہو۔

حاصل یہ کہ ان قرون ثلاثہ میں اختلاف و سیاهی ہے جیسا کہ ایک نوع کے اصناف میں باہم اختلاف ہوتا ہے کہ ایک اعتبار سے وہ سب اصناف ایک ہیں اور ایک اعتبار سے مختلف ہیں اسی وجہ سے اسلام کی چکی والی حدیث میں تینوں خلافتوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے اور خلافت کے مدینہ میں ہونے اور سلطنت کے شام میں ہونے کی حدیث میں تینوں خلافتوں کو ایک مرتبہ میں رکھا ہے اور نبوت و رحمت اور خلافت و رحمت والی حدیث میں تینوں خلافتوں کے لئے ایک صفت ثابت کی۔ اور حدیث فتن میں جو حضرت حذیفہ سے مروی ہے تینوں خلافتوں کو استقامت کا زمانہ کہا ہے اور کز بن علقمہ کی حدیث میں بھی

اشارہ کلام واقعہ است و زمان آن واقعہ کلام ہو است الی غیر ذلک من احادیث بالجملة ذہن خود را مصنف کن از شوب کدورت و بعض احادیث را با بعض منطبق ساز تا مقصد کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تو روشن شود بعد ازاں اخبار اخبار اہل کتاب بخوان و آثار صحابہ کرام یاد آتا اطمینان حاصل گردد و اگر باوجود استعمال اس طریق کائنات کشود و منفع نشاز تنفع معانی سنت خود را معذور باید داشت کہ درین بحث بہتر از اس طریق بہتر نخواہد آمد و در ہجرت مسئلہ زیادہ تر از اس طرق مشکاثرہ متوافر ہستیر نخواہد شد و باب صلوة و زکوٰۃ ہم

لذا لو تستطعن امرا فکنا عہ و جاوہرہا الی ما تستطیع

بالجملة اختلاف دہر قرون مانند اختلاف اصناف است در میان انواع و احادیث حنا ہمہ واحد است و بیک حباب مختلف و متعدد لہذا در حدیث رحی الاسلام ہمہ را در یک مرتبہ شمرده اند و در حدیث الخلافة بالمدینۃ و الملک بالثکمر ہمہ را بیک منزلت نہادہ اند و در حدیث نبوت و رحمت ہمہ را بیک وصف اثبات نمودند و در حدیث فتن کہ از مسند حذیفہ است ہمہ را زبان استقامت گفتہ اند و در حدیث کز بن علقمہ ہمہ را

لے حق و منفہر فرق یہ ہر کہ ہم از میں اختلاف امتداد کے موجب ہوتا ہے اسلئے اور کثرت اور اصناف میں اختلاف اسباب خارجہ کے ہوتے ہیں جس سے ہر مذہب کی اور

در مراتب زیادت و نمودار شدت اند چون تفسیر اعظم بظہور پوست شکل عالم برگشت و تفسیر نوحی بہ نسبت زمان اول بظہور انجائیکہ در دامن این تفسیر سستہ رفتند دو بہرہ واقع شد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرح و تفصیل آن پنج حادثہ فرمودہ اند بمالہ مزید علیہ آخیر الشیخان عن حدیثیہ قال کان الناصر یسألون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر و کنت اسأله عن الشر مخافة ان یدرکنی قال قلت یا رسول اللہ انا کتافی جاحلیتہ و شرّ فجاء اللہ بہذا الخیر فہل بعد هذا الخیر من شرّ قال نعم قلت فہل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم و فیہ دخن قلت و ما دخنہ قال قوم بعدون بغیر ہدی تعرف منهم و تنکر فقلت فہل بعد ذلک الخیر من شرّ قال نعم و دعا علی ابواب جہنّم من اجابہم الیہا قد فوجا فہا قلت یا رسول اللہ صفہم لنا من ہم قال ہم من جلدتنا و یکتون بالسنننا قلت فما تأمرق ان ادھر کنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین و امامہم قلت فان لو تکن لہم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق کلہا و لو ان تعص باصل شیعۃ حتی یدرکک الموت و انت علی ذلک و فی روایۃ قلت یا رسول اللہ انا کتافی جاحلیتہ و شرّ فجاء اللہ بہذا الخیر من شرّ قال نعم قلت و ہل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم و فیہ دخن قلت و ما دخنہ قال قوم بعدون بغیر ہدی تعرف منهم و تنکر فقلت فہل بعد ذلک الخیر من شرّ قال نعم و دعا علی ابواب جہنّم من اجابہم الیہا قد فوجا فہا قلت یا رسول اللہ صفہم لنا من ہم قال ہم من جلدتنا و یکتون بالسنننا قلت فما تأمرق ان ادھر کنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین

و امامہم قلت فان لو تکن لہم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق کلہا و لو ان تعص باصل شیعۃ حتی یدرکک الموت و انت علی ذلک و فی روایۃ قلت یا رسول اللہ انا کتافی جاحلیتہ و شرّ فجاء اللہ بہذا الخیر من شرّ قال نعم قلت و ہل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم و فیہ دخن قلت و ما دخنہ قال قوم بعدون بغیر ہدی تعرف منهم و تنکر فقلت فہل بعد ذلک الخیر من شرّ قال نعم و دعا علی ابواب جہنّم من اجابہم الیہا قد فوجا فہا قلت یا رسول اللہ صفہم لنا من ہم قال ہم من جلدتنا و یکتون بالسنننا قلت فما تأمرق ان ادھر کنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین و امامہم قلت فان لو تکن لہم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق کلہا و لو ان تعص باصل شیعۃ حتی یدرکک الموت و انت علی ذلک و فی روایۃ قلت یا رسول اللہ انا کتافی جاحلیتہ و شرّ فجاء اللہ بہذا الخیر من شرّ قال نعم قلت و ہل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم و فیہ دخن قلت و ما دخنہ قال قوم بعدون بغیر ہدی تعرف منهم و تنکر فقلت فہل بعد ذلک الخیر من شرّ قال نعم و دعا علی ابواب جہنّم من اجابہم الیہا قد فوجا فہا قلت یا رسول اللہ صفہم لنا من ہم قال ہم من جلدتنا و یکتون بالسنننا قلت فما تأمرق ان ادھر کنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین

اور صلح ہوگی تیرگی کے ساتھ۔ میں نے پوچھا کہ پھر کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا پھر اس کے بعد دجال نکلے گا اس کے ساتھ ایک نہر ہوگی اور آگ ہوگی جو شخص اس کی آگ میں پڑے گا اس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے اور اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو شخص اس کی نہر پر گرے گا اس کے گناہ ثابت ہو جائیں گے اور اس کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔ بقوی نے کہا ہے کہ وہ فتنہ جس کا بچاؤ تو اوسے ہوگا قتادہؒ کہتے تھے کہ وہ اہل بدعت کا فتنہ ہے جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا اور صلح تیرگی کے ساتھ ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ صلح کے بعد بھی کینے باقی رہ جائیں گے جس طرح آگ سے دھواں پیدا ہوتا ہے۔ اور ابو عبید نے کہا ہے کہ دخن (جس کا ترجمہ تیرگی) کیا گیا اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ کسی جانور یا کپڑے وغیرہ کے رنگ میں کچھ میل پلین مائل بسیا ہی ہو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ (حضرت حذیفہؓ کہتے تھے) میں نے پوچھا یا رسول اللہ! صلح تیرگی کے ساتھ ہوگی! اس کا کیا مطلب! آپ نے فرمایا کہ بنی آدم کے قلوب جبلات پر ہوں گے اس سے نہ نہیں گئے اور ایک روایت میں (جملے سلطنت کے) جماعت آشوب ششم کے ساتھ ہوگی (مروئی) ہر مطلب یہ ہوا کہ لوگوں کا اجتماع فساد قلب کے ساتھ ہوگا۔ حضرت نے اس فساد قلب کو آشوب ششم سے تشبیہ دی ہے۔

فستہ اول جو میں نے بڑے بڑے عادلوں پر شامل ہے۔
اس فستہ کی ابتداء حضرت مرتضیٰ کی خلافت سے ہے۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی حضرت مرتضیٰ کی خلافت سے خبر دی
کہ وہ مستعظم نہ ہوگی اور آپ اس سے رنجیدہ ہوئے۔ خلاصہ میں
ہے کہ طبرانی اور ابونعیم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ
وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ

وهذه على الدخن قال قلت ثم ما قال ثم
خرج الدجال بعد ذلك معهم وتركهن وقم
في ناهرا وجب أنجرا وحط وزلا ومن
وقم في نهرا وجب وثرزا وحط اجري
قال البغوي قوله فما العصاة قال السيف
كان قتادة ينفعه على اهل الردة
كانت في نهن الصديق رضى الله عنه
وقوله هذه على الدخن معناه صل
على بقايا من الضغن وذلك ان الله لما
أثر من التارق قال ابوعبيد راصل
الدخن ان يكون في لون الثأبة او
الثوب او غير ذلك كدورها الى
سواد وفي بعض الروايات قلت يا رسول
الله هذه على الدخن ما هي قال لا
يروج قلوب بني آدم عن الذي كانت
عليه ويروى وجماعة على أقذا يقول
يكون اجتماعهم على فساد من القلوب
شبهه بأقذا والعين.

فتنة أولي الشئ بر سر عاده عظيمه مد
 ايس فتنة خلاف حضرت مرتضى است آنحضرت صلى
 الله عليه وسلم نخست از خلافت حضرت مرتضى
 خبر دادند كه منظم نشود و از آن مقام ماستند
 قى الخصائص اخبر الطبرانى واليعنى
 عن جابر سمى قال قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم لعلى

تم خلیفہ بنائے جاؤ گے اور تم مقتول ہو گے اور تمہاری یہ دارالمنیٰ تمہارے
 گمراہوں نے زینگیں ہو گی۔ اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روتا
 کی ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ امت میرے بعد مجھ سے نفرت
 کرے گی۔ اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگاہ رہو تم میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہو گے
 حضرت علی نے پوچھا کہ یہ دین کی سلاستی رہے گی حضرت نے فرمایا ہاں تمہارے دین کی
 سلاستی رہے گی۔ اور امام احمد نے ابی بن عمرو اسلمی سے انھوں نے حضرت علی رضی
 اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا عنقریب
 اختلاف احکام پیدا ہو گا اگر تم کچھ نہ سکو تو ہنسنا۔

حادثہ اول جنگ جمل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حادثہ کی خبر دی ہے جس کی روایت خبر واحد غریب ہے۔ ابو یوسف نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عائشہؓ کا گزربنی عامر کے ایک چشمہ پر ہوا جس کا نام حوضِ رُبّ تھا اور وہاں گٹوں نے بھونکا شروع کیا۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا بنی عامر کا ایک چشمہ ہے (یہ سنئے ہی) حضرت عائشہؓ نے کہا مجھے واپس لے چلو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ (ہم لوگوں سے) فرماتے تھے کہ کیا حال ہو گا تم میں سے کسی ایک کا جب اُس پر حوضِ رُبّ کے گٹے بھونکیں گے۔ اور کہا کہ بروایت یحییٰ بن سعید ولید بن عیاش سے انھوں نے ابراہیم (نخعی) سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے

أَنْتَ مُؤَمَّرٌ مُسْتَوْفٍ وَأَنْتَ مُقْتُولٌ وَإِنْ
 هَذَا مُضْطَرِبٌ مِنْ هَذَا يَعْنِي لِحَيْتِهِ
 مِنْ رَأْسِهِ وَأَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ عَلَى
 رَضَى اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنْ سَمِعْتُ أَعْلَى بْنَ
 عَصَةَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يَقُولَ قَدْ رَضِيَ
 وَأَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ إِبْنِ عِيَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُسْلَمَةَ
 هَذَا قَالَ فِي مَرْأَةٍ مِنْ دِينِي قَالَ فِي
 سَلَامَةٍ مِنْ دِينِكَ وَأَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَيَكُونُ اخْتِلَافٌ وَأَمْرٌ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ
 يَكُونَ أَسْلَمٌ فَأَعْلَى.

[illegible][illegible]

ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا اور ایک کثر سے اور ایک یمن سے اور ایک شام سے اور ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے اور ایک وسط شام سے جس کا نام سنیانی ہوگا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس حدیث کو بیان کر کے کہا کہ تم میں سے بعض لوگ ابتدائی فتنوں کا زمانہ پائیں گے اور صامت میں بعض لوگ ایسے ہوں گے جو آخری فتنہ کا زمانہ پائیں گے ولید بن عیاش بیان کرتے تھے کہ فتنہ مدینہ کا تو طلحہ وزبیر کے سب سے پہلے اور فتنہ شام کا بنی امیہ کے سب سے پہلے اور فتنہ مشرق کا آلان لوگوں (یعنی اہل عراق) کے سب سے پہلے ہوگا۔

حادثہ دوم جبکہ صفین۔ اس کی خبر بھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی جس کی روایت صحیح ہے
شیخین نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی
یہاں تک کہ دوڑے گروہ باہم قتال کر سگے۔ ان میں سخت
جنگ ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ یہ کلمہ اشارہ ہے اس
طرف کہ اہل شام نے محض اٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے
درمیان میں یہی حکم ہے۔ اور حضرت مرتضیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن
ساکت ہے کہ اور میں قرآن ناطق ہوں۔ اور بخاری نے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے فرمایا کہ تم کو گروہ
باغی قتل کرے گا۔ یہ جنگ تحکیم پر ختم ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس واقعہ کو ایسے الفاظ میں بیان فرمایا جس سے معلوم ہو کہ

[illegible]

یہ جنگ طرح طرح کے فسادوں کی بنیاد ہوگی اور شام کو پتہ نہ رہے گا۔
 حادثہ سوم جنگ نہروان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے متواتر حدیث میں بیان فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ مسلمانوں
 انستراق کے وقت یہ جنگ ہوگی اور خراج کو وہ فریق قتل کریگا
 جو اُسے بالحق ہوگا اور یہ جنگ اس جماعت کے حنات علیہ
 سے ہوگی۔ ان تینوں حادثوں کے بعد حضرت مرتضیٰ کی شہادت
 کا واقعہ پیش آیا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث
 مستفیض میں بیان فرمایا ہے اور حضرت مرتضیٰ کے قاتل کو اشد
 الآخزین کی مذمت سے یاد کیا ہے۔ حاکم نے ایک طویل حدیث
 میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
 میں اور علیؑ غزوۃ ذوالعیرہ میں ساتھ ساتھ تھے۔ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم سے بیان کروں کہ تم
 دنیا میں سب سے زیادہ بدبخت کون دو آدمی تھے۔ ہم لوگوں نے
 عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ (بیان فرمائیے) آپ نے فرمایا۔
 قبیلۃ ثمود کا وہ شخص جس نے ناقۃ (صالح علیہ السلام) کے
 پیر کاٹے تھے اور وہ شخص اے علیؑ! جو تمہارے سر میں لٹکا
 یہاں تک کہ تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے تر ہو جائے گی۔

ہدۂ اول۔ ابتداء اس کی وہ صلح تھی جو حضرت امام حسنؑ نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان سے کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حدیث صحیح میں بیان فرمایا ہے۔ بخاری نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس نے حضرت ابو بکر

[illegible]

اس بعین اتخذوا عبادا لله خوفا و
مالا لله تحلا و کتاب الله دَعَا وَخَوِج
ابو یحییٰ و الحاکم عن ابن ہریرۃ ان الشیخ
صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت
فی النور بنی الحکم یمزجون علی
منبری کما تنزل القدرۃ قال فما
رئی الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم
فہا حکما مستمعاً حتی توفی و اخرج
البیہقی عن ابن المسیب قال رأیت الشیخ
صلی اللہ علیہ وسلم بنی امیۃ علی منبرہ فناء
ذال فوجی الیہ اجماعاً دیناً اخلوها ففترت
عینہ و اخرج الترمذی و الحاکم و البیہقی عن
الحسن بن علی قال ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قد سرائی بنی امیۃ
یصلیون علی منبرہ لاجل رجلا فناء ذالک
فانزلت انا اعطینک الکفر و نزلت انا
انزلتہ فی لیلۃ القدر و ما ادرک ما لیلۃ
القدر لیلۃ القدر یخبرون ان لیلۃ القدر علیہا
بنو امیۃ قال القام بن الفضل فحسبنا ملک
بنی امیۃ فاذاھی الف شہمی لا تزد و لا
تنقص اخرج ابوداؤد عن عبد اللہ
بن حوالۃ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یا ابن حوالۃ اذا رأیت
الخلافۃ قد نزلت الیہ فمقدسة فقد
دنت لکزل و الیہ اقبل و الامور العظما

کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام
اور خدا کے مال دینے بیت المال کے مال کو بخشش بنالیں گے
اور کتاب خدا کو کھیل بنادیں گے۔ اور ابو یحییٰ نے اور حاکم نے
حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں نے خواب میں اولاد کو حکم کو دیکھا کہ میرے منبر پر
بندوں کی طرح کھڑے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس خواب کے بعد نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نے ہتھ ہوا نہیں دیکھا یہاں تک کہ
آپ کی وفات ہوئی۔ اور یہی ہے ابن مسیب سے روایت کی ہے
وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (خواب میں) بنی امیہ
کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو اس سے بہت رنج ہوا پس آپ
پر وحی نازل ہوئی کہ یہ صرف دنیا ہے جو انھیں دی گئی تو آپ
خوش ہو گئے۔ اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علی
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بنی امیہ میں سے ایک ایک شخص کو اپنے منبر پر خطبہ
پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ کو اس سے رنج ہوا پس یہ سورت
نازل ہوئی اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْاُمِّيَّةَ (ترجمہ) اے نبی! ہم نے
تم کو کفر دی ہے۔ اور یہ سورت نازل ہوئی اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ الْاِلَیْہِ
(ترجمہ) ہم نے نازل کیا ہے قرآن لیلۃ القدر میں اور تم کیا
جانو کیا ہے لیلۃ القدر؟ لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار ہینوں سو۔
وہ ہزار ہینے جن میں بنی امیہ بادشاہت کریں گے۔ قاسم
بن امیہ نے بیان کیا ہے کہ ہم نے حساب کیا تو بنی امیہ کی سلطنت
پوری ہزار ہینے تکلی نہ زیادہ نہ کم۔ اور ابوداؤد نے بروایت عبد اللہ
بن حوالہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس (یعنی شام) میں پہنچ گئی
تو (سمجھ لو کہ) نازلے اور پریشانیوں اور بڑے بڑے حوادث قریب کیے

والتسعة يومئذ اقرب من الناس من بينك
هذه الی راسک۔

وایضا کلمۃ ایست باریک آن رائز بایہ
فہمید کہ در باب خلافت شام احادیث مختلفہ
آمد بعض ناظرینم و بعض ناظر یہ مع مانند
حدیث دیگر از مسند ابن حوالہ اخرج احمد
وابوداؤد عن ابن حوالۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین
ان تکونوا جنودا یجندونہ بالشماء و
جند بایمن و جند بالحق فقال ابن حوالہ
جزلی یا رسول اللہ ان ادرکت ذلک ففأ
علیک بالشماء فاتخا خیرۃ اللہ من ارضہ
یحییٰ الیہم الخیرۃ من عبادہ و لا فاما ان
ایکثر فعلیکم یقوتکم واد تقوا من غدرکم
فان اللہ عز وجل توکل لی بالشماء و اهل
وہم حل لیں تعارض آست کہ اس قوم و ہمد
ذات خوش استحقاق خلافت نہا شند و خلا
برایشان متفرق شد و عنایت تشریع متوجہ تشریع
امر جہاد و تعاون براں گشت لہذا ہر جاؤم
متوجہ بذوات اک جماعہ است و ہر جا مع
وحث است متوجہ بامور ملک و مانند ان از امیہ
ایہا عمر بن عبد العزیز خلیفہ راشد بود بخلیہ علم
و فضل و ہذا آراستہ و ازو سے آثار محمودہ
در عالم باقی ماند یکے کتابت علم حدیث

اور قیامت اس وقت اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی جس قدر
میرا ہاتھ تمہارے سر سے قریب ہے۔

یہاں ایک باریک نکتہ ہے اس کو بھی سمجھ لو کہ وہ یہ کہ
خلافت شام کے متعلق مختلف حدیثیں آتی ہیں۔ بعض تو برائی
پر دلالت کرتی ہیں اور بعض تعریف پر مثل ایک دوسری حدیث
کے کہ وہ بھی ابن حوالہ سے مروی ہے جس کو امام احمد اور
ابوداؤد نے ابن حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب انجم کا یہ ہوگا کہ
تم لوگ بڑے بڑے لشکر بن جاؤ گے ایک لشکر شام میں ہوگا او
ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔ ابن حوالہ نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ! اگر وہ زمانہ مجھے ملے تو آپ میرے لئے کس لشکر کو
پسند کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تم شام میں رہنا کیونکہ اللہ
کی پسندیدہ زمین ہے وہاں اپنے پسندیدہ بندوں کو رکھنا ہے
اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یمن میں رہنا اور اپنے حوض کاپانی پینا۔
اللہ عز وجل نے مجھ سے شام اور اہل شام کے متعلق ذمہ داری
کر لی ہے۔ اس تعارض کا دفعیہ اس طرح ہے کہ اہل شام
اپنے ذاتی اوصاف کے لحاظ سے استحقاق خلافت نہ کہتے تھے
مگر خلافت ان کو حاصل ہوئی اور عنایت تشریع جہاد کا کام
جاری رکھنے اور اس پر مدد کرنے کی طرف متوجہ ہوئی لہذا جہاں
کہیں بڑائی ہے اس کا مرجع اہل شام کی ذات ہے اور جہاں کہیں
تعریف ہے وہ امور ملک و غیرہ کے سبب ہے۔ انہی اہل شام
میں ایک عمر بن عبد العزیز تھے جو اچھے خلیفہ تھے اور علم و فضل
و زہد کے زیور سے آراستہ تھے اور ان کے بہت عمدہ آثار دنیا میں
باقی رہے جن میں سے ایک علم حدیث کی کتابت ہے اور احادیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں آپ کی احادیث کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں لوگوں نے اپنے سینوں میں ان کو محفوظ رکھا تھا راقی نے

جمع کرنا ہے اور دوسرا سب اہل بیت کا موقوف کرنا ہے اس حدیث کا مضمون ان پر صادق آیا کہ اللہ ہر مسمیٰ کے شروع میں ایک ایسا شخص پیدا کرتا ہے گا جو دین اسلام کی تجدید کر دے گا۔ یہ وقت سوم جب یہ ہند نہ قریب ختم پہنچا تو بنی عباس کے مدعیان خلافت نے خراسان کی طرف سے سر اٹھایا اور لڑائیاں ہوئیں اور بڑے بڑے ظلم ہوئے جو شخص بنی امیہ میں سے یا ان کے مددگاروں میں سے مل گیا اس کو مار ڈالا اور بڑی بڑی سختیاں کیں یہ بات تمام اطراف و جوانب میں پھیل گئی اور ہوا جو کچھ ہوا۔ ان تمام ہنگاموں کے بعد بنی عباس کا کام ختم کیا اور تیسرا تغیر ختم ہو گیا اور جو تھا تغیر شروع ہو گیا۔ گو یہ (تیسرا) تغیر بڑے بڑے حادثے اپنے بغل میں رکھتا تھا اور ایک طویل زمانہ کے بعد ختم ہوا مگر اس کا رنگ ایک باجیہا کہ گزشتہ تغیرات کا رنگ ایک بالہذا ایک اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ (اسلام میں) صرف دو دولتیں ہوئیں اول مدینہ میں اور دوسری شام میں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں اور بنی اسرائیل کی

جمع کرنا ہے اور دوسرا سب اہل بیت کا موقوف کرنا ہے اس حدیث کا مضمون ان پر صادق آیا کہ اللہ ہر مسمیٰ کے شروع میں ایک ایسا شخص پیدا کرتا ہے گا جو دین اسلام کی تجدید کر دے گا۔ یہ وقت سوم جب یہ ہند نہ قریب ختم پہنچا تو بنی عباس کے مدعیان خلافت نے خراسان کی طرف سے سر اٹھایا اور لڑائیاں ہوئیں اور بڑے بڑے ظلم ہوئے جو شخص بنی امیہ میں سے یا ان کے مددگاروں میں سے مل گیا اس کو مار ڈالا اور بڑی بڑی سختیاں کیں یہ بات تمام اطراف و جوانب میں پھیل گئی اور ہوا جو کچھ ہوا۔ ان تمام ہنگاموں کے بعد بنی عباس کا کام ختم کیا اور تیسرا تغیر ختم ہو گیا اور جو تھا تغیر شروع ہو گیا۔ گو یہ (تیسرا) تغیر بڑے بڑے حادثے اپنے بغل میں رکھتا تھا اور ایک طویل زمانہ کے بعد ختم ہوا مگر اس کا رنگ ایک باجیہا کہ گزشتہ تغیرات کا رنگ ایک بالہذا ایک اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ (اسلام میں) صرف دو دولتیں ہوئیں اول مدینہ میں اور دوسری شام میں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں اور بنی اسرائیل کی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے خاندانی والوں کی مدد سے اس قدر کثرت سے شروع کیا کہ وہی قہر میں رہ کر اس کا انکار کیا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس قہر کو شایا جزاء اللہ عنہ بنی امیہ کے اس فعل کا تمام حضرت معاویہ پر کہاں تک پہنچا اور اس حقیقت اس کی کیا وجہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ صلوات اللہ علیہ کی توفیق سے لکھو گا جو موقوف۔

(تیسرا) سب اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو قرآن شریف کے علاوہ اور چیزوں کی تدبیر سے بھی فرمایا جیسا کہ سب صحابہ کرام کو ان کے خاندانی والوں کی مدد سے اس قدر کثرت سے شروع کیا کہ وہی قہر میں رہ کر اس کا انکار کیا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس قہر کو شایا جزاء اللہ عنہ بنی امیہ کے اس فعل کا تمام حضرت معاویہ پر کہاں تک پہنچا اور اس حقیقت اس کی کیا وجہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ صلوات اللہ علیہ کی توفیق سے لکھو گا جو موقوف۔

فی وصف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں (لکھا) ہے کہ مقام ہجرت ان کا طیبہ ہوگا اور سلطنت ان کی ملک شام میں ہوگی۔ پہلی دولت خیریت اور خلافت و رحمت اور زائد اشاعت اسلام کے اوصاف کے ساتھ تیسری گئی اور دوسری دولت ان بڑائیوں کے ساتھ یاد کی گئی کہ ان کی قمیص ان کی گواہیوں سے آگے چلیں گی اور جھوٹ کا رواج ہو جائے گا اور کائنات والی بادشاہت ہوگی اور دوسرے ملے سانب ہوں گے۔ پہلی دولت کی تاریخ یوں بیان کی گئی ہے کہ اسلام کی چلی پینتیس برس تک چلتی رہے گی۔ اور دوسری دولت کی تاریخ اس طرح بیان ہوئی کہ جب ہند اول کے بعد سلطنت قائم ہو جائے گی تو شستر برس تک پہلی دولت میں سلف صالح کی بدگونی نہ تھی اور دوسری دولت میں سلف صالح کو برا کہنے لگے تھے اپنی اپنی خواہش اور رائے کے موافق۔ پہلی دولت میں تمام امور دینی کا مرجع پیغمبر اور خلیفہ خاص تھے اور کوئی قابل لحاظ اختلاف دین میں اس وقت نہ تھا۔ دوسری دولت میں بہت سے اختلاف اور اصول عقائد میں بہت پرگندہ مذہب شل مروجہ و قدیمہ و خوالج کے پیدا ہو گئے اور فتاویٰ اور احکام میں کچھ لوگ اہل مدینہ کے مذہب پر تھے کچھ لوگ اہل عراق کے مذہب پر تھے لیکن ہنوز اختلاف مدون نہ ہوئے تھے اور یہ سب نزاع مضبوط نہ ہوئی تھی۔ اس حالت کو (جو تیسرے تغیر سے پیدا ہوئی) بمقابلہ پہلی حالت کے (جو پہلے دو تغیروں سے پیدا ہوئی تھی) مثل دو مختلف الحقیقہ نوعوں کے سمجھا جاتے جو ایک جنس کے نیچے ہوں۔ باعتبار اسی امر مشترک کے (جو یہاں بمنزلہ جنس کے ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام ہمیشہ غالب ہوگا۔ خلیفہ کے وقت

فی وصف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں (لکھا) ہے کہ مقام ہجرت ان کا طیبہ ہوگا اور سلطنت ان کی ملک شام میں ہوگی۔ پہلی دولت خیریت اور خلافت و رحمت اور زائد اشاعت اسلام کے اوصاف کے ساتھ تیسری گئی اور دوسری دولت ان بڑائیوں کے ساتھ یاد کی گئی کہ ان کی قمیص ان کی گواہیوں سے آگے چلیں گی اور جھوٹ کا رواج ہو جائے گا اور کائنات والی بادشاہت ہوگی اور دوسرے ملے سانب ہوں گے۔ پہلی دولت کی تاریخ یوں بیان کی گئی ہے کہ اسلام کی چلی پینتیس برس تک چلتی رہے گی۔ اور دوسری دولت کی تاریخ اس طرح بیان ہوئی کہ جب ہند اول کے بعد سلطنت قائم ہو جائے گی تو شستر برس تک پہلی دولت میں سلف صالح کی بدگونی نہ تھی اور دوسری دولت میں سلف صالح کو برا کہنے لگے تھے اپنی اپنی خواہش اور رائے کے موافق۔ پہلی دولت میں تمام امور دینی کا مرجع پیغمبر اور خلیفہ خاص تھے اور کوئی قابل لحاظ اختلاف دین میں اس وقت نہ تھا۔ دوسری دولت میں بہت سے اختلاف اور اصول عقائد میں بہت پرگندہ مذہب شل مروجہ و قدیمہ و خوالج کے پیدا ہو گئے اور فتاویٰ اور احکام میں کچھ لوگ اہل مدینہ کے مذہب پر تھے کچھ لوگ اہل عراق کے مذہب پر تھے لیکن ہنوز اختلاف مدون نہ ہوئے تھے اور یہ سب نزاع مضبوط نہ ہوئی تھی۔ اس حالت کو (جو تیسرے تغیر سے پیدا ہوئی) بمقابلہ پہلی حالت کے (جو پہلے دو تغیروں سے پیدا ہوئی تھی) مثل دو مختلف الحقیقہ نوعوں کے سمجھا جاتے جو ایک جنس کے نیچے ہوں۔ باعتبار اسی امر مشترک کے (جو یہاں بمنزلہ جنس کے ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام ہمیشہ غالب ہوگا۔ خلیفہ کے وقت

کھوہ من قریش و فی روایت لایزال امر
الناس ما عیناً ما لہو اشاعرہ خلیفہ کلہم
من قریش الخرجہ الشیخان من حدیث
جابر بن سمرہ ای امر جامع کہ مشترک ست
در میان دو دولت دولے کہ در مدینہ بود و
دولے کہ در شام استقرار یافت تفصیل ہی طلبید
نہزورین دو خانہ دارو یکے خلافت و دیگر علم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتفاق ہر دو
باعبار خلافت ازاں جہت ست کہ دین ہر دو
دولت خلیفہ مستقل ہی بود متصرف در عالم غیر
مراحتت خارجیہاں و بدون اعتماد کسی بر امرائے
شکر بخلاف دولت بنی عباس و اتفاق ایں ہر دو
باعبار علم ازاں جہت ست کہ تا ایں وقت توحید
ایجاب فشرہ بود و بیکس نے گفت کہن متبع
ظلال خصم بلکہ اذ کہ کتاب و سنت را بروفق مذہب
صحابی خود تاویل نہ نمود و ہر یکے دعویٰ میکرد
کہ بفضلے صراح شریعت محمدی علی صاحبہا
صلوٰۃ والسلام حکم حقین و جہنم ست احضار فی
مذاہب و اصحاب فقہ ایں زمانہ مخلوط بود باہل صحابہ
ایعین مسند و مرسل ہر را فہم میکردند۔

سبکے سب قریش سے ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ
ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جب تک کہ ان کے عالم بارہ
خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اس حدیث
کو شیخین نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے۔ تحقیق
اس امر مشترک کی جو دونوں دولتوں یعنی مدینہ کی دولت اول
شام کی دولت میں پایا جاتا ہے کچھ تفصیل چاہتی ہے (وہ
یہ کہ) غلبہ دین کے دو بانو ہیں ایک خلافت اور دوسرے علم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ دونوں دولتوں میں خلافت
کا مشترک ہونا اس وجہ سے ہے کہ ان دونوں دولتوں میں
خلیفہ مستقل ہوتا تھا اور ملک میں بغیر مراحمات باغیوں کے
اور بغیر اس کے کہ امرائی لشکر پر پورا بھروسہ کرے تصرف کرتا
تھا۔ بخلاف دولت بنی عباس کے۔ اور ان دونوں دولتوں میں
علم کا مشترک ہونا اس سبب سے ہے کہ اُس وقت تک مذاہب
کی تدوین نہ ہوتی تھی۔ کوئی شخص نہ کہتا تھا کہ میں فاضل
شخص کا پیرو ہوں بلکہ کتاب و سنت کی دلیلوں کو اپنے
صحاب کے مذہب کے موافق تاویل کرتے تھے۔ ہر شخص یہ دعوٰی
کرتا تھا کہ فاضل شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے
موافق حکم اس طرح اور اس طرح ہے اس میں اس سے غلطی ہو
یا صواب۔ اُس زمانہ کی فقہ صحابہ و تابعین کے ہمارے ساتھ خلط
تھی پسند و مرسل سب پر عمل کرتے تھے۔

چوتھی حالت (یعنی چوتھا بغیر) خلافت بنی عباس کا عہد
 میں جمع جانا۔ یہ دولت قریب چار سو برس تک رہی۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی خبر دی ہے۔ ترمذی
 نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خراسان سے کچھ سیاح جنت نکلیں گے

کے سب قریش سے ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ
 ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جب تک کہ ان کے حاکم باہر
 خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اس حدیث
 کو شیخین نے حضرت جابر بن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ تحقیق
 اس امر مشترک کی جو دونوں دولتوں یعنی مدینہ کی دولت و
 شام کی دولت میں پایا جاتا ہے کچھ تفصیل چاہتی ہے (وہ
 یہ کہ) غلبہ دین کے دو بازو ہیں ایک خلافت اور دوسرے علم
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ دونوں دولتوں میں خلافت
 کا مشترک ہونا اس وجہ سے ہے کہ ان دونوں دولتوں میں
 خلیفہ مستقل ہوتا تھا اور ملک میں بغیر ماحمت یا بغیوں کے
 اور بغیر اس کے کہ امرائی لشکر پر پورا بھروسہ کرے تصرف کرتا
 تھا۔ خلافت دولت بنی عباس کے۔ اور ان دونوں دولتوں میں
 علم کا مشترک ہونا اس سبب سے ہے کہ اس وقت تک مذاہب
 کی تائید نہ ہوئی تھی۔ کوئی شخص یہ نہ کہتا تھا کہ میں فلاں
 شخص کا پیرو ہوں بلکہ کتاب و سنت کی دلیلوں کو اپنے
 صحابہ کے مذہب کے موافق تاویل کرتے تھے۔ ہر شخص یہ دعو
 کرتا تھا کہ خالص شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے
 موافق حکم اس طرح اور اس طرح ہے اس میں اس سے غلطی ہو
 صواب۔ اس زمانہ کی فقہ صحابہ و تابعین کے ہمارے ساتھ خلط
 تھی پسند و مرسل سب پر عمل کرتے تھے۔

فلا بُدَّ لها شيء حتى تنصب بايديها
وبمين ست فتنة السراء وبمين ست ضمون
ثم يكون جارية وعُتُوا أخرج ابو داود
من حديث عبد الله بن عمر قال كنا
قعوداً عند رسول الله ﷺ عليه
وسلم فذكرهم الفتن فأكثر في ذكرهم هل حجة
ذكرهم فتنة الاحلاس فقال قائل
يا رسول الله وما فتنة الاحلاس قال
هي هَرْبٌ وَخَرْبٌ ثم فتنة السراء
ودخها من تحت قدم رجل من
اهل بيتي يزعم انه ربي وليس مني
انما اولياي المتقون ثم يصلح الناس
على رجل كره على صلح ثم فتنة الذهبا
لا تدع احدا من هذه الامم الا
لطمته لطمه فاذا قيل انقضت نماذج
يقيم الرجل فيها مؤمناً وميت كما ذكرنا
تصير الى فسطاطين فسطاط ايمان لا
نفاق فيه وفسطاط نفاق لا ايمان فيه
فاذا كان ذلكم وانظروا الدجال من يومه
او من فرد قال الخطابي قول فتنة الاحلاس
انما اضيقفت الفتنة الى الاحلاس وانما
وطول لبيتها يقال للرجل اذا كان
يلزم بيت لا يترج هو جالس بيته وقد
يعقل ان يكون شتمه بالاحلاس لسوء
لونها وظلمها والعرب ذهاب المال والاهل

جن کو کوئی واپس نہ کر سکے گی یہاں تک کہ وہ ایلیا (سیت المقدس) میں نصب کر دیے جائیں گے۔ فتنہ سترام (جو آئندہ حدیث میں مذکور ہوگا) یہی فتنہ ہے اور ظلم اور سرکشی (جو کلثمی والی بادشاہ کے بعد بیان کی گئی ہے) یہی ہے۔ ابو داؤد نے بروایت عبد اللہ بن عمرؓ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور بہت ذکر کیا یہاں تک کہ آپ نے فتنہ احلاس کا ذکر کیا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ فتنہ احلاس کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں ہرب اور حرب ہوگی اس کے بعد فتنہ سرام ہوگا جس کا دھواں ایک ایسے شخص کے سر کے نیچے سے اٹھے گا جو میکہ اہل بیت میں سے ہوگا وہ اپنے کو میرے گروہ میں سے سمجھے گا حالانکہ وہ میرے گروہ سے نہ ہوگا میرے ولی وہی لوگ ہیں جو متقی ہوں۔ اس کے بعد پھر لوگ ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو مثل سرین کے پسلی پر ہوگا اس کے بعد فتنہ دہیما ہوگا جو اس امت میں سے کسی کو باقی نہ رکھے گا جس کو ایک طمانچہ نہ مارے (وہ فتنہ ایسا طویل ہوگا کہ) جب لوگ خیال کریں گے کہ اب یہ فتنہ ختم ہوا تو وہ ابو بڑھ جائے گا اس فتنہ میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ امت میں دو فترتے ہو جائیں گے ایک فرقہ ایمان کا جس میں بالکل نفاق نہ ہوگا۔ اور دوسرا فرقہ نفاق کا جس میں بالکل ایمان نہ ہوگا جب یہ حالت ہو جائے تو مایوسی دن یا اس کے دوسروں و حال کا انتظار کرنا خطائی نہ کہنا ہے کہ اس فتنہ کو فتنہ الاحلاس اس کے دوام اور دوزاری کے سبب سے کہا گیا ہے۔ جب کوئی شخص گھر میں ہی مقیم رہے اور باہر نہ نکلے تو کوئی گھر میں وہ اپنے گھر کا ٹاٹ بنا جو ہے یا شاید اس سبب کہ ایسا (طریقہ) کو کتبہ بنادے یہ فتنہ یا دوزخ کا ایک حصہ اور حرب کے معنی مال اور اولاد تلف ہو جانے کے ہیں۔ اہل حرب

عن عبد الله بن الحارث بن جزمه الزبيدي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج ناس من المشرق فيوطنون المحدثين يعني سلطاناً.

تحقیق اس حدیث میں غیر آنت کہ مراد از ہمدی خلیفہ بنی عباس است نہ امام ہمدی کہ در آئینان ظهور نماید یا جہدی گفتن و خلیفہ اللہ بنی و متش بر نصرت او نمودن بچیت آنت کہ خلافت اس فریق در پردہ تقدیر مصمم شد اس را تغییر و تبدل نیست پس او ہمدی است راہ نمودہ شد بسوئے تدبیر کے کہ مضمونی باشد باستقرار خلافت نبیوں خارجیوں دیگر کہ تدبیر آہستہ آہستہ شد و بجز ہرج و مرج چیزے بدست ایشان نیامد و خلیفہ اللہ است بچے انکار خلافت او در قدر آہی مصمم گشت تا او باید بود و رد او نباید نمود زیرا کہ مطلوب اہم در شریعت قطع نزاع است و قلیل ہرج و مرج خلافت متفرق بہتر است لہذا صاحبان کور و کلہ علیہ صلح باشد از خلافت تلاشی کہ صاحبان فضل بود و تفرع تفرع قلیل مضرت و تمییز ہائے موافق تقدیر خود ترا حاصل شود و اقل دولت عباسیہ خلیفہ و اطراف عالم نافذ بود و بعد مصمم حکم ایشان ضعیف شد و بظاہر مستقل شدند تا آنکہ سلطنت صوبے نامذہبیر حقیقت و عبیدیاں بمصر خروج کردند و از ہمدی آہستہ آہستہ خلیفہ ریاضت نصاریٰ بر شام تسلط یافتند آخر ہا ہم عبیدیان بر ہم خود نہ

و ہم نصاریٰ از ارض شام بر کوفہ مشدند و بپانچویں از ترک کج چنگیز بر غراسان قلبہ کردند و آخر خلیفہ عباسی بر ہم خود در اس حالت دولت عرب ختم شد و عباسیان در ہر ناصیت بریاست سرور آوردند اس بہتلتے تغیر خاص بود و در ایام دولت بنی عباس مذہب اصول و فروع حکم اساس گشت حنفی و شافعی و مالکی تصانیف پر و اقتند و در اصول معتزلہ و شیعہ از ہم ممتاز گشتند و در تہیں عصر علوم یونانیان بلفظ عرب نقل کردہ شد و تاریخ فارسیان را معرب ساختند و ہر یکے ہند خود خورسند گردید تا انقضای دولت شام چکیس خود را حنفی و شافعی بنی لغت بلکہ اول را بروفا مذہب اصحاب خود تاویل میکردند و در دولت عراق ہر کے برلے خود تائے معتزلہ و معتزلہ اصحاب خود تاویل میکردند و در دولت عراق ہر شخص نے اپنے لئے ایک ایک نام تجویز کر لیا کوئی اپنے کو حنفی کہنے لگا کوئی شافعی جب تک اپنے اصحاب کی تصریح نہ دیکھ لیتے تھے قرآن و حدیث کے دلائل پر کوئی حکم نہ کرتے تھے جو اختلافات قرآن و حدیث کی تاویل کے لحاظ سے لازم آتے تھے اب وہ مضبوط ہو گئے۔ ہر چند دولت بنی عباس اول اور اوسط اور آخر میں مختلف تھی مگر یہ دولت تا مگر مذہب کی مضبوطی اور ان کی تفریعات اور تخریجات پر گزری۔ اور یہ حالت بہ نسبت پہلی دونوں حالتوں کے مثل دو جنس (سافل) کے تھی جو جنس عالی کے تحت میں ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر مشترک کے لحاظ سے فرمایا تھا جس کو اللہ داؤد بنے بروایت سعد بن ابی وقاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے پروردگار کے یہاں اس بات سے محروم نہ رہے گی کہ وہ ان کو نصیب ہفتک ہفتک

قبل السعدی و کمر نصف یوم قال حسن ثلثتہ
تفصیل ایں معنی آنکہ خلافت در دولت
مدینہ و مشام و عراق ہمہ در قریش بود
و از ملک عرب باطراف و لواحق احکام
جاری مے شد و لو بحسب التصورہ امت
دریں حدیث بمعنی قوم و قبیلہ است
ازین تاریخ باز دولت قریش منقرض شد
بلکہ دولت عرب برہم خورد و روسا محافل
و ملوک عالم عجیبان شدند چون دولت
عرب متفقین شدند مردم در بلاد مختلفہ
افتادند ہر یک کے آنچه از مذہب یا گرفتہ بود
ہماں را اصل ساخت و آنچه مذہب تنبط
سابقاً بود احوال سنت مستقرہ شد علم
ایشان تخریج بر تخریج و تفریع بر تفریع
و دولت ایشان مانند دولت جوس الا آنکہ مباد
می گزارند و محکم بکلمہ شہادت شد و مردم در
دلمان ہیں تغیر پیدا شدیم نمی دانیم کہ خدا تعالیٰ تعلق بعد
ازین چه خواستہ است و ہذا اخوالفصل الخامس

حضرت سعد بن ابی وقیح گیا کہ نصف روز کی کیا مقدار ہوگی! حضرت سعد نے
کہا پانچ سو برس تفصیل اس کی یہ کہ دولت مدینہ کی خلافت اور شام
کی اور عراق کی یہ سب خلافتیں قریش میں تھیں اور ملک عرب اطراف
و جنوب میں احکام جاری ہوئے تھے گو ظاہری طور پر یہی (اور ان
سب خلافتوں کا زمانہ پانچ سو برس کا ظاہری مطلب است کہ پانچ سو برس تک
ہلکت یعنی کاہی ان نظامت اس حدیث میں بمعنی قوم و قبیلہ قریش کے
ہے اس مدت کے بعد دولت قریش کی ختم ہو گئی بلکہ عرب کی دولت درہم
و برہم ہو گئی اور محفلوں کے رئیس اور عالم کے بادشاہ عجیب لوگ ہو گئے۔
جبکہ عرب کی ختم ہوئی اور مسلمان لوگ مختلف شہروں میں پہنچے تو
جس نے جو مذہب یاد کر لیا تھا اسی کو اس نے اصل بنایا اور جو مذہب
کہ پہلے مستنبط (سمجھا جاتا) تھا اصل مضبوطین گیا اب لوگوں کا علم
یہ ہے کہ تخریج پر تخریج اور تفریع پر تفریع کرس۔ عجیبوں کی دولت بالکل
جو بیوں کی دولت کے مثل و فرق صرف یہ کہ کہ یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور
کلمہ شہادت پڑھتے ہیں ہم لوگ اسی (پانچ سو برس) تفریع کے واسطے پیدا
ہوئے ہیں اب نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے بعد کیا ہے۔

فصل پنجم ختم ہوئی
(والحمد للہ رب العالمین)

عہد رسالت سے امام ابن ماجہ کے زمانہ تک کی تاریخ تدوین حدیث
اور سن ابن ماجہ پر تفصیلی نظر

امام ابن ماجہ اور علم حدیث

مؤلف: مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

مقام حدیث، کتابت حدیث، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہل عہد رسالت
میں صحابہ کرام کے نوشتے، عہد صحابہ میں تابعین
کے نوشتے، دوسری صدی ہجری کی ان بہتم
باشان کتب اہل کاذکرین کے مصنف اعلیٰم فقہ
واجبہ کے زمانہ روا ہے ہیں، تیسری صدی
میں علم حدیث کی ترقی اور اس کے ہر شعبہ کی
تکمیل، صحاح ستہ کی تدوین، اور وہ نامور
مطورات و فوائد جو بیسیوں ضخیم کتب کی حق گردانی
اور بر سہا برس کے عین مطالعہ سے ہی
حاصل ہوئے ہیں۔

امام ابن ماجہ کا نام و نسب
عہد طالع بلی، ان کے شیوخ،
طلب حدیث کیلئے رطت عام حالات
زندگی، فنائے عراقی تصانیف کا کلی معام
ان بلاد اسلامیہ کے حالات
وہاں کے محدثین کا تذکرہ جہاں سے
علم نبوی کے چنے اہل اہل کرا
عالم میں رواں ہوئے۔

اس کتاب کے آخر میں ایک جامع اشاریہ (انڈکس) شامل کیا گیا ہے جس سے
کتاب کی افادیت کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ قیمت مجلد آٹھ روپے۔

نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ، فریڈوڈیا کراچی



لغات الحديث

مؤلف: علامہ وحید الزماں

اس کتاب کا اصل نام "اسرار اللغة مع انوار اللغة الملقب به وحید اللغات" تھا جو اب "لغات الحديث" کے مختصر نام کے ساتھ اصح المطابع کے زیر اہتمام طبع ہوئی ہے۔
 اردو زبان میں عربی لغات کے ترجمہ و تشریح سے تعلق آج تک اس درجہ کی کوئی کتاب لغات شائع نہیں ہوئی۔ لغات الحديث کی تالیف میں النہای لابن الاثیر، مجمع بحار الانوار، القاموس المحیط، الصغیر للجوهری، محیط المحیط، مفتی الارب، مجمع البحرین، الفائق للرحمہی، المغرب شمع النج، العیب اللسان العربی، معرّف کتب سے مدد لی گئی ہے۔
 اس عظیم الشان کتاب کی مدد سے عربی زبان کے تمام الفاظ کی دریافت کے ساتھ ساتھ ہزار احادیث الی سنت و امامیہ اور آثار صحت پر بھی بخوبی عبور حاصل کیا جاسکتا ہے۔
 الفاظ کے تحت احادیث و آثار مع ترجمہ و شرح مندرج ہیں۔ شائقین علم حدیث اور لغات کے علماء و طلبہ کے لئے ایک قابل قدر تحفہ ہے۔ یہ کتاب ۳۳ حصوں یا چھ جلدوں میں منسلک ہے۔
 قیمت - جلد اول الف تا ح - ۱۳/- ، جلد دوم ح تا ز - ۱۳/- ، جلد سوم س تا ض - ۱۳/-
 جلد چہارم ط تا ق - ۱۳/- ، جلد پنجم ق تا م - ۱۳/- ، جلد ششم م تا ی - ۱۳/-
 ۶ جلدوں کی مجموعی قیمت جلد ۱۳/- ہے۔
 شائقین کی آسانی کے لئے الگ الگ حصوں کی فروخت کا بھی انتظام ہے۔

الف	۳/-	ح	۳/-	ز	۳/-	ض	۳/-	ف	۳/۸	م	۳/-
ب	۳/۸	خ	۳/۸	س	۳/۸	ط	۳/۸	ق	۳/-	ن	۳/-
ت	۳/-	ث	۳/۸	ش	۳/۸	ع	۵/۸	ک	۳/-	و	۳/-
ج	۳/-	ر	۳/۸	ص	۳/۸	ح	۲/۸	ل	۳/-	ہ	۳/-

